عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا
فتاویٰ محمودیہ
جلد ۲۶
از
فقیہ الامت حضرت اقدس مفتی محمود حسن گنگوہی قدس سرہ
مفتی اعظم ہند دار العلوم دیوبند
ترتیب جدید
محمد فاروق غفرلہ
خادم جامعہ محمودیہ علی پور ہاپوڑ روڈ میرٹھ الہند
مکتبہ محمودیہ
جامعہ محمودیہ علی پور ہاپوڑ روڈ میرٹھ (یوپی) الہند 245206
Design by: M.Rahman Qaasmi 9758814654

F.M.Fainal\Jild-1\S.R.Waraq

مقدمہ فتاوی محمودیہ

از

فقیہ الامت حضرت مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی قدس سرہٗ

مفتی اعظم ھند و دار العلوم دیوبند

ترتیب جدید

محمد فاروق غفرلہٗ

ناشر

مکتبہ محمودیہ

جامعہ محمودیہ علی پور ہاپوڑ روڈ میرٹھ، یوپی ۲۴۵۲۰۶

انتباہ

کوئی صاحب فتاویٰ محمودیہ کو کلاً یا جزاً بلا اجازتِ مرتب شائع نہ فرمائیں۔

تفصیلات

نام کتاب	:	**فتاویٰ محمودیہ......۲۶**
صاحب فتاویٰ	:	فقیہ الامت حضرت اقدس مفتی محمود حسن گنگوہی قدس سرہ (مفتی اعظم ہند و دار العلوم دیوبند)
مرتب	:	محمد فاروق غفرلہٗ
کمپوزنگ	:	مجیب الرحمٰن قاسمی جامعہ محمودیہ علی پور 7895786325
سن اشاعت	:	۱۴۳۰ھ-۲۰۰۹ء
صفحات	:	۴۳۸
قیمت	:	

ناشر

مکتبہ محمودیہ

جامعہ محمودیہ علی پور ہاپوڑ روڈ میرٹھ (یوپی) پن کوڈ: ۲۴۵۲۰۶

اجمالی فہرست

E:\f.m.Final \ Jild-26\ Fahrist

☆......☆......☆......☆......☆

E:\f.m.Final \ Jild-26\ Fahrist

تفصیلی فہرست

مضامین فتاویٰ محمودیہ جلد...... ۲۶

نمبر شمار	مضامین	نمبر صفحہ
	کتاب الغصب	
	غصب کے مسائل	
۱	کسی کی زمین کو غصب کرنا	۲۷
۲	زمین غصب کر کے پڑوسی کا مکان بنوانا	۲۸
۳	باپ کے مال کا استعمال بلا اجازت	۲۹
۴	مطلقہ ماں کی مدد باپ کے مال سے	۳۰
۵	شجرۂ مغصوبہ کا پھل	۳۰
۶	دوسرے کی زمین کو غصب کرنا	۳۱
۷	مخدوم کے مال میں خادم کا تصرف	۳۳
۸	دوسرے کی زمین کاشت کرنے سے کیا مالک بن جائے گا۔	۳۵
۹	کسی کی بوئی ہوئی کھیتی کو کاٹ لینا	۳۷

کتاب الضمانة والامانة

﴿ضمانت وامانت کے احکام﴾

باب اول: ضمانت کے احکام

نمبر شمار	مضامین	نمبر صفحہ

نمبر شمار	مضامین	نمبر صفحہ
	باب سوم: امانت کے ضائع ہونے پر ضمان	
۶۱	امانت کو دفن کر دینے کی شکل میں ضائع ہونے پر ضمان	۹۷
۶۲	ضمان مرہون میں کونسی قیمت معتبر ہوگی، اور امانت کو دین رکھنا	۹۸
۶۳	ہوٹل کے برتن اپنے کمرہ سے گم ہونے پر ضمان	۹۹
۶۴	بے احتیاطی سے سامان ضائع ہوگیا	۱۰۰
۶۵	امانت کا ضمان حفاظت میں کوتاہی کی بناء پر	۱۰۱
۶۶	امانت کا ضمان	۱۰۳
۶۷	امانت چوری ہونے پر ضمان کا حکم	۱۰۴
۶۸	مسجد کے حجرہ سے چوری کا ضمان کس پر ہے	۱۰۵
۶۹	امانت کے ہلاک کرنے پر ضمان	۱۰۶
۷۰	امانت کا روپیہ جل گیا اس کا تاوان	۱۰۷
۷۱	امانت غسل خانہ میں رکھ کر بھول گیا، اس کا ضمان	۱۰۹
	کتاب الصید والذبائح	
	﴿شکار اور ذبیحہ کے احکام﴾	
	باب اول: شکار کا بیان	
۷۲	کیا شکار کرنا مباح ہے	۱۱۱

نمبر شمار	مضامین	نمبر صفحہ

E:\f.m.Final \ Jild-26\ Fahrist

کتاب الاضحیۃ والعقیۃ

﴿قربانی اور عقیقہ کے مسائل﴾

باب اول: وجوب قربانی

E:\f.m.Final \ Jild-26\ Fahrist

E:\f.m.Final \ Jild-26\ Fahrist

نمبر شمار	مضامین	نمبر صفحہ

نمبر شمار	مضامین	نمبر صفحہ
	باب چہارم: قربانی میں شرکت	
۲۵۱	بکرا، اونٹ، گائے میں شرکت کی تفصیل	۳۰۴
۲۵۲	ایک بکری میں شرکت درست نہیں	۳۰۶
۲۵۳	بکرے کی قربانی میں شرکت	۳۰۸
۲۵۴	قیمتی بکرا پالا پھر اس کے عوض گائے خرید کر قربانی کرنا	۳۰۸
۲۵۵	اونٹ میں بھی سات حصے ہوں گے	۳۰۹
۲۵۶	چھ شریکوں نے ایک حصہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے کیا	۳۱۰
۲۵۷	چھ آدمی ایک حصہ قربانی کا حضور ﷺ کی طرف سے کریں	۳۱۱
۲۵۸	ایک گائے کی قربانی میں ساتواں حصہ حضور ﷺ کا	۳۱۳
۲۵۹	جانور خرید کر چھ حصہ دار شریک کرنا	۳۱۴
۲۶۰	قربانی کے لئے جانور خرید کر اس میں دوسروں کو شریک کرنا	۳۱۵
۲۶۱	جانور خریدنے سے پہلے شرکاء کی تعیین ہو یا بعد میں	۳۱۵
۲۶۲	قربانی میں گوشت فروخت کرنے کی نیت	۳۱۶
۲۶۳	قربانی کے بعد حصہ فروخت کرنا	۳۱۷
۲۶۴	شرکاء کی اجازت کے بغیر قربانی کے جانور کو دوسروں کو فروخت کرنا	۳۱۷
۲۶۵	غنی شریک قربانی سے پہلے مرجائے	۳۱۹
۲۶۶	فقیر شریک قربانی سے پہلے مرجائے	۳۲۰
۲۶۷	ایک شریک کے مرنے پر اس کے حصہ کی قربانی	۳۲۰
۲۶۸	کسی شریک کی قربانی نہیں ہوسکی تو قیمت کیا کرے	۳۲۱

E:\f.m.Final \ Jild-26\ Fahrist

نمبر شمار	مضامین	نمبر صفحہ
۳۲۰	مردہ کی طرف سے قربانی کر کے قیمت چرم اپنے بیٹے کو دینا	۳۷۰
۳۲۱	چرم قربانی مالدار کو دینا	۳۷۱
۳۲۲	چرم قربانی مدرسہ میں صرف کرنا	۳۷۲
۳۲۳	فطرہ اور چرم قربانی تعلیم کے مشاہرہ میں دینا	۳۷۲
۳۲۴	قیمت چرم قربانی کا مصرف مدارس میں	۳۷۴
۳۲۵	مکتب میں زکوٰۃ اور قیمت چرم قربانی	۳۷۵
۳۲۶	چرم قربانی سے تنخواہ دینا	۳۷۷
۳۲۷	قربانی کی کھال تعمیر مسجد میں	۳۷۷
۳۲۸	چرم قربانی مسجد میں	۳۷۸
۳۲۹	چرم قربانی امام کے لئے	۳۸۰
۳۳۰	قربانی کی کھال امام کیلئے	۳۸۱
۳۳۱	میت کی طرف سے کی گئی قربانی کا گوشت	۳۸۲
۳۳۲	قربانی کے گوشت کا صدقہ	۳۸۲
۳۳۳	قربانی کی کھال کا کھانا	۳۸۳
۳۳۴	قربانی کے گوشت کا تیسرا حصہ صدقہ کرنا	۳۸۴
۳۳۵	قربانی کا گوشت پکا کر دینا	۳۸۴
۳۳۶	قربانی کے گوشت سے ایصال ثواب اور مروجہ فاتحہ	۳۸۵
۳۳۷	خدمت گزاروں کو قربانی کا گوشت	۳۸۶
۳۳۸	قربانی کا گوشت خاکروب وغیرہ کو دینا	۳۸۷
۳۳۹	قربانی کا گوشت مہترانی کو دینا	۳۸۷

E:\f.m.Final \ Jild-26\ Fahrist

E:\f.m.Final \ Jild-26\ Fahrist

تمت وبالفضل عمت

کسی کی زمین کو غصب کرنا

سوال:-(۱) ہمارے یہاں کمیونسٹ پارٹی نے یہ قانون بنایا ہے کہ جن کے پاس ۷۵/ بیگہ سے زائد زمین ہو ان سے لے لی جائے گی، اس قانون کو سامنے رکھتے ہوئے ہمارے گاؤں کے لوگوں نے ایک مسلمان زمیندار کی زمین پر اس شرط پر درخواست کی کہ فلاں فلاں آدمی پانچ چھ سال سے کاشتکاری کرتے ہیں، حالانکہ یہ بالکل جھوٹ ہے، اور کمیونسٹ پارٹی نے اس جھوٹ درخواست کرنے والوں کا ساتھ دیکر اس زمیندار کے کم سے کم ۱۰۰/ بیگہ کھیت (زمین) کو زبردستی لے لیا، تو کیا اس طرح پر جھوٹ درخواست دے کر کسی مسلمان کی زمین پر درخواست دیکر زبردستی قبضہ کر لینا دوسرے مسلمانوں کے لئے جائز ہے؟

(۲) مذکورہ زمیندار کی زمین جسے عام لوگوں نے قبضہ کرلیا، اسی طرح ایک عالم صاحب نے بھی لوگوں کا ساتھ دے کر ۵/۶ / بیگہ زمین جھوٹ طریقہ پر زبردستی قبضہ کرلیا، کیا ایک عالم کے لئے یہ جائز ہے کہ دوسرے مسلمان کی زمین پر زبردستی قبضہ کرلے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) کسی کی زمین پر ناحق قبضہ کرنا غصب ہے، جو کہ شرعاً حرام ہے، حدیث شریف میں اس پر سخت وعید آئی ہے، **"عن سعید بن زیدؓ قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من اخذ شبراً من الارض ظلماً فانه یطوقه یوم القیامة من سبع ارضین متفق علیه"** مشکوٰۃ شریف ص ۲۵۴/[۱]

---

[۱] مشکوٰۃ شریف ص ۲۵۴/ مطبوعه یاسر ندیم دیوبند، کتاب الغصب والعاریة، الفصل الاول، بخاری شریف ص ۴۵۴/ ج ۱/ کتاب بدء الخلق، باب ماجاء (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

(۲) عالم مسائل سے واقف ہوکر اور مقتدیٰ بن کر غصب کرتا ہے، تو اس کا گناہ زیادہ سخت ہے، "عن ابی الدراء قال ان من اشر الناس عند اللّٰہ منزلة یوم القیامة عالم لاینتفع بعلمه، رواه الدارمی، مشکوٰۃ شریف ج ۲/ص ۳۷/[۱] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۱/۹/۸۹ھ

زمین غصب کر کے پڑوسی کا مکان بنوانا

سوال:- میری تھوڑی سی زمین کسی شخص نے جبراً غصب کر کے میرے پڑوسی کا مکان بنوادیا، مجھ سے اس بارے میں کچھ نہیں پوچھا اس پر میں راضی نہیں تھا، تو اس شخص کے بارے میں جس نے جبراً زمین غصب کر کے پڑوسی کے لئے مکان بنوادیا، ایسے شخص کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

زمین غصب کرنا کبیرہ گناہ ہے، غاصب کے گلے میں ساتوں زمینوں کا طوق بنا کر ڈالا جائے گا،[۲] پڑوسی کو لازم ہے کہ آپ کی زمین خالی کردے، مکان ہٹالے یا ملبہ کی قیمت

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) فی سبع ارضین، مطبوعه اشرفی دیوبند، مسلم شریف ص ۳۳/ ج ۲/قبیل کتاب الفرائض، مطبوعه رشیدیه دهلی.

ترجمہ: حضرت سعید بن زیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کسی کی زمین میں سے ایک بالشت کے بقدر ظلما لے لےتو قیامت کے دن ساتوں زمین کا طوق اس کے گلے میں ڈالا جائیگا۔

[۱] مشکوٰة شریف ص ۳۷/(مطبوعه یاسر ندیم دیوبند) کتاب العلم، الفصل الثالث، سند الدارمی ص ۹۴/ ج ۱/باب العمل بالعلم وحسن النية فيه، حدیث ص ۲۶۲/مطبوعه دار الريان القاهرة.

ترجمہ: حضرت ابودرداءؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن اللہ کے نزدیک لوگوں میں سب سے برا مرتبہ کے اعتبار سے وہ عالم ہوگا جس نے اپنے علم سے فائدہ نہیں اٹھایا۔

[۲] عن سالم عن ابيه قال قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم من أخذ من الأرض شيئاً بغير حقه طوق له يوم القيامة الىٰ سبع ارضين، مشکوٰة شريف ص ۲۵۶/ (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

آپ سے لے لے، اس طرح وہ مکان بھی آپ کا ہوجائے گا، یا آپ کی زمین آپ سے کرایہ پر لے لے اور کرایہ آپ کو دیتا رہے[۱] اس طرح زمین آپ کی رہے گی، مکان اس کا رہے گا، یا زمین کی قیمت آپ کو دیدے اس طرح زمین بھی اس کی ہوجائے گی، غرض سمجھوتہ سے جس پر دونوں متفق ہوجائیں، وہ معاملہ کرلیا جائے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۹/۱۸/۹۵ھ

باپ کے مال کا استعمال بلا اجازت

سوال:- باپ کے مال میں سے بغیر باپ کی اجازت کے اور بغیر رضامندی کے بالغ لڑکوں کو باپ کا مال استعمال کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

باپ کو ناگوار گذرے تو اجازت نہیں[۲] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) (مطبوعہ یاسرندیم دیوبند) کتاب الغصب والعاریة، الفصل الثالث، بخاری شریف ص۴۵۳/ج۱/کتاب بدء الخلق ماجاء فی سبع ارضین، مطبوعہ رشیدیہ دھلی، مسلم شریف ص۳۳/ج۲/قبیل کتاب الفرائض، مطبوعہ رشیدیہ دھلی.

[۱] ومن بنی اوغرس فی ارض غیرہ بغیراذنه امربالقلع والرد وللمالک ان یضمن له قیمة بناء او شجر امران تقصت الارض به ای بالقلع، الدرالمختارعلی الشامی زکریاص۲۸۳، ۲۸۴/ج۹/کتاب الغصب، قبیل مطلب زرع فی ارض الغیر، البحرالرائق کوئٹہ ص۱۱۷/ج۸/ کتاب الغصب، مجمع الانھر ص۸۶، ۸۷/ ج۴/ کتاب الغصب، فصل ثانی، مطبوعہ دارالکتب العلمیة بیروت.

[۲] لایحل مال امرئ الابطیب نفس منه الحدیث مشکوٰة شریف ص۲۵۵/(مطبوعہ یاسرندیم دیوبند) باب الغصب، والعاریة الفصل الثانی، شعب الایمان للبیھقی ص۲۶۹/ج۲/الثامن والثلاثون وھوباب الیدعن الاموال المحرمة، حدیث ص۵۴۹۳/مطبوعہ نزارمصطفی الباز مکہ مکرمہ، مرقاة شرح مشکوة ص۳۵۰/ج۳/مطبوعہ بمبئی.

مطلقہ ماں کی مدد باپ کے مال سے

سوال: - ایک شخص جس کا نام خالد ہے اس نے ایک عورت سے شادی کرلی اور اس عورت کے پیٹ سے دو لڑکے اور دوسری لڑکیاں پیدا ہوئیں، اس میں ایک کا نام زید اور دوسرے کا نام بکر ہے، پھر کسی وجہ سے خالد نے اپنی بیوی کو طلاق دیدی، طلاق دینے کے بعد خالد نے دوسری عورت سے شادی کی، دوسری عورت کے پیٹ سے تین لڑکے ہیں، ایک لڑکا اور دو لڑکیاں، مگر طلاق دینے کے بعد زید اور بکر کی ماں پریشان اور غربت کی زندگی گزار رہی ہے، اب زید اور بکر جو کہ بالغ ہیں، وہ اپنی پریشان حال ماں کی مدد کرنا چاہتے ہیں، ماں کا حق اور ماں کی خدمت کس طرح کریں؟ کیا باپ کی جائیداد میں سے بغیر باپ کی رضامندی اور بغیر پوچھے اس میں سے کچھ لیکر ماں کی مدد کرنا کیسا ہے؟ اور اس طرح لے کر ماں کو دینا ثواب ہوگا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

بغیر باپ کی اجازت کے اس کے مال میں سے والدہ کو کچھ نہ دیں[1]، البتہ خود کما کر جس قدر ہو سکے خدمت کرتے رہیں، حق تعالیٰ فلاحِ دارین نصیب فرمائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۹۱/۸/۲۸ھ

شجرۂ مغصوبہ کا پھل

سوال: - ایک درخت ایک شخص کا ہے، دوسرے نے اس زمین کو اپنی کاشتکاری

---

[1] لایجوز التصرف فی مال غیرہ بلااذنہ ولا ولایتہ الخ، درمختار علی الشامی زکریا ج ۹/ ص ۲۹۱/ باب الغصب مطلب فیما یجوز من التصرف بمال الغیر الخ، الاشباہ والنظائر ص ۱۵۷/ الفن الثانی، کتاب الغصب، مطبوعہ اشاعت الاسلام دھلی، قواعدالفقہ ص ۱۱۰/ القواعدالفقھیۃ، مطبوعہ اشرفی دیوبند.

بنوالیا، وہ درخت بھی گورنمنٹ کے قانون سے کاشتکار کا ہوگیا، اور درخت کا لگانے والا بالکل محروم ہوگیا، تو کیا کاشتکار غاصب کو درخت یا درخت کا پھل کھانا جائز ہوسکتا ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جبکہ وہ زمین اس کاشتکار کی نہیں ہے، تو زمین بھی غصب ہے، اور درخت بھی غصب ہے، دونوں سے انتفاع ناجائز ہے[1]، غلط کارروائی سے ملک ثابت نہیں ہوتی۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند

دوسرے کی زمین کو غصب کرنا

سوال:- زید، عمر، بکر تین آدمی ہیں، بکر نے کچھ زمین عمر کی اور کچھ زید کی زبردستی اپنے قبضے میں رکھی تھی، پٹواری نے بکر کی کچھ زمین زید کے نام درج کردی، جس سے قانونی طور پر بکر کی زمین کا مالک ہوگیا، زید کی جس زمین پر بکر کا زبردستی قبضہ تھا، وہ اور تھی اور بکر کی جو زمین زید کے نام دیدی گئی وہ اور ہے، مگر قیمت میں دونوں برابر ہیں، بکر کی زمین جو قانونی طور پر زید کے نام دیدی گئی، اس میں کچھ پیڑ ہیں، جس کی وجہ سے بکر کی زمین کی قیمت زیادہ

---

[1] یا حلال باشد اما بسبب تعلق حق غیر پاک نباشد مانند ملک غیر بدون پروانگی او مثل بزی وگوسفند کہ از کسے غصب کردہ باشد یا طعام کہ بطریق رشوت گرفتہ باشد خوردنش جائز نیست الخ تفسیر عزیزی، ج ۱/ص ۶۷۰/ سورة البقرہ تحت قوله تعالیٰ ولاتتبعوا خطوات الشيطان الاية.

ويجب رد عين المغصوب لقوله عليه الصلاة والسلام لايحل لاحدكم ان ياخذمال اخيه لاعبا ولاجادا وان اخذه فليرده عليه، الدرالمختارمع الشامي زكرياص ۲۶۶/ج ۹/كتاب الغصب، مطلب في ردالعين المغصوب، البحرالرائق كوئٹه ص ۱۰۹/ج۸/كتاب الغصب، مجمع الانهر ص۷۸/ج۴/كتاب الغصب، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت.

بن گئی، عمر نے بکر سے تنگ آکر اپنی زمین عطیہ کے طور پر زید کو دیدی، زید نے عمر والی اور بکر والی دونوں زمین بذریعہ مقدمہ حاصل کرلی، زید کی کچھ زمین مذکورہ بالا بکر کے قبضہ میں ہے، اب زید آخرت کے مواخذہ کے ڈر سے بکر کی زمین کو واپس کرنا چاہتا ہے، مگر بکر کہتا ہے کہ عمر والی عطیہ زمین بھی جس پر غیر شرعی قبضہ بکر کا تھا وہ بھی واپس کرو، اس صورت میں بکر والی زمین کا زید کیا کرے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

کسی کی زمین کو غصب کرنا گناہ کبیرہ اور سخت جرم ہے[۱]، غاصب سے اپنا حق وصول کرنا شرعاً درست ہے، خواہ قیمت کی صورت میں ہو[۲]، جس کی زمین ناحق قبضہ میں ہے اس کو واپس کرنا ضروری ہے[۳]، یا پھر رضامندی سے اس کی قیمت دیدی جائے، اگر حقدار کو اس کا حق دیا جائے تو اس کو یہ کہنے کا حق نہیں کہ فلاں شخص کا بھی حق واپس کرو، یعنی اپنا حق قبول کرنے کے لئے یہ شرط نہ لگائے، ہاں نصیحت وعہد کے طور پر کلمۂ خیر کہہ دے ترغیب دیدے تو درست ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح العبد نظام الدین دارالعلوم دیوبند ۲۹؍۲؍۹۲ھ

---

[۱] عن سعید بن زید قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم من اخذ شبرا من الارض ظلما فانہ یطوقہ یوم القیامۃ من سبع ارضین، مشکوۃ ص ۲۵۴/ کتاب الغصب، الفصل الاول، مطبوعہ دار الکتاب دیوبند، بخاری شریف ص ۴۵۴/ ج ۱/ کتاب بدء الخلق باب ماجاء فی سبع ارضین، مطبوعہ اشرفی دیوبند، مسلم شریف ص ۳۳/ ج ۲/ قبیل کتاب الفرائض، مطبوعہ رشیدیہ دھلی.

[۲] الفتویٰ الیوم علی جواز الاخذ عندالقدرۃ من ای مال کان لاسیما فی دیارنا لمدواتھم العقوق (شامی کراچی ج ۶/ ص ۱۵۱/ کتاب الحجر، تبیین الحقائق ص ۱۹۹/ ج ۵/ کتاب الحجر، مطبوعہ امدادیہ ملتان، البحر الرائق کوئٹہ ص ۸۳/ ج ۸/ کتاب الحجر.

[۳] وحکمہ (ای الغصب) الاثم لمن علم انہ مال الغیر ورد العین قائمۃ والغرم ھالکۃ (درمختار مع الشامی کراچی ج ۶/ ص ۱۷۹/ اول کتاب الغصب) البحر الرائق کوئٹہ ص ۱۰۹/ ج ۸/ کتاب الغصب، تبیین الحقائق ص ۲۲۲/ ج ۵/ کتاب الغصب، مطبوعہ امدادیہ ملتان.

مخدوم کے مال میں خادم کا تصرف

سوال:-(۱) زیداور عمر میں سے زید مرید ہے اور عمر پیر ہے، اور زید طالب علم ہے، اور عمر فالج کا مریض ہے، اور زید کے معاشی اخراجات کا کوئی وسیلہ اور ذریعہ نہیں ہے، اور عمر بزرگ شخص ہے، اس وجہ سے اس کا ذریعہ ہے، اور وہ یہ کہ عمر تعویذ کے پیسے لیتا ہے، اور اس کے مریدین بھیجتے ہیں، اور ملنے والے نذرانہ دیتے ہیں، اور وہ ضرورت کے وقت مانگ بھی لیتا ہے، باوجود ان سب وجوہات کے عمر کے خرچ میں اتنی گنجائش ہے کہ وہ خود کھاتا ہے، اور زید جو کہ طالب علم ہے وہ عمر کی خدمت بھی کرتا ہے، تو اگر زید اس کا پیسہ اور کھانا بغیر اس کی اجازت کے لیکر کھائے اور اس کو معلوم ہو جائے، تو طعن وملامت نہ کرے، اور ایسا کرنے میں عمر کو پتہ نہ چلے تو کیا حکم ہے یا اگر معلوم ہو گیا ہے تو اس صورت میں کیا حکم ہے؟

(۲) عمر نے زید کو پیسہ دے کر کوئی سودا منگایا، سودا لیکر جو بقیہ پیسہ بچے وہ زید نے لے لئے، اور سودا عمر کو دیدیا اور بقیہ پیسے نہیں دئے، اور نہ عمر نے مانگے تو یہ جائز ہے یا نہیں؟

(۳) عمر نے زید سے سودا منگایا اور اس میں سے جو پیسے بچے وہ زید نے لے لئے پھر اس کے بعد ایسا موقع آیا کہ عمر کے پاس پیسے نہیں تھے، اور پھر کوئی سودا منگایا تو زید نے اپنے پیسے سے لا دیا خواہ وہ پیسے بچے ہوئے سودے کے ہوں یا زید کے ذاتی پیسے ہوں، تو اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

(۴) عمر کا کھانا زید کسی ہوٹل سے لاتا ہے، عمر کی پہچان کی وجہ سے صاحب ہوٹل پیسہ نہیں لیتا ہے، اور وہ کھانا اتنا ہوتا ہے کہ اس کے آدھے کھانے میں عمر کا پیٹ بھر جاتا ہے، اور آدھا بچتا ہے، تو اگر زید آدھے کھانے کو پہلے ہی نکال لے اور آدھا عمر کو دے تو یہ جائز ہے یا نہیں؟

(۵) عمر کے نام سے زید کسی دوکان سے سودا مفت لاتا ہے اور عمر کبھی کبھی منگواتا ہے

اور زید اس دوکان سے روزانہ لیجاتا ہے تو یہ جائز ہے یا نہیں؟

(۶) کسی دوکان سے عمر کا کھانا مفت میں زید لاتا ہے، اتفاق سے کسی وقت کھانا تیار نہیں تھا، تو دوسری دوکان سے عمر سے پیسہ لیکر لایا، پھر اسی دوکان سے جہاں کھانا مفت ملتا ہے، زید کھانا لے آیا، تو یہ صورت جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) اپنے پیر صاحب کی خدمت کرنا عینِ سعادت ہے، اور وہ بھی جبکہ وہ مریض ہوں تو بہت ضروری اور ثواب کی بات ہے،[۱] لیکن ان کی چیز، پیسہ اور کھانا وغیرہ کو بغیر ان کی رضامندی کے ہرگز استعمال نہ کرے، خاموش رہنا بھی کافی نہ سمجھے بلکہ وقت ضرورت ان سے مانگ لے جب وہ خوشی کے ساتھ اجازت دے دیں، تب استعمال کرے "لایحل مال امرء مسلم الابطیب نفس منه (الحدیث) رواہ الطحاوی۔[۲]

(۲) زید کے لئے یہ بات جائز نہیں ہے بلکہ خیانت ہے، جو پیسے بچے ہیں، اس کو واپس کرنا لازم ہے۔[۳]

(۳) زید کے لئے یہ بھی درست نہیں ہے، اگر چہ اس کے ذریعہ سے اتنے پیسوں

---

[۱] آداب المریدین ص۲۴ رفصل ان کے آداب کے بیان میں، مطبوعہ ہاشمی۔

[۲] مشکوٰۃ شریف ص ۲۵۵ /باب الغصب والعاریة الفصل الثانی، مطبوعه یاسر ندیم دیوبند، شعب الایمان للبیهقی ص ۲۹ ۷/ج۲/الثامن والثلاثون وهوباب قبض الیدعن الاموال المحرمة مطبوعه نزار مصطفی البازمکه مکرمه، مسنداحمدص ۷۲/ج۵/حدیث عم ابی حرة الرقاشی، مطبوعه دارالفکر بیروت.

[۳] وحق الامانة ان تؤدیٰ الی اهلها فالخیانة مخالفة لهاواخلاف الوعدظاهر الخ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ شریف ص ۱۰۶ /ج ۱ /باب الکبائروعلامات النفاق، الفصل الاول، مطبوعه اصح المطابع بمبئی، التعلیق الصبیح ص ۵۴/ج ۱ /مطبوعه المکتبة الفخریة دیوبند، شرح الطیبی ص ۲۰۳/ج ۱ /مطبوعه زکریادیوبند.

کا بار اس کے سر سے اُتر جائے۔[1]

(۴) ہوٹل والا یہ کھانا عمر کے لئے دیتا ہے زید کے لئے نہیں، زید امین ہے، اس کے ذمہ لازم ہے کہ پہلے کھانا عمر کے پاس پہنچادے پھر اگر زید کو ضرورت ہو تو عمر سے اجازت لے لے۔[2]

(۵) یہ بھی جائز نہیں ہے، یہ دھوکا اور جھوٹ ہے۔[3]

(۶) اس کی بھی عمر کو اطلاع کر کے اجازت لیلے، بلا اجازت ورضامندی ان تمام صورتوں میں نہ خود استعمال کرے نہ دوسروں کو شریک کرے۔[4] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۶/۱/۸۸ھ

دوسرے کی زمین کاشت کرنے سے کیا مالک بن جائے گا

سوال:- ایک شخص مرزا عاقل حسین صاحب کو کچھ اراضی مزروعہ ترکہ میں ملی اس کا

---

[1] اویجب ردمثله ان هلک وهو مثلي وان انقطع المثل،الدرالمختار علی هامش ردالمحتار زکریا ج ۹/ص ۲۶۷/ باب الغصب،مطلب فی رد المغصوب الخ،مجمع الانهر ص ۷۸/ج ۴/ کتاب الغصب،مطبوعه دارالکتب العلمية بيروت،تبيين الحقائق ص ۲۲۲/ج ۵/کتاب الغصب مطبوعه امداديه ملتان.

[2] وحق الامانة ان تؤدیٰ الی اهلها فالخيانة مخالفة لهاواخلاف الوعدظاهر الخ، مرقاة شرح مشکوٰة شريف ص ۱۰۶/ج ۱/باب الکبائروعلامات النفاق،مطبوعه اصح المطابع بمبئی.

[3] من غش فليس منا، ترمذی شريف ص ۲۴۵/ج ۱/کتاب البيوع باب ماجاء فی کراهية الغش فی البيوع،مطبوعه ياسرنديم ديوبند،مسلم شريف ص ۷۰/ج ۱/کتاب الايمان،باب قول النبی صلی اللّه عليه وسلم من غشنافليس منا،مطبوعه رشيديه دهلی،مسنداحمدص ۲۴۲/ج ۲/ مسند ابی هريرة رضی اللّه تعالی عنه،مطبوعه دارالفکربيروت.

[4] لايجوزالتصرف فی مال غيره بلااذنه ولاولايته الخ، درمختارعلی الشامی زکريا ج ۹/ ص ۲۹۱/باب الغصب مطلب فيما يجوز التصرف بمال الغير،الاشباه والنظائرص ۱۵۷/الفن الثانی،کتاب الغصب،مطبوعه اشاعت الاسلام دهلی،قواعد الفقه ص ۱۱۰/ القواعد الفقهية، مطبوعه اشرفی ديوبند.

مورث کاشت کیا کرتا تھا، آراضی بالا قصبہ سردھنہ میرٹھ میں واقع ہے، مرزا عاقل حسین میرٹھ میں سکونت رکھتا ہے، گاہ گاہ میرٹھ سے آتا جاتا ہے، کچھ مدت تک آراضی کاشت نہیں ہوئی، اُفتادہ رہی، ایک شخص معین الدین شاہ نے آراضی پر غاصبانہ قبضہ کرکے کاشت شروع کردی، اور کاغذات میں بلاتصفیہ لگان کاشتکار درج ہوگیا، قانون خاتمۂ زمینداری کے بموجب ہر کاشتکار خواہ اس کی نوعیت کچھ ہو وہ کاشتکار، سیر دار حکومت نے تسلیم کرلیا، اگر وہ دوگنا لگان داخلِ خزانۂ حکومت کردے، تو اس کو حکومت وقت مالک تسلیم کرلے گی، قانون دین محمدی کے بموجب عاقل حسین کی موجودگی میں کیا شرع محمد معین الدین کو مالک تسلیم کرلے گی، اگر شرع میں معین الدین کو مالک تسلیم نہیں کیا گیا، تو آیت قرآنی نمبر ۱۸۸/ سورہ بقرۂ رکوع ۲۲/ ”ولاتأکلوا أموالکم بینکم بالباطل وتدلوابھا الی الحکام لتاکلوا فریقاً من اموالِ الناس بالاثم وانتم تعلمون “(الایۃ) جس کا اردو ترجمہ امام المحدثین حضرت شاہ عبدالقادر صاحب نے فرمایا، اور نہ کھاؤ مال ایک دوسرے کا آپس میں ناحق، اور نہ پہنچاؤ ان کو حاکموں تک کہ کھا جاؤ کاٹ کر لوگوں کے مال سے ماری گناہ اور تم کو معلوم ہے، آیت بالا کا اطلاق معین الدین پر ہوتا ہے، یا نہیں؟ اگر ہوتا ہے تو وہ کس گناہ کا مرتکب ہے، صغیرہ کا یا کبیرہ کا؟ اگر وہ ضد کرے اور گناہ پر جمار ہے تو کفر عائد ہوگا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جو شخص کسی کی ایک بالشت زمین غصب کرے گا، ساتوں زمین کا طوق بنا کر اس کے گلے میں ڈالدیا جائے گا، یہ حدیث شریف میں موجود ہے[1] اس لئے غصب کرنا کبیرہ گنا ہے۔

[1] عن سعیدابن زیدقال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم من اخذشبرامن الارض ظلما یطوقہ یوم الاقیامۃ من سبع ارضین، مشکوۃ شریف ص ۲۵۴/باب الغصب، الفصل الاول مطبوعہ یاسر ندیم دیوبند، بخاری شریف ص ۴۵۴/ج ۲/کتاب البدء الخلق، باب ماجاء فی سبع ارضین، مطبوعہ اشرفی دیوبند، مسلم شریف ص ۳۳/ج ۲/قبیل کتاب الفرائض، مطبوعہ رشیدیہ دھلی۔

حرام قطعی لعینہ کو حلال قطعی اعتقاد کرنا کفر ہے[۱]، گناہ کو گناہ سمجھتے ہوئے جو شخص گناہِ کبیرہ کا ارتکاب کرے، اس پر کفر کا حکم نہیں لگایا جائے گا[۲] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند

کسی کی بوئی ہوئی کھیتی کو کاٹ لینا

سوال:- اگر کسی کی بوئی ہوئی زمین کو بغیر اس کی اجازت کے کاٹ لیا تو کیا اس میں گناہ ہوگا؟ کیونکہ اس نے ۷۵/ بیگہ زمین سے زائد خرید رکھی ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

جس شخص نے اپنی مملوکہ زمین میں جو کچھ بویا ہے، وہ بونے والے کی ملک ہے، بغیر مالک کی اجازت کسی کو اس کے کاٹنے کا حق نہیں، بلکہ ایسا کرنا غصب اور ظلم ہے، قانون کا حاصل بھی یہ نہیں ہے کہ ۷۵/ بیگہ سے زائد کسی کے پاس ہو تو اس کو کاٹ لیا جائے، یہ بلا قیمت زبردستی قبضہ کرنا ظلم ہے، اس کو کسی کو حق نہیں۔

”عن سالم عن ابیه قال قال رسو ل اللّٰه صلّی اللّٰه علیه وسلم من أخذمن

---

[۱] اذااعتقدالحرام حلالاً فان کان حرمته لعینه وقدثبت بدلیل قطعی یکفرالخ شرح فقه اکبر ص ۱۸۶/مطبوعه رحیمیه دیوبندبحث الاستحلال کفر،مجمع الانهرص ۵۱۱/ج۲/ان الفاظ الکفرانواع، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت،عالمگیری کوئٹه ص ۲۷۲/ج۲/الباب السابع فی احکام المرتدین،منها مایتعلق بالحلال والحرام.

[۲] ولانکفر مسلما بذنب من الذنوب وان کانت کبیرة اذالم یستحلهاولانزیل عنه اسم الایمان الخ، شرح فقه اکبرص ۸۶/مطبوعه مجتبائی دهلی،عقیدة الطحاوی ص ۸۸/لانکفراهل القبلة بذنب،مطبوعه دارالکتاب دیوبند،شرح عقائدص ۱۱۴/قبیل الاستحلال کفر،مطبوعه دار الکتاب دیوبند.

الارض شیئاً بغیر حقہٖ طوق لہ یوم القیامۃ الیٰ سبع ارضین "(رواہ البخاری[1])

"عن یعلیٰ بن مرۃ قال سمعت رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلم یقول من أخذ ارضاً بغیر حقھا کلف ان یحمل ترابھا المحشر" رواہ احمد[2]

وعنہ قال سمعت رسو ل اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلم ایما رجل ظلم شبراً من الارض کلفہ اللّٰہ عز وجل ان یحفرہ حتی یبلغ اٰخر سبع ارضین ثم یطوقہ الی یوم القیامۃ حتی یقضی اللہ بین الناس. رواہ احمد مشکوٰۃ شریف، ۲۵۶/[3]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۱/۹/۸۹ھ

---

[1] بخاری شریف ص ۴۵۳/ج ۱/کتاب بدء الخلق باب ماجاء فی سبع ارضین، مشکوٰۃ شریف ص ۲۵۶/ مطبوعہ یاسر ندیم دیوبند، باب الغصب والعاریۃ الفصل الثالث،

ترجمہ: حضرت سالمؒ اپنے ابا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے کسی کی زمین میں سے کچھ بھی بغیر حق کے لے لی، تو اس کو قیامت کے دن ساتوں زمین کا طوق بنا کر گلے میں ڈالا جائیگا۔

[2] مسند احمد ص ۱۷۲/ج ۴/ حدیث یعلی بن مرۃ الثقفی، مطبوعہ دارالفکر بیروت، مشکوۃ ص ۲۵۶/باب الغصب الفصل الثالث، مطبوعہ یاسر ندیم دیوبند،

ترجمہ: حضرت یعلیٰؓ بن مرۃؓ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے کسی کی زمین بغیر کسی حق کے لے لی، تو قیامت کے دن اس کو اس بات کا مکلّف بنایا جائیگا کہ اس زمین کی مٹی اُٹھا کر محشر تک لے جائے۔

[3] مسند احمد ص ۱۷۳/ج ۴/حدیث یعلی بن مرۃ الثقفی ،مطبوعہ دارالفکر بیروت،مشکوۃ ص ۲۵۶/باب الغصب، الفصل الثالث، مطبوعہ یاسر ندیم دیوبند،

ترجمہ: حضرت یعلیٰ ابن مرہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص بھی کسی کی ایک بالشت زمین ظلماً لے لے، تو اللہ تعالیٰ اس کو اس کا مکلّف بنائے گا کہ اس کو کھودے، یہاں تک کہ ساتوں زمین تک پہنچ جائے، پھر اس کو قیامت تک طوق بنا کر گلے میں ڈال دیا جائیگا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ لوگوں کے درمیان فیصلہ فرمادے۔

مملوک کنویں کو مندر بنانا

سوال:-ایک تکیہ قبرستان مسجد اور کنواں بنام ''نکوشاہ'' قدوس شاہ، سے موسوم ہے، تکیہ مسجد اور کنواں تقریباً ۵۰۰؍سوسال پرانا ہے جو ہمارے آباءواجداد کی ملکیت رہا ہے، اور اب ہم اس پر قابض ہیں، تکیہ ہذا مسجد میں کنواں اس لئے تعمیر کرایا گیا تھا کہ یہاں مسجد کے نمازیوں کو کوئی تکلیف نہ ہو، اب قدرتی طور پر اس کنویں کا پانی تقریباً ۲۵؍۲۶؍سال سے بند ہوگیا ہے، اور کنواں خشک ہوگیا، اور کنواں اپنی جگہ پر موجود ہے، جو کھنڈر ہو چکا ہے، تو جگہ سے فائدہ اٹھانے کے لئے کچھ شرپسندوں نے اس کنویں کی جگہ کو اپنی ملکیت بتایا ہے، جس میں قصبہ کے کچھ جن سنگھی بھی شامل ہیں، یہ فریق اس کنویں کو مندر کی شکل دینا چاہتے ہیں، ہم لوگ بہت غریب ہیں، کیا اس کنویں کو مندر کی شکل دی جاسکتی ہے؟ اگر ایسا ہوتا ہے تو مسجد اور تکیہ کے بسنے والے حضرات کی زندگیاں خطرے میں رہیں گی، براہِ کرم آپ شرعی نقطۂ نگاہ سے فیصلہ دیں کہ یہ عمل ان کا جائز ہے یا ناجائز؟ مسلمانانِ کھتولی اس میں دامے درمے سخنے ہماری مدد فرما سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جب وہ کنواں آپ کے آباءواجداد کی ملک ہے، آپ اس پر بحیثیت وارث قابض ہیں، تو پھر کسی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ کنواں کسی اور کو مندر وغیرہ کے لئے دے، ایسا کرنا غصب اور ظلم ہے، جس کی ہرگز اجازت نہیں، ان لوگوں کو ایسا کرنے سے باز آنا ضروری ہے[1] ان کو بھی سمجھا کر اپنے اثر سے کام لے کر ان غلط ارادوں سے روک دینا چاہئے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند ۶؍۹؍۹۲ھ

[1] عن سعيد بن زيد قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من اخذ شبراً من الارض ظلما فانه يطوقه يوم القيامة من سبع ارضين، مشكوة شريف ص ۲۵۴ / كتاب الغصب، الفصل الاول مطبوعه دار الكتاب ديوبند، بخاری شريف ص ۴۵۴ / ج ۱ / (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

ملازم کو بسکٹ فیکٹری میں بلا اجازتِ مالک بسکٹ کھانا

سوال:- میں ایک بسکٹ کمپنی میں کام کرتا ہوں، اس میں کام کرنے والے سبھی ملازم بغیر اجازت مالک ومنیجر بسکٹ کھاتے ہیں اور مالک ومنیجر کو بھی اس کا علم ہے، مالک غیر مسلم ہے، کیا کھانا جائز ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر کام کرنے والوں کی سرکشی کی وجہ سے مالک ہونے کے باوجود کوئی روک ٹوک نہیں کرتا، مگر رضا مند ہے نہ اس نے اجازت دی ہے، تو اس طرح کھانا جائز نہیں[1]۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود عفی عنہ دار العلوم دیوبند ۲۹/۵/۸۷ھ

دوست کی چیز کھالینا

سوال:- زید کی بکر سے زیادہ بے تکلفی ہے، ایک دوسرے کی چیز بغیر اجازت کھالیتے ہیں، تو شرعی نقطۂ نظر سے جائز ہے یا ناجائز؟

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) کتاب بدء الخلق، باب ماجاء فی سبع ارضین، مطبوعہ اشرفی دیوبند، مسلم شریف ص ۳۳/ ج ۲/ قبیل کتاب الفرائض، مطبوعہ رشیدیہ دھلی، لایجوز التصرف فی مال غیر بلااذنہ ولاولایتہ الخ، درمختار علی الشامی زکریا ج ۹/ ص ۲۹۱/ کتاب الغصب مطلب فیما یجوزمن التصرف بمال الغیر، الاشباہ والنظائر ص ۱۵۷/الفن الثانی، کتاب الغصب، مطبوعہ اشاعت الاسلام دھلی، قواعدالفقہ ص ۱۱۰/القواعد الفقھیۃ، مطبوعہ اشرفی دیوبند.

[1] لایحل مال امرء الابطیب نفس منہ الحدیث مشکوۃ شریف ص ۲۵۵/(مطبوعہ یاسرندیم دیوبند) کتاب الغصب، الفصل الثانی، شعب الایمان للبیھقی ص ۶۷۹/ ج ۲/الثامن والثلاثون وھو باب قبض الیدعن الاموال المحرمۃ، مطبوعہ نزارمصطفی البازمکہ مکرمہ، مسنداحمد ص ۷۲/ج ۵/حدیث عم ابی حرۃ الرقاشی رضی اللّٰہ تعالی عنہ، مطبوعہ دارالفکر بیروت.

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر ایک کو دوسرے کی طرف سے اجازت ہے اور چیز کھا لینے سے آپس میں ناخوش نہیں ہوتے، بلکہ خوش ہوتے ہیں تو شرعاً بھی درست ہے، اگر ناخوش ہوتے ہوں تو بلا اجازت جائز نہیں، "لَایَحلُّ مَالِ امرأ مُسلم اِلا بِطِیُبِ نَفس مِنهُ"[1] الحدیث.

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۵/۸/۸۹ھ

۷۵/بیگہ سے زائد زمین رکھنا اور کسی اور کا اس پر قبضہ کرنا

سوال:- آج کل سرکاری قانون ہے کہ ۷۵/بیگہ سے زائد کوئی زمین نہیں رکھ سکتا، حالانکہ قبل اس قانون کے اس نے اپنے پیسے سے ۷۵/بیگہ سے زائد زمین خرید رکھی ہے، اس صورت میں زبردستی ۷۵/بیگہ زمین کاٹ سکتا ہے کہ نہیں؟ یہ فعل عوام کے لئے حلال ہوگا کہ نہیں، اور قانون کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جس شخص نے اپنی مملوکہ زمین میں وہاں بویا ہے وہ بونے والے کی ملک ہے، بغیر مالک کی اجازت کے کسی اور کو کاٹنے کا حق نہیں، بلکہ ایسا کرنا غصب اور ظلم ہے، قانون کا حاصل بھی یہ نہیں کہ جس کے پاس ۷۵/بیگہ زمین زائد ہو، اس کی بوئی ہوئی فصل جس کا دل چاہے کاٹ لے ۷۵/بیگہ سے زائد زمین کو بلا قیمت زبردستی قبضہ کر لینا بھی ظلم ہے، اس کا کسی کو حق نہیں۔

---

[1] مشکوٰۃ شریف ص ۲۵۵/ کتاب الغصب والعاریۃ، الفصل الثانی، مطبوعہ یسرندیم دیوبند، مسند احمد ص ۷۲/ ج ۵/ مسند عم ابی حرۃ الرقاشی رضی اللہ تعالی عنہ، مطبوعہ دارالفکر بیروت، شعب الایمان للبیہقی ص ۶۷۹/ ج ۲/ الثامن والثلاثون وھو باب قبض الیدعن الاموال المحرمۃ، مطبوعہ نزار مصطفی البازمکہ مکرمہ.

عن سالم عن ابیہ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم من اخذ من الارض شیئاً بغیر حقہ خسف لہ یوم القیامۃ الیٰ سبع ارضین رواہٗ البخاری[1]،عن یعلیٰ بن مرۃ قال سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقول من اخذ ارضاً بغیر حقھا کلف ان یحمل ترابھا المحشر،رواہ احمد[2]وعنہ قال سمعت رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلم یقول ایمارجل ظلم شبراً من الارض کلفہ اللّٰہ عزوجل ان یحفرہ حتی یبلغ اٰخرسبع ارضین ثم یطوقہ الیٰ یوم القیامۃ حتی یقضی اللّٰہ بین الناس رواہ احمد اھ(مشکوٰۃ شریف ص ۲۵۶[3])

"عن سعید بن زید عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم انہ قال من احیی ارضاًمیتۃ فھی لہٗ ولیس لعرق ظالم حق رواہ احمد والترمذی[4]وابوداؤد ورواہ مالک عن عروۃ مرسلاً وقال الترمذ ی ھذا حدیث حسن غریب ،عن ابی حرۃ الرقاشی عن عمہ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم الا لاتظلموا الا لایحل مال امرأ الا بطیب نفس منہ رواہ البیھقی فی شعب الایمان والدارقطنی فی المجتبیٰ اھ مشکوٰۃ شریف، ص ۲۵۵"[5] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] بخاری شریف ص ۴۵۳/ج ۱/کتاب بدء الخلق،باب ماجاء فی سبع ارضین،مطبوعہ اشرفی دیوبند،مشکوۃ ص ۲۵۶/باب الغصب،الفصل الثالث،مطبوعہ دارالکتاب دیوبند.

[2] مسنداحمدص ۱۷۲/ج۴/حدیث یعلی بن مرۃ الثقفی رضی اللّٰہ تعالی عنہ،مطبوعہ دارالفکر بیروت،مشکوۃ ص ۲۵۶/باب الغصب،الفصل الثالث.

[3] مسند احمدص ۱۷۳/ج۴/حدیث یعلی بن مرۃ الثقفی رضی اللّٰہ تعالی عنہ، مطبوعہ دار الفکر بیروت،مشکوٰۃشریف ص ۲۵۶/(مطبوعہ یاسرندیم دیوبند)باب الغصب والعاریۃ الفصل الثالث.

[4] ترمذی شریف ص ۲۵۶/۱، ابواب الاحکام،باب ماذکرفی احیاء ارض الموات،مطبوعہ اشرفی دیوبند، ابوداؤد شریف ص ۴۳۷/۲، کتاب الخراج والفئی والامارۃ،باب احیاء الموات، سعد بکڈپو دیوبند، مشکوۃ ص ۲۵۵، باب الغصب، الفصل الثانی، مطبوعہ یاسرندیم دیوبند، (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

کسی کی کتاب بلا اجازت استعمال کرنا

سوال:-ایک شخص کتب خانہ یامدرسہ میں مطالعہ کے لئے گیاوہاں ایک ایسے مصنف کی کتاب بھی آئی جس سے بے حداعتقاد بھی ہے،اورساتھ ہی ساتھ کتاب کا مطالعہ کرنے سے وہ کتاب مضمون کے اعتبار سے اُسے پسند بھی ہے، وہ شخص کتب خانہ سے بغیر مالک کتب خانہ کی اجازت کے اس کتاب کوخاموشی کے ساتھ لے آیا، ایاایسی صورت میں یہ شخص گنہگار ہوگایانہیں، بظاہر گنہگار شرعی حیثیت سے معلوم ہوتاہے، اگرفی الواقع گنہگار ہے تو کیاکوئی ایسی صورت ہے کہ کتاب کی قیمت اداکرکے گناہ سے بچ جائے، اوراگراداکریگاتو کیا کہہ کراداکریگا، اس لئے کہ اگریوں ظاہرکرتاہے کہ میں فلاں کتب خانہ سے لے آیا تھا، تو کتب خانہ والے اُسے چورثابت کریں گے، اسکی عزت اورآبروپرنظرڈالیں گے۔

الجواب حامداًومصلیاً

اس کا یہ فعل غصب میں داخل ہے، اورحرام ہے اس پر وہ گنہگار ہوگا اگر وہ کتاب موجود ہے تو قیمت اداکرنا کافی نہیں، بلکہ بعینہٖ اس کتاب کا واپس کرنا لازم ہے، جس طرح لایاہے، اسی طرح واپس بھی کرآئے، اگروہ تلف ہوگئی تو اس کی قیمت کتب خانہ میں بعد خریداری کتب جمع کرادے، یاوہ کتاب خرید کردیدے[1]۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبدمحمودعفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۲۹/۱/۸۸ھ

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ)۵؎ مسنداحمد ص ۷۲/ج ۵/مسند عم ابی حرة الرقاشی رضی اللّٰه تعالی عنه مطبوعه دارالفکر بیروت، شعب الایمان للبیهقی ص ۷۶۹/ج ۲/الباب الثامن والثلاثون فی قبض الید عن الاموال المحرمة، مطبوعه نزارمصطفی البازمکه مکرمه، مشکوٰة شریف ص ۲۵۵/(مطبوعه یاسرندیم دیوبند)باب الغصب والعارية، الفصل الثانی.

۱؎ واماحکمه ای الغصب فالا ثم والمغرم عندالعلم الی قوله ویجب علی الغاصب ردعینه علی المالک وان عجز عن رد عینه بهلاکه فی یده بفعله اوبغیر فعلیه (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پرملاحظہ کیجئے)

کفار کے کارخانہ میں خرد برد کرنا

سوال:- فی زمانہ ہندوستان میں فیکٹریوں اور کارخانوں پر مشرکین وکفار قابض ہیں اور مسلمان ان کارخانوں میں مال سپلائی کا کام کررہے ہیں، اور مالی حالت خراب ہوتے ہوتے پستی میں چلے جارہے ہیں، البتہ اگر مال کی سپلائی میں خرد برد سے کام لیں تو البتہ فائدہ ہے، لہٰذا ایسی صورت میں ہندوستان جیسے دارالحرب ملک میں کفار ومشرکین چالبازوں سے خرد برد کرسکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) خرد برد (یعنی غلط طریقہ پر کسی کا مال لے لینا شرعاً درست نہیں[1]، چوری ہر جگہ ناجائز ہے[2]، اگر دارالحرب قرار دیکر غیر مسلموں کی چوری کی عادت ہوجائے تو پھر خطرہ ہے کہ مسلمان کی چوری سے بھی احتیاط نہیں کرسکے گا، نیز خرد برد کرنے کی اگر خبر لگ جائے تو عزت

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) مثلہ ان کان مثلیا کالمکیل والموزون فان لم یقدر علی مثلهٔ لانقطاع فعلیه قیمته الی قوله وان غصب مالامثل لهٔ فعلیه قیمته یوم الغصب بالاجماع (عالمگیری ج۵/ص ۱۱۹/) کتاب الغصب (مطبوعه زکریادیوبند) الدرالمختار علی الشامی زکریا ص ۲۶۳، ۲۶۷/ ج۹/ کتاب الغصب، البحرالرائق کوئٹه ص ۱۰۹، ۱۱۰/ ج ۸/ کتاب الغصب.

(حاشیہ صفحہ ھذا) [1] لایجوز لاحد من المسلمین اخذ مال احد بسبب شرعی، شامی زکریا ص ۱۰۶/۶، کتاب الحدود، باب التعزیر، مطلب فی التعزیر باخذ المال، عالمگیری کوئٹه ص ۱۶۷/۲، کتاب الحدود، فصل فی التعزیر، البحرالرائق کوئٹه ص ۴۱/۵، کتاب الحدود، فصل فی التعزیر،
[2] والسرقة کبیرة واخذ المال فی قطع الطریق فاحشة، الزواجر عن اقتراف الکبائر ص ۷۹۳/ ج۴/ الکبیرة التاسعة والستون بعد الثلاث مائة السرقة، مطبوعه نزار مصطفی البازمکه مکرمه، روح البیان ص ۴۸۸/ ج۹/ سورۂ الممتحنة تحت آیت ص ۱۲/ مطبوعه دارالفکر بیروت.

وہاں دونوں پر آفت آجائے گی ایسا کام کرنا کسی دانشور کا کام نہیں [۱]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

سرکاری زمین میں کھیتی کرنا

سوال:- گورنمنٹ نے چک بندی کے زمانہ میں کچھ راستے چھوڑے ان کی جوتائی وغیرہ کر کے غلہ حاصل کرنا کیسا ہے؟ جس کا لگان وغیرہ نہیں ہوتا۔

الجواب حامداً ومصلیاً

جو زمین کسان کی نہیں، نہ کوئی معاملہ اجارہ یا بٹائی کا مالک سے کیا ہوا، اس کو جوتنا اور غلہ حاصل کرنا اس کے لئے جائز نہیں، وہ گورنمنٹ کی ملک ہے تو اس کی اجازت سے درست ہے [۲]۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

دوست سے روپیہ چوری کیا اس کی واپسی کا طریقہ

سوال:- میں نے اپنے ایک دوست کی جیب سے کچھ روپے نکال لئے تھے، اب مجھے خدا کا خوف دامن گیر ہوا۔ اس کو کس طرح واپس کروں۔ میں بہت شرمندہ ہوں۔

---

[۱] لَایَنْبَغِیْ لِلْمُؤمِنِ اَنْ یُذِلَّ نَفْسَهٗ الحدیث ترمذی شریف ج ۲/ص ۵۰/مطبوعه رشیدیه، دهلی ابواب الفتن، المعجم الکبیر للطبرانی ص ۳۱۲/ج ۱۲/مجاهدعن ابن عمررضی اللّٰه تعالی عنهما حدیث ص ۱۳۵۰۷/مطبوعه داراحیاء التراث العربی بیروت، کنزالعمال ص ۲۹/ج ۳/ الاقتصادوالرفق فی الاعمال بلاافراط وتفریط، حدیث ص ۵۳۰۴/مطبوعه مؤسسة الرسالة بیروت.

[۲] لایجوزالتصرف فی مال غیره بلااذنه ولاولایته الخ، درمختار علی الشامی زکریا ص ۲۹۱/ ج ۹/کتاب الغصب مطلب فیما یجوزمن التصرف بمال الغیر، شامی کراچی ص ۲۰۰/ ج ۶/ الاشباه والنظائر ص ۱۵۷/کتاب الغصب، طبع دارالاشاعة دهلی، قواعدالفقه ص ۱۱۰/قاعده ص ۲۷۰/الرسالة الثالثة، طبع دارالکتاب دیوبند.

الجواب حامداً ومصلیاً

جس کی رقم جیب سے نکالی ہے اس کو کسی صورت میں پہنچادیں خواہ اس طرح سے کہ یہ رقم میری طرف سے آپ کو ہدیہ تحفہ ہے۔ یہ بتلانا ضروری نہیں کہ میں نے آپ کی جیب سے رقم نکالی تھی[1] لیکن اگر بتلادیں اور اپنی غلطی کا اعتراف کرلیں تو یہ اعلیٰ بات ہے۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

کرایہ کے مکان پر قبضہ

سوال:- زید فریق اول نے عمر فریق ثانی کو اپنے مکان کی زمین جس میں گائے وغیرہ باندھی جاتی ہے، اس شرط پر دی کہ وہ اپنے لئے رہائشی مکان بنالے اور تعمیر میں جو کچھ خرچ ہو کرایہ کے حساب سے منہا کرلے اور کچھ رقم بھی دینے کا وعدہ کیا، چنانچہ تین سال کی مدت میں بارہ روپیہ ماہواری کرایہ کے حساب سے تعمیر کے حساب میں منہا بھی کرادیئے، حساب کرانے پر عمر فریقِ ثانی پر زید فریق اول کا کچھ روپیہ نکلتا ہے، جس کا عمر بھی اقرار کرتا ہے، فی الحال عمر بارہ روپیہ ماہوار کے حساب سے کرایہ برابر ادا کرتا ہے، لیکن اب عمر اس مکان پر مستقل طور پر قابض ودخیل ہونا چاہتا ہے، اور سرکاری کاغذات میں بھی اپنے نام کا اندراج کرانا چاہتا ہے، اور اسی کوشش میں مصروف ہے، چونکہ مالک مکان زید ایک سید تھے، اور نیک طبیعت کے انسان تھے، جو کہ مارچ ۶۴ء کے فساد میں شہید بھی ہوچکے ہیں، ان کے اہل وعیال کو جگہ کی تنگی کی وجہ سے مکانِ مذکور کی خود ضرورت شدید ہے، لہٰذا ازروئے شریعتِ

---

[1] ولو اطعم الغاصب المغصوب مالكه برى وان لم يعلمه لو صول عين ماله اليد الخ، سكب الانهر ص ۱۰۰/ ج۴/ مطبوعه دارالكتاب العلميه بيروت آخر كتاب الغصب، مجمع الانهر ص ۱۰۰/ ج۴/ آخر كتاب الغصب ،طبع بيروت، الدرمع الشامى كراچى ص ۱۸۲/ ج۶ كتاب الغصب، مطلب فى ردالمغصوب وفيمالوابى المالک قبوله.

اسلامیہ عمر کا یہ فعل کہاں تک درست ہے، اور زید شہید مرحوم کے احسانات کا بدلہ عمر کو کس طرح ادا کرنا چاہئے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ تو ظاہر ہے کہ زید نے جگہ نہ عمر کو ہبہ کی ہے، اور نہ بیع کی ہے، بلکہ کرایہ پر دی ہے، اور جو روپیہ تعمیر میں خرچ ہوا، اس کو بھی کرایہ میں محسوب کرنے کا مطلب یہ ہوا کہ زید نے عمر کو اپنا وکیل بنایا کہ میری طرف سے اس کرایہ کو مجھے دینے کے بجائے، تعمیر میں خرچ کر دیں تو اس لحاظ سے جو عمارت مکان بنے گی وہ بھی زید کی ملک ہوگی[1] اگر زید کے ورثہ خالی کرانا چاہتے ہیں، تو عمر کو اس جگہ پر اپنی ملکیت کا دعویٰ کرنا صحیح نہیں[2] بلکہ اس کو لازم ہے کہ اس غصب اور ظلم سے باز رہے، اور جو روپیہ کرایہ کا باقی ہے، وہ بھی ادا کر دے، ورنہ خدا تعالیٰ کے یہاں سخت سزا کا مستحق ہوگا[3] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند ۲۵/۱/۸۸ھ

---

[1] والملک یثبت للموکل ابتداء لان الموکل یخلف عن الوکیل فی حق الملک، مجمع الانہر ص ۲۱۱/ ج۳/ کتاب الوکالة مطبوعہ دارالکتب العلمیة بیروت، تبیین الحقائق ص ۲۵۶/ ج۴/ کتاب الوکالة، مطبوعہ امدادیہ ملتان، فتح القدیر ص ۱۶، ۱۷/ ج۸/ کتاب الوکالة، مطبوعہ دارالفکر بیروت.

[2] وصح استئجار الارض للبناء والغرس واذاانقضت المدةلزمه ای المستاجران یقلعهما ای البناء والغرس ویسلمها ای الارض حال کونها فارغة الخ مجمع الانہر ص ۵۲۲/ ج۳/ باب مایجوزمن الاجارة مطبوعہ دارالکتب العلمیة بیروت، البحر الرائق کوئٹہ ص ۱۱/ ج۸/ باب مایجوزمن الاجارة، ہدایہ علی فتح القدیر ص ۸۲/ ج۹/ باب مایجوزمن الاجارة، مطبوعہ دار الفکر بیروت.

[3] عن سعیدبن زید قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم من اخذ شبراً من الارض ظلما فانہ یطوقہ یوم القیامة، من سبع ارضین، مشکوة ص ۲۵۴/ باب الغصب، الفصل الاول، مطبوعہ دار الکتاب دیوبند، بخاری شریف ص ۴۵۴/ ج ۱/ کتاب بدء الخلق، باب ماجاء فی سبع ارضین، مطبوعہ اشرفی دیوبند، مسلم شریف ص ۳۳/ ج ۲/ قبیل کتاب الفرائض ، مطبوعہ رشیدیہ دھلی.

یتیموں کے مال میں بے جا تصرف کرنے والا

سوال:- (۱) یتیموں کا مال کھانے والے پر یتیموں کو اُجاڑنے والے پر اوران یتیموں کو اپنا حق حاصل کرنے میں دقتیں پیدا کرنے والے پر خدا اوراس کے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حکم ہے؟ جب کہ یتیموں کو لاوطن کردیا گیا ہے۔

(۲) جولوگ یتیموں کا مال غصب کرنے والے کی مدد کریں یا خود اس آڑ میں کچھ حاصل کرنا چاہیں یا ناجائز دباؤ ان یتیموں پر ڈال کر ان کی ملکیت مسجد یا مدرسہ میں یا خود لینا چاہیں تو وہ کیسا مسلمان ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) ان کو خدا کے قہر سے ڈرنا چاہئے۔

(۲) ایسا کرنے سے سب گنہگار ہیں[۱]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۳/۷/۹۶ھ

---

[۱] قال تعالیٰ اِنَّ الَّذِیۡنَ یَاۡکُلُوۡنَ اَمۡوَالَ الۡیَتَامیٰ ظُلۡمًا اِنَّمَا یَاۡکُلُوۡنَ فِی بُطُوۡنِهِمۡ نَاراً وَسَیَصۡلُوۡنَ سَعِیۡراً. سورہ نساء آیت ۱۰/.

ترجمہ: بلاشبہ جولوگ یتیموں کا مال بلا استحقاق کھاتے ہیں، اور کچھ نہیں اپنے شکم میں آگ بھر رہے ہیں، اور عنقریب جلتی آگ میں داخل ہوں گے۔

باب اول: ضمانت کے احکام

ضمان کے معنیٰ

سوال:۔ضمان کے کیا معنی ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ذمہ داری ہے[۱] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

ضامن پر قسم کا حکم

سوال:۔اگر ایک مسلمان ہاتھ میں قرآن لیکر یہ اعلان صاف کرتا ہے کہ فلاں شخص نے حلفی ضمانت فلاں بات کی لی تھی، اور ضامن صاحب اپنا وعدہ پورا کریں یا ضامن صاحب قرآن ہاتھ میں لیکر ان سب باتوں سے صاف انکار کردیں تو اس صورت میں ضمانت درست سمجھی جائے گی، یا جھوٹی؟ اور اگر درست سمجھی جائے گی تو حق تلفی کا خسارہ ضامن کو ادا کرنا لازم ہے، یا نہیں؟ ایک بات کی وضاحت ضروری ہے وہ یہ کہ ضامن صاحب قسم یا حلف لینے سے ڈرتے ہیں، غرض اس پر راضی نہیں ہیں، اور نہ یہ کہنے کی ہمت رکھتے ہیں کہ کم ازکم زبانی کہ تم جھوٹ الزام مجھ پر لگاتے ہو بلکہ ''یاد نہیں ہے'' کے پردہ میں روپوش ہوجاتے ہیں، اللہ علیم وبصیر ہے۔

---

[۱] الضمان، الکفالة والالتزام ،المعجم الوسیط، ص ۵۴۴/ مطبوعه حسینیه دیوبند، وعرف الضمان أبو البقاء فقال : عبارة عن رد مغل الهالک إن کان مثلیا أو قیمته إن کان قیمیّاً، قال : والضمان أعم من الکفالة، لأن من الضمان مالا یکون کفالة، معجم المصطلحات والألفاظ الفقهیة ص ۴۱۵ ج ۲ حرف الضاد، مطبوعه دار الفضیلة، قاهرة مصر، قواعد الفقه ص ۳۵۹، الرسالة الرابعة فی التعریفات الفقهیة، مطبوعه دار الکتاب دیوبند.

الجواب حامداً ومصلیاً

قسم مدعی پر نہیں آتی بلکہ منکر پر آتی ہے[۱]، لہٰذا جو صاحب ضمانت کا وعدہ کرتے ہیں، ان کے ذمہ قسم نہیں، ان کا قسم کھانا بے معنی اور غلط ہے، جس پر ضمانت کا دعویٰ کیا جارہا ہے، اگر وہ ضمانت کے منکر ہیں تو قسم کھا کر کہدیں کہ میں نے ضمانت نہیں کی، ان کا قول معتبر ہوگا، اگر ان کو ضمانت کرنا یاد نہیں تو یہی قسم کھالیں کہ مجھ کو ضمانت کرنا یاد نہیں تو بھی ان کی قسم معتبر ہوگی، ''یاد نہیں'' کوئی پردہ نہیں، آدمی بھول بھی سکتا ہے، ایسی حالت میں یہ قسم لی جائے کہ ''مجھے ضمانت کرنا یاد نہیں'' یہ قسم نہ لی جائے کہ میں نے ضمانت نہیں کی'' یاد رکھتے ہوئے جھوٹی قسم کھانا سخت وبال کا موجب اور کبیرہ گناہ ہے[۲] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دفتری نے رقم دی، لینے والا کہتا ہے مجھے نہیں ملی

سوال:۔ اگر دفتری آدمی جو اس دفتر کے متعلقین سے رقم مختلفہ لیتا دیتا رہتا ہے، کسی کی

---

[۱] عن عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده رضى الله تعالىٰ عنه، انَّ النَّبِیَ صَلّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلّم قَالَ فِیْ خُطْبَتِہٖ اَلْبَیِّنَۃُ عَلَی اَلْمُدَّعِیْ وَالْیَمِیْنُ عَلَی الْمُدّعیٰ عَلَیْہِ، ترمذی شریف، ج ۱/ص ۱۶۰/ (ابواب الاحکام)، باب ما جاء فى أن البينة على المدعى واليمين على المدعىٰ عليه، مطبوعه رشيديه دهلى، مشكوٰة شريف ص۳۲۷ج۲ باب الأقضية والشهادة، الفصل الثانى، مطبوعه ياسر نديم ديوبند.

ترجمہ:. حضرت نبی اکرم ﷺ نے اپنے خطبہ میں ارشاد فرمایا کے مدعی کے ذمہ گواہ ہے اور مدعی علیہ کے ذمہ قسم۔

[۲] وهى أى اليمين باللّٰه تعالىٰ إلى قوله غموس تغمسه فى الإثم ثم النار وهى كبيرة مطلقاً، لكن إثم الكبائر متفاوت إن حلف على كاذب عمداً ...... فى ماض الخ، در مختار على الشامى ص۷۰۶ج۳ كتاب الأيمان، مطبوعه دار الفكر بيروت، هداية ص۴۷۸ج۲ كتاب الأيمان، مطبوعه ياسر نديم ديوبند، سكب الأنهر على هامش المجمع ص۲۶۱ج۲ كتاب الأيمان، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت.

رقوم مطلوبہ واجبہ اس کے پاس رکھدے کہ لو اسے گن لو اور کچھ باقی اپنی جیب سے نکالنے لگے، اور اُدھر سے توجہ ہٹ جائے، اور دوبارہ جب ان کی طرف متوجہ ہوا اور کہے کہ رقم گن لیجائے، یہ باقی پیسہ ہے، تو وہ صاحب کہیں کہ وہ رقم تو آپ نے جیب میں دھرلی مجھے کہاں دی، جب دفتری صاحب نے جیب دیکھی تو وہ رقم نظر نہیں آئی، پھر جب ساری رقم شمار کی تو اتنی ہی رقم کم نکلی، لیکن وہ صاحب یہی کہتے ہیں کہ رقم ہم کو نہیں ملی، کسی اور کے چرانے وغیرہ کا احتمال نہیں ہے، ایسی صورت میں دفتری صاحب کو تاوان دینا پڑے گا، یا کوئی اور صورت ہوگی؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اس صورت میں دونوں پر قسم آئے گی [۱] فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۹/۴/۸۷ھ

الجواب صحیح بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۱۱/۴/۸۷ھ

حقوق العباد زکوٰۃ، قربانی وغیرہ پر مقدم ہیں

سوال:۔ کیا حلفی ضمانت کا جو شرع اسلامی کے عین مطابق ہو پورا کرنا زکوٰۃ، خیرات حج، قربانی پر مقدم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیا

زکوٰۃ، خیرات، حج، قربانی کی ادائیگی پر حقوق العباد مقدم ہیں [۲]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[۱] وان لم یرض واحد منهما بدعوی الآخر تحالفا الخ، الدرالمختارعلی الشامی زکریا ج۸/ ص۳۱۰/ کتاب الدعویٰ، باب التحالف، (بقیه اگلے صفحه پر)

ضامن کو حلفیہ وعدہ کا پورا کرنا لازم ہے

سوال: ۔کیا ضامن کو اس حلفی وعدہ مذکور کا پورا کرنا لازم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ہر وعدہ جو شرع کے موافق ہو اس کا پورا کرنا حسب استطاعت لازم ہے[1] جس کو یاد ہی نہ ہو وہ کیا پورا کریگا۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

حلفیہ وعدہ کا پورا نہ کرنا قرآن کریم کی توہین ہے

سوال: ۔کیا ضامن نے حلفی وعدہ سے عمداً انکار کر کے قرآن شریف کی توہین نہیں کی ہے؟

(گذشتہ صفحہ کا حاشیہ) ملتقی الأبحر علی هامش المجمع ص ۳۶۱ ج۴ کتاب الدعویٰ، باب التحالف، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت، البحر الرائق کوئٹه ص ۲۱۹ ج۷ کتاب الدعویٰ، باب التحالف.

[2] وحق العبد مقدم عندالتعارض لاحتیاجه وغنی المولیٰ تعالیٰ شامی زکریا ج۴/ص۲۶۴/ ومطبع کراچی ج۳/ص۶/ کتاب النکاح، قواعد الفقه ص۵۵ رقم القاعدة (۱۳) الرسالة الثالثة، مطبوعه دار الکتاب دیوبند، الأشباه والنظائر ص۲۱۳ الفن الثالث، فوائد شتی من ابواب متفرقة، فائدة إذ إجتمع الحقان الخ، مطبوعه مکتبه إشاعت الإسلام دهلی.

(صفحہ ہذا) [1] أجمعوا علی من وعد انساناً شیئاً لیس بمنهی عنه فینبغی أن یفئ بوعده، ثم اذا فهم مع ذٰلک الجزم فی الوعد فلابد من الوفاء الا ان یتعذر، مرقات شرح مشکوٰة ج۴/ ص۶۵۳/ مطبوعه اصح المطابع بمبئی، باب المزاح، کتاب الآداب، مطبوعه امدادیه ملتان ص۱۷۷، ۱۷۸، ج۹، الفصل الثانی.

الجواب حامداً ومصلیاً

قرآن کریم کو ہاتھ میں لیکر اور اس کی قسم کھا کر وعدہ کرنا پھر یاد رہنے کے باوجود وعدہ کا عمداً انکار کردینا یقیناً بڑا جرم ہے[۱] اور قرآن پاک کے احترام کے خلاف ہے جو کہ موجب توہین ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۹۵/۲/۱۸ھ

ملزم کی ضمانت کرنا

سوال:۔ ایک شخص کو عداوت میں مقدمہ قتل میں قید کرادیا، اور اس کے قاتل ہونے پر گواہ بھی قائم کردیئے، ایسے شخص کا ضامن ہونا اور ضمانت پر رہا کرانے کی کوشش کرنا اور اس کا تعاون کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر واقعۃً ایسا شخص قاتل نہ ہو مگر عداوت کی وجہ سے اس پر قتل کا جھوٹا مقدمہ چلایا جائے تو اس کی ضمانت کرنا اور بچانے کی کوشش کرنا شرعاً درست اور موجب اجر ہے، اگر وہ واقعۃً قاتل وظالم ہو تو اس کو بری ثابت کرنے کے لئے ضمانت کرنا اور کوشش کرنا جائز نہیں[۲]

---

[۱] قال رسوال اللّٰہ ﷺ آیَةُ الْمُنَافِقِ ثَلاثٌ (وَفِیْه) اِذَاوَعَدَ اَخْلَفَ الحدیث ، مشکوٰة شریف، ص۱۷/ (مطبوعه دارالکتاب دیوبند) (باب الکبائر وعلامات النفاق کتاب الایمان)، الفصل الأول.

[۲] عن جابر أن النبی صلی اللّٰه علیه وسلم قال : ...... (وفیه وما من إمرئ مسلم ینصر مسلماً فی موضع ینتقص من عرضه وینتهک فیه من حرمته إلا نصره اللّٰه فی موطن یحب فیه نصرته رواه أبوداؤد، مشکوٰة شریف ص۴۲۴ ج۲ باب الشفقة والرحمة علی الخلق الفصل الثانی، عن أوس بن شرحبیل أنه سمع رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم یقول: من مشی مع ظالم لیقویه وهو یعلم أنه ظالم فقد خرج من الإسلام، مشکوٰة شریف ص۴۳۶ ج۲ باب الظلم، الفصل الثالث، مطبوعه یاسر ندیم دیوبند.

بلکہ اعانت ظلم ہے، "تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَاتَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ"[1] (الاية)

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند، ۹۳/۲/۵ھ

نابالغ نے ڈھیلا مارکر گھوڑی کی آنکھ پھوڑ دی اس کا تاوان

سوال:۔زید کے پاس ایک گھوڑی تھی جس پر سوار ہوکر نماز جمعہ پڑھانے جاتا رہا تھا، ایک روز گھوڑی بکر کے دروازہ پر چلی گئی بکر موجود نہیں تھا، اس کا نابالغ لڑکا کھیل رہا تھا اس نے ایک ڈھیلا ماردیا جواس کی آنکھ پر جالگا، اورآنکھ پھوٹ گئی، زید کہتا ہے کہ ہم کوتاوان دے، بکر کہتا ہے کہ طفل صغیر نے ماردیا ہے تاوان کیوں دوں، میرا کوئی اشارہ بھی نہیں تھا، اور نہ موجود ہی تھا پھر کس طرح ہم پر تاوان عائد ہوگا؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر نابالغ لڑکے نے ڈھیلا مارکر گھوڑی کی آنکھ پھوڑ دی ہے تو بھی اس کا ضمان لازم ہوگا، ضمان کی مقدار گھوڑی کی چوتھائی قیمت ہے، "**الصبی المحجور علیه مواخذ بافعاله فیضمن ماتلفه من المال للحال (درمختار علی هامش الشامی نعمانیه، ج۵/ص ۹۲/[2] کتاب الحجر وضمن فی فق عین حمار وبغل وفرس ربع**

[1] سورهٔ مائده، پاره ٦/آیت ٢/.

ترجمه: . اورآپس میں مدد کرو نیک کام پر اور پرہیز گاری پر اور مدد نہ کرو گناہ پر اور ظلم پر۔(از ترجمہ شیخ الہند)

[2] درمختار علی الشامی کراچی ص١٤٦ ج٦، کتاب الحجر، البحر الرائق کوئٹه ص ٧٩، ج٨، باب الحجر، سکب الأنهر علی هامش المجمع ص ٥١ ج٤ کتاب الحجر، مطبوعه دار الکتب العلمية بیروت.

القیمة (درمختار[۱] علی الشامی، ج۵/ص ۳۹۱/. فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۰/۱/۸۶ھ

الجواب صحیح سید مہدی حسن غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

بندہ نظام الدین دارالعلوم دیوبند ۲۰/۱/۸۶ھ

انجمن کا روپیہ ڈاکوؤں نے لے لیا وہ کس کے ذمہ ہے

سوال:- ہمارے یہاں ایک انجمن ہے، جو ہمارے مفاد کے لئے بنائی گئی ہے مثلاً مطالعہ کے لئے کتب وغیرہ، اس انجمن میں کچھ نقد رقوم جمع ہیں اور یہ انجمن ہی کی ہے، اس رقم میں سے ہم ممبران انجمن بوقتِ اشد ضرورت -/۲۵ روپیہ بطور قرض اٹھا سکتے ہیں، اس انجمن کا ایک ممبر اپنی ذاتی کاروائی کی بناء پر جیل میں بند کر دیا گیا، اس قیدی ممبر نے جیل سے خط لکھا صدرِ انجمن کے پاس کہ اس جمع شدہ انجمن کی رقم میں سے سات سو روپے مجھے بطور قرض دیدو، صدرِ انجمن نے ممبران کو جمع کیا اور کہا کہ تم سب ممبران اس کی ذمہ داری اٹھاتے ہو کہ اگر یہ رقم ادا نہ کر سکا تو تم کو ادا کرنی ہوگی، سب ممبران نے ذمہ داری لے لی اور صدرِ انجمن، انجمن میں سے سات سو روپے لے کر اس قیدی کی رہائی کے لئے جاتا ہے، اس صدر نے یہ رقم کسی ذمہ دار ممبر کے ہاتھ نہیں دی، اور جب یہ بات ہوئی کہ رہائی کے لئے کون جائے گا، تو صدرِ انجمن نے کہا کہ میں ہی جاؤں گا، اور چونکہ وہ خود بھی ذمہ دار تھا اس لئے سب ممبران نے صدر سے دب کر سکوت اختیار کیا، نیز یہ صدر ممبران ذمہ داران سے خوش نہیں ہے، یہ صدر

---

[۱] درمختار علی الشامی ملخصاً، مطبوعہ زکریا ج۱۰/ ص۲۸۲/ کتاب الدیات، باب جنایة البھیمة والجنایة علیھا، البحرالرائق کوئٹہ ص۳۶۳ ج۸ کتاب الدیات، باب جنایة البھیمة والجنایة علیھا وغیر ذلک، سکب الأنھر علی ھامش المجمع ص۸۰-۳۸۱ ج۴ الدیات، باب جنایة البھیمة والجنایة علیھا، مطبوعہ دار الکتب العلمیة بیروت.

یہ رقوم لے کر رہائی کے لئے رات کے وقت جاتا ہے، ریل سے سفر کرتا ہے، صدر کا بیان ہے کہ میں جارہا تھا تو میرے صندوق سے ڈاکوؤں نے مجھے غفلت میں ڈال کر وہ سات سو روپے نکال لئے، کچھ علامات بھی بتاتا ہے، جس پر ممبران کو کسی درجہ یقین نہیں آتا اور صدر اس پر باوجود شادی شدہ ہونے کے طلاقِ مغلظہ کی قسمیں کھاتا ہے، ممبران کے علاوہ دوسرے لوگ بھی کہتے ہیں کہ یہ بات غلط معلوم ہوتی ہے اب زیرِ بحث یہ مسئلہ ہے کہ انجمن کی رقم کن پر عائد ہوگی اور کون ذمہ دار ہوگا؟ وہ قیدی ممبر یا ذمہ داران ممبر یا خود صدر صاحب؟ جواب عنایت فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلياً

قیدی ممبر نے روپیہ قرض مانگا صدرِ انجمن نے دوسرے ممبروں سے ضمانت لی کہ اگر وہ قیدی ممبر روپیہ واپس نہ کرے تو آپ لوگوں کو دینا ہوگا، انہوں نے ذمہ داری لے لی، روپیہ قیدی کے ہاتھ میں نہیں پہنچا، نہ اس کے مشورہ سے اس کے کسی کام میں خرچ ہوا، لہٰذا قیدی ممبر کے ذمہ اس کی واپسی نہیں، ذمہ دار ممبروں نے قیدی کی طرف سے ضمانت لی تھی، جب اس کے ذمہ ہی واپسی ضروری نہیں، کیونکہ اس تک پہنچا ہی نہیں تو ذمہ داری اور ضمانت کی وجہ سے ان کے ذمہ بھی واپسی ضروری نہیں[1] وہ صدرِ انجمن کے ذمہ دار وضامن نہیں تھے کہ اگر صدر سے ضائع ہوجائے تو ہم دیں گے، لہٰذا صدرِ انجمن کا دوسرے ضامن ممبران سے مطالبہ کرنا بے محل ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۹/۳/۱۳۹۵ھ

---

[1] وأما شرائطها فاقسام اربعة. القسم الرابع مايرجع الى المكفول به فمنه أن يكون مضمونا على الاصيل بحيث يجبر الاصيل على تسليمه. (فتاویٰ عالمگیری کوئٹه ۳/۲۵۴، الباب الاول من کتاب الکفالة، البحر الرائق کوئٹه ص۲۰۶ ج۶ کتاب الکفالة، شامی زکریا ص۵۵۵ ج۷ کتاب الکفالة،

مسجد کے حجرہ سے چوری کا ضمان کس پر

سوال:۔ایک مسجد سے ایک کوئنٹل کے قریب وزن کے تانبہ کے برتن ایسی حالت میں چوری ہوگئے کہ نہ تو صدر دروازہ پر کسی قسم کا تالا لگا تھا اور نہ ہی کوئی محافظ مسجد کی حفاظت کے لئے مقرر تھا، البتہ جس گھر میں برتن تھے، اس پر تالا لگا تھا، جسے چوروں نے بآسانی توڑ کر برتن نکال لئے، ایسی صورت میں متولی مسجد بر معقول حفاظت نہ کرنے پر کوئی جرم عائد ہوتا ہے یانہیں؟ اگر جرم عائد ہوتا ہے تو تلافی کی کیا صورت ہوگی؟

الجواب حامداًومصلیاً

مساجد کے صدر دروازہ پر عموماً تالا نہیں لگایا جاتا، تاکہ جو شخص جب بھی دل چاہے مسجد میں آکر عبادت کرسکے، نیز ہر مسجد میں محافظ بھی مقرر نہیں ہوتا، بلکہ اوقات نماز میں مؤذن آتا ہے، اور مسجد کی صفائی اور صف بچھانے کا کام کرتا ہے، اگر یہی صورت آپکے یہاں بھی ہے، تو حجرہ پر قفل کا ہونا ہی حفاظت کیلئے کافی ہے[1] متولی پر کوئی ضمان لازم نہیں[2] ہاں اگر وہ جگہ چوروں کی ہے، اور چوروں کے واقعات مسجد وغیرہ میں پیش آتے رہتے ہیں،

---

[1] کرہ غلق باب المسجد الا لخوف علی متاعه به یفتی هٰذا اولی من التقیید بزماننا لان المدار علی خوف الضرر فان ثبت فی زماننا فی جمیع الاوقات ثبت کذلک الا فی اوقات الصلاۃ اولا فلا او فی بعضها ففی بعضها، الدرالمختار مع الشامی زکریا ص۴۲۸ج۲ باب ما یفسد الصلاۃ، مطلب فی احکام المسجد، البحر الرائق کوئٹه ص۳۳ج۲ باب ما یفسد الصلاۃ، فصل لما فرغ من بیان الکراهة، حلبی کبیر ص۶۱۵ فصل فی احکام المسجد مطبوعه سهیل اکیڈمی لاهور.

[2] لووضعها فی بیته اوفیما یحرزفیه ماله عادۃ فضاعت لاضمان علیه (بدائع کراچی ج۶/ص۲۰۹/ کتاب الودیعة) عالمگیری کوئٹه ص۳۴۳ج۴ کتاب الودیعة الباب الرابع فیما یکون، تضییعا للودیعة،

اور صرف حجرۂ مسجد پر قفل کا ہونا حفاظت کے لئے کافی نہیں سمجھا جاتا، پھر حکم دوسرا ہے[۱]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

مدرس کی تنخواہ سے ضمان کی صورت

سوال:۔ کسی دینی مدرسہ کے مدرس سے کوئی مالی نقصان ہوجائے جس میں اس کے قصد کو دخل نہ ہو تو اس کی تنخواہ سے نقصان کا وضع کرنا درست ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر اسکو امین بنایا گیا تھا اور اس نے پوری احتیاط وحفاظت کی پھر بھی ناگہانی طریقہ پر وہ چیز ضائع ہوگئی تو اسپر ضمان لازم نہیں،[۲] اسکی تنخواہ سے وضع کرنا درست نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود حسن عفی عنہ

مہتمم کے پاس سے زکوٰۃ چوری ہوگئی تو ضمان کا حکم

سوال:۔ زید نے عمر کو پانچ روپیہ زکوٰۃ کے دے دیئے کہ وہ اپنے مدرسہ کے طلباء کو تقسیم

---

[۱] واما بيان مايغير حال المعقودعليه من الامانة الى الضمان فانواع منها ترک الحفظ لانه بالعقد التزم حفظ الوديعة على وجه لو ترک حفظها حتى هلكت يضمن بدلها (بدائع كراچی ج٦/ ص ٢١١/ كتاب الوديعة، يجب حفظ كل شيء فی حرز مثله الى قوله والمعتبر فی ضمان المودع التقصير فی الحفظ، شامی زكريا ص٤٦٩،٤٦٨ ج٨ كتاب الايداع، شرح المجلة، ص٣٣٤/١، رقم المادة: ٧٨٢، مطبوعه اتحاد بكڈپو ديوبند،

[۲] اذا ضاعت (الامانة) فی يد المودع بغير صنعه لا يضمن (بدائع كراچی ص ٢١١ ج٦ كتاب الوديعة)، مجمع الأنهر، وسكب الأنهر ص٤٦٨ ج٣ كتاب الوديعة، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت.

کردے۔عمر مہتمم مدرسہ ہے۔اتفاق کی بات کہ وہ پانچ روپیہ عمر کے پاس سے اسی مدرسہ کے طلبہ نے چرا لئے۔کیا اس طرح مالِ زکوٰۃ چوری ہونے سے زکوٰۃ ادا ہوگئی؟ اگر نہیں تو ان پانچ روپیہ مالِ مسروقہ کا دیندار کون ہے زید یا عمر؟

الجواب حامداً ومصلیاً

زکوٰۃ کے لئے تملیک شرط ہے،اباحت بھی کافی نہیں چہ جائیکہ مصرف کا چوری کر لینا۔ عمر مہتمم مدرسہ اگر صرف معطی زکوٰۃ کا وکیل ہے تو صورت مسئولہ میں زکوٰۃ ادا نہیں ہوئی [1] پھر اگر بغیر تعدی مہتمم یعنی باجود حفاظت تامہ کے چوری ہوگئی تو عمر پر ضمان لازم نہیں [2] زید دوبارہ زکوٰۃ ادا کرے کیونکہ وکیل امین ہوتا ہے [3] اور امین کا یہی حکم ہے۔اگر عمر کی طرف سے تعدی ہوئی یعنی حفاظت میں کوتاہی کی تو عمر پر ضمان لازم ہے،عمر مہتمم مدرسہ اگر طلباء کا وکیل ہے تو اس کا قبضہ طلبا ہی کا قبضہ ہے [4] لہٰذا زکوٰۃ ادا ہوگئی۔کسی پر ضمان لازم نہیں۔الزکوٰۃ هی

---

[1] امداد الفاوی ص۵-۱۶ ۳ج۳ کتاب الوکالة، عنوان ومهتمم مدرسه معطیین چندہ کی طرف سے وکیل ہے الخ،مطبوعہ زکریا بکڈپو دیوبند۔

[2] اذا ضاعت (الامانة) فی ید المودع بغیر صنعه لا یضمن (بدائع کراچی ص۱۱ ۲ج۶ کتاب الودیعة)، شرح المجلة ص۴۲۶ ج۱، الکتاب السادس فی الأمانات، الباب الأول رقم المادة (۷۶۸) مطبوعه اتحاد بکڈپو دیوبند.

[3] ان المقبوض فی ید الوکیل بجهة التوکیل بالبیع والشراء وقبض الدین والعین وقضاء الدین امانة بمنزلة الودیعة (بدائع کراچی ص۳۴ج۶ کتاب الوکالة)، المحیط البرهانی ص۷۷۱ ج۱۵ کتاب الوکالة، الفصل الثالث والعشرون فی الوکالة الخ، مطبوعه المجلس العلمی ڈابھیل.

[4] ان الوکیل متصرف بطریق النیابة عن الموکل وتصرف النائب تصرف المنوب عنه (بدائع کراچی ص۳۳، ج۶ کتاب الوکالة، هدایة ص۱۷۹ ج۳، کتاب الوکالة، مطبوعه یاسر ندیم دیوبند.

تملیک خرج الاباحة فلو اطعم یتیماً ناویاً به الزکوٰة لا تجزیه الا اذا دفع الیه المطعوم کما لو کساه بشرط ان یعقل القبض اھ در مختار[۱] ص۳ ج۳ نعمانیة (قوله خرج الاباحة) ای فلا تکفی فیها (قوله اذا دفع الخ) بقیدهما اذا لم یکن ابوه غنیاً لانه یعد غنیاً لغنی ابیه ومنه علم انه لا یشترط فی المدفوع الیه البلوغ بل ولا العلقل لان تملیک الصبی صحیح لکن ان لم یکن عاقلاً فانه یقبض عنه ولیه او ابوه او من یعوله قریباً او اجنباً او الملتقط وان کان عاقلاً فقبض من ذکر وکذا قبضه بنفسهٖ اھ طحطاوی[۲] ص۳۸۸ ج۱، فقط واللّٰه تعالٰی اعلم.

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

الجواب صحیح : سعید احمد غفرلہٗ، صحیح: عبد اللطیف ۱۱ شعبان

مہتمم پر ضمان

سوال:۔ ایک صاحب بہت نیک اور باحیثیت مگر آنکھوں سے معذور عرصہ سے ایک عربی مدرسہ کے مہتمم اور مدرسہ کا جو کچھ چندہ وغیرہ کا روپیہ ہوتا تھا وہ بھی انہیں کے پاس رہتا تھا روپیہ کی آمد وخرچ کا حساب مہتمم بوجہ معذوری چشم نہیں کرتے تھے بلکہ ملازمین مدرسہ یا دیگر اراکین مدرسہ لکھتے تھے کچھ عرصہ کے لئے ایک اور صاحب مہتمم کر دیئے گئے مگر ان سابقہ

---

[۱] در مختار علی الشامی کراچی ص۲۵۷ ج۲ کتاب الزکوٰة، البحر الرائق کوئٹه ص۲۰۱ ج۲ کتاب الزکاة، سکب الأنهر علی هامش مجمع الأنهر ص۲۸۴ ج۱ کتاب الزکاة، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت.

[۲] طحطاوی علی الدر المختار ص۳۸۸ ج۱ کتاب الزکوٰة، مطبوعه دار المعرفة بیروت، البحر الرائق کوئٹه ص۲۰۱ ج۲ کتاب الزکاة.

معذور چشم مہتمم کی تحویل میں روپیہ رکھا گیا کچھ عرصہ کے بعد یہ مہتمم بوجہ معذوری خود ہی سبکدوش ہوگئے۔ اور اہتمام مدرسہ مع زرامانت کے ایک جدید مہتمم صاحب کے سپرد کیا گیا اس وقت روپیہ کی جانچ جدید مہتمم صاحب نے کی کچھ روپیہ کی کمی اظہار کیا سابقہ مہتمم صاحب جس صندوق میں روپیہ مدرسہ کا رکھتے تھے اس میں سے نکالنے کے لئے یا رکھنے کے لئے اپنے علاوہ گھر کے چند دیگر افراد سے بھی کام لیتے تھے اور روپیہ مثل اپنے روپیہ کے محفوظ رکھا گیا اور اپنے روپے کی طرح اس کی حفاظت کی گئی، گھر کے جن افراد پر اعتماد تھا اور اپنا کام ان سے کراتے تھے انہیں سے مدرسہ کا روپیہ بھی رکھواتے نکلواتے تھے۔ کمی اگر واقعی ہے تو اس کا علم کہ کمی کیوں ہوئی ان مہتمم کو کچھ نہیں ہے یہ کمی بوجہ حکم شرع شریف امین کے ذمہ آتی ہے یا نہیں؟ صاف الفاظ میں جواب عطا فرمایا جاوے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

صورت مسئولہ میں حسب بیان سائل جبکہ معذور چشم مہتمم صاحب نے مدرسہ کی مثل اپنے روپے کے حفاظت کی اور کسی قسم کی خیانت نہیں کی تو ضائع شدہ روپیہ کی ضمان مہتمم صاحب کے ذمہ نہیں۔ بشرطیکہ جن افراد سے روپیہ نکلواتے اور رکھواتے تھے وہ بھی مہتمم صاحب کے نزدیک امین ہوں **وھی امانة فلا تضمن بالھلاک مطلقاً واشتراط الضمان علیٰ الامین باطل به یفتی وللمودع حفظھا بنفسه وعیاله وھم من یسکن معه حقیقة او حکما لا من یمونه وشرط کونه امینا، تنویر**[۱] ص۵۵۱ ج۲۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود حسن عفی عنہ

---

[۱] تنویر الابصار مع الدرالمختار کراچی ص۵/۶۶۴، کتاب الایداع، مجمع الانھر ص۴۶۸، ۳/۴۶۹، کتاب الودیعة، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت، ھدایة ص۲۷۳ ج۳، کتاب الودیعة مطبوعه مکتبه تھانوی دیوبند.

جلدی میں ٹکٹ نہ لے سکا اور پیسے گارڈ کو دیدئے تو وہ کافی ہے یا نہیں

سوال:۔ مجھے ایک مرتبہ دیوبند سے سہارنپور جانا تھا، اسٹیشن پر پہنچا تو گاڑی چلدی اور میں چلتی گاڑی میں چڑھ گیا اور جلدی کی وجہ سے ٹکٹ نہ خرید سکا، ٹپری اسٹیشن پر گارڈ سے ملا اور اس نے پچھتر پیسے لیکر کہا کہ میں سہارنپور میں گیٹ سے پاس کرادونگا، چنانچہ اس نے مجھے گیٹ سے پاس کرادیا، نہ اس نے مجھے ٹکٹ دیا اور نہ ہی رسید دی، غالباً وہ پیسہ محکمہ ریلوے کو نہیں پہنچا، اب شریعت کی رو سے بندہ سبکدوش ہوگیا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جبکہ آپ نے سہارنپور تک سفر کیا اور عجلت کی وجہ سے ٹکٹ خرید نہیں سکے اور ٹپری اسٹیشن پر گارڈ سے مل کر ٹپری سے سہارنپور تک کا پیسہ بھی اس کو دیدیا، مگر اس نے نہ ٹکٹ دیا، نہ رسید دی، تو ظاہر ہے کہ وہ پیسے ریلوے کے ایک ملازم (گارڈ) نے خود رکھے، اور سہارنپور پہنچ کر اپنے اثر سے اس نے آپ کو پاس کرادیا، پس سہارنپور سے دیوبند تک کا ٹکٹ لے کر آپ پھاڑ دیں، تاکہ آپ کے ذمہ ریلوے کا مطالبہ باقی نہ رہے، اور بالیقین آپ بری الذمہ ہوجائیں[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۹/۳/۹۱ھ

---

[1] والظاهر أن هذا مبنى علىٰ قول المتقدمين بأن منافع الغصب غير مضمونة مطلقاً اماعلىٰ ماافتىٰ به المتأخرون من ضمان المعد للاستغلال الخ .شامي زكريا، ج۹/ص۱۰۳/كتاب الاجارة .باب ضمان الاجير، مبحث اختلاف المؤجر والمستأجر، مجمع الانهر ص۹۴، الدر المنتقىٰ مع مجمع الأنهر ص۹۵ كتاب الغصب، الفصل الثالث مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت.

مقروض کے اسٹامپ لکھ دینے کے بعد بھی کفیل کی ضمانت باقی رہے گی؟

سوال:۔ممتاز احمد اپنی ضمانت میں محمد حسن اور زین الحق صاحبان سے غلام محمد کو کچھ روپئے کا مال دلوایا کہ غلام محمد فروخت کر کے چکا دیگا، محمد حسن اور زین الحق کاروبار میں مشترک ہیں، مگر کچھ عرصہ گذرنے پر غلام محمد چند مجبوریوں کی وجہ سے ان کو روپیہ نہ دے سکا اس کے بعد محمد حسن وغیرہ نے ممتاز احمد کو پریشان کرنا شروع کر دیا کہ آپ ہماری بقایا رقم غلام محمد سے دلوادیں، ممتاز احمد نے ہر چند کوشش کی کہ غلام محمد روپیہ کی ادائیگی محمد حسن وغیرہ کو کر دے، مگر روپیہ کی ادائیگی نہیں ہوسکی، اور اسی طرح کئی ماہ گذر گئے اس کے بعد محمد حسن وغیرہ نے ممتاز احمد سے یہ کہا کہ آپ غلام محمد کو ہمارے پاس لے آئیں تاکہ ہم اس سے بقایا رقم کا اسٹامپ لکھوالیں، ممتاز احمد نے غلام محمد کو ان کے سامنے حاضر کر دیا اور غلام محمد نے ان کے روپیہ کا اقرار بھی کیا ساتھ ہی ہنسی خوشی اسٹامپ لکھنے پر راضی ہوگیا اور مزید کہا کہ کل بقایا رقم مبلغ ۳۲۰۰ر سو روپیہ دینے والا میں ہوں اور میں آپ کو ضرور دونگا، اور اس نے اپنے دستخط کر دیئے۔

(اسٹامپ کی نقل) غلام محمد ولد حاجی عبدالکریم حجام محلّہ اورنگ آباد قصبہ مئوناتھ ضلع اعظم گڈھ یوپی کا ہوں، چونکہ منمقر کو روپے کی سخت ضرورت تھی جو بدون قرض لئے رفع ضرورت غیر ممکن ہے اس لئے منمقر نے ماسٹر محمد حسن صاحب ولد چاند شاہ محلّہ بھکاری قصبہ مئوناتھ بھنجن ضلع اعظم گڈھ سے مبلغ ۳۲۰۰ر سو روپے سیکڑہ کے حساب سے مہاجن مذکورہ بالا کو ادا اور بے باق کر دوں، اگر منمقر روپیہ مذکورہ بالا مع سود ادا اور بے باق نہ کروں تو ماسٹر محمد حسن صاحب مذکورہ بالا کو اختیار کلی حاصل ہے، اور آئندہ ہوگا کہ چارہ جوئی عدالت مجاز منمقر کی

ذات وجائداد ومنقولہ وغیرہ سے جس طرح چاہیں وصول کرلیویں، اس میں منمقر خواہ ورثاء منمقر کو نہ کوئی عذر ہے اور نہ آئندہ ہوگا لہٰذا یہ چند کلمہ بطور خط کے لکھ دیا کہ سند رہے اور وقت ضرورت پر کام آوے۔

اب آپ سے دریافت طلب امر یہ ہے کہ اسٹامپ کے لکھ جانے کے بعد بھی کیا ممتاز احمد کی ضمانت باقی رہ جاتی ہے یا ختم ہوجاتی ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر ضمانت کے وقت یہ شرط تھی کہ اسٹامپ لکھنے تک ضمانت ہے بعد میں نہیں یا اسٹامپ لکھ کر ضمانت ختم کردی اور لکھ دیا کہ اب میں ضامن نہیں رہا، تو ضمانت ختم ہوگئی، ورنہ ضمانت باقی ہے[1] اور اس ضمانت کا حاصل بھی صرف یہی ہے کہ غلام محمد سے روپیہ دلوانے کی کوشش کرتا رہے یہ نہیں کہ اپنے پاس سے روپیہ دے۔[2] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۱۰/۱۱/۹۵ھ

---

[1] اَلْمُسْلِمُوْنَ عَلیٰ شُرُوْطِهِمْ (ترمذی شریف، ج ۱/ص ۲۵۱/ ابواب الاحکام، باب ماذکر عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم فی الصلح بین الناس، مکتبۂ اشرفیہ دیوبند، المعجم الکبیر للطبرانی ص۲۲ ج۱۷ رقم الحدیث ۳۰، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی، کنز العمال ص۳۶۳ ج۴ رقم الحدیث ۱۰۹۱۷ الب الثالث فی احکام الجہاد، مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ.

ترجمہ:۔ مسلمانوں پر اپنی شرائط کی پابندی لازم ہے۔

[2] الکفالة هی ذم ذمة إلی ذمة فی المطالبة لا فی الدین قوله فی المطالبة أی اشتراک کل من الکفیل والاصیل فی جواز طلب المکفول له نفسهما أو عینا واجبة التسلیم کمغصوب وعاریة ثم لا یلزم منه لزوم المطالبة الدین علی الکفیل، الدر المنتقیٰ مع مجمع الأنهر ص۱۷۳، ۱۷۲ ج۳ کتاب الکفالة، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت، شامی زکریا ص۵۵۳ ج۷ کتاب الکفالة، البحر الرائق کوئٹه ص۲۰۴ ج۶ کتاب الکفالة،

معزول پر ضمان نہیں

سوال:۔زید ایک مدرسہ کا مدرس ہے، ہیڈ ماسٹر نے زید کو اس کا ذمہ دار بنایا، اور کمرے کی کنجی بھی زید کے حوالہ کردی، لیکن زید کی بعض کوتاہیوں کی وجہ سے کمرے کی کنجی ہیڈ ماسٹر نے اس سے لے کر اپنے پاس رکھ لی، زید سے کنجی لینے کے بعد اس کمرے میں مالی نقصان ہوگیا، اب زید سے کنجی لینے کے بعد کمرے کا ذمہ دار کون ہوگا؟ اور نقصان کس کے ذمہ عائد ہوگا؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جب نقصان کنجی زید سے لینے کے بعد ہوا تو زید ذمہ دار نہیں، [۱] جس کے پاس کنجی ہے وہ ذمہ دار ہے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دار العلوم دیوبند ۲/۷/۸۹ھ

بچپن کی چوری کا حکم

سوال:۔بچپن کی چوری کا محاسبہ ہوگا یا والدین پر اس کا گناہ ہوگا، اور اسی طرح جتنے بھی گناہ بچپن میں کیے؟

[۱] لأن المسقط للضمان فی حق المودع رده الٰی من اخذه منه الخ، مبسوط للسرخسی ص ۱۳۰ ج۶ الجزء الحادی عشر، کتاب الودیعة، مطبوعه دار الفکر بیروت، فلو ردها الودیع برئ الخ، شرح المجلة ص ۴۴۰ ج ۱ رقم المادة ۷۹۴، مطبوعه اتحاد بکڈپو دیوبند.
غاب المودع وترک مفتاحه عند غیره فلما رجع لم یجد الودیعة فی مکانه لا یضمن لدفع المفتاح الٰی غیره، عالمگیری کوئٹه ص ۳۴۶ ج ۴ کتاب الودیعة، الباب الرابع فیما یکون تضییعاً للودیعة الخ.

الجواب حامداً ومصلیاً

بچوں پر گناہ نہیں،[۱] البتہ چوری کی مقدار کا ضمان انکے مال میں لازم ہوگا۔[۲] فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

دوسرے کیلئے ٹکٹ خریدنے کی صورت میں ضمان

سوال:۔ زید، عمر، خالد، تینوں سفر کو جارہے تھے، راستہ میں احمد ملا کہا میں جاؤنگا، لیکن پیسے میرے پاس نہیں تم میں سے کوئی اگر ٹکٹ لیکر دیدے تو جاؤنگا، زید کے پاس پیسہ تھا لیکن وہ پہلے اندر چلا گیا تھا، عمر نے خالد سے کہا کہ تم جلدی اندر جاکر زید سے پیسہ لیکر احمد کے لئے ٹکٹ لے لو، لہٰذا خالد چلا احمد پیچھے دروازہ تک گیا تھا، اور خود کہتا ہے کہ میں نے خالد کو آواز دی، بولا نہیں، لہٰذا غصہ ہوکر وہاں سے چلا گیا۔

خالد کہتا ہے کہ میں نے نہیں سنا اب دریافت طلب بات یہ ہے کہ خالد نے زید سے پیسہ لیکر جلدی سے احمد کے لئے ایک ٹکٹ لے لیا، لیکن احمد کا پتہ نہیں، بہت تلاش کیا، تو وہ ٹکٹ بیکار گیا اب پیسے کون دیگا؟ مخفی مباد کہ راستہ میں یہ بات ہوچکی تھی کہ خالد جاکر احمد کے لئے ٹکٹ لے لے، درمیان میں منسوخ بھی نہیں ہوا۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر احمد کے امر سے خالد نے زید سے پیسے قرض لیکر احمد کے لئے ٹکٹ خریدا ہے،

---

[۱] ان القلم رفع عن المجنون حتی یفیق وعن الصبی حتی یدرک وعن النائم حتی یستیقظ، بخاری شریف، ج۲ص۱۰۰۶، (مطبوعہ اشرفی دیوبند) کتاب الحدود باب لا یرجم المجنون الخ.

[۲] فخرج بالتکلیف الصبی والمجنون الٰی قولہ لکنھما یضمنان المال الخ، البحر الرائق ص۵۰ ج۵، (مطبوعہ کوئٹہ) (اول کتاب السرقۃ) شامی زکریا ص۱۳۷ ج۶، کتاب السرقۃ،

توان پیسوں کا ذمہ دار احمد ہے، اگر احمد کے امر سے نہیں خریدا بلکہ از خود خریدا ہے تو خالد ذمہ دار ہے[۱]، اگر زید نے خود خریدا یا خریدنے کے لئے خالد کو امر کیا تو زید ذمہ دار ہے[۲] اور اگر احمد کا یہ مطلب تھا کہ اگر تم میں سے کوئی تبرعاً وہبۃً ٹکٹ دے تو میں جاؤنگا، تو جس نے تبرع کیا ہے، وہی ذمہ دار ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۹/۸/۵۵ھ

الجواب صحیح:۔ سعید احمد غفرلہٗ

صحیح عبد اللطیف مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۹/۸/۵۵ھ

اگر مبیع ڈاک سے ضائع ہو جائے تو ضمان کس پر ہے

سوال:۔ زید نے عمر سے کچھ کتابیں بطور خرید بذریعہ ڈاک طلب کی عمر نے زید کے تحریر کردہ پتہ پر متعدد بار کتابیں ارسال کی جس میں چند بار پوری پوری کتابیں وصول ہو گئیں، لیکن بعض پیکٹ میں سے کچھ کتابیں ضائع ہو گئیں، اور وہ زید تک نہیں پہنچیں اس صورت میں اس ضائع شدہ کا ضامن ازروئے شریعت کون ہوگا؟

---

[۱] بعث رجلاً لیستقرضه فاقرضه فضاع فی یده فلو قال اقرض للمرسل ضمن مرسله ولو قال اقرضنی للمرسل ضمن رسوله، شامی کراچی ج۵ ص۱۶۶، مطبوعه زکریا دیوبند ص۳۹۶، ج۷، باب المرابحة والتولیة، مطلب کل قرض جر نفعاً الخ.

[۲] وللوکیل بالشراء طلب الثمن من المؤکل اذا اشتری وقبض المبیع فان هلک قبل حبسه هلک علی الآمر ولا یسقط ثمنه ای ثمن المبیع عن الموکل فیرجع الوکیل علیه، مجمع الأنهر ص۳۱۸، ۳۱۹، ج۳، البحر الرائق کوئٹه ص۱۵۶ باب الوکالة، بالشراء.

سکب الأنهر علی المجمع الأنهر ص۳۱۸ ج۳ باب الوکالة بالشراء، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت.

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر عمر (بائع) نے زید (مشتری) کی ہدایت کے موافق کتابیں روانہ کی ہیں اور کوتاہی نہیں کو تو بائع پر ضمان لازم نہیں[1] کیونکہ اس نے مشتری کے امر پر عمل کیا۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند ۱/۸/۸۹ھ

دھوبی سے کپڑا کھوگیا اس کا ضمان

سوال:۔ اگر دھوبی نے کپڑا گم کر دیا تو کیا اس سے تاوان لیا جا سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر دھوبی کی بے پرواہی سے کپڑا گم ہوگیا تو اسکا ضمان لینا درست ہے، لیکن اگر دھوبی بے اختیار تھا، اور ایک دم پانی زیادہ آ گیا، اور کوشش کے باوجود حفاظت نہ کرسکا، تو اس پر ضمان نہیں[2] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند ۱۳/۸/۸۹ھ

---

[1] وان هلك المشترى فى يد الوكيل قبل الحبس هلك على الموكل من غير ضمان على الوكيل، المحيط البرهانى ص۵۸ ج۱۵ كتاب الوكالة، قبيل نوع آخر فى هلاك الثمن فى يد الوكيل، مطبوعه ڈابھیل، عالمگیری کوئٹه ص۵۸۷ كتاب الوكالة، فصل فى التوكيل بشراء شىء بغير عينه، الدر المختار على الشامى زكريا ص۲۵۰ باب الوكالة بالبيع والشراء، تبيين الحقائق ص۲۶۱ ج باب الوكالة بالبيع والشراء، مطبوعه امداديه ملتان.

[2] ومن استاجر رجلاً علىٰ خياطة ثوبه اوعلىٰ قصارة ثوبه فقبضه فتلف فى يده بغير فعله وبغير تعدمنه فلا ضمان عليه .عالمگيرى، ج۴/ص۵۰۱/ كتاب الاجارة، الباب الثامن والعشرون الخ، بزازية على الهندية ص۸۸ج۵ نوع فى الراعى والبقاء، كتاب الإجارة، البحر كوئٹه ص۲۷، ج۸، باب ضمان الأجير كتاب الإجارة.

کرایہ کی سائیکل چوری ہوجائے تو ضمان کا حکم

سوال:۔ایک شخص میری دوکان سے سائیکل کرایہ پر لے گیا تھا، اس کا بیان ہے کہ میں نے سائیکل کارخانہ کے دروازے پر رکھی تھی، لیکن جب میں واپس آیا، تو سائیکل وہاں پر نہیں تھی، کسی شخص نے اٹھالی، اب دوکاندار کو اس سائیکل کی قیمت لینا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

وہ سائیکل امانت تھی، اس کی حفاظت لازم تھی، اگر وہ جگہ جہاں سائیکل رکھی تھی، محفوظ جگہ نہیں ہے، وہاں سے کسی کے اٹھا لینے کا اندیشہ تھا، پھر بھی بغیر حفاظت کے انتظام کئے وہاں رکھدی اور کسی نے اٹھالی تو حفاظت میں کوتاہی کی، جس کی وجہ سے دوکاندار کو ضمان وصول کرنے کا حق حاصل ہے، ورنہ نہیں[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۳/۸/۸۸ھ

بندوق سے کوئی زخمی ہوگیا تو قصوروار کون؟ چلانیوالا یا مالک

سوال:۔ایک شخص نے دوسرے سے بندوق شکار کے لئے مانگی، اور کہا آپ بھی شکار

[1] استاجر حماراً فوقفه ليصلى الفجر فذهب الحمار اوانتهبه انسان فان راٰه ينتهب اويذهب ولم يقطع الصلوٰة ضمن الخ عالمگیری ،ج۴/ص۴۹۷/ کتاب الاجارة ،الباب السابع والعشرون، العين المستاجرة امانة فى يد المستاجر لانه قبضها ليستوفى منها منفعة يستحقها فاذا هلكت لايضمن الا بالتعدى اوالتقصير فى الحفظ، فقه السنة، ج۳/ص۱۹۵/كتاب الاجارة (مطبوعه بيروت)، البحر كوئٹه ص۲۷ج۸ باب ضمان الأجير، كتاب الإجارة، شرح المجلة ص۳۲۲ج۱ الفصل الثانى فى ضمان المستأجر، رقم المادة ۶۰۰، اتحاد بكڈپو ديوبند.

کو چلیں، گاؤں سے نکل کر بندوق والے نے بندوق زید کو دیدی، زید نے چڑیوں پر فائر کیا، چھرّا ایک آدمی کے لگ گیا، بندوق والے نے مصیبت میں پڑ کر چار سو روپیہ بطور رشوت دیکر اپنی جان بچائی، دونوں آدمی صوم وصلوٰۃ کے پابند ہیں، کیا وہ روپیہ بندوق والے پر پڑنا چاہئے یا زید پر؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جس نے بندوق چلائی ہے وہ قصوروار ہے[1]، لیکن اپنی بندوق دوسروں کو دینا بھی جرم ہے، لہٰذا دونوں ہی قصوروار ہوئے، آپس میں سمجھوتہ کرلیں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۹۵/۱۲/۲۵ھ

---

[1] الا لا یجنی جان الا علی نفسه الحدیث، ترمذی شریف ص۲/۳۸، ابواب الفتن باب ماجاء فی تحریم الدماء والاموال، مطبوعه رشیدیه دهلی، اذا اجتمع المباشرو المتسبب یضاف الحکم الی المباشر، قواعد الفقه ص۵۶، مطبوعه اشرفی دیوبند.

باب دوم: امانت کا بیان

امانتِ مسجد چوری ہوجائے تو ضمان کا حکم

سوال:۔ایک شخص کے پاس مسجد کی امانت رکھی ہوئی تھی، جو چوری ہوگئی، کچھ چوری واپس آگئی اس نے مسجد کی امانت کچھ دیدی کچھ نہیں دی، جو امانت باقی رہ گئی تھی، اس کو دینا لازم ہے، یا نہیں، یہ آدمی شریعت کا پابند نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

اگر امانت کو اپنے مال میں مخلوط کر کے رکھا تھا تو پوری امانت کو اس سے لینا چاہئے[1] اگر الگ رکھا تھا اور باوجود پوری حفاظت کے وہ چوری ہوگئی، تو اس سے پوری لینے کا حق نہیں، جتنی واپس آگئی وہ لے لی جائے۔[2]

تنبیہ:۔جو شخص شریعت کا پابند نہ ہو اس کے پاس مسجد کی امانت رکھنا درست نہیں[3]۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۵/۱۱/۸۵ھ

---

[1] وكذا المودع اذا خلط الوديعة بماله خلطا لايتميز يضمن (بدائع كراچی ص۲۱۳/ ج۶/ كتاب الوديعة، در مختار على الشامی كراچی ص۶۶۸، ج۵، كتاب الايداع، عالمگيری كوئٹه ص۳۴۸، ج۴، كتاب الوديعة، الباب الرابع الخ،

[2] لووضعها فی بيته اوفيما يحرز فيه ماله عادة فضاعت لاضمان عليه (بدائع كراچی ،ص ۲۰۹/ ج۶/ كتاب الوديعة، وحكمها كون المال امانة عنده مع وجوب الحفظ عليه الخ بحر كوئٹه ص۲۷۳ ج۷ كتاب الوديعة، زيلعی ص۶۷ ج۵ كتاب الوديعة، مطبوعه امداديه ملتان.

[3] كمايستفاد:وينزع وجوبا لوغير مامون اوعاجزاً اوظهر به فسق (شامی كراچی، ص۳۸۰/ ج۴/ كتاب الوقف،مطلب ياثم بتولية الخائن)، يوليها القاضی من يثق بامانته، البحر الرائق ص۲۴۶ ج۵ كتاب الوقف، مطبوعه الماجديه كوئٹه، النهر الفائق ص۳۲۷ ج۳ كتاب الوقف، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت.

غیر مسلم کے پاس مسجد کا پیسہ امانت تھا وہ ضائع ہوگیا

سوال:۔ متولی مسجد کو اپنے پاس مسجد کے پیسے رکھنے میں حفاظت کا یقین نہیں تھا اور کوئی دوسرا مسلمان بھی امانت رکھنا قبول نہیں کرتا تھا تو اس وقت شرعی حاکم نہ ہونے کی وجہ سے بامر جماعت محلّہ متولی نے مسجد کے پیسے کافر کے پاس رکھے اور وہ کافر اس وقت مالدار تھا اور امانت رکھنے میں مرجع خاص وعام تھا، اب کافر مفلس ہوگیا، اور مسجد کے پیسے اس کے پاس سے ہلاک ہوگئے اب اس کے پاس کوئی مال وجائیداد نہیں ہے کہ جس سے مسجد کے پیسے وصول ہوسکیں تو اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس مسجد کے پیسہ کا ضمان لازم ہوگا یا نہیں، اگر لازم ہو تو متولی پر یا اہل محلّہ پر، اگر صورت مذکورہ میں مسجد کے پیسے کافر کو قرض دئے ہوں اور پھر ہلاک ہوجائے تو اس وقت کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

قال فی القنیة طالب القیم اهل المحلة ان یقرض من مال المسجد للامام فابیٰ فأمره القاضی به فاقرضه ثم مات الامام مفلسا لایضمن القیم اھ مع ان القیم لیس له اقراض مال المسجد قال فی جامع الفصولین لیس للمتولی ایداع مال الوقف والمسجد الاممن فی عیاله ولااقراضه فلو اقرضه ضمن وکذاالمستقرض وذکر ان القیم لواقرض مال المسجد لیأخذه عند الحاجة وهواحرزمن امساکه فلاباس به وفی العدة یسع المتولی اقراض مافضل من غلة الوقف لواحرز اھ بحر شرح کنز، ص۲۳۹/ج۵/[1]

اس سے معلوم ہوا کہ متولی کو اگر مسجد کے پیسے ضائع ہونے کا اندیشہ تھا اور کوئی دوسری

---

[1] البحر الرائق ص۲۳۹/ ج۵/ کتاب الوقف، مطبوعه مکتبه ماجدیه پاکستان، شامی کراچی ص۴۱۷، ج۵، کتاب القضاء، مطلب للقاضی اقراض مال الیتیم ونحوه.

صورت بھی حفاظت کی نہیں تھی، اور اہل محلّہ کے امر سے متولی نے وہ پیسے کافر کے پاس رکھدئے اور اس کافر سے وصولیابی کی کافی توقع تھی تو پھر متولی پر ضمان لازم نہیں اور نہ اہل محلّہ پر لازم ہے، یہی حکم صورت مذکورہ قرض کا ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

صحیح عبداللطیف مظاہر علوم الجواب صحیح سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ ہذا ٦١/٢/٧ھ

مؤذن سے روپیہ ضائع ہوگیا ضمان کس پر ہے؟ اور مدرسہ کا روپیہ پھولوں کے ہار میں خرچ کرنا

سوال:۔ ہمارے گاؤں میں افریقہ سے ایک آدمی آیا تو مسجد اور مدرسہ کے اراکین نے جلسہ کیا، اور اس کی مہمان نوازی کے لئے پھولوں کا ہار اور دوسری چیزیں لانے کے لئے متولی نے مدرسہ کے مؤذن صاحب کو سو روپے دیئے وہ روپے مؤذن سے گم ہوگئے، اب وہ روپے کس کے ذمہ ہیں، مؤذن صاحب دیں یا متولی صاحب؟

واضح رہے کہ مؤذن صاحب ہی بینک سے روپے لانے اور لیجانے کا کام کرتے ہیں، اور یہ کام دیانت داری کے ساتھ کرتے ہیں، اور یہ بات یقینی ہے کہ روپے گم ہوگئے، خیانت نہیں ہوئی ہے، گاؤں میں اعلان بھی کرایا گیا مگر نہیں ملے۔

الجواب حامداً ومصلیا

اگر پوری حفاظت کے باوجود مؤذن سے روپے گم ہوگئے تو مؤذن پر ضمان لازم نہیں[١]،

[١] ومنها أنه اذاضاعت في يد المودع بغير صنعه لايضمن (الیٰ قوله) لان يده يد المالک فالهلاک في يده کالهلاک في يد المالکبدائع کراچی ص ٢١١/ ج٦/ کتاب الوديعة، البحر کوئٹه ص٢٧٣ ج٧، کتاب الوديعة، مجمع الأنهر ص٤٦٨ ج٣، کتاب الوديعة، مطبوعه دارالکتب العلمية بيروت.

بلکہ جنکے روپے تھے ان کے گئے، البتہ مسجد یا مدرسہ کے روپیہ کو پھولوں کے ہار میں خرچ کرنا جائز نہیں، ایسا کرنے سے ضمان لازم ہے، پس جتنا روپیہ بے محل خرچ کرنے کے واسطے دیا گیا تھا اس کا ضمان اراکین دیں، اور وہ مدرسہ یا مسجد میں جس کا روپیہ تھا داخل کردیں [۱]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۶/۲۱/ ۹۰ھ

الجواب صحیح بندہ نظام الدین غفرلہٗ ۶/۲۲/ ۹۰ھ

امانت کے نوٹ کو بدل دینا

سوال:۔ زید کے پاس امانتاً دس روپیہ کا نوٹ ۱۹۴۰ء کا بکر رکھ دیتا ہے، اور جس وقت بکر اپنی امانت زید سے مانگتا ہے، تو زید اس کے بجائے ۱۹۴۰ء کے اس نوٹ کے جو کہ امانت میں دیا تھا، ۱۹۴۷ء کا نوٹ دس روپیہ کا واپس کرتا ہے، زید خیانت کا مجرم ہوا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جو امانت کسی کے پاس رکھی جائے، اس میں تغیر وتصرف جائز نہیں [۲]، اس لئے کہ یہ

---

[۱] مستفاد ولابأس بنقشه خلامحرابه بجص وماء ذهب لوبماله الحلال لامن مال الوقف فانه حرام وضمن متوليه (قال الشامی) فلا شک انه لايجوز للمتولی فعله مطلقاً لعدم الفائدة فيه (درمختار مع الشامی کراچی ص۶۵۸/ ج۱/ مکروهاة الصلوٰة مطب کلمة لابأس دليل أن المستحب غيره لان البأس الشدة، البحر کوئٹه ص۳۲-۳۱ ج۲، باب ما يفسد الصلوة وما يکره فيها تحت فصل الخ، عالمگيری ص۱۰۹، ج۱، کتاب الصلوة، الباب السابع الخ، الفصل الثانی فيما يکره فی الصلوة الخ، تحت فصل مطبوعه کوئٹه.

[۲] والوديعة لاتودع ولاتعار ولا توأجر ولاترهن وان فعل شياً منها ضمن، عالمگيری ج۴/ ص۳۳۸/ مطبوعه کويٹه، کتاب الوديعة، الباب الاول، البحر الرائق کوئٹه ص۲۷۵، ج۷، کتاب الوديعة، الاشباه والنظائر ص۱۵۰، الفن الثانی، کتاب الامانات، (بقیہ اگلے صفحہ پر)

امانت کے تحفظ کے خلاف ہے، **كذافي الكتب المتداولةمن مراٰة المجلة وغيرها.**

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۵/ شوال ۶۷ھ

امانت کا ادا نہ کرنا

سوال:۔ایک شخص زید کو ایک چیز اس لئے دیتا ہے کہ وہ عمر کے پاس پہنچا دے، اور زید ایک مجمع میں باوثوق وعدہ کرتا ہے، کہ میں ضرور پہنچا دونگا، اور پھر باوجود سخت تقاضہ کرنے کے وہ انکار کرتا ہے، اور دینے والے کو بھی واپس نہیں کرتا، تو کیا زید شرعاً متدین وامین کہلانے کا مستحق ہے، اور اسے قومی، ملی پیشوا یا کارکن بنایا جا سکتا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

سوال بہت مجمل ہے، بہتر تھا کہ زید کا بیان بھی ہمراہ ہوتا تا کہ معلوم ہوتا کہ اس کے وہ امانت نہ پہنچانے اور نہ واپس کرنے کی کیا وجہ ہے، کہیں وہ شئی زید کی ملک تو نہیں، جو کسی طرح عمر یا حوالہ کرنے والے کے پاس پہنچ گئی تھی، اب جبکہ زید کے قبضہ میں آ گئی، تو دینے سے انکار کر دیا[1]، بلکہ جس قدر سوال ہے اس کا جواب ظاہر ہے[2] اس میں کیا تردد ہے، جس کو دریافت کرنا ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۷/ رجب ۶۳ھ

الجواب صحیح سعید احمد غفرلہٗ مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور　//　//

گذشتہ صفحہ کا حاشیہ) مطبوعه اشاعت الاسلام دهلی، " وليس للمودع حق التصرف والا ستر باح في الوديعة الخ، المبسوط للسرخسي ج٦/ الجزء الحادى عشر ص ١٢٢، مطبوعه دارالفكر بيروت، كتاب الوديعة" العناية مع فتح القدير ص٤٩٠، ج٨، كتاب الوديعة، مطبوعه دارالفكر بيروت، (**صفحہ ہذا کا حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں**)

امانت کی واپسی کے لئے شرط

سوال:۔ زید نے جو ضلع رائے بریلی کا رہنے والا ہے، پرتاب گڑھ میں ایک مسجد بنانے کے لئے روپے عمرو کے پاس جو معتبر شخص ہے، اور پرتاب گڑھ کا رہنے والا ہے، امانت رکھے، مسجد کے لئے جو زمین زید نے خریدی وہ بوجہ لگان قائم رہنے کے، مسجد کے لئے ناجائز قرار دی گئی، اس لئے زید نے رائے بریلی کے ضلع میں ایک مسجد اس نیت سے تعمیر کرائی جو ہنوز زیر تعمیر ہے، اس مسجد کی تعمیر کے لئے اس وعدہ پر کچھ روپیہ قرض لیا کہ پرتاب گڑھ سے روپیہ لاکر ادا کردیگا، عمرو یہ کہتا ہے کہ پرتاب گڑھ ہی میں تمہیں کسی دوسری جگہ مسجد بنانی چاہئے ، ورنہ روپیہ واپس نہ ملے گا، سوال یہ ہے کہ زید کو اپنا روپیہ عمرو سے واپس لیکر اس مسجد میں جو رائے بریلی میں بنوائی ہے، لگانے کا اختیار ہے یا نہیں، نیز یہ کہ عمرو کو زید کی امانت واپس دینے میں کسی قسم کی شرط لگانا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

عمرو کا مطالبہ کہ پرتاب گڑھ ہی میں مسجد بناؤ یا اسی جگہ کسی دوسرے کام میں روپیہ

گذشتہ صفحہ کا حاشیہ) [۱] واذا جحد المستودع ماعنده من الوديعة ثم اودع من ماله عندالمودع مثل ذلک وسعه امساكه قصاصاً بماذهب به من وديعته وكذالک ان كان المال ديناً عليه وانكره الخ، عالمگیری ج۴/ ص ۳۵۹/ مطبوعه کوئٹه، الباب العاشر فی المتفرقات ،کتاب الوديعة، مبسوط سرخسی ص۱۲۸ ج۱۱، الجزء الحادی عشر كتاب الوديعة، مطبوعه دار الفکر بیروت.

[۲] امانت صاحبِ حق کو نہ لوٹانا خیانت ظلم اور غصب ہے، مطالبہ کے وقت لوٹانا واجب، ووجوب أدائه عند طلب مالكه وشرعية الايداع، "قوله تعالىٰ ان الله يامركم أن تؤدوا الامانات الى اهلها" مجمع الأنهر ص۴۶۷ ج۳ كتاب الوديعة، فحبسها وهو قادر على تسليمها صار غاصباً لانه ظلم، الدر المنتقىٰ مع مجمع الأنهر ص ۴۷۰ ج۳ كتاب الوديعة، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت.

خرچ کرو تو امانت کا روپیہ واپس ملے گا ورنہ نہیں ناجائز اور ظلم ہے،[۱] اصل مالک کو اختیار ہے کہ اپنا روپیہ جس جائز کام میں چاہے صرف کرے[۲] فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۶/۷/۵۷ھ

الجواب صحیح سعید احمد غفرلہ مفتی مدرسہ ہذا، صحیح عبد اللطیف مظاہر علوم سہارنپور ۲۶/۷/۵۷ھ

ودیعت کا روپیہ وفات مودع کے بعد اس کی مرضی کے خلاف صرف کرنا

سوال:۔ زید نے اپنی ضرورت کیلئے اپنے ایک عزیز مثلاً جمال سے کچھ قرض مانگا، جمال نے کہا کہ میری والدہ کا روپیہ ایک صاحب کے پاس رکھا ہوا ہے، جو میری معرفت ہی امانت رکھوایا تھا، وہ میں تم کو دلائے دیتا ہوں، اس کو تم خرچ کرلو، جب ضرورت ہوگی، تم ادا کردینا، اس طرح جمال اور جمال کے بھائی کمال نے وہ روپیہ زید کو دیدیا، اور زید نے اس کو اپنی ضرورت میں خرچ کرلیا، اس کے کچھ عرصہ بعد جمال وکمال کی والدہ نے اور جمال کے بڑے بھائی عقیل نے زید سے یہ کہا کہ جو رروپیہ جمال نے تم کو دیا ہے، وہ تم اپنے پاس رکھنا

---

[۱] متی ارادالمودع أخذ ودیعته لزم المستودع ردها الخ اعلاء السنن، ج۱۶/ ص۶۲/ مطبع المکة المکرمه کتاب الودیعة باب لاضمان علی المؤتمن، وفی البحر لانه ظالم بالمنع، ج۷/ص ۲۷۵/ مطبع کویٹه کتاب الودیعة، الدر المنتقی مع مجمع الأنهر ص۴۷۰ ج۳ کتاب الودیعة، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت.

[۲] المالک هو المتصرف فی الاعیان المملوکة، کیف شاء. بیضاوی شریف، ج۱/ص۷/. سورة الفاتحة، مطبوعه رشیدیه دهلی، شرح المجلة ص۶۵۴ ج۱ رقم المادة ۱۱۹۲ مطبوعه اتحاد بکڈپو دیوبند، شامی زکریا ص۱۰ ج۷ کتاب البیوع مطلب فی تعریف المال والملک ایضا ص۲۳۵ ج۷ باب البیع الفاسد، مطلب فی تعریف المال.

اور جب ہماری پوتی و بھتیجی (ہندہ) جو یتیم ہے، اس کا عقد ہو جائے تو اس بھتیجی کو دیدینا، ہم میں سے کسی کو نہ دینا، اس گفتگو کے بعد جمال کی والدہ کا انتقال ہو گیا، (جن کا روپیہ تھا) اور عقیل صاحب پاکستان چلے گئے، ان سے زید کی کوئی خط و کتابت بھی نہیں رہی، اور عقیل صاحب بہت بیمار وغیرہ سنے گئے، جمال کے چھوٹے بھائی کمال سے زید کی سخت مخالفت ہوگئی، یہاں تک کہ کمال نے زید سے ملنا اور گفتگو کرنا بھی پسند نہیں کیا، اور سخت ناراض ہو گیا اب جمال اور کمال اور عقیل کی بھتیجی کا نکاح ہونے لگا تو اس ہندہ لڑکی کی والدہ جمال اور کمال کی بھاوج کا خط زید کے پاس ایک عزیز کی معرفت آیا کہ جو روپیہ تمہارے پاس ہندہ کی دادی نے رکھوایا تھا، وہ اس وقت دیدو تا کہ ہندہ کا نکاح کر دیا جائے، اور ضروری کاموں میں خرچ ہو سکے، زید نے ان عزیز کو یہ جواب دیا کہ ہندہ کی والدہ سے کہنا کہ مجھ سے تو یہ کہا گیا تھا، کہ نکاح کے بعد دینا، ہندہ کے چچا جمال نے جنہوں نے یہ روپیہ ابتداء زید کو دیا تھا، زید سے کہا کہ وہ روپیہ اس وقت دیدو، میں ہی ہندہ کا نکاح کر رہا ہوں، زید نے یہ سوچ کر کہ جمال ہی کی معرفت یہ روپیہ میرے پاس آیا تھا، اور جمال ہی اس لڑکی کا ولی بھی ہے، روپیہ کی اصل مالکہ والدۂ جمال کا انتقال ہو چکا، ان کے دوسرے بیٹوں سے میرا کوئی تعلق نہیں ہے، جو ان سے معلوم کرسکوں، ادھر لڑکی کی والدہ بھی اس وقت روپیہ لینا چاہتی ہے، اور چچا بھی کہہ رہے ہیں، اس لئے زید نے وہ روپیہ جمال کو واپس کر دیا، اب ہندہ کا شوہر زید کو پریشان کرتا ہے، کہ تم نے وہ روپیہ جمال کو کیوں واپس کیا، وہ تو بعد نکاح ہندہ کو دینا چاہیے تھا، تم ذمہ دار تھے تم روپیہ مجھے دیدو، زید نے کہا کہ جن لوگوں نے میرے پاس روپیہ رکھا تھا، ان کے مانگنے پر میں نے واپس کر دیا، ہندہ کا شوہر کہنے لگا کہ ہندہ کی والدہ نے کوئی پرچہ نہیں لکھا تھا، کہ تم روپیہ واپس کر دو، لڑکی کے چچا جمال نے دھوکہ سے ان کی طرف سے پرچہ لکھ کر بھجوایا تھا، زید نے کہا کہ مجھے یہ پتہ بھی نہیں تھا کہ یہ پرچہ جعلی بنا کر بھیجا گیا ہے، لڑکی کی والدہ اور اس کے چچا جمال جب دونوں اسی وقت روپیہ واپس لینا چاہتے ہیں تو مجھے کیا حق ہے، اصل مالک روپیہ

کا زندہ نہیں ہے جوان سے رائے لیتا ان کے دولڑکوں سے معلوم نہیں کرسکتا تھا، اس نے جمال ہی کے کہنے پر اورلڑکی کی والدہ کی رضا مندی سمجھ کر روپیہ واپس کردیا، ہندہ کے شوہر نے اوراس کے ہمدردوں نے زید کے ساتھ زیادہ سختی کی، اس کی ایک کافی قیمتی چیز چرا کر لے گئے، اور کہا کہ جب تم روپیہ دیدوگے تو یہ چیز ملے گی، تم پر ذمہ داری یہ تھی کہ بعد نکاح لڑکی کو روپیہ دیتے، جمال کو روپیہ کیوں دیدیا؟ اگر ایسی حالت میں میرے اوپر اس رقم کی لڑکی ہندہ کو دوبارہ ادائیگی ضروری ہوگی، تو میں وہ رقم ادا کرونگا، اس وقت میری چیز واپس کردو۔

دریافت طلب یہ ہے کہ ان حالات میں کیا زید پر یہ واجب ہے کہ وہ رقم جو جمال وغیرہ نے زید کو دی تھی، اورزید نے جمال کو واپس کردی، اب زید وہ رقم اپنے پاس سے دوبارہ ہندہ کو ادا کرے، جو حکم ہو مطلع کریں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ہندہ کا شوہر اس روپیہ سے بالکل بے تعلق ہے، اس کو مطالبہ کرنے کا کوئی حق نہیں، اس نے زید کی جو چیز چوری کر کے رکھ لی ہے، اسکا واپس کرنا ضروری ہے[1]، اگر ہندہ اس پر رضامند تھی کہ اس کے چچا نے وہ روپیہ اس کی شادی کی ضروریات میں صرف کردیا تو اب زید کے ذمہ دوبارہ وہ روپیہ ہندہ کو دینا لازم نہیں، زید نے بھی غلطی کی کہ اصل مالک ہندہ کی دادی کی ہدایت پر عمل نہیں کیا، اورشادی سے قبل روپیہ ہندہ کے چچا کو دیدیا، اس کو چاہئے تھا کہ نہ چچا کو دیتا نہ والدہ کو، بلکہ شادی کے بعد براہِ راست ہندہ کو دیتا، اب اگر ہندہ اس

[1] صرح الفقھاء بأن من اکتسب مالاً بغیر حق الیٰ قولہ ففی جمیع الاحوال المال الحاصل لہ حرام علیہ ولکن ان أخذہ من غیر عقد لم یملکہ ویجب علیہ أن یردہ علیٰ مالکہ الخ، بذل المجھود ج ۱/ص۳۷/ مطبوعہ سھارنپور، باب الوضو، عالمگیری کوئٹہ ص ۳۴۹، ج۵، کتاب الکراھیۃ الباب الخامس عشر فی الکسب، شامی زکریا ص ۳۰۱ ج۷ کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، مطلب فیمن ورث مالاً حراماً الخ.

پر رضامند نہیں کہ جو روپیہ اس کی دادی نے اس کے لئے تجویز کیا تھا، وہ اس کی شادی میں صرف ہوگیا، اور وہ مطالبہ کرتی ہے، تو زید ہندہ کو روپیہ دیدے[1]، اور جو روپیہ اس کے چچا اور والدہ کو دیا تھا، وہ ان سے واپس لیلے، یہ تفصیل اس وقت ہے جبکہ ہندہ کی دادی نے اس روپیہ سے اپنی ملک ختم کرکے ہندہ کو اس کا مالک بنا کر زید کے پاس بطور امانت رکھا، اور زید کو امین قرار دیا ہو، لیکن سورت واقعہ میں ایسا نہیں معلوم ہوتا، بلکہ زید مقروض ہے، ہندہ کی دادی کا، اور قرض کی ادائیگی کی یہ صورت تجویز کی ہے کہ ہندہ کی شادی کے بعد اس کو دیدیا جائے، پھر دادی کا انتقال ہوگیا، تو وہ روپیہ سب دادی کا ترکہ بن گیا، جس میں شرعی وراثت جاری ہوگی،[2] اور ورثہ میں جب لڑکا موجود ہے، تو پوتی کا کوئی حق نہیں[3]، وہ جمال اور اس کے بھائی بہن کا حق ہے، ہندہ کا اس میں کوئی حصہ نہیں نہ ہندہ کی والدہ کا نہ ہندہ کے شوہر کا، اگر جمال کی کوئی بہن نہیں تو سب بھائیوں کو برابر ملے گا۔[4] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۲۱/۱۲/۸۸ھ

---

[1] لایجوز التصرف فی مال غیرہ بلا اذنہ ولا ولایتہ الخ در مختار علی الشامی زکریا ص ۲۹۱ ج۹ کتاب الغصب، مطلب فیما یجوز من التصرف الخ الاشباہ والنظائر ص۱۵۷ الفن الثانی کتاب الغصب مطبوعہ اشاعت الاسلام دھلی، فی شرح المجلة لسلیم رستم باز وإن فعل کان ضامنا الخ ص ۶۱ ج ۱ رقم المادة ۹۶ مطبوعہ اتحاد دیوبند.

[2] کما ان أعیان المتوفی المتروکة عنہ مشترکة بین الورثة علیٰ حسب حصصھم کذلک یکون الدین الذی لہ فی ذمة آخر مشترکا بینھم علیٰ قدر حصصھم الخ شرح المجلة لسلیم رستم باز ص ۶۱۰ ج ۱ رقم المادة ۱۰۹۲ کتاب الشرکة الفصل الثالث، مطبوعہ اتحاد دیوبند.

[3] فان اجتمع أو لاد الصلب واولاد الابن فان کان فی اولاد الصلب ذکر فلا شئی لاولادالابن ذکوراً کانوا اواناثاً اومختلطین الخ عالمگیری، ج۶/ص ۴۴۸/مطبوعہ کوئٹہ) کتاب الفرائض فی الباب الثانی)، زیلعی ص۲۳۴ ج۶ کتاب الفرائض، مطبوعہ امدادیہ ملتان، بحر کوئٹہ ص ۴۹۴ ج۸ کتاب الفرائض،

[4] اذا اجتمع جماعة من العصبة فی درجة یقسم المال علیھم باعتبار ابدانھم، عالمگیری کوئٹہ ص ۴۵۱/۶، کتاب الفرائض، الباب الثالث فی العصبات،

کبوتر مکان میں رہنے لگا کئی بچے بھی ہو گئے اس کا اور بچوں کا حکم

سوال:۔ایک کبوتر زید کے گھر میں باہر سے آکر رہ گیا، اور مدت تک رہا، جس کو زید نے بھگایا مگر وہ آکر پھر بالاخانہ میں رہنے لگا، اس طرح سے کئی بار کیا گیا، اب اس کے دو بچے بھی ہو چکے ہیں، اور مزید سلسلہ بڑھتا جارہا ہے، غالباً یہ کبوتر محلّہ ہی کے کسی ہندو کا ہے

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر وہ کبوتر جنگلی نہیں بلکہ پلا ہوا ہے تو مالک کو تلاش کر کے اس کو واپس کر دیا جائے، پھر اگر وہ مادہ ہے تو اس کے بچے بھی اسی کے مالک کے ہونگے، جو بچے ذبح کر کے کھائے ہیں، ان کی قیمت مالک کو دیں، اور جو بچے موجود ہیں، وہ بھی مالک کو دیں، یا اس سے خرید لیں، اگر وہ نر ہے تو صرف وہی مالک کو دیں اور اس کی وجہ سے جو بچے پیدا ہوئے ہیں وہ اسکے نہیں نہ قیمت ادا کرنے کی ضرورت ہے نہ واپس کرنے کی۔ کذافی الدر المختار[1]

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۴/۸/۸۹ھ

---

[1] محضنةای برج حمام اختلط بها اهلی لغیره لاینبغی له أن یاخذه وان أخذ طلب صاحبه لیرده علیه لانه کاللقطة .فان فرخ عنده فان کانت الام غریبة لایتعرض لفرخها لانه ملک الغیر وان الام لصاحب المحضنة والغریب ذکر فالفرخ له، الدرالمختار مع الشامی ج۶/ ص۴۴۵/ مطبع زکریا ،مطبع کراچی، ج۴/ص ۲۸۴/کتاب اللقطة، البحر الرائق کوئٹه ص۱۵۸ ج۵ کتاب اللقطة خانیة علی هامش الهندیة کوئٹه ص۳۹۵ ج۳ کتاب اللقطة، عالمگیری کوئٹه ص۲۹۴ ج۲ کتاب اللقطة.

فسادزدگان کیلئے چندہ کیا گیا کچھ بچ گیا اس کو کیا کیا جائے

سوال:۔خلاصۂ سوال یہ ہے کہ رانچی کے فسادات میں جو مسلمانوں کو عظیم نقصان پہنچا ان کی امداد کے لئے مسلم ریلیف کمیٹی بنائی گئی تھی، جس میں کافی چندہ جمع ہوا، اور کافی تقسیم ہوا اور کچھ بچ گیا، بہرحال اب یہ فیصلہ کیا جارہا ہے کہ اس کو دوسرے کاموں میں صرف کردیا جائے، حالانکہ بہت بیوہ عورتیں موجود ہیں، تو کیا مسلم ریلیف کمیٹی کو یہ حق ہے کہ جو صرف مظلومین فساد کے لئے چندہ کیا گیا ہے، اپنی مرضی سے کسی دوسری جگہ خرچ کردے ؟ آخر مسلم ریلیف کمیٹی کی حیثیت کیا ہے؟ کیا یہ ممبران اس روپیہ کے مالک ہیں یا امین ہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

جن کاموں کے لئے چندہ کیا گیا ہے، چندہ کی رقم کو ان ہی کاموں میں صرف کیا جائے، دوسرے کاموں میں رقم خرچ کرنا بلا اجازت چندہ دہندگان درست نہیں، چندہ دہندگان بقیہ رقم کو جن کاموں میں خرچ کرائیں، رقم کو ان کاموں میں خرچ کیا جائے گا، مسلم ریلیف کمیٹی کی حیثیت محض امین اور وکیل کی ہے، فتاویٰ عالمگیری، مصری، ج ۳/ص ۱۴۱/[1] کتاب الوکالة میں ہے "واماحکمها فمنه قیام الوکیل مقام المؤکل فیما وکله به، اور ج۳/ص ۳۴۳/[2] پر ہے "واما صفتها فانها الی قوله ومنه انه امین فیما فی یده کالمودع"۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۴/۲/۸۸ھ

الجواب صحیح بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۱۴/۲/۸۸ھ

---

[1] عالمگیری ج۳/ ص ۵۶۶/ مطبع کویٹہ، کتاب الوکالة، الباب الاول، بدائع الصنائع زکریا ص ۱۶، ۵۱ ج۵، کتاب الوکالة، مجمع الانہر ص ۳۰۶ ج۳، کتاب الوکالة، مطبوعہ دار الکتب العلمیة بیروت، (حاشیہ [2] اگلے صفحہ پر)

امانت میں تصرف جبکہ مالک لا پتہ ہو جائے

سوال:۔ میرے پاس ایک شخص نے ۲۶۰/ روپیہ امانت رکھا اور آج پندرہ برس ہو گئے، کچھ پتہ نہیں کہ وہ کہاں گیا، تو کیا وہ امانت ہم کسی نیک کام میں لگا سکتے ہیں؟ بیت المال، مدرسہ یا کسی اور نیک کام میں لگا سکتے ہیں یا نہیں؟ ضرورت مندوں کو دوسروں کی ذمہ داری پر قرض دے سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اس امانت کو اسی طرح محفوظ رکھنا ضروری ہے، نہ مدرسہ میں دیں، نہ دوسرے ضرورتمند کو دیں، نہ قرض دیں، نہ صدقہ کریں[1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۳/۳/۹۴ھ

کیا سزا کے عوض امانت کی رقم کاٹ لی جائے؟

سوال:۔ زید نے اپنے بھائی بکر کے پاس ۲۷/ ہزار روپیہ امانت رکھا بکر کے دل میں فتور آ گیا، اس نے چند آدمیوں کو بلا کر مار پیٹ کر کے رات کے وقت ایک فائر کیا محلّہ

(گذشتہ صفحہ کا حاشیہ) [2] عالمگیری ج۳/ ص۵۶۷/ مطبوعہ کویٹہ، کتاب الوکالۃ ، الباب الاول، البحر الرائق کوئٹہ ص ۱۴۱ ج۷ کتاب الوکالۃ.

(صفحہ ہٰذا) [1] غاب المودع ولایدریٰ حیاته ولامماته یحفظها ابداً حتی یعلم بموته وورثته ولایتصدق بها الخ، عالمگیری ج۴/ ص۳۵۴/ مطبوعہ کوئٹہ، کتاب الودیعة، الباب السابع فی ردالودیعة، مبسوط سرخسی ص۱۲۹ ج۶ الجزء الحادی عشر مطبوعہ دار المعرفة بیروت، الودیعة لا تودع ولا تعار ولا تؤاجر ولا ترهن وان فعل شیئاً منها ضمن، البحر الرائق کوئٹہ ص۲۷۵ ج۷ عالمگیری کوئٹہ ص۳۳۸ ج۴ کتاب الودیعة الباب الاول اشباہ والنظائر ص۱۵۰ ج الفن الثانی کتاب الامانات مطبوعہ اشاعة الاسلام دهلی.

والوں کو بتلایا کہ ڈکیتی پڑ گئی ہے، اور پولس میں بھی رپورٹ ڈکیتی درج کرائی، اور پولس نے آکر فوراً انکواری کی اور معلوم کیا یہ رقم کس کی تھی؟ تو بکر نے خود جواب دیا کہ میرے بھائی زید کی تھی، اس پر پولس نے سختی کی تو اس نے پولس کے سامنے کہا کہ یہ کام میں نے ہی کرایا ہے، اس پر کیس چلا، بکر کے او پر سوا پانچ ہزار روپیہ جرمانہ ہوا، ۲۷/ ہزار میں سے ۲۱/ ہزار زید کو ملا، جب بکر چھوٹ کر آیا تو زید نے چھ ہزار روپیہ طلب کئے، بکر کہتا ہے کہ ہم نے سزا کاٹی اور روپیہ بھی دیں، وہ چھ ہزار روپیہ ہم نہیں دیں گے، اب سوال یہ ہے کہ زید اپنے چھ ہزار روپیہ کا حقدار ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

بکر نے کمینہ حرکت کی اور بھائی کی امانت ضائع کرنے کی کوشش کی، ڈکیتی دکھلائی پولس نے گرفتار کیا، سزا کاٹی، اب لازم ہے کہ بقیہ چھ ہزار کی رقم زید کو ادا کردے، سزا کے عوض اس رقم کے رکھنے کا اختیار نہیں [۱] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند

---

[۱] لایحل مال امرئ مسلم الابطیب نفس منه الحديث، شعب الايمان للبيهقى ص ۶۹ ۷ ج ۲ الباب الثامن والثلاثون فى قبض اليد عن الاموال المحرمة، مطبوعه مكتبه نزار مصطفٰى الباز، مشكوٰة شريف، ص ۲۵۵/ (مطبوعه ياسرنديم كمپنى ديوبند) كتاب البيوع ،باب الغصب.

ترجمہ:۔ کسی مسلمان شخص کا مال حلال نہیں ہے مگر اس کی رضامندی اورخوش دلی سے ۔ لا يجوز لاحد من المسلمين أخذ مال احد بغير سبب شرعى، البحر الرائق كوئٹه ص ۴۱ ج ۵ كتاب الحدود فصل فى التعزير شامى زكريا ص ۱۰۶ ج ۶ باب التعزير، عالمگير كوئٹه ص ۱۶۷ ج ۲ كتاب الحدود فصل فى التعزير.

کسٹوڈین کا قبضہ

سوال:۔ آج کل گورنمنٹ کی جانب سے یہ تحریک اٹھائی جارہی ہے کہ جو ہندوستانی باشندے ملک سے باہر تجارت یا نوکری کی غرض سے فورین میں سکونت اختیار کئے ہوئے ہیں، ان کی جو جائیداد بھارت میں جس کے قبضہ میں ہے ان کو مالک بنا کر ان کے حوالہ کردیتی ہے، اور اگر یہ آدمی ان کو لینا نہ چاہے تو گورنمنٹ خود اس پر قابض ہوکر وہ زمین آدیباسی ہریجن کو دے دیتی ہے۔

تو پوچھنا یہ ہے کہ ہمارے رشتہ داروں کی زمین کم وبیش ۲۰-۲۵/سال سے میرے قبضہ میں ہے، اور وہ سب ساؤتھ افریقہ میں ہیں سرکار مجھے مالک بنانا چاہتی ہے، میں نہیں چاہتا کہ ان کی جائیداد کو قانون کا سہارا لے کر اپنے ناموں پر کرلوں اور مالک بن جاؤں، میرا دل یہ کہتا ہے کہ یہ شرعاً جائز نہیں تو ایسا کام مجھے نہ کرنا چاہئے، اور اگر میں وہ زمین اپنے نام پر لے کر مالک نہ بنوں تو سرکار اپنے قبضہ میں لے کر غیر مسلم کو دیدیگی، تو آپ سے گذارش ہے کہ مجھے کیا کرنا چاہئے، صحیح راستہ آپ کے نزدیک کیا ہے، مطلع فرمائیں، گورنمنٹ میں ۱۵-۲۰/دن میں جواب دینا ہے اس لئے جواب جلدی بھیج دیں، تو نوازش ہوگی حکم شرعی آپ کی طرف سے جو بھی جواب ملے گا، اس پر بندہ عمل کریگا تو دعا میں ضرور یاد فرماویں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

جس طرح اب تک اتنی مدت سے وہ زمین آپ کے قبضہ میں ہے، آئندہ تحفظ کی نیت سے اس کو اپنے قبضہ میں رکھیں اور اصل مالک کو اطلاع کردیں کہ سرکاری کاغذات میں بحیثیت مالک میرا نام درج ہوگیا، لیکن حقیقۃً مالک آپ ہیں، اور میں اس کا محافظ ہوں، اگر آپ اس کی قیمت مجھ سے لینا چاہیں تو لے لیں، یا ہبہ کردیں، بہر جو کچھ معاملہ کریں اس

E:\F.M.Fainal\Jild-26\03-Amanat Ka Bayan

کے موافق عمل کریں۔[1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۰؍۷؍۹۴ھ

امین کی وفات کے بعد امانت کا مطالبہ اس کے ورثہ سے

سوال:۔ایک شخص نے بڑی رقم ایک شخص کو امانت رکھنے کے لئے دی امین صاحب کا اچانک انتقال ہوگیا، اس رقم کا علم دینے والے کو اور امین صاحب کو تھا، بعد میں امین صاحب کے لڑکے سے اس رقم کا مطالبہ کررہے ہیں، اور یہ رقم گھر میں یا باہر کہیں بھی معلوم نہیں ہورہی ہے، معلوم کرنا ہے کہ ان کا مطالبہ کرنا درست ہے یا نہیں؟ اور ان کے لڑکے کا کیا فریضہ ہے، وہ اس میں کیا کریں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

مالک رقم کو مرحوم کے ورثہ سے مطالبہ کا پورا حق ہے،[2] وارثوں کو اگر معلوم ہے کہ رقم موجود ہے فلاں جگہ ہے تو ان کے ذمہ اس کا دیدینا لازم ہے، اگر وہ اقرار نہ کریں، بلکہ یہ کہیں کہ مالک رقم جھوٹ بولتا ہے، کہ اس نے ہمارے والد صاحب کے پاس کوئی رقم امانت

---

[1] الایداع تسلیط المالک غیرہ علی حفظ مالہ والودیعة ما یترک عند الامین للحفظ الی قولہ وحکمھا وجوب الحفظ وصیرورة المال امانة فی یدہ ووجوب أدائہ عند طلب مالکہ وشرعیة الایداع بقولہ تعالیٰ "ان اللّٰہ یأمرکم أن تؤدوالأمانات إلی أھلھا" ملتقی الأبحر مع مجمع الأنھر ص۴۶۷ج۳ کتاب الودیعة مطبوعہ دار الکتب العلمیة بیروت، زیلعی ص۷۶ج۵ کتاب الودیعة، مطبوعہ امدادیہ ملتان.

[2] المودع اوالمضارب اوالمستعیر اوالمستبضع وکل من کان المال بیدہ امانة اذا مات قبل البیان ولم تعرف الامانة بعینھافانہ یکون دینا علیہ فی ترکتہ لانہ صار مستھلکا للودیعة بالتجھیل ردالمحتار ،ج۸/ ص۴۵۸/ مطبوعہ زکریا کتاب الایداع، عالمگیری کوئٹہ ص۳۴۹ج۴ کتاب الودیعة الباب الخامس فی تجھیل الودیعة.

رکھی اور مالک کے پاس گواہ موجود نہیں تو وارثوں کا قول قسم کے ساتھ معتبر ہوگا[۱] وہ قسم کھا کر کہدیں کہ ہمارے والد صاحب کے پاس ہمارے علم کی حد تک کوئی انہوں نے امانت نہیں رکھی[۲] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیو بند ۲۱/۱۱/۱۴۰۰ھ

بیٹی کو چوڑیاں دیکر واپس لینا

سوال:۔ ایک عورت اپنی بیماری میں بے ہوش وحواس اپنی سونے کی چوڑیاں اپنی لڑکی کو دیدیتی ہے، اپنے شوہر اور اپنے بڑے لڑکے کی موجودگی میں عورت کی اس بات پر ہر کسی کو کوئی اعتراض نہیں ہے، عورت کا اسی بیماری میں انتقال ہوجاتا ہے، عورت کے سونے کی بٹن والد کے پاس رکھے ہوئے ہیں، عورت کے انتقال کے بعد باپ سونے کے بٹن اپنی مرضی سے بیٹی کو دے کر یہ مشورہ دیتا ہے کہ وہ چوڑیاں جو ماں کی تمہارے پاس ہیں اس میں یہ بٹن اور کچھ سونا اپنے پاس سے ڈلوا کر تم اپنی چوڑیاں بنوالو، باپ چوڑیاں بٹن اور بیٹی کا کچھ سونا لے کر بیٹی کو نئی چوڑیاں بنوا کر دے دیتا ہے، اب ماں کے انتقال کو عرصہ ساڑھے ۱۵/ سال ہوا تو وہی باپ لڑکی سے یہ کہتا ہے کہ چوڑیاں میرے حوالہ کی جائیں، باپ کا یہ سوال جائز ہے یا ناجائز حکم شرع سے خبردار کیجئے؟

---

[۱] البینة علی المدعی والیمین علی من انکر، ھدایة ص۲۰۳ ج۳ کتاب الدعوی باب الیمین مطبوعه مکتبۂ تھانوی دیوبند، مجمع الأنھر ص۳۵۰ ج۳ کتاب الدعوی مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت.

[۲] والتحلیف علی فعل غیرہ یکون علی العلم ای انه لایعلم انه کذالک لعدم علمه بما فعل غیرہ ظاھراً درمختار علی الشامی زکریا، ج۸/ص۳۰۰/ کتاب الدعوی، البحر الرائق کوئٹه ص۲۱۷ ج۷ کتاب الدعوی، مجمع الأنھر ص۳۵۹ ج۳، کتاب الدعوی مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت.

الجواب حامداً ومصلیاً

ماں نے بیماری کی حالت میں سونے کی چوڑیاں اپنی بیٹی کو دی ہیں، پھر ماں کا اس بیماری میں انتقال ہوگیا، تو یہ بحکم وصیت ہے[۱]، اس کا حکم یہ ہے کہ اگر تمام ورثاء بالغ ہیں اور وہ اس پر رضامند ہیں تو بیٹی ان چوڑیوں کی مالک ہوگئی[۲] اور ان چوڑیوں میں وراثت جاری نہیں ہوگی، ماں کے سونے کے بٹن جو والد کے پاس رکھے ہوئے تھے، وہ ترکہ میں داخل ہیں ان میں جملہ ورثاء کا حصہ ہے[۳]، اگر تقسیم سے وہ بٹن والد کے حصہ میں آئے، یا دیگر ورثاء نے وہ والد کو دے دیئے تو وہ والد کی ملک ہوگئی، بشرطیکہ سب ورثاء بالغ ہوں، پھر والد نے جب وہ اپنی بیٹی کو دیدیئے تو وہ بیٹی کی ملک ہوگئے، اب والد کو بیٹی سے جبراً واپس لینے کا حق نہیں رہا[۴] خاص کر جب کہ وہ بٹن اپنی اصلی حالت میں نہیں رہے، بلکہ ان کا سونا چوڑیوں میں شامل کرلیا گیا۔[۵] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۰؍۳؍۸۶ھ

الجواب صحیح بندہ سید مہدی حسن غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۱؍۳؍۸۶ھ

---

[۱] والهبة من المريض للوارث في هذا نظير الوصية لانها وصية حكما هدايه، ج۴/ص۶۵۷/ كتاب الوصايا، باب في صفة الوصية، مطبوعه مكتبهٔ تهانوى ديوبند، زيلعى ص ۱۸۲ ج۶ كتاب الوصايا، مطبوعه امداديه ملتان.

[۲] ولالوارثه وقاتله مباشرة اِلَّابالاجازة ورثته وهم كبار درمختار على الشامى، زكريا ج۱۰/ص۳۴۶/، مجمع الأنهر ص۴۱۹ ج۴ كتاب الوصايا، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت، هدايه ص۶۵۷ ج۴ كتاب الوصايا، مطبوعه مكتبهٔ تهانوى ديوبند.

[۳] يقسم الباقى بين ورثته ويستحق الارث برحم ونكاح الخ ،درمختار على هامش الشامى ج۱۰/ص۴۹۷.

[۴] فلووهب لذى رحم محرم منه نسباً ولو ذميا اومستأمناً لايرجع شمنى درمختار على هامش ردالمحتار ،ج۸/ ص۵۱۲/ كتاب الهبة باب الرجوع فى الهبة، (بقیہ اگلے صفحہ پر)

صاف لفظوں میں امانت کہنا اور معاملہ گروی کا کرنا

سوال:۔(۱) ایک شخص مسمیٰ حسن بھائی فاضل بھائی نے اپنی حیات میں چند مکانات مسمیٰ عبدالرسول محمد عمر کے پاس رکھے، اور لکھا کہ یہ مکانات تمہارے پاس امانت رکھتا ہوں اور عبدالرسول کا قرضہ حسن بھائی کے ذمہ تھا، اول حسن بھائی نے انتقال کیا، اس وقت ان کے حقیقی بھائی یٰسین بھائی کا لڑکا عمر بھائی اور بیوی عظیم بو چھوڑے بعد میں عظیم بو نے انتقال کیا ،انہوں نے ایک ابن ابی العم عمر بھائی مذکور الصدر اور دو علاتی بہن کی لڑکیاں بنت الاخت لاب عابدہ ،زاہدہ چھوڑ دیں، بعد میں عابدہ نے انتقال کیا ، اس نے ایک لڑکا غلام نبی اور دو لڑکیاں مسماۃ سلطان بو اور مریم چھوڑے، بعد میں زاہدہ نے انتقال کیا اس نے بھی ایک لڑکا محمد صدیق اور دو لڑکیاں مریم اور غفور بو چھوڑی، بعد میں سلطان بو بنت عابدہ نے انتقال کیا، ایک بھائی غلام نبی اور بہن مریم چھوڑے بعد میں غلام نبی نے انتقال کیا ،بہن مریم چھوڑے ،مریم نے انتقال کیا، دو لڑکے غلام رسول اور افضل بھائی چھوڑے بعد میں غلام رسول نے انتقال کیا، ایک بیوی سلطان بو اور دو لڑکے علی میاں اور نبی میاں چھوڑے ،مریم کے دوسرے لڑکے افضل بھائی نے انتقال کیا ،بیوی عائشہ اور چار لڑکے حسن اور عبدالقادر عبدالرحمٰن، فاضل اور ایک لڑکی مریم چھوڑے ،زاہدہ جو میت ثانی عظیم بو کی بنت الاخت تھی، انتقال کیا ،ایک لڑکا محمد صدیق اور دو لڑکیاں مریم اور غفور بو، چھوڑے، مریم نے انتقال

(**گذشتہ صفحہ کا حاشیہ**) البحر الرائق کوئٹہ ص۲۹۴ ج۷ کتاب الهبة باب الرجوع فی الهبة، مجمع الأنهر ص۵۰۳ ج۳ باب الرجوع فی الهبة، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت.

۵؎ ویمنع الرجوع فیها دمع خزقه فالدال الزیادة فی نفس العین الموجبة لزیادة القیمة المتصله الخ درمختار علی الشامی زکریا، ج۸/ص۵۰۴/۵۰۵ کتاب الهبة، باب الرجوع فی الهبة، البحر الرائق کوئٹہ ص۲۹۱ ج۷ کتاب الهبة، باب الرجوع فی الهبة، ملتقی الابحر مجمع الأنهر ص۴۹۹ ج۳ باب الرجوع فی الهبة، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت.

کیا، ایک لڑکی حلیم بو اور دولڑکے فاضل بھائی اور رحیم بھائی چھوڑے، بعد میں فاضل بھائی نے انتقال کیا بیوی وزیر بو اور لڑکا غلام حسین اور عبدالرحمٰن چھوڑے، محمد صدیق نے انتقال کیا اس وقت ایک لڑکی زینت بی اور بہن غفور بو تھے، بعد میں غفور بو گذری دولڑکے محمد عمر اور چاند بھائی اور تین لڑکیاں آمنہ، بی سلام، بی مریم، چھوڑیں، بی مریم گزری، شوہر عبدالنبی دو بھائی محمد عمر اور چاند بھائی اور دو بہنیں آمنہ، بی سلام چھوڑے، عبدالنبی شوہر بی مریم نے انتقال کیا، دو بھتیجے اور دو بھتیجی اور دونواسی چھوڑے، بی سلام گذری لڑکا رسول میاں اور لڑکی مریم چھوڑے، عمر بھائی اور یٰسن بھائی جو میت اول کا ابن الاخ ہے، اور میت ثانی عظیم بوزو جہ میت اول کا ابن ابوالعم ہے، جس نے عظیم بو جو میت ثانی ہے ان کی بھانجیاں عابدہ اور زاہدہ اور ان کی اولاد عابدہ کی اولاد سلطان بو، مریم غلام نبی اور زاہدہ کی اولاد مریم اور محمد صدیق کے بعد انتقال کیا سوائے زاہدہ کی لڑکی غفور بو کے وہ حیات تھی عمر بھائی نے انتقال کیا اس وقت ان کی دولڑکیاں آمنہ اور خدیجہ اور ایک ابن الاخ عثمان عرف نور محمد حیات تھے، اول آمنہ نے انتقال کیا، اس نے شوہر محمد طاہر اور علاتی بہن خدیجہ چھوڑے بعد میں خدیجہ گذری اس نے تین لڑکے عبداللہ اور عبدالقادر اور محمد جو دیوانہ ہے، چھوڑے بعد میں خدیجہ کے لڑکے عبدالقادر نے انتقال کیا، بیوی ایک حقیقی بھائی عبداللہ بعد اخیافی محمد چھوڑے، اس کے بعد عمر بھائی کا ابن الاخ عثمان عرف نور محمد نے انتقال کیا، اس نے عورت قمرالنساء ماں حفیظہ اور چار لڑکے جن میں تین نابالغ ہیں، اور چار لڑکیاں جن میں دو نابالغ ہیں چھوڑے، اس میں دریافت طلب امر یہ ہے کہ یہ مکانات حسن بھائی مرحوم کے جو عبدالرسول اور بعد میں ان کی اولاد کے قبضہ میں امانت پر ہیں، یا رہن گروی اور قانون سرکاری جو ایک مدت بعد مالک یا ورثاء مالک کو رہن والی چیز واپس نہیں ملتی، یا رہن رکھنے والا واپس نہیں کرتا یہ شرعاً کیسا ہے، ان مکانات کی آمدنی اور مرمت کا کیا حکم ہے؟

(۲) ورثاء عبدالرسول کو یہ مکانات ہبہ یا فروخت کا حق ہے؟

(۳) ورثاء عبدالرسول مرحوم کو مکانات کی تخمیناً قیمت ورثاء حسن بھائی کو دینی چاہئے یا مکانات واپس کرنے چاہئیں، کیونکہ ورثاء حسن بھائی ہے، نابالغ اور دیوانہ بھی ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

(۱) صاف صاف لفظوں میں تو امانت کہا ہے، لیکن قرضہ ذمہ میں ہونا رہن کا قرینہ ہے، اس کے باوجود واپس نہ دینے کا اختیار نہیں، قرضہ کل ادائیگی اور مکانات کی واپسی لازم ہے[۱] قانونی آڑ لے کر گروی مکانات کی واپسی سے مدت متعینہ گزر جانے پر آدمی سبکدوش نہیں ہوجاتا۔

(۲) آمدنی بھی مالک کی ہے مرمت بھی مالک کے ذمہ ہے، جس کے پاس کہہ کر گروی رکھا ہے، نہ اس کو انتفاع کا حق ہے نہ آمدنی کا نہ اس کے ذمہ مرمت لازم ہے[۲]

(۳) ان کو حق نہیں اس لئے کہ وہ مالک ہی نہیں[۳]

(۴) اپنے مورث کا دیا ہوا قرضہ وصول کر لینا چاہئے اور مکانات واپس کردیں، اس مسئلہ میں نابالغ اور دیوانہ اور عقلمند بالغ سب کا یہی حکم ہے۔[۴] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۸/۱۱/۸۶ھ

الجواب صحیح بندہ محمد نظام الدین غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۸/۱۱/۸۶ھ

---

[۱] وللمرتهن ان يطالب الراهن بدينه ويحبسه به واذا طلب المرتهن دينه يؤمر باحضار الرهن هدایه، ص ۵۲۰/ ج۴/ کتاب الرهن، مطبوعه مکتبه تهانوی دیوبند، الدر المختار مع الشامی زکریا ص۸۲،۸۸ ج۱۰، کتاب الرهن، زیلعی ص۶۶ ج۶ کتاب الرهن، مطبوعه امدادیه ملتان، بحر کوئٹه ص۲۳۷ ج۸ کتاب الرهن.

[۲] لاانتفاع به مطلقاً لاباستخدام ولاسكنى ولالبس واجارة فلواجر المرتهن بلااذن فلااجرة له، درمختار مع الشامی زکریا ج۱۰/ ص۸۲/ کتاب الرهن، مجمع الأنهر ص۲۷۳ ج۴ کتاب الرهن، البحر الرائق کوئٹه ص۲۳۸ ج۸، کتاب الرهن. (بقیه اگلے صفحه پر)

امین نے عیدگاہ کا روپیہ کاروبار میں لگالیا

سوال:۔زاہد علی نے چار ہزار روپیہ عیدگاہ کے لئے چندہ کیا تھا، ابھی یہ روپیہ ان کے پاس تھا کہ انہوں نے اس کو کاروبار میں لگادیا، عیدگاہ کا کچھ کام شروع ہوا تھا، کچھ بند ہوا کچھ ہوا، اب لوگوں نے ان کو کہا کہ تم حساب دو، مگر انہوں نے حساب نہیں دیا، ایسی صورت میں اب شرعاً کیا حکم ہے، کہ ان کا بائیکاٹ کرنا کیسا ہے؟ اگر ان کے پاس فوری طور پر روپیہ نہ ہو تو کیا کچھ حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

عیدگاہ کے لئے جو روپیہ بطور چندہ جمع کر کے ایک شخص کے حوالہ کیا گیا تھا، وہ روپیہ امانت تھا، اور وہ شخص امین تھا، اس کو وہ روپیہ کاروبار میں لگانا جائز نہیں تھا[1] یہ خیانت ہے، اور ایسا کرنے سے وہ شخص خائن ہوا، اس کے ذمہ روپیہ اور اس کا حساب دینا ضروری ہے[2] اگر

(**گذشتہ صفحہ کا حاشیہ**) [3] ومنها ان يكون مملوكا للواهب فلاتجوزهبة مال الغير بغير اذنه هنديه، ج۴/ص ۳۷۴/كتاب الهبه، الباب الاول، بدائع الصنائع زكريا ص ۱۶۹ ج۵ ما يرجع الى الموهوب، بحر كوئٹه ص ۲۸۴ ج۷ كتاب الهبة، الدر المختار زكريا ص ۴۸۸ ج۸ كتاب الهبة.

[4] وللمرتهن ان يطالب الراهن بدينه ويحبسه به واذا طلب المرتهن دينه يؤمر باحضار الرهن هدايه، ص ۵۲۰/ كتاب الرهن، مطبوعه مكتبه تهانوى ديوبند،

(**صفحہ ہٰذا**) [1] وليس للمودع حق التصرف والاسترباح فى الوديعة الخ مبسوط للسرخسى، ج٦/ الجزء الحادى عشر ص ۱۲۲/ مطبع دارالفكربيروت، كتاب الوديعة، العناية مع فتح القدير ص ۴۹۰ ج۸ كتاب الوديعة، مطبوعه دار الفكر بيروت.

[2] والوديعة لاتودع ولاتعار ولاتواجر الىٰ قوله ان فعل شيأً منها ضمن، عالمگيرى ج۴/ ص ۳۳۸/ مطبوعه كوئٹه، كتاب الوديعة، الباب الاول، البحر الرائق كوئٹه ص ۲۷۵ ج۷ كتاب الوديعة، الاشباه والنظائر ص ۱۵۰ الفن الثانى كتاب الامانات، مطبوعه اشاعت الاسلام دهلى.

ترک تعلقات (حقہ پانی بند) کرنے سے وصول کرسکتا ہو تو اس کی اجازت ہے[۱] لیکن اگر وہ غریب ہے یکدم سب روپیہ نہیں دے سکتا تو حسب مصالح اس کو کچھ مہلت دی جائے[۲]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۸/۶/۸۸ھ

غیر مسلم نے امانت رکھی پھر وہ مرگیا وارث کوئی نہیں

سوال:۔ زید کے پاس ایک غیر مسلم کی امانت رکھی تھی غیر مسلم مرگیا کوئی وارث بھی نہیں، اب اس امانت کا مصرف کیا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

جب امانت رکھنے والا مرگیا کوئی وارث بھی نہیں، تو اس امانت کی رقم کو غریبوں پر صدقہ کردیا جائے، دینی مدرسہ کے طالب علم بھی اسکا مصرف ہیں[۳] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[۱] هو دليل على وجوب هجر ان من ظهرت معصيته الخ، المفهم شرح المسلم ج۷/ ص۹۸/ مطبع دارابن كثير بيروت، كتاب الرقاق، باب يهجر من ظهرت معصيته، مرقاة شرح مشكوٰة ص۱۶۷، ج۴، كتاب الاداب، باب ما ينهى عنه من التهاجر والتقاطع، مطبع اصح المطابع بمبئى، طيبى شرح مشكوٰة ص۲۴۳ ج۹ المصدر السابق، مطبوعه زكريا ديوبند.

[۲] وإنْ كانَ ذُوْ عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ إلٰى مَيْسَرَةَ الاية، سورة البقرة رقم الاية ۲۸۰، **ترجمه** : اگر تنگ دست ہوتو مہلت دینے کا حکم ہے آسودگی تک (بیان القرآن) عن ابى قتادة قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول من انظر معسراً أو وضع عنه انجاه الله من كرب يوم القيامة، مشكوٰة شريف ص ۲۵۱ مطبوعه ياسر نديم ديوبند.

[۳] غريب مات فى داررجل وليس له وارث معروف وخلف شيئاً يسيراً يساوى خمسة دراهم ونحو ها وصاحب الدار فقير فله ان ياخذها لنفسه. (عالمگیری کوئٹه، ج۴/ص ۳۶۲) كتاب الوديعة، الباب العاشرفى المتفرقات، الجوهة النيرة ص ۲/۳۴، كتاب الوديعة، نعمانيه ديوبند،

مستعار کا عوض ادا کر چکنے کے بعد وہ ملی تو کیا کرے

سوال:۔شئی مستعار اگر باوجود پوری حفاظت کے غائب ہوگئی، غائب ہوجانے کی وجہ سے غائب شدہ چیز کا عوض دیدیا گیا، لیکن عوض دینے کے بعد اصل چیز دستیاب ہوگئی، اب اصل چیز کو دے کر عوض واپس لینا چاہئے کیا شرعاص ایسا کرنا درست ہوگا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اصل یہی ہے کہ عوض لے کر وہ چیز واپس دیدی جائے [1]، اگر اس پر سمجھوتہ نہ ہوسکے تو عوض کے مقابلہ میں شئی مستعار پر مستعیر کی ملک ہوجائے گی۔[2] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ

دارالعلوم دیوبند ۲۹/۱۱/۹۴ھ

یتیموں کے بالغ ہونے پر انکی امانت انکی شادی میں خرچ کرنا

سوال:۔یتیم پوتے پوتیوں یا بھتیجے وبھتیجیوں کی شادی کرانا بھی دادا یا تایا وچچا کے ذمہ ہے، بعد از بلوغ دادا یا تایا وچچا نے اپنی یتیم پوتیوں یا بھتیجوں کی شادی میں انہیں یتیم

---

[1] العارية مؤداة الحديث (مشكوٰة شريف، ص۲۵۲/باب الغصب والعارية)، مطبوعه ياسر نديم ديوبند، ترمذی شريف ۲۳۹ ج۱ ابواب البيوع باب ما جاء ان العارية مؤداة مطبوعه اشرفی ديوبند، ابوداؤد شريف ص۵۰۲ ج۲ كتاب البيوع باب فی تضمين العارية، مطبوعه مكتبهء سعد ديوبند.

ترجمہ:۔ عاریت پر لی ہوئی چیز کا ادا کرنا ضروری ہے۔

[2] تسليم العوض كتسليم المعوّض ص۲۶ ج۳ كتاب البيوع، مطبوعه مكتبه تهانوی ديوبند، زيلعی ص۱۱ ج۴ كتاب البيوع، مطبوعه امداديه ملتان، فتح القدير ص۲۸۴ ج۶ كتاب البيوع، مطبوعه دار الفكر بيروت.

بچوں کا مال خرچ کیا ہے، بعد میں مطالبہ پر اس خرچ کا حوالہ دیدیا، جب کہ اس خرچ کے وقت ان یتیم بچوں کی اجازت بھی نہیں لی تھی تو کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

بالغ ہونے پر ان کا مال بغیر ان کی اجازت شادی وغیرہ میں دادا خرچ کرے نہ تایا وچچا[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۷/۶/۱۴۰۰ھ

---

[1] لایجوز التصرف فی مال غیرہ بلااذنہ ولاولایتہ الخ درمختار علی الشامی زکریا، ج۹/ص۱۲۹۱/ کتاب الغصب مطلب فیما یجوز التصرف بمال الغیر الخ، شرح المجلۃ ص۶۱ج۱ رقم المادۃ ۹۶ مطبوعہ اتحاد بکڈپو دیوبند، قواعد الفقہ ص۱۱۰ الرسالۃ الثالثۃ رقم القاعدۃ ۲۷۰، مطبوعہ دار الکتاب دیوبند، الاشباہ والنظائر ص۱۵۷ الفن الثانی کتاب الغصب مطبوعہ اشاعت الاسلام دھلی.

باب سوم: امانت کے ضائع ہونے پر ضمان

امانت کو دفن کردینے کی شکل میں ضائع ہونے پر ضمان

سوال:۔ پچیس سال ہوئے میری بھانجی میری بیوی کے پاس کچھ چاندی کا زیور بغرض حفاظت رکھنے کو آئی، میرے منع کرنے پر بھی بیوی کی خوشامد کر کے رکھ گئی، بیوی نے وہ زیور ڈبیہ میں رکھ کر ایک جگہ مکان میں گاڑ دیا، کچھ عرصہ کے بعد برسات میں مکان گرا تو ملبہ اٹھوا کر مکان دوبارہ بنوایا گیا، بہرکیف اب بھانجی نے زیور مانگا تو کھودا گیا، زیور نہ ملا، اب میری بیوی اور میں دونوں بہت شرمندہ ہیں، ادھر بھانجی زیور بڑھا چڑھا کر بیان کر رہی ہے، اب اس میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جبکہ امانت کی چیز ڈبیہ میں رکھ کر محفوظ مکان میں زمین کھود کر گاڑ دی، تو اپنی طرف سے حفاظت کا پورا انتظام کر دیا، اس کے بعد جب وہ گرا، اور دوبارہ اس کی تعمیر ہوئی، تو وہ امانت یاد بھی نہیں تھی، اس بات کو ۲۵ر سال گذر چکے، اس جگہ کو کھود کر دیکھا گیا تو وہ امانت محفوظ نہیں، ایسی حالت میں اس کا ضمان واجب نہیں ”**هكذا يفهم مما في الهندية اذا قال دفنت في داري او كرمي اونسيت مكانها لم يضمن اذا كان للدار والكرم باب ولوقال دفنت في موضع اٰخر ونسيت مكانها يضمن كذافي الخلاصة وكذالك لوم يبين مكان الدفن لكنهٗ قال سرقت الوديعة من المكان المدفون فيه ،فان كان للدار والكرم باب لايضمن وان لم يكن**

لهما باب يضمن كذافي المحيط اهـ عالمگيری ، ج۳/ ص ۴۶۶/،"[۱]

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۹/۴/۹۴ھ

ضمان مرہون میں کونسی قیمت معتبر ہوگی اور امانت کو رہن رکھنا

سوال:۔ زید کی بیوی کو طلاق ہوئی، زید کے سالے کولڑکے کے والد نے کچھ قرضہ اپنی معرفت سے دلوایا تھا، انہوں نے کہا یہ روپیہ ادا کرو، تو فیصلہ ہوگا، اس کے بعد یہ بات قرار پائی کہ اس کے عوض میں کچھ زیور کسی کے پاس جمع کر دیا جائے، روپیہ جمع ہونے پر زیور واپس لے لیا جائے، لہٰذا ایک پان طلائی ایک تولہ ایک گلوبن طلائی، دونوں چیزیں ایک صاحب کے پاس جمع کر دی گئیں، تقریباً تین سال کے بعد وہ روپیہ زید کے سالے نے ادا کر دیا اسی دوران جن صاحب کے پاس وہ امانت رکھا تھا، کچھ پریشانیاں آئیں، اور انہوں نے اپنے زیور کے ساتھ امانت کی وہ چیزیں بھی گروی رکھدیں پھران کی حالت خراب ہوگئی، نتیجہ یہ ہوا کہ وہ زیور بنیا کے یہاں ڈوب گیا، اب تقریباً بارہ سال کا عرصہ ہوگیا، اس وقت سونے کا بھاؤ تقریباً ایک روپیہ تھا، اس دوران جن صاحب کے پاس روپیہ جمع تھا، ان کے لڑکوں نے زید کے داماد کے پاس کام کیا، اس کے ۱۲۲/ روپے ان کے داماد پر باقی رہ گئے، جب ان سے مانگے گئے تو زید نے کہا ہمارا زیور آپ کے پاس ہے، اسکے حساب میں مجرا کر لینا اس کو بھی تقریباً پانچ برس ہوگئے، اب زید اپنا زیور لینا چاہتا ہے، امانت دار کہتا ہے کہ زیور جس وقت دیا تھا،

---

[۱] عالمگيری ، ج۴/ ص ۳۴۳/ (مطبوعه كوئٹه) كتاب الوديعة ،الباب الرابع فيما يكون تضييعاً للوديعة، مجمع الأنهر ص۴۶۸،۴۷۸ ج۳ كتاب الوديعة، مطبوعه دار الكتب العلمية، خانية على هامش الهندية ۳۷۷، ۳۷۰/۳۷۱ كتاب الوديعة فصل فيما يضمن المودع مطبوعه كوئٹه.

اس وقت جو سونے کا بھاؤ تھا، وہ میں دونگا، زید کہتا ہے کہ اس وقت سونے کا جو بھاؤ ہے، اس حساب سے میں لونگا، اس بارے میں شرعی حکم سے مطلع فرمائیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جس وقت روپیہ رہن کا معاملہ ختم کیا جارہا ہے، اس وقت کی قیمت کا اعتبار ہوگا، امانت دار کو حق نہیں تھا، کہ وہ امانت کو اپنی ضرورت کیلئے رہن رکھدے، ایسی صورت میں اسکے ذمہ ضمان لازم ہے،[1] اگر زیور ڈوب گیا، اور رہن میں ختم ہوگیا، تو اس کی موجودہ قیمت لازم ہوگی، امانت دار موجودہ قیمت دیکر بری الذمہ ہوجائیگا[2] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۹/۵/۹۴ھ

ہوٹل کے برتن اپنے کمرہ سے گم ہونے پر ضمان

سوال:۔ ہمارے ہوٹل سے ایک صاحب چائے لے گئے، اور چائے کا دور چلنے کے بعد پیالیاں اور پرچیں کمرہ کے باہر رکھ دیا، اور اس کو کوئی شخص اٹھالے گیا، کیا اس طرح غیر ذمہ دار جگہ رکھنے سے چائے پینے والوں پر ضمان لازم آئے گا یا نہیں، براہِ کرم جواب سے مطلع فرمائیں؟

---

[1] والودیعة لاتودع ولاتعار ولاتؤاجر ولا ترهن وان فعل شیئاً منهاضمن الخ، عالمگیری ج۴/ ص۳۳۸/ مطبوعه کوئٹه، کتاب الودیعة، الباب الاول الخ، البحر الرائق کوئٹه ص۲۷۵، ج۷، کتاب الودیعة، الاشباه والنظائر ص۱۵۰، الفن الثانی، کتاب الامانات، مطبوعه اشاعت الاسلام دهلی، شرح المجلة ص۴۳۹، ج۱، رقم المادة ۴۳۹، مطبوعه اتحاد بکڈپو دیوبند،

[2] الودیعة متی وجب ضمانها فان کانت من المثلیات تضمن بمثلها وان کانت من القیمیات تضمن بقیمتها یوم لزوم الضمان، شرح المجلة ص۴۴۶ ج۱ رقم المادة ۸۰۳، مطبوعه اتحاد بکڈپو دیوبند.

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر چائے اپنے کمرہ پر ہوٹل سے کہیں الگ منگا کر پی اور پھر اپنے کمرہ کے باہر پیالیاں رکھدیں جو کہ غائب ہوگئیں، تو ان صاحب پر ضمان لازم ہوگا[1] اگر ہوٹل میں ہی پی ہے، اور ایسی جگہ رکھدیں کہ ہوٹل کے ملازم اٹھالیں، اور اطلاع کردے پھر غائب ہوگئیں تو ان پر ضمان لازم نہیں[2] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱/۶/۹۵ھ

بے احتیاطی سے سامان ضائع ہوگیا

سوال:۔ فریق اول کا ایک جگہ سامان رکھا ہوا ہے، فریق دوم نے اس سے آکر دریافت کیا کہ تمہارا سامان کہاں رکھا ہے میں بھی وہیں آکر اپنا سامان رکھدوں، فریق اول نے بتایا، فریق دوم نے اپنا سامان بھی وہیں رکھدیا، اور فریق اول کو اپنا سامان دکھلا دیا، پھر اس سے اجازت چاہی کہ میں کھانا کھانے جارہا ہوں، تم اپنے سامان کے ساتھ میرے سامان کی بھی حفاظت کرنا کہیں چھوڑ کر مت جانا، فریق اول نے اجازت دیدی، کہ جاؤ ہم

---

[1] لوتركه فى بيته الذى فيه ودائع الناس وذهب فضاعت ضمن (شامى كراچى، ج۵/ص۶۶۴/ كتاب الايداع شامى زكريا، ج۸/ص ۴۵۶/، مجمع الأنهر ص ۴۶۹ ج۳ كتاب الوديعة، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت، والمعتبر فى ضمان المودع التقصير فى الحفظ، شامى زكريا ص۴۶۹ ج۸ كتاب الايداع، شرح المجلة ص۴۳۳ ج۱ رقم المداة ۷۸۲، مطبوعه اتحاد بكڈپو ديوبند.

[2] والوديعة امانة فاذا تلفت بغير تفريط من المودع فليس عليه ضمان، اعلاء السنن ص۶۲ ج۱۶ كتاب الوديعة باب لا ضمان على المؤتمن، مطبوعه امداديه مكة المكرمة، شرح المجلة ص۲۳۱ ج۱ رقم المادة ۷۷۷، مطبوعه اتحاد بكڈپو ديوبند، شامى زكريا ص۴۶۹ ج۸ كتاب الايداع.

E:\F.M.Fainal\Jild-26\04-Amanat Ke Zae Hone par Zima...

سامان دیکھیں گے، اس کے بعد فریق دوم چلا گیا، آ کر دیکھا کہ فریق اول سامان سے کچھ فاصلہ پر بیٹھا ہوا ہے، کہ جہاں سے سامان نظر نہیں آ تا تھا، پھر سامان کو دیکھا تو معلوم ہوا کہ فریق دوم کا سامان غائب ہے، اور فریق اول کا سامان موجود ہے، اس صورت میں کیا حکم شرعی ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جب کہ اپنے سامان کی طرح فریق اول نے باوجود وعدہ کرنے اور ذمہ داری لینے کے حفاظت نہیں، اور سامان ضائع ہو گیا تو ضمان لازم ہوگا[1]

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۷/۱۰/۸۶ھ

الجواب صحیح بندہ محمد نظام الدین غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۷/۱۰/۸۶ھ

امانت کا ضمان حفاظت میں کوتاہی کی بناء پر

سوال:۔احقر کے پاس ذی الحجہ میں پھوپھی زاد بھائی نے تین حصوں کے لئے مبلغ ۷۰/روپیہ اور ایک حصہ کے لئے پڑوس کی ایک بیوہ کی طرف سے ۲۵/روپے بھیجے پوسٹ مین نے جب منی آرڈر لا کر دیا تو دس دس کے تین نوٹ دیئے اور پانچ واپس مانگے، احقر کے پاس جیب میں ۷۰/ پہلی امانت کے ساتھ مبلغ ۱۵/ جو کہ احقر کی بہو کی جانب سے ہردوئی سے

---

[1] لو ترکه فی بیته الذی فیه ودائع الناس وذهب فضاعت ضمن (شامی کراچی، ج۵/ص ۶۶۴/شامی زکریا، ج۸/ص ۴۵۶/.کتاب الایداع، مجمع الأنهر ص ۴۶۹ ج۳ کتاب الودیعة مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت، بحر کوئٹه ص۲۷۴ ج۷ کتاب الودیعة، والمعتبر فی ضمان المودع التقصیر فی الحفظ ألا تری أنه لو وضعها فی داره الحصینة وخرج وکانت زوجته غیر أمینة یضمن، شامی زکریا ص ۴۶۹ ج۸، کتاب الایداع.

مباحت سلمہٗ نے بھیجے تھے، رکھے تھے، وہ روپئے واپس کردیئے، اس میں دودو کے دونوٹ اور ایک روپے والا ایک نوٹ رہا، ۱۰/روالا نوٹ پوسٹ مین نے پھر واپس دیکر کہا کہ ریز گاری دیدو، اس درمیان میں احقر نے ریز گاری دینے سے پہلے کل ۱۰/۱ر گھٹنے کے نیچے رکھ لئے، پس اڈہ پر ایک شخص کا تخت پڑا تھا، اسی کے کونے پر پیر لٹکائے بیٹھا تھا، اتنے میں ہردوئی جانے کے لئے بس آگئی، احقر کے پاس دو تین اخبار رکھے تھے، وہ روپئے کوٹ الجھنے سے یا تو تخت کے پاس نیچے گر گئے، یا تخت پر گھٹنہ کے نیچے وہیں، چھوٹ گئے، بس تک جانے پر فوراً یاد آیا اور بری طرح سے بھاگا، مگر نہ ملے، احقر نے قرض روپیہ لیکر قربانی کر دی، اور اطلاع کر دی ،اب دریافت طلب یہ ہے کہ اسی صورت میں احقر پر تاوان واجب ہے، یا ان لوگوں کی امانت تھی، اور وہ اس طرح ضائع ہوئی، ان سے اب فی حصہ ۲۰/روپئے طلب کروں جو کہ خرچ ہوئے؟

الجواب حامداً ومصلياً

بس اڈہ پر جہاں بکثرت ہر قسم کے لوگ آتے جاتے رہتے ہیں، گھٹنے کے نیچے نوٹ رکھ کر اخبار پڑھنا اور پھر اخبار فروخت کرنے کے لئے چلے جانا، اور نوٹوں کو اٹھا کر جیب میں نہ رکھنا یقیناً حفاظت میں کوتاہی ہے، ایسی صورت میں نوٹ ضائع ہونے سے ضمان لازم ہے۔[1]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۶/۱۲/۸۹ھ

الجواب صحیح بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۲۷/۱۲/۸۹ھ

---

[1] قال المؤفق فاما ان تعدی المستودع اوفرط فی حفظها فتلفت ضمن بغير خلاف الخ، اعلاء السنن ،ج۱۶/ ص ۶۲/ (مطبع المكة المكرمه)كتاب الوديعة باب لاضمان علیٰ المؤتمن، والمعتبر فی ضمان المودع التقصیر فی الحفظ الخ شامی زكريا ص ۴۶۹ ج۸ كتاب الايداع، يلزم حفظ الوديعة فی حرز مثلها **(بقيه اگلے صفحه پر)**

امانت کا ضمان

سوال:۔ ایک شخص ملازم بحثیت کارندہ کی تحویل میں سے کچھ روپیہ چوری ہوگیا، مالک نے ملازم سے حلف اٹھوایا اور یہ کہلوایا کہ یوں کہہ کہ اگر میں نے تمہارا روپیہ اپنے کام میں لگایا ہو، یا کسی کو دیا ہو، یا اپنے آئندہ خرچ کے لئے اپنے یا کسی اور کے پاس رکھا ہو تو اندھا ہو جاؤں، اور بھیک مانگتا پھروں، ایمان نصیب نہ ہو، ایسی قسم لینے کے بعد مالک کو ملازم سے ڈنڈ لینا جائز ہے یا نہیں، یعنی گم شدہ روپیہ لینا؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر ملازم کے پاس وہ روپیہ امانت تھا، اور کافی حفاظت کے باوجود پھر چوری ہوگیا، تو ملازم پر ضمان نہیں، اگر ملازم کی بے توجہی اور غفلت سے ایسا ہوا ہے، تو ملازم پر ضمان لازم ہے، ''**الا یداع ھو تسلیط الغیر علی حفظ مالہ والودیعۃ مایترک عند الامین وھی امانۃ فلا تضمن بالھلاک. زیلعی ج۵/ص۷۶**''[۱] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱/۸/۵۷ھ

الجواب صحیح سعید احمد غفرلہٗ عفا اللہ عنہ مظاہر علوم سہارنپور ۱/۸/۵۷ھ

صحیح عبد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱/۸/۵۷ھ

(گذشتہ صفحہ کا حاشیہ) فوضع مثل النقود والمجوھرات فی اصطبل الدواب او التبن تقصیر فی الحفظ وبھذہ الحال اذا ضاعت الودیعۃ او ھلکت لزم الضمان، شرح المجلۃ ص۴۳۳ج۱ رقم المادۃ ۷۸۲ مطبوعہ اتحاد بکڈپو دیوبند، عالمگیری کوئٹہ ص۳۴۳/۳۴۲ج۴ کتاب الودیعۃ الباب الرابع فیما یکون تضییعاً للودیعۃ.

(صفحہ ہذا) [۱] زیلعی، ج۵/ص ۷۶(مطبع امدادیہ ملتان) کتاب الودیعۃ، والودیعۃ امانۃ فإذا تلفت بغیر تفریط من المودع فلیس علیہ ضمان الی قولہ، (بقیہ اگلے صفحہ پر)

امانت چوری ہونے پر ضمان کا حکم

سوال:۔ انتظام آمد وخرچ کی پنچائت ذمہ دار ہوتی ہے، لہٰذا ایک فنڈ پنچائتی ہے، اور دوسرا فنڈ خاص ملکیت مسجد ہے، دونوں فنڈ امین کے پاس تھے، جو چوری ہوگئے، ایک عرصہ تک مشورہ ہوتا رہا تحقیق سے ثابت ہوگیا کہ واقعی چوری چلے گئے، امین کو اس کے بار کا متحمل نہ سمجھا پنچایت نے معاف کردیا، مگر امین کو فکر ہے کہ شرعاً یہ دونوں جمع معاف ہیں یا شرعاً فرق ہے، اس سے مفصل بندہ کو مطلع فرمائیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

اگر امین نے ہر دو فنڈ کو علیحدہ علیحدہ رکھا اور پوری حفاظت کی اپنی طرف سے کوئی کوتاہی نہیں کی، پھر بھی وہ چوری ہوگئے تو اب شرعاً امین پر مواخذہ نہیں[۱]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفی اللہ عنہ مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۳/۴/۵۷ھ

صحیح عبد اللطیف مفتی مدرسہ ہٰذا، الجواب صحیح سعید احمد غفرلہ ۱۴/ربیع الثانی، ۵۷ھ

(گذشتہ صفحہ کا حاشیہ) فاما ان تعدی المستودع فیھا أو فرط فی حفظھا فتلفت ضمن اعلاء السنن ص۶۲ج۱۶ کتاب الودیعة باب لا ضمان علی المؤتمن، طبع مکة المکرمة، شرح المجلة ص۳۴۱ج۱ رقم المادة ۷۷۷، مطبوعه اتحاد بکڈپو دیوبند، شامی زکریا ص۴۶۹ج۸ کتاب الایداع.

(صفحہ ھذا) [۱] وان سرقت الودیعة عند المودع ولم یسرق معھامال آخر للمودع لم یضمن. عالمگیری، ج۴/ص ۳۴۶/ (مطبع کوئٹه)کتاب الودیعة، الباب الرابع، فیما یکون تضییعاً للودیعة، والمعتبر فی ضمان المودع التقصیر فی الحفظ، شامی زکریا ص۴۶۹ج۸ کتاب الایداع، اعلاء السنن ص۶۲ج۱۶ کتاب الودیعة، باب لا ضمان علی المؤتمن.

مسجد کے حجرہ سے چوری کا ضمان کس پر

سوال:۔ایک مسجد سے ایک کوئنٹل کے قریب وزن کے تانبہ کے برتن ایسی حالت میں چوری ہوگئے کہ نہ تو صدر دروازہ پر کسی قسم کا تالا لگا تھا اور نہ ہی کوئی محافظ مسجد کی حفاظت کے لئے مقرر تھا، البتہ جس گھر میں برتن تھے، اس پر تالا لگا تھا، جسے چوروں نے بآسانی توڑ کر برتن نکال لئے، ایسی صورت میں متولی مسجد بر معقول حفاظت نہ کرنے پر کوئی جرم عائد ہوتا ہے یا نہیں؟ اگر جرم عائد ہوتا ہے تو تلافی کی کیا صورت ہوگی؟

الجواب حامداً ومصلیاً

مساجد کے صدر دروازہ پر عموماً تالا نہیں لگایا جاتا، تا کہ جو شخص جب بھی دل چاہے مسجد میں آکر عبادت کر سکے، نیز ہر مسجد میں محافظ بھی مقرر نہیں ہوتا، بلکہ اوقات نماز میں مؤذن آتا ہے، اور مسجد کی صفائی اور صف بچھانے کا کام کرتا ہے، اگر یہی صورت آپکے یہاں بھی ہے، تو حجرہ پر قفل کا ہونا ہی حفاظت کیلئے کافی ہے، متولی پر کوئی ضمان لازم نہیں[1] ہاں اگر وہ جگہ چوروں کی ہے، اور چوروں کے واقعات مسجد وغیرہ میں پیش آتے رہتے ہیں، اور صرف حجرۂ مسجد پر قفل کا ہونا حفاظت کے لئے کافی نہیں سمجھا جاتا، پھر حکم دوسرا ہے۔[2]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] لووضعها فی بيته اوفيما يحرزفيه ماله عادة فضاعت لاضمان عليه (بدائع کراچی ج٦/ص ٢٠٩/ کتاب الوديعة)

[2] واما بيان مايغير حال المعقودعليه من الامانة الى الضمان فانواع منها ترک الحفظ لانه بالعقد التزم حفظ الوديعة على وجه لو ترک حفظها حتى هلکت يضمن بدلها (بدائع کراچی، ج٦/ص ٢١١/ کتاب الوديعة)

امانت کے ہلاک کرنے پر ضمان

سوال:۔ اگر کسی شخص نے کسی دوسرے مسلمان کے پاس اپنی امانت رکھی مثلاً غلہ، سونا، چاند وغیرہ اور اس نے بغیر اجازت کے وہ اپنے کام میں لے لی، اب امین سے وہ شخص اپنی امانت طلب کرتا ہے، مگر امین کہتا ہے کہ خرچ ہوگئی، اپنی امانت کی قیمت لے لو، اس وقت قیمت اس چیز کی چار روپے من ہے، اور جب وہ امانت رکھی تھی، تو دو روپے من کا بھاؤ تھا، تو اب امین سے امانت رکھوانیوالا چار روپے من کے بھاؤ یعنی موجودہ بھاؤ کے حساب سے دام وصول کرتا ہے، یہ صورت جائز ہے یا نہیں؟

دوسری صورت یہ ہے کہ امانت رکھنے والا یوں کہتا ہے کہ موجودہ بھاؤ سے مجھے کچھ غرض نہیں، اپنی امانت کی جنس لیتا ہوں، وہ دے یا جتنی قیمت میں آئے اتنی دے، مجھے موجودہ بھاؤ سے کوئی تعلق نہیں، اور اس صورت میں وہ اپنی امانت کی قیمت اپنی طبیعت کے موافق وصول کر لیتا ہے، یعنی چار روپے کے بھاؤ کے بجائے یا موجودہ بھاؤ کے بجائے وہ دوگنی تین گنی قیمت لیتا ہے، یہ جائز ہے یا ناجائز؟

الجواب حامداً ومصلیاً

امین مالِ امانت میں بلا ضرورت تصرف کرنے کی وجہ سے بمنزلہ غاصب کے ہوگیا، اور غاصب اگر شئی مغصوب کو ہلاک کر دے، تو اسکے ذمہ مغصوب کا بدل واجب ہوتا ہے، مثلی میں مثل اور قیمتی میں قیمت اور صورت مسئولہ میں مال امانت مثلی ہے لہٰذا مثل واجب ہوگا خواہ اس کی قیمت کچھ بھی ہو ”**والضمان لو هلكت ففى كالمثلى الكيلى والوزنى والعددى المتقارب يجب مثله اھ سكب الانهر، ج ۲/ص ۴۵۶[1] قال**

[1] ملتقیٰ الابحر علی مجمع الانهر، ج۴/ص ۷۸/ (مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت) كتاب الغصب، عالمگیری کوئٹه ص ۱۱۹ ج۵ كتاب الغصب الباب الاول، البحر الرائق كوئٹه ص ۱۱۰ ج۸ كتاب الغصب.

والوالجی فی فتاواہ وان کانت الودیعة دراھم اودنانیر اوشیئاً من المکیل والموزون فانفق طائفة منھا فی حاجته کان ضامناً لماانفق منھا لانه اتلف بالانفاق[1] اھ، ج۵رص۷۸،،فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۴ر۱ر۶۱ھ

الجواب صحیح سعید احمد غفرلہٗ، صحیح بعد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۴ر۱ر۶۱ھ

امانت کا روپیہ جل گیا اس کا تاوان

سوال:۔(۱) خلاصہ سوال یہ ہے کہ زید کے پاس کچھ روپیہ امانت رکھا ہوا تھا، اس روپیہ میں سے کچھ روپیہ کی مشین بھی خریدی، اور کچھ روپیہ مشین والے کا باقی رہ گیا تھا، اب جس کے پاس روپیہ رکھا تھا، اس کی دوکان میں آگ لگ گئی، تو کیا جس کا روپیہ تھا اس کو دینا لازم ہے یا نہیں؟ اور مشین والے کا جو روپیہ باقی ہے وہ کون دے گا؟

(۲) مثلاً ایک آدمی نے دودھ کی مشین خریدی اور اس نے وعدہ پر روپیہ نہیں دیا، اسلئے وہ مشین والا اپنی مشین اٹھالایا، اور تیسرے آدمی کے پاس رکھدی، کہ بقایا روپیہ لے کر اس کو دیدینا، لہٰذا ایک سو روپیہ کی قسط مشین والے کو دیدی اور دوسری مرتبہ ۱۷۸ر روپیہ اس کی طرف سے مشین والے کو ایک تیسرے آدمی نے دیدیا، مگر مشین والے نے روپیہ واپس کردیا، اور کہا کہ قیمت شام کو دیکر لے جانا، مگر اس کی دوکان میں آگ لگ گئی، جس سے اسکا کافی نقصان ہوگیا، وہ کہتا ہے کہ اس نے مجھے روپیہ واپس نہیں کیا، اس صورت میں کیا مسئلہ ہے؟

---

[1] حاشیة الشلبی علی الزیلعی ص۷۸ ج۵ کتاب الودیعة، مطبوعه امدادیه ملتان، المحیط البرھانی ص۳۰۸ ج۸ کتاب الودیعة الفصل السابع فی رد الودیعة مطبوعه مجلس علمی ڈابھیل، عالمگیری کوئٹه ص۳۴۸ ج۴ کتاب الودیعة الباب الرابع فیما یکون تضییعاً للودیعة.

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) جس کے پاس روپیہ رکھا تھا، اور اس کی دوکان میں آگ لگ گئی، اس کے ذمہ اس روپیہ کا تاوان نہیں ہے[۱] جس نے مشین خریدی تھی اور اس کا روپیہ باقی تھا، تو وہ روپیہ دینا ضروری ہے، جس نے خریدی ہے، وہ روپیہ دے، پھر جس سے شرکت کا معاملہ تھا، اس کے موافق عمل کیا جائے۔

(۲) اگر وہ روپیہ جل گیا ہے، تو اس کا تاوان لازم نہیں[۲] کیونکہ وہ امانت تھا، اگر اس کو آگ لگنے سے پہلے واپس کردیا تھا، اور وہ انکار کرتا ہے کہ مجھے نہیں دیا تو جس کے پاس روپیہ رکھا تھا، اس کے ذمہ قسم آئے گی[۳] وہ قسم کھا کر کہدے کہ میں واپس کرچکا ہوں، میرے ذمہ نہیں تو اس کی قسم معتبر ہوگی، اور تاوان لازم نہیں آئے گا[۴] اگر قسم نہ کھائی تو روپیہ دیدے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۷/۵/۹۱ھ

---

[۱] الوديعة امانة فى يد الوديع فاذا هلكت بلا تعد منه وبدون صنعه وتقصيره فى الحفظ لا يضمن، شرح المجلة ص ۴۳۱ ج ۱ رقم المادة ۷۷۷، مطبوعه اتحاد بکڈپو دیوبند، اعلاء السنن ص ۶۲ ج ۱۶ كتاب الوديعة، باب لا ضمان على المؤتمن طبع مكة المكرمة، شامى زكريا ص ۴۶۹ ج ۸، كتاب الايداع.

[۲] والوديعة امانة فاذا تلفت بغير تفريط من المودع فليس عليه ضمان اعلاء السنن، ج ۱۶/ ص ۶۲/ مطبوعه مكة المكرمة، كتاب الوديعة، باب لاضمان علىٰ المؤتمن، نيز ملاحظه هو حواله بالا،

[۳] البينة على المدعى واليمين على المدعىٰ عليه الحديث، ترمذى شريف ص ۱۶۰ ج ۱ ابواب الاحكام باب ما جاء فى ان البينة على المدعى واليمين على المدعىٰ عليه، مطبوعه رشيديه دهلى، مشكوٰة شريف بص ۳۲۷ باب الاقضية والشهادات، كتاب الامارة الفصل الثانى، مطبوعه ياسر نديم ديوبند.

[۴] واذا طلب المودع الوديعة فقال المستودع قدر دتها عليک فالقول قوله مع يمينه، المبسوط للسرخسى ج ۶، الجزء الحادى عشر، مطبع دارالفكر، كتاب الوديعة، (حاشیہ ۴ اگلے صفحہ پر)

امانت غسل خانہ میں رکھ کر بھول گیا اس کا ضمان

سوال:۔ امسال حضرت کی دعاؤں کے صدقہ میں حج بیت اللہ کرنے کی سعادت نصیب ہوئی، چلتے وقت ایک محسن نے مجھے دو ہزار روپیہ دیئے، اور گھڑی، کمبل، قالین کی فرمائش کی، اور تین افراد کی قربانی کرنے کی فرمائش کی، میں نے کہا کہ اگر آپ کی رقم خیریت سے پہنچ گئی، تو انشاء اللہ تعالیٰ فرمائش کا سامان ہمراہ لے کر آ ؤں گا، بمبئی پہنچ کر اس میں سے ۲۶۰۰/روپیہ کی رقم جمع کرنے کی نیت سے الگ کر لی، غسل کی حاجت ہوئی، اور میں غسل کی خانہ گیا، کپڑے اتار کر اس رقم کو طاق میں رکھ کر بھول گیا، اس طرح یہ رقم ضائع ہوگئی، جو رقم علیحدہ تھی، میں نے اس رقم سے سفر پورا کیا، از روئے شریعت اب مجھے کیا کرنا چاہئے، یا رقم کا کچھ حصہ واپس کرنا چاہئے یا بالکل واپس نہیں کرنا چاہئے؟

الجواب حامداً و مصلیاً

امانت کا روپیہ غسل خانہ میں غسل کرتے وقت طاق میں رکھدیا پھر بعدِ غسل اٹھانا یاد نہیں رہا، وہیں چھوڑ کر چلے آئے، اور روپیہ ضائع ہوگیا، تو وہ تمام روپیہ واپس کرنا ہوگا۔

" ولوقال المودع وضعت الوديعة بين يدى فقمت ونسيتها فضاعت ضمن وبه يفتىٰ اھ عالمگيرى "[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند ۱۰/۳/۹۵ھ

(**گذشتہ صفحہ کا حاشیہ**) الدر المختار زكريا ص۴۷۰، ج۸، كتاب الايداع، عالمگيرى كوئٹه ص۳۵۸، ج۴، كتاب الوديعة، الباب التاسع، فى الاختلاف الواقع فى الوديعة.

(**صفحہ ہذا**) [1] عالمگيرى ج۴/ص ۳۴۲/ مطبوعه كوئٹه، كتاب الوديعة الباب الرابع فيما يكون تضييعاً للوديعة، بزازية على هامش الهندية كوئٹه ص۲۰۰، ج۶، كتاب الوديعة، الفصل الثانى فيما يكون اضاعة، شامى زكريا ص۴۶۸، ج۸، كتاب الايداع،

باب اول: شکار کا بیان

کیا شکار کرنا مباح ہے

سوال:- ’’الصید مباح الا للتلهی‘‘ شامی جلد خامس میں تلہی سے کیا مراد ہے، اگر کوئی شخص گاہے گاہے تفریحاً شکار کھیلتا ہے، اور ترک واجبات نہیں کرتا تو بالکل جائز ہے یا مکروہ؟ اگر مکروہ ہے تو تنزیہی یا تحریمی؟

الجواب حامداً ومصلیاً

تلہی سے یہ مراد ہے کہ وہ محض لہو ولعب کے لئے شکار کھیلتا ہے، جس سے وقت ضائع ہوتا ہے، حیوانات کو اذیت پہنچتی ہے نہ یہ ان جانوروں کا گوشت کھاتا ہے، نہ ہڈی، سینگ وغیرہ کام میں لاتا ہے، نہ کھیت وغیرہ کی حفاظت کے لئے ان کو مارتا ہے، بلکہ محض تفریح کے لئے ان کو مارتا ہے، ایسا شکار کھیلنا حرام ہے، نیز وہ شکار کھیلنا بھی حرام ہے جس سے فرائض، واجبات ترک ہوتے ہوں[1]، اگر فرائض واجبات ترک نہ ہوں، نیز ان جانوروں کو شکار کر کے کام میں لائے یا ان کے شکار سے حفاظت مقصود ہو تو ممنوع نہیں بلکہ مباح ہے۔

---

[1] کل لهو باطل اذا شغله ای شغل اللاهی به عن طاعة اللّٰه ای کمن التهی بشئی من الاشیاء مطلقا سواء کان ماذونا فی فعله او منهیاعنه کمل اشتغل بصلاة نافلة او بتلاوة اوذکر اوتفکر فی معانی مثلاحتی خرج وقت الصلاة المفروضة عمداً فانه یدخل تحت هٰذا الضابط واذاکان هذا فی الاشیاء المرغب فیها المطلوب فعلها فکیف حال مادونها فتح الباری ص ۳۶۶/ج ۱۲/ کتاب الاستئذان ،باب کل لهو باطل اذاشغله عن طاعة اللّٰه ،مطبوعه نزار مصطفی البازمکه مکرمه، ارشاد الساری ص ۳۵۰/ج ۱۳/ باب ایضا، مطبوعه دارالفکر بیروت،احکام القرآن للتهانوی ص ۲۰۰، ۲۰۱/ج ۳/سورة لقمان،اختلاف الفقهاء فی بعض الملاهی،مطبوعه ادارة القرآن کراچی.

"الصید ھو الاصطیاد وسمی بہ المصید فصارا سماً لکل حیوانٍ متوحش ممتنع عن الاٰدمی ماکولاً کان اوغیر ماکولٍ والا صطیاد مباح فی غیر الحرم لغیر المحرم وکذا المصید ان کان ماکولاً بقولہٖ تعالیٰ واذا حللتم فاصطادوا ولقولہٖ وحرم علیکم صید البر مادمتم حرماً ولقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام الصید لمن اخذ ولقولہ علیہ السلام لعدیؓ بن حاتم اذا ارسلت کلبک فاذکر اسم اللہ علیہ فان امسک علیک فادرکتہ حیاً فاذبحہ وان أدرکتہ قدقتل ولم یاکل منہ فکلہ فان اخذ الکلب ذکاۃ رواہ البخاری ومسلم[۱] واحمد ولانہ نوع اکتساب وانتفاع بما ھو مخلوق لذٰلک فکان مباحاً کالاحتطاب لیتمکن المکلف من اقامۃ التکلیف اھ زیلعی ص ۵۰/ ج ۶[۲] والاصطیاد مباح فیما یحل اکلہ ومالا یحل فما حل اکلہ فصیدہ للاکل ومالا یحل فصیدہ لغرض اٰخر اماالانتفاع بجلدہ اوشعرہ اولدفع اذیتہ اھ"[۳]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲/صفر ۶۰ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

تفریح کے لئے شکار کھیلنا

سوال:- ایک شخص ایک بندوق کا لائسنس صرف اس مقصد کے لئے بنوانا چاہتا ہے

---

[۱] مسلم شریف ص ۱۴۶/ ج ۲/ کتاب الصید والذبائح، باب الصید بالکلاب المعلمۃ، مطبوعہ رشیدیہ دھلی، بخاری شریف ص ۸۲۳/ ج ۲/ کتاب الصید والذبائح، باب صید المعراض، مطبوعہ اشرفی دیوبند، مشکوۃ کتاب الصید والذبائح، مطبوعہ دار الکتاب دیوبند.

[۲] زیلعی ص ۶/۵۰، مطبوعہ امدادیہ ملتان پاکستان، اول کتاب الصید،

[۳] حاشیۃ الشبلی علیٰ الزیلعی ص ۵۰/ ج ۶/ مطبوعہ امدادیہ ملتان، اول کتاب الصید، مجمع الانھر ص ۲۵۵/ ج ۴/ کتاب الصید، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت، الدر المختار مع الشامی زکریا ص ۶۴/ ج ۱۰/ کتاب الصید،

کہ حلال وحرام جانور کا شکار کھیلے اور تفریح طبع حاصل کرے، شکار کی عادت بغرض تفریح مثل اور مشاغل کے ہوتی ہے، جن کی تعریف لہو ولعب سے کیجاتی ہے، اس لئے کارتوس وغیرہ کا صرفہ بعض اوقات عادۃً بڑھتا ہی رہتا ہے، آیا بندوق اس غرض سے حاصل کرنا کہ اس کو مشغلہ تفریح بنایا جائے، اور ہر قسم کے جانوروں کا شکار تفریح طبع اور احباب کی دلچسپی اور ذاتی مشغلہ کے طور پر کیا جائے، از روئے شرع شریف جائز ہوگا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

شکار کرنا خواہ حلال جانور کا ہو خواہ حرام جانور کا شرعاً مباح اور درست ہے، جبکہ اس سے شکاری کی کوئی مشروع غرض حاصل ہوتی ہو مثلاً حلال جانور کا گوشت حاصل کرنا مقصود ہو یا کسی جانور کے پر یا بال، یا کھال، یا سینگ یا ہڈی وغیرہ کوئی چیز مطلوب ہو یا مثلاً دفع اذیت ہی مقصود ہو، جیسے بعض اوقات بعض آدمی بندر یا بھیڑیئے کا شکار کرتے ہیں اگر محض لہو ولعب اور اضاعت وقت مقصود ہو تو ناجائز ہے: ''**وحل اصطیاد مایو کل لحمه ومالا یو کل لقوله تعالیٰ ''واذا حللتم فاصطادو'' مطلقاً من غیر قید بالماکول اذا الصید لایختص بالماکول ولان اصطیاده سبب الانتفاع بجلده او ریشه اؤ شعره أو الاستدفاع بشره وکل مشروع ۱ه زیلعی**[۱] **ج۶/ ۶۱/ الصید مباح، الاشباه ص**[۲]**۲۵/ والبسط فی فتح الباری**[۳] **ج ۹/ ص ۵۲۱/.** فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح عبد اللطیف ۶/ شعبان ۵۶ھ

---

۱ زیلعی ص: ۶۱-۶۲، ج: ۶، مطبوعه امدادیه ملتان، الدر المختار علی الشامی ص: ۴۶۲/ ج: ۱۰/ مطبع زکریا دیوبند، اول کتاب الصید، خلاصة الفتاوی ص: ۳۰۰/ ج: ۴/ کتاب الصید، مطبوعه لاهور، مجمع الانهر ص ۲۵۵/۴، کتاب الصید، (باقی حواشی اگلے صفحہ پر دیکھئے)

بلاضرورت شکار میں وقت ضائع کرنا

سوال:- بلاضرورت شکار کرنا یا وقت ٹلانے کو کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

محض تفریح یا وقت ٹلانے کے لئے کسی جان کا ضائع کرنا یا اس کو اذیت پہنچانا جائز نہیں[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

شکار میں نماز قضا کرنا

سوال:- اور شکار میں اکثر نماز قضا کرنا اور تنگ وقت پر نماز پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

حرام ہے[2]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

(پچھلے صفحہ کے باقی حواشی) [3] الاشباه ص ۱۵۸/الفن الثانی، كتاب الصيد، مطبوعه اشاعت الاسلام دهلی،تبيين الحقائق ص ۵۰/ج ۶/كتاب الصيد،مطبوعه امداديه ملتان،هدايه على فتح القدير ص ۱۱۰/ج ۱۰/كتاب الصيد،مطبوعه دار الفكر بيروت.

[4] فتح البارى ص ۲۴/ج ۱۱/كتاب الذبائح والصيد،باب التسمية على الصيد،مطبوعه نزار مصطفى البازمكه مكرمه.

(حاشیہ صفحہ ہذا) [1] وفى التاترخانية قال ابويوسف[رح] اذطلب الصيد لهواً ولعباً فلاخيرفيه واكرهه الخ شامى زكريا ديوبندص ۴۷/ج ۱۰/اول كتاب الصيد،الاشباه والنظائر ص ۱۵۸/الفن الثانى،كتاب الصيد، مطبوعه اشاعت الاسلام دهلى،خلاصة الفتاوى ص ۳۰۰/ج ۴/كتاب الصيد،مطبوعه لاهور.

[2] التأخير عن الوقت بلاعذر كبيرة الخ الدر المنتقىٰ على مجمع (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ کیجئے)

بے نمازی کا شکار اور اس کے ساتھ اختلاط

سوال:- بے نمازی کا شکار کیا ہوا کھانا یا اس کے ساتھ کھانا پینا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر شریعت کے موافق شکار کیا ہے تو وہ حلال ہے، اور اس کے ساتھ کھانا پینا اور دوستی و محبت کے تعلقات رکھنا اس نیت سے کہ اس کی اصلاح ہو جائے، اور اس کو نصیحت کرتے رہنا اور نماز کے فضائل نیز اس کے ترک کے عذاب کو بتاتے اور سمجھاتے رہنا بہتر ہے، اگر اس کی اصلاح کی توقع نہ ہو یا اپنے اوپر اس کا برا اثر پڑتا ہو تو تعلق نہ رکھے[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲/۸/۶۱ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲/۸/۶۱ھ

بندوق سے شکار کیا ہوا مرغا

سوال:- ایک شخص نے مرغ کا شکار کیا اور شکار کیا بندوق سے اور بغیر تکبیر کے مرغ پر بندوق چلائی اور مرغ ایک فائر سے مر گیا بندوق سے گولی لگنے کے بعد کچھ دیر کے لئے مرغا

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) الانھر ص ۲۱۴/ ج ۱/ باب قضاء الفوائت، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت، النھر الفائق ص ۳۱۶/ ج ۱/ باب قضاء الفوائت، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت، البحر الرائق کوئٹہ ص ۷۹/ ج ۲، باب قضاء الفوائت،

[1] واجمع العلماء علیٰ ان من خاف من مکالمۃ احد و صلتہ مایفسد علیہ دینہ او یدخل مضرۃ فی دنیاہ یجوز لہ مجانبتہ، مرقات ص ۷۱۶/ ج ۴/ مطبع اصح المطابع بمبئی، باب ماینھیٰ من التھاجر الخ، الفصل الاول، شرح الطیبی ص ۲۴۳/ ج ۹/ باب ایضا، مطبوعہ زکریا دیوبند، المفھم شرح مسلم ص ۹۸/ ج ۷/ کتاب الرقاق، باب یجھر من ظھرت معصیتہ، مطبوعہ دار ابن کثیر بیروت،

E:\F.M.Fainal\Jild-26\05-Shikar Ka bayan

گم ہو گیا تلاش کرنے کے بعد مرغا مرا ہوا ملا اس مرے ہوئے مرغے کو ذبح کیا اور کچھ لوگوں نے کھایا ذبح کے وقت مرغ میں سے قدرے کچھ گرم گرم خون بھی نکلا ہے، بغیر تکبیر کے بندوق چلانا اور مرغ کا مرا ہوا ملنا پھر ذبح کرنا کیا یہ مرغا حرام ہے؟

کیا بندوق تیر کے حکم میں ہے، یا بندوق اور تیر آپس میں شرعی اعتبار سے مغائر ہیں قرآن میں تیر سے شکار کیا ہوا اگر مرا مل جائے تو حلال ہے کیا یہ صحیح ہے اور کیا بندوق کا بھی یہی حکم ہے جب کہ بندوق سے ہڈی ٹوٹ جاتی ہے، جن لوگوں نے یہ مرغا کھایا ہے، حلال کھایا یا حرام اور ''حرمت علیکم المیتة '' کے حکم میں یہ مرغا ہے یا نہیں اگر یہ حرام ہے تو پھر جن لوگوں نے کھایا اس کا کفارہ کیا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

بندوق میں جو گولی ہوتی ہے، یا چھرے ہوتے ہیں وہ چاقو یا تیر کی طرح دھار دار نہیں ہوتا وہ تیر کے حکم میں نہیں، اگر بسم اللہ پڑھ کر بندوق چلائی اور اس سے جانور مر جائے ذبح کی نوبت نہ آئے تو وہ جانور حلال نہیں اگر اس کو زندہ پالیا اور شرعی طریقہ پر ذبح کر لیا، تو وہ حلال ہوگا[1] اگر وہ مر چکا تھا پھر ملا تو ذبح کرنے سے حلال نہیں ہوگا، اس صورت میں اس کے غائب ہونے یا نہ ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑتا ذبح کرنے سے پہلے اگر اس کی موت وحیات مشکوک ہو اور ذبح کرنے پر اس میں کوئی حرکت نہ ہو جیسے زندہ جانور کو ذبح کرتے وقت حرکت ہوتی ہے اور نہ اس طرح اس میں سے خون نکلے تو وہ حلال نہیں محض خون نکلنا علامت حیات نہیں، مگر خون اگر اس طرح جوش کے ساتھ نکلے جس طرح زندہ سے نکلتا ہے تو وہ علامت حیات ہے ''قال فی البزازیه وفی شرح الطحطاوی خروج الدم لایدل علی الحیاة الا

---

[1] وان علمت حیاتها وقت الذبح حلت مطلقامجمع الانهر ص ۱۶۴ / ج ۴ / کتاب الذبائح، مطبوعه دارالکتب العلمية بيروت، قاضيخان على الهندية كوئٹه ص ۳۶۷ / ج ۳ / كتاب الصيد والذبائح، باب فی الذبائح، البحر الرائق كوئٹه ص ۱۷۳ / ج ۸ / كتاب الذبائح.

اذا کان یخرج کما یخرج من الحی عند الامام وھو ظاھر الروایۃ اھ[۱] شامی ص ۱۹۶/ ج ۵/قلت وفی الصید بالبندقۃ مذکورۃ فیھاشامی ص ۳۰۴/ ج ۵[۲]، نعمانیہ اس تفصیل پر آپ اپنے مرغے کا مسئلہ منطبق کرلیں اگر دیدہ ودانستہ حرام جانور کا گوشت کھائے تو توبہ لازم ہے، کوئی مالی کفارہ لازم نہیں ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

بندوق کا شکار

سوال:- بندوق سے شکار کیا ہوا جانور کتنی دیر میں مردہ قرار دیا جاتا ہے اگر شکاری بسم اللہ کہہ کر گولی چلائے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر شکاری بسم اللہ پڑھ کر گولی چلائے اوراس سے جانور (چرند پرند) مرجائے تو وہ مردار ہوجائے گا[۳]، اگر اس کے مرنے سے پہلے ذبح کرلیا جائے تو حلال ہوجائیگا[۴] بے حس و

---

[۱] شامی کراچی ص ۳۰۸/ ۶/ کتاب الذبائح، بزازیۃ علی الھندیۃ کوئٹہ ص ۳۰۵/ ج ۶/ کتاب الذبائح، الفصل الاول فی مسائلہ.

[۲] قال قاضی خان لایحل صید البندقۃ والحجر والمعراض والعصا وماشبہ ذلک وان جرح لانہ لایخرق الاان یکون شی من ذلک قد حددہ وطولہ کالسھم وأمکن ان یرمی بہ فان کان کذلک وخرقہ بحدۃ حل اکلہ(شامی نعمانیہ ص ۳۰۴/ج۵/ کتاب الصید، شامی کراچی ص ۴۷۱/ ج ۶/ کتاب الصید، سکب الانھر مع مجمع الانھر ص ۲۶۳/ ج ۴/ کتاب الصید، مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت، قاضیخاں علی الھندیۃ کوئٹہ ص ۳۶۰/ ج۳/ کتاب الصیدوالذبائح، البحر الرائق کوئٹہ ص ۲۲۹/ ج۸/ کتاب الصید.

[۳] اوبندقۃ ثقیلۃ ذات حدۃ لقتلھا بالثقل لابالحد قال الشامی لایحل صید البندقۃ الخ، شامی زکریا ص ۵۹/ ج ۱۰/ وکراچی ص ۴۷۱/ ج ۶/ نعمانیہ ص ۳۰۴/ ج۵/ کتاب الصید، سکب الانھر مع مجمع الانھر ص ۲۶۳/ ج ۴/ کتاب الصید، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت، قاضی خان علی الھندیہ کوئٹہ ص ۳۶۰/ ج ۳/ کتاب الصیدوالذبائح، (باقی حواشی اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

ساکت جانور کو ذبح کرنے سے اگر خون نکلا جیسا کہ زندہ کو ذبح کرنے سے نکلتا ہے تو وہ حلال ہوگا[۱] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۸۸/۵/۲۴ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۸۸/۵/۲۵ھ

بندوق کی گولی سے شکار

سوال:- اگر کوئی شخص شکار کھیلنے گیا اور تکبیر کہہ کر شکار پر بندوق چلائی اور اس کی گولی سے شکار مر گیا شکاری کے شکار تک پہنچنے کے قبل، تو اس کا کیا حکم ہے، شکار کا گوشت کھایا جائے گا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اس کا کھانا درست نہیں "**او بندقة ثقيلة ذات حدة لقتلها بالثقل لا بالحد اھ قال الشامي ولا يخفى ان الجرح بالرصاص انما هو بالاحراق والثقل وبواسطة اندفاعه العنيف اذ ليس لهٗ حد فلا يحل وبه افتىٰ ابن نجيم اھ درمختار ص ۴۷۱/ ج ۵/**"[۲]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

(پچھلے صفحہ کے باقی حواشی) البحر الرائق کوئٹہ ص ۲۲۹/ ج ۸/ کتاب الصيد.

[۴] واما الحنفية فالجمهور فی ديارنا على عدم حل المصيد بالرصاص مالم يدرك حيا فيذبح بطريق مشروع، تكملة فتح الملهم ص ۴۹۱/ ج ۳/ كتاب الصيد والذبائح، حكم الصيد ببندقة الرصاص، مطبوعه دارالعلوم کراچی، البحر الرائق کوئٹہ ص ۲۲۶/ ج ۸/ کتاب الصيد.

[۱] خروج الدم لا يدل على الحيوة الا اذا كان يخرج كما يخرج من الحى عند الامام وهو ظاهر الرواية، شامی زکریا ص ۹/۴۴۷، کراچی ص ۶/۳۰۸، نعمانیه ص ۵/۱۹۶، کتاب الذبائح، بزازیه علی الهنديه کوئٹہ ص ۶/۳۰۵/ کتاب الذبائح، الفصل الاول فی مسائله،

[۲] شامی نعمانیه ص ۵/۳۰۴، کراچی ص ۶/۴۷۱/ (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

زندہ چیز کو کانٹے میں پھنسا کر شکار کرنا

سوال:- زندہ چیز کو کانٹے وغیرہ میں پھنسا کر شکار کرنا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

زندہ چیز کانٹے میں پھنسا کر شکار کرنا ناجائز ہے، اس لئے کہ اس میں ایلام وتعذیب حیوان ہے[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۸۸/۲/۲۹ھ

کیچوے کے ذریعہ شکار

سوال:- مچھلی کا شکار مرے ہوئے کیچوے کے ذریعہ کیسا ہے؟ اور زندہ مینڈک سے شکار کرنا کیسا ہے۔؟

الجواب حامداً ومصلیاً

زندہ جانور کو کانٹے میں لگا کر شکار کرنا ممنوع ہے[2] اس کو مار کر لگانا اور پھر شکار کھیلنا

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) زکریا ص ۱۰/۵۹، کتاب الصید، سکب الانھر مع مجمع الانھر ص ۴/۲۶۳، کتاب الصید، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت، قاضی خاں علی الھندیہ کوئٹہ ص ۳/۳۶۰، کتاب الصید والذبائح، البحر الرائق کوئٹہ ص ۸/۲۲۹، کتاب الصید،

[1] وکرہ الصید بالخراطین وکذا بکل شئی فیہ الروح لمافیہ من تعذیب الحیوان الخ، اعلاء السنن ص ۱۷/۲۰۱، مطبوعہ کراچی، کتاب الذبائح فی فوائد شتیٰ، تکملۃ فتح الملھم ص ۳/۵۴۰، کتاب الصید والذبائح، باب الامر باحسان الذبح، مطبوعہ دارالعلوم کراچی، فتح الباری ص ۷۶/ ج ۱۱/ کتاب الذبائح والصید، باب مایکرہ من المثلۃ والمصبورۃ، مطبوعہ نزار مصطفی البازمکہ مکرمہ، شامی کراچی ص ۶/۲۹۶، کتاب الذبائح، مطبوعہ زکریا ص ۹/۴۲۷، زیلعی ص ۲۹۲، ج۵، کتاب الذبائح، مطبوعہ امدادیہ ملتان، مرقاۃ شرح مشکوۃ ص ۴/۳۲۶، کتاب الصید والذبائح، الفصل الاول، مطبوعہ اصح المطابع بمبئی، (حاشیہ نمبر ۲/ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

درست ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

کیچوے کے ذریعہ مچھلی کا شکار

سوال:- کیچوا کانٹے میں لگا کر مچھلی کا شکار کرنا شرعاً کیسا ہے، اور ایسی شکار کی ہوئی مچھلی بھی درست ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

مچھلی درست ہے، کیچوا اگر مار کر کانٹے میں لگا کر شکار کیا جائے تو یہ فعل بھی درست ہے[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

مچھلی پکڑنے کے بعد، یا لاٹھی سے مرگئی اس کا کھانا

سوال:- (۱) مچھلی پانی سے زندہ پکڑی اور پکڑنے کے بعد پانی سے باہر مرگئی تو

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) ۲؎ وکره کل تعذيب بلا فائدة، درمختارمع الشامی زکریا ص۴۲۷/ ج۹، کتاب الذبائح، تبیین الحقائق ص۲۹۲/ ج۵/ کتاب الذبائح، مطبوعه امدادیه ملتان، مرقاة شرح مشكوة ص۳۲۶/ ج۴/ كتاب الصيد والذبائح، الفصل الاول، مطبوعه اصح المطابع بمبئی،

(حاشیہ صفحہ ھذا) ۱؎ وكره الصيد بالخراطين حيةً وكذا بكل شي فيه الروح لمافيه من تعذيب الحيوان فان اصطاده فالصيد مباح اعلاء السنن ص۲۰۱/ ۱۷، مطبوعه کراچی، کتاب الذبائح فی فوائد شتیٰ، تكملة فتح الملهم ص۵۴۰/ ج۳/ کتاب الصيدو الذبائح، باب الامر باحسان الذبح، مطبوعه دارالعلوم کراچی، فتح الباری ص۷۶/ ج۱۱/ کتاب الذبائح والصيد، باب مايكره من المثلة والمصبورة، مطبوعه نزار مصطفى البازمكه مكرمه.

اس کا کھانا کیسا ہے؟

(۲) مچھلی کا شکار پانی میں لاٹھی سے کیا، لاٹھی لگ کر مچھلی مرگئی، پھر مچھلی پکڑی تو اس کا کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) پانی سے زندہ مچھلی پکڑنے کے بعد اگر مرجائے تو وہ مردہ نہیں ہوگی، اس کا کھانا شرعاً درست ہے[1]۔

(۲) زندہ مچھلی کے پانی میں لاٹھی مارنے سے اگر وہ مرجائے تو وہ مردار نہیں ہوگی اس کا کھانا درست ہے[2]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند ۸۹/۸/۱۳ھ

کانٹے میں مچھلی پکڑنا درست ہے

سوال:- بعض جگہ اپنے ذاتی تالاب میں سے شوق سے مچھلی پکڑتا ہے اور جب بڑی مچھلی کانٹے میں لگ جاتی ہے تو اس کو فوراً پانی سے اوپر اُٹھانا مشکل ہے، اس لئے جب وہ مچھلی بھاگتی ہے، تو وہ ڈور کو ڈھیل دینا پڑتا ہے، بعدہ اس کو آہستہ آہستہ کھینچنا پڑتا ہے، اس

[1] الاصل فی اباحة السمک أن مامات بآفة یؤکل الخ شامی ص ۴۴۵/ج۹، مطبوعہ زکریا دیوبند، کتاب الذبائح، البحر الرائق کوئٹہ ص ۱۷۲/ج۸/کتاب الذبائح، فصل فیمایحل اکله وما لایحل، هدایه علی فتح القدیر ص ۵۰۳/ج۹/کتاب الذبائح، فصل فیما یحل اکله، مطبوعه دار الفکر بیروت، حاشیة الشلبی علی الزیلعی ص۲۹۷/ج۵/کتاب الذبائح، مطبوعه امدادیه ملتان،

[2] وکذا لک کل مامات بسبب یحل بأن ضربه بخشب اونحوه الخ، عالمگیری ص ۴۲۹/ج۵، مطبوعه کوئٹه، کتاب الصید، الباب السادس فی صید السمک، مجمع الانهر ص ۱۶۴/ج۴/ کتاب الذبائح، فصل مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت، قاضیخان علی الهندیة کوئٹه ص۳۵۷/ ج۳/ کتاب الصیدوالذبائح،

طرح کافی دیر تک ہوتا رہتا ہے، جب وہ مچھلی تھک جاتی ہے تو اس کو پانی سے اُٹھانا پڑتا ہے، بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ جائز نہیں، وہ لوگ علت بیان کرتے ہیں کہ اس کو تکلیف ہوتی ہے، اس لئے تحریر فرمائیں، کہ کیا اس طرح مچھلی پکڑنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جب کہ بڑی مچھلی کانٹے میں پھنستی ہے تو فوراً اسکو ڈور سے کھینچنا دشوار ہے، اس لئے ڈھیل دیتے ہیں، جب وہ تھک جاتی ہے تو اس کو کھینچ لیتے ہیں، شرعاً اس میں مضائقہ نہیں، یہ ایسا ہے جیسا کہ خشکی کے جانور کو بھگاتے ہیں، جب وہ بھاگتے بھاگتے تھک جاتا ہے اور گر جاتا ہے، تو اس کو پکڑ لیتے ہیں، ہاں بلا وجہ تکلیف دینا غلط ہے[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۶/۲۱/ ۹۸ھ

مچھلی طافی ممنوع ہے

سوال:۔ اختری بہشتی زیور میں جو یہ مسئلہ مذکور ہے، جو مچھلی مرکر پانی کے اوپر اُلٹی تیرنے لگے اس کا کھانا درست نہیں، اس کے حاشیہ پر ”ولا یحل حیوان مائی الا السمک غیر الطافی (درمختار[2] ج ۵/ ص ۲۹۲/)

(۲) طافی کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا کہ طافی کا اطلاق کب ہوگا کیا وہ مچھلی جس کو کسی انسان نے پکڑ کر کسی مصلحت کی بنیاد پر دو چار دن پانی میں رکھ دیا، اور انہیں ایام میں وہ مچھلی مرگئی اُلٹی تیری نہیں تو کیا حکم ہے؟

---

[1] کرہ کل تعذیب بلا فائدۃ (درمختار مع الشامی کراچی ج ۲/ ص ۲۹۶/ کتاب الذبائح، عالمگیری کوئٹہ ص ۲۸۸/ ج ۵/ کتاب الذبائح، الباب الاول، ھدایہ علی فتح القدیر ص ۴۹۷/ ج ۹/ کتاب الذبائح، مطبوعہ دار الفکر بیروت.

[2] الدر المختار علی الشامی زکریا ص ۴۴۴/ ج ۹/ کتاب الذبائح.

(۳) ہماری طرف رواج ہے کہ پانی کو روک کر چک کی شکل میں بن کر جس کو ہماری اصطلاح میں چھنسیٹا کہتے ہیں، پانی اس میں تو نکل جاتا ہے، اور مچھلیاں مجتمع ہو جاتی ہیں، جس میں سے مر بھی جاتی ہیں ان کا کیا حکم ہے؟

(۴) اسی طرح مچھیارے مچھلیوں کو پکڑ کر کسی کوئر میں رکھ دیتے ہیں، اور اس میں پانی ڈال دیتے ہیں، تا کہ کچھ عرصے تک زندہ رہے کچھ مچھلیاں مر کر اُلٹی پڑنے لگتی ہیں، ان کا کیا حکم ہے؟

(۵) نیز اس طرح اگر دوائی کی مدد سے مچھلیاں ماری گئیں اور مر کر پانی پر اُلٹی پڑنے لگی تو اس کا کیا حکم ہے؟ بہر حال طافی غیر طافی کا حکم کیسے پانی میں لگایا جائیگا، اور کیا مقدار ہونی چاہئے؟

الجواب حامداً ومصلياً

جو مچھلی خود بخود موت سے مر کر پانی کی سطح پر آجائے وہ طافی ہے، جس کا کھانا ممنوع ہے، اگر مچھلی پانی کی قلت یا گرمی یا سردی یا دوایا اور کسی آفت سے مر جائے اس کا کھانا ممنوع نہیں، "**ولايحل حيوان مائي الاالسمک غير الطافي على وجه الماء الذى مات حتف انفه وهو مابطنه من فوق فلوظهره من فوق فليس بطاف فيؤكل كمايؤكل مافي بطن ومامات بحرالماء اوبرده اوبربطه فيه اوالقاء شئى فموته بآفة،درمختار ج۵/ ص ۱۹۵**/[۱] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۴/۷/۹۴ھ

---

[۱] درمختار على الشامي زكريا ج۹/ص ۴۴۴/كتاب الذبائح،مجمع الانهر ص ۱۶۲، ۱۶۳/ ج۴/كتاب الذبائح، فصل، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت،البحرالرائق كوئٹه ص ۱۷۲/ ج۸/كتاب الذبائح،فصل فيمايحل وفيمالايحل.

لب دریا حظیرہ بنایا اس میں مچھلیاں آگئیں ان کا دوسرے کو پکڑنا (عالم کو چور کہنا یا گالی دینا)

سوال:- تقریباً عرصہ ۲۵؍سال سے زید نے کچھ سرکار سے بندوبستی شدہ زمین جو لب دریا پر واقع ہے دریا کے پانی کے طغیان سے حفاظت کی غرض سے سرکار نے اس زمین کے دریائی کنارہ پر ایک اونچی آڑ بنادی ہے، زید نے سرکار سے اجازت لیکر اس آڑ میں ایک نالی اپنی زمین کی محاذات میں بنائی ہے تاکہ حسب ضرورت اندرونی پانی نکل جائے، یعنی زید عمرو وبکر کی مشرقی زمین کا پانی نکل جائے، پانی زیادہ جمع ہونے سے زراعت کو ضرر رسانی نہ ہو اور اس نالی کے منہ پر ایک حظیرہ بنایا ہے، اور اس میں درخت کی شاخیں وغیرہ ڈالی ہیں، تاکہ مچھلیاں جمع ہوں، چنانچہ عرصہ سے زید اس حظیرہ سے مچھلیاں پکڑتا ہے، کبھی اس نالی کی بند کھل کر دریا کا پانی داخل ہونے سے قرب وجوار کی زراعت کا کچھ نقصان ہوتا ہے، مگر شاذ ونادر اب عمرو جو زید کے جار میں سے ہے کہتا ہے کہ اس نالی کو بند کردو ورنہ مجھے بھی مچھلیوں میں شریک کرو، یا اپنی زمین کی آڑ اونچی کردو ورنہ تمہارے لئے یہ مچھلیاں کھانا حرام ہوگا، اب یہ چند امور قابل استفسار ہیں:۔

(الف) کیا زید کو وہ پانی بند کرنا پڑے گا؟

(ب) کیا اس حظیرہ سے زید کو مچھلیاں کھانا حرام ہوگا؟

(ج) کیا عمرو کو حقیقۃً اس حظیرہ سے مچھلیاں پکڑنا جائز ہوگا؟

(د) کیا زید کو اپنی آڑ اونچا کرنا پڑے گا؟

(ہ) اگر زید کی بے خبری میں وہ نالی دریا کے تموج سے خود بخود کھل کر نمناک پانی داخل ہو کے قرب وجوار کو کچھ نقصان پہنچے کیا زید پر اس کا ضمان آوے گا یا نہیں۔ بینوا وتوجروا

(۲) نیز دریافت طلب یہ ہے کہ ایک رات عمرو مذکورہ کا بھائی اور ایک دوسرا آدمی ساتھ لیکر زید کے حظیرہ سے مچھلیاں پکڑنے کے لئے جاکر وہاں سے کتنی مچھلیاں پکڑ کر لائے اور وہ عمرو مولوی صاحب تھے ان کے بھائی نے مولوی صاحب کے پاس دیدیا تاکہ مولوی صاحب مچھلیوں کی حفاظت کریں، اور مولوی صاحب کو یہ معلوم ہے کہ یہ مچھلیاں زید کے حظیرہ کی مچھلیاں ہیں، زید نے مولوی موصوف کے بھائی کو مچھلیاں لیجانے کے وقت دیکھا لیکن خوف لڑائی سے زید نے کچھ بات چیت نہیں کی، پھر صبح زید نے دوسرا آدمی یعنی قریب والے لوگوں کو کہا کہ مولوی صاحب کے بھائی میرے حظیرہ سے مچھلیاں پکڑ کر لے گئے ،لیکن اس واقعہ کی تصدیق میں دو تین آدمی کو بلاکر اس حظیرہ میں گئے انہوں نے علامت اور قرینہ سے معلوم کرلیا کہ واقعی مچھلیاں پکڑی گئی ہیں، پھر لوگ کہنے لگے کہ حقیقۃً جاکر دیکھو کہ عمرو کے گھر میں مسروقہ مچھلیاں ہیں یا نہیں، زید نے دیکھا عمرو کے مکان کے باہر ساری مچھلیاں بکھری ہوئی ہیں، مولوی صاحب نے کہا کہ تو کیا چاہتا ہے؟ زید نے جواب دیا کہ گذشتہ رات تمہارے بھائی میرے حظیرہ سے مچھلیاں پکڑ کر لائے ہیں، مولوی صاحب نے جواب دیا کہ میں بھی مچھلیاں پکڑنے میں شریک تھا، زید نے جواب دیا اتنا بڑا عالم ہوکر مچھلیاں چوری کی اگر یونہی مانگ لیتے تو دیدیا جاتا کیونکہ تم کو پہلے بھی دیا ہے، زید کہنے لگا کیا یہ مچھلیاں تمہارے لئے کھانا جائز ہے، مولوی صاحب نے جواب دیا کہ یہ مچھلیاں کھانا جائز ہے اس لئے کہ جو شئی کسب کے ذریعہ سے ہو اس کا کھانا جائز ہوتا ہے، وہ بھی اسی شی میں سے ہے یعنی میرے ہاتھ کی پکڑی ہوئی ہے، زید نے کہا کہ یہ مچھلیاں میرے حظیرہ کی ہیں، اب یہ چوری ہوئی، مولوی صاحب نے جواب دیا کہ تو نے مجھ کو چور کیوں کہا تو نے میری اہانت کی اور عالم کی اہانت موجب کفر ہے، نیز مولوی صاحب نے جواب دیا کہ تیری بیوی کو طلاق ہوگئی، نیز داہ بھی لازم آیا مولوی صاحب نے اس طرح فتویٰ جاری کیا اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ واقعی بیوی کو طلاق پڑگئی اور وہ بھی کافر ہوگیا، اور وہ داہ آوے گا یا نہیں، نیز مولوی صاحب کو حقیقۃً مچھلیاں

پکڑنا جائز ہوا یا نہیں، اگر وہ واقعی کافر نہیں ہوا اور بیوی کو طلاق نہیں ہوئی، تو شرعاً ایسے مفتی پر کیا حکم عائد ہوگا؟

الجواب حامداً ومصلیاً

(الف) محض اس وجہ سے اس نالی کا پانی بند کرنا زید کے ذمہ ضروری نہیں۔

(ب) نہیں بلکہ مباح ہوگا "لانه مباح الاصل[1]".

(ج) ناجائز ہوگا "**ولایجوز بیع سمک لم یصد اوصید والقی فی حظیرة لایؤخذ منها بلاحیلة اودخل الیها بنفسه ولم یسد مدخله فانه لایجوز وفی الزاهدی اذااجتمعت بنفسها فبیعها باطل کیف ماکان لعدم الملک اھ مجمع الانهر ص۵۵/ج۲[2]. واذا دخل السمک الحظیرة باحتیاله ملکه وکان لهٔ بیعه علی التفصیل وقیل لامطلقا لعدم الاحراز والخلاف فیما اذالم یهیئها له فان هیئهاله ملکه اجماعافان اجتمع بغیر صنعه لم یملکه سواء اخذه من غیر حیلة اولا اھ بحر[3] ص۷۲/ج۶/**"

---

[1] احل لکم صیدالبحر وطعامه متاعالکم وللسیارة سورۂ مائده آیت ص۹۶/فان کانت لهحظیرة فدخلهاالسمک فاما ان یکون اعدها لذالک اولافان کان اعدها لذالک فمادخلها ملکه ولیس لاحدان یاخذه،فتح القدیر ص۴۰۹/ج۶/باب البیع الفاسد،مطبوعه دارالفکر بیروت،شامی زکریاص۲۴۹/ج۷/باب البیع الفاسد،قبیل مطلب فی حکم ایجارالبرک، عالمگیری کوئٹه ص۱۱۳/ ج۳/ کتاب البیوع، الفصل الرابع،فی بیع الحیوانات،

[2] مجمع الانهر ص۸۰/ ج۳/ مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، النهر الفائق ص۴۱۹/ج۳/ باب البیع الفاسد، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت، الدر المختارمع الشامی زکریا ص۲۴۸/ ج۷/ باب البیع الفاسد،قبیل مطلب فی حکم ایجار البرک للاصطیاد،

[3] البحرالرائق ص۷۲/ج۶، مطبوعه الماجدیه کوئٹه، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، تبیین الحقائق ص۴۵/ج۴/باب البیع الفاسد،مطبوعه امدادیه ملتان،عنایة علی فتح القدیر ص۴۰۹، ۴۱۰/ج۶/باب البیع الفاسد،مطبوعه دارالفکربیروت.

(د) محض مچھلیوں کی اجازت نہ دینے پر تو آڑ کا اونچا کرنے کا مطالبہ ناحق ہے، اگر اس سے زراعت کو نقصان پہنچتا ہے، تو پھر مطالبہ درست ہے، اور چونکہ آڑ سرکار نے بنائی ہے، اس لئے اونچا کرنے کا مطالبہ سرکار ہی سے کیا جائے[1]۔

(ہ) چونکہ یہ نالی زید نے سرکار کی اجازت سے کھولی ہے، اس لئے اگر قریب والوں کو نقصان کا قوی اندیشہ ہو تو باقاعدہ سرکار سے درخواست دیکر بند کرادیں اگر باوجود درخواست دینے اور بندش کا حکم سرکار کی طرف سے صادر ہونے کے زید نے نالی کو بند نہ کیا تو پھر نقصان کا زید ضامن ہوگا[2]۔

(۲) جواب سوال نمبر ا: (ج) کی نقل کردہ عبارت کا حاصل یہ ہے کہ اگر مچھلیوں کے لئے کسی شخص نے حظیرہ بنالیا اور اس میں مچھلیاں داخل ہوگئیں تو وہ حظیرہ والے کی ملک ہیں، اور صورت مسئولہ میں زید نے مچھلیوں کے لئے حظیرہ بنایا ہے، پس اس کی مچھلیاں زید کی ملک ہیں، عمرو وغیرہ کو ان کا پکڑنا اور کھانا بغیر زید کی اجازت کے ناجائز ہے، عمر کا استدلال صورتِ مذکورہ پر منطبق نہیں، بلکہ اگر کوئی شخص غیر مملوک مباح الاصل مچھلی وغیرہ کو پکڑے اس وقت اس کو یہ استدلال درست ہوگا، اور صورت مسئولہ میں چونکہ وہ مچھلیاں زید کی مملوک ہوچکی ہیں اس لئے یہ استدلال درست نہیں، واقعہ مذکورہ کی بنا پر زید کو کافر اور اس کی بیوی کو

[1] مستفاد: اذا اراد ان یبنی کنیفا او ظلة علی طریق العامة فانی امنعه عن ذٰلک وان بنی ثم اختصموا نظرت فی ذٰلک فان کان فیه ضرر امرته ان یقلع الخ، عالمگیری کوئٹہ ص ۳۷۱/ ج۵/ کتاب الکراهیة، الباب التاسع والعشرون فی الانتفاع بالاشیاء المشترکة، المحیط البرهانی ص ۱۲۱/ ج۸/ کتاب الکراهیة، الفصل الحادی والعشرون فی الانتفاع بالاشیاء المشترکة، مطبوعه ڈابھیل.

[2] رجل سقی ارضه فتعدی الماء الی ارض جاره ان اجری الماء اجراء لایستقر فی ارضه بل یستقر فی ارض جاره یضمن وان کان یستقر فی ارضة ثم یتعدی الی ارض جاره بعدذٰلک ان کان جاره قدتقدم الیه بالاحکام والسدّفلم یسدیضمن استحسانا، عالمگیری کوئٹه ص ۳۹۸/ ج۵/ کتاب الشرب، الباب الثالث فیمایحدثه الانسان.

مطلقہ کہنا اور زید کو مستحق داہ قرار دینا ہرگز درست نہیں، کفر بہت بڑی چیز ہے، کسی پر کفر کا فتویٰ لگانے کے لئے سخت ترین احتیاط کی ضرورت ہے، ان مولوی صاحب کے ذمہ اپنے فتوے سے رجوع کرنا واجب ہے اور ایسے شخص کو بغیر تحقیق کے فتویٰ دینا قطعاً ناجائز ہے، اہانت عالم کی وجہ سے کفر کا فتویٰ دینا قطعاً ناجائز ہے، جبکہ وہ اہانت کسی اور سبب سے نہ ہو، بلکہ علم دین کی وجہ سے ہو، یعنی کسی نے علم دین کی اہانت کی ہوتو چونکہ علم صفت خداوندی ہے اس لئے اس کی اہانت کیوجہ سے اہانت کرنے والے کی تکفیر کی جاتی ہے، اور یہاں توظاہر ہے کہ جو کچھ مولوی صاحب کو کہا ہے ان کے اس فعل کی بناء پر کہا ہے علم کی اہانت کے لئے نہیں کہا۔

"ویخاف علیه الکفر اذاشتم عالماً اوفقیها من غیر سبب اھ بحر ص ۱۲۳ / ج۵[1] الاستخفاف بالعلماء لکونهم علماء استخفاف بالعلم والعلم صفة اللّٰه تعالیٰ منحه فضلا علی خیار عباده لیدلوا خلقه علی شریعته نیابة عن رسله فاستخفافه بهذا یعلم انه الیٰ من یعود قال للفقیه دانشمندک اولعلوی علویک یکفران قصدبه الاستخفاف بالدین وان لم یرد به الاستخفاف بالدین لایکفر وشتم العالم اوالعلوی لامر غیرصالح فی ذاته وعداوته بخلافه الشرع لایکون کفرا اھ فتاویٰ بزازیه، ص ۳۳۶/ ج۶[2] وفی فتاویٰ الصغری الکفر شئی عظیم فلا اجعل المومن کافراً متی وجدت روایة انه لایکفر اھ اذاکان فی المسئلة وجوه توجب التکفیر ووجه واحد یمنع التکفیر فعلی المفتی ان یمیل الی الوجه الذی یمنع التکفیر تحسینا للظن

[1] البحرالرائق ص۱۲۳ / ج۵، مطبوعه الماجدیه کوئٹه، کتاب السیر، باب احکام المرتدین، مجمع الانهر ص ۵۰۹ / ج۲ / باب المرتد، ثم ان الفاظ الکفر انواع، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت، عالمگیری کوئٹه ص ۲۷۰ / ج۲ / الباب التاسع فی احکام المرتدین، منهامایتعلق بالعلم والعلماء.

[2] بزازیه علی الهندیة ص ۶/۳۳۶، مطبوعه کوئٹه، کتاب السیر الثانی فیما یکون کفراً من المسلم ومالایکون الخ، مجمع الانهر ص ۵۰۹ / ج۲ / باب المرتد، ثم ان الفاظ الکفر انواع، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت، المحیط البرهانی ص ۴۲۰ / ج۷ / الفصل الثانی والاربعون فی مسائل المرتدین، نوع آخرفی العلم والعلماء، مطبوعه المجلس العلمی ڈابھیل.

بالمسلم اھ بحر ص ۱۲۴ / ج ۵ / "[1]

(۳) بغیر دلیل شرعی کے کسی کو چور کہنا اور بائیکاٹ وغیرہ کی سزا دینا ناجائز ہے، اگر مولوی صاحب کو شبہ ہے تو ان کو چاہئے کہ باقاعدہ حاکم کی عدالت میں دعویٰ کر کے اپنے دعویٰ کو دلیل سے ثابت کریں اور زید کو حکومت سے سزا دلوائیں بغیر ثبوت کے خود بائیکاٹ وغیرہ کا حکم کر دینا ناجائز ہے اور ظلم ہے "من قذف مسلما بیافاسق وھو لیس بفاسق اویاسارق وھو لیس بسارق عزر اھ ھندیه، مختصر ، ص ۱۶۸ / ج ۲ / "[2] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۳/۲/۵۹ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبد اللطیف مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

مملوک حوض سے مچھلی پکڑنا

سوال:- بہت سے لوگ اس علاقہ میں اپنی زمین میں حوض کھدواتے ہیں، اور اس میں چھوٹی بڑی ہر قسم کی مچھلی پالتے ہیں، بوقت ضرورت نکال کر فروخت کرتے اور کھاتے ہیں، زید ایک رات چپ چاپ گیا اور بغیر اجازت مچھلی لے آیا، لوگوں نے اعتراض کیا، کہ مچھلی لانا جائز نہیں بغیر مالک کی اجازت کے وہ کہتا ہے کہ جو مچھلی پکڑے اس کی ملک ہے، میرا پکڑنا

---

[1] البحر الرائق ج۵/ ص ۱۲۴، مطبوعه الماجدیه کوئٹه، کتاب السیر، باب احکام المرتدین، شامی زکریا ص ۳۵۸/ ج۶/ باب المرتد، مطلب مایشک انه ردة لایحکم بها، المحیط البرهانی ص ۳۹۷/ ج۷/ الفصل الثانی والاربعون فی مسائل المرتدین، النوع الاول فی اجراء کلمة الکفر، مطبوعه المجلس العلمی ڈابهیل.

[2] هندیه ج۲/ ص ۱۶۸، مطبوعه کوئٹه، کتاب الحدود، فصل فی التعزیز، الدرالمختار علی الشامی زکریا ص ۱۱۷، ۱۱۸/ ۶/ کتاب الحدود، فصل فی التعزیر، مطلب فی الجرح المجرد، مجمع الانهر ص ۳۷۲/ ج ۲/ کتاب الحدود، فی التعزیر، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت،

اور لانا جائز ہے، شرعاً کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اپنی زمین میں حوض کھدوا کر اس میں مچھلی لا کر ڈالنے اور پالنے سے وہ مچھلی مالک کی ہو جاتی ہے، بغیر مالک کی اجازت کے اس کے پکڑنے کا کسی کو حق نہیں[1]، البتہ خود پیدا شدہ مچھلی جیسے عام طور پر دریا اور تالاب میں ہوتی ہے، اس کے پکڑنے کا ہر ایک کو حق ہے۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند ۲۸/۵/۸۸ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین غفرلہٗ دار العلوم دیوبند ۲۹/۵/۸۸ھ

عضوِ شکار ذبح سے پہلے جدا ہو گیا

سوال:- ایک نیل گائے پر شکاری نے بندوق سے فائر کیا ایک ران شکار سے جدا ہو گئی، شکار آگے نکل گیا، زید نے دوڑ کر شکار کو پکڑا اور اسے شرع کے مطابق ذبح کیا، اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ جو ران کٹ کر پہلے ہی گر گئی تھی، اس کا کیا حکم ہے، اسے کھایا جائے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

وہ ران مردار ہے اس کا کھانا جائز نہیں[2]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند

---

[1] اذادخل السمک فی حظیرة فاما أن یعدھا لذالک اولا ففی الاول یملک ولیس لاحد أخذه شامی ص ۲۴۹/ ج۷/ مطبع زکریا دیوبند، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، قبیل مطلب فی حکم ایجار البرک صحیح للاصطیاد، تبیین الحقائق ص ۴۵/ ج۴/ کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، مطبوعه امدادیه، سکب الانهر علی مجمع الانهر ص ۸۰/ ج۳/ کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، مطبوعه دار الکتب العلمیه بیروت، (حاشیہ نمبر ۲/ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

کتے کے ذریعہ شکار

سوال:- شکاری کتے کو بسم اللہ اللہ اکبر پڑھ کر چھوڑا، جب تک کتے نے شکار مالک کو لا کر دیا، شکار مر چکا تھا، اب اس کا کھانا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

شکار پر بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر تعلیم یافتہ کتے کو چھوڑا اور کتے نے شکار کو پکڑ لیا، شکاری ابھی وہاں تک نہیں پہنچ سکا تھا کہ شکار مر گیا تو وہ شکار حلال ہے، بشرطیکہ کتے نے اس کو زخمی کر دیا ہو جس سے کچھ خون بھی نکلا ہو[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیو بند ۱۲/۳۰/ ۸۷ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین غفرلہٗ دارالعلوم دیو بند ۱/۴/ ۸۸ھ

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) [2] وعن ابی واقد الليثی عن النبی صلی اللّٰه عليه وسلم قال ما يقطع من البهيمة وهو حية فهی ميتة لاتؤكل ،مشكوة شريف ص ۳۵۹/ كتاب الصيد والذبائح، الفصل الثانی، مطبوعه دارالكتاب، ترمذی شريف ص۲۷۳/ ج ۱/ابوب الصيد، باب ماجاء ماقطع من الحی فهوميت،مطبوعه اشرفی ديوبند، مسنداحمد ص۲۱۸/ ج۵/ مسند ابی واقد الليثی،مطبوعه دارالفكربيروت، العضو المنفصل من الحی كميتة الخ،درمختار علی الشامی ص ۹/۴۵۰، مطبوعه زكرياديوبند، كتاب الذبائح، البحرالرائق كوئٹه ص ۲۲۹/ج۸/ كتاب الصيد، تبيين الحقائق ص ۵۹/ج ۶/ كتاب الصيد، مطبوعه امداديه ملتان،

[1] عن عدی بن حاتم قال:قلت يارسول اللّٰه صلی اللّٰه عليه وسلم انانرسل الكلاب المعلمة قال كل ما امسكن عليک قلت وان قتلن؟ قال وان قتلن مشكوة شريف ص۳۵۷/كتاب الصيد والذبائح، الفصل اول،بخاری شريف ص۸۲۳/ج۲/كتاب الذبائح والصيد، باب مااصاب المعراض بعرضه، مطبوعه اشرفی، مسلم شريف ص۱۴۵/ج۲/ كتاب الصيد والذبائح، باب ومايؤكل من الحيوان، مطبوعه اشرفی ديوبند، ويحل الصيد بكل ذی ناب ومخلب من كلب وباز ونحوهما بشرط قابلية التعليم وبشرط علمهما وبشرط جرحهما فی ای موضع منه وبشرط ارسال مسلم اوكتابی وبشرط التسمية عند الارسال الخ، الدرالمختار علی الشامی مختصراً ص۴۸/ج۱۰، مطبوعه زكريا، كراچی ص۴۶۳/ ج۶/ كتاب الصيد، البحرالرائق كوئٹه ص ۲۲۰/ج۸، كتاب الصيد، تبيين الحقائق ص ۵۰/ ج۶/ كتاب الصيد، مطبوعه امداديه ملتان،

E:\F.M.Fainal\Jild-26\05-Shikar Ka bayan

صید کلب

سوال:- کتا شکار کو پکڑ لیتا ہے، اور پھر شکاری ذبح کر لیتا ہے، اس کا کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جائز ہے[1] ہکذا فی کتب الفقہ ۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی غفرلہٗ مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۹/۱۲/۵۲ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۹/۱۲/۵۲ھ

صحیح: عبد اللطیف، مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۳/ محرم الحرام ۵۳ھ

کتے کو بسم اللہ پڑھ کر ہرن پر چھوڑا، اس نے اول خنزیر کو پکڑا، پھر ہرن کو

سوال:- شکاری نے کتا شکار کے پیچھے چھوڑا اچانک اس نے ایک خنزیر کو پکڑ لیا، اور اس کے خون میں دانت آلودہ کرنے کے بعد ہرن کو پکڑ لیا اور وہ ہرن مرگیا، اب اس کا کھانا

---

[1] عن عدی بن حاتم قال: قلت یارسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم انا نرسل الکلاب المعلمة قال کل ماامسکن علیک قلت وان قتلن؟ قال وان قتلن مشکوۃ شریف ص ۳۵۷/ کتاب الصید والذبائح، الفصل اول، بخاری شریف ص ۸۲۳/ ج ۲/ کتاب الذبائح والصید، باب مااصاب المعراض بعرضه، مطبوعه اشرفی، مسلم شریف ص ۱۴۵/ ج ۲/ کتاب الصید والذبائح، باب ومایؤکل من الحیوان، مطبوعه اشرفی دیوبند، ویحل الصید بکل ذی ناب ومخلب من کلب وباز ونحوهما بشرط قابلیة التعلیم وبشرط علمهما وبشرط جرحهما فی ای موضع منه وبشرط ارسال مسلم او کتابی وبشرط التسمیة عند الارسال الخ الدرالمختار علی الشامی مختصراً ص ۴۸/ ج ۱۰/ مطبوعه زکریا، کراچی ص ۴۶۳/ ج ۶/ کتاب الصید، البحرالرائق کوئٹه ص ۲۲۰/ ج ۸/ کتاب الصید، تبیین الحقائق ص ۵۰/ ج ۶/ کتاب الصید، مطبوعه امدادیه ملتان.

جائز ہے یا نہیں؟ اگر نہیں ہے تو جس نے کھایا ہے، اس کے ساتھ کیا برتاؤ کیا جائے، اور اگر اس کتے نے ہرن کو نہیں مارا بلکہ وہ ذبح کیا گیا تو اس کا کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اس کتے نے ہرن کو گلا گھونٹ کر مارا ہے، زخمی نہیں کیا ہے یا وہ کلب **معلم** نہیں یا اس کتے کو بغیر بسم اللہ پڑھے چھوڑا ہے تو وہ ہرن حرام ہو گیا، اس کا کھانا حرام ہے، جس نے کھایا وہ گنہگار ہے توبہ لازم ہے، اور اگر وہ کلب **معلم** ہے اور اس کو بسم اللہ پڑھ کر چھوڑا ہے اور اس نے ہرن کو زخمی کر دیا، نیز درمیان میں محض خنزیر کو بطور شکار پکڑنے کے لئے ٹھہرا اور پھر فوراً ہرن پر دوڑ گیا تاخیر نہیں کی اور نہ کسی اور طرف متوجہ ہوا تو ہرن کا کھانا درست ہے، اگر کتے نے نہیں مارا بلکہ ذبح کر دیا گیا تو بہر حال درست ہے[1]۔

البتہ جس جگہ کتے کے دانت لگے ہوں اس جگہ کو پاک کر لیا جائے[2]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

---

[1] فان ادركه الرامى اوالمرسل حياً ذكاه وجوباً فلو تركه حرم. درمختار علىٰ الشامى ص ۵۵/ ج۱۰، مطبع زكريا ديوبند، كتاب الصيد، البحر الرائق كوئٹه ص ۲۲۳/ ج۸/ كتاب الصيد، تبيين الحقائق ص۵۷/ ج۶/ كتاب الصيد، مطبوعه امداديه ملتان، ويحل الصيد بكل ذى ناب ومخلب من كلب وباز بشرط علمهما وجرحهما وارسال مسلم او كتابى وبشرط التسمية عند الارسال وبشرط أن لاتطول وقفته بعد ارسال وان ادرك الصيد حياً ذكاه الخ، الدرمختار على الشامى مختصراً ص۴۸/ ج۱۰، مطبوعه زكريا ديوبند، كتاب الصيد، البحر الرائق ص ۲۲۰/ ج۸/ كتاب الصيد، تبيين الحقائق ص ۵۰/ ج۶/ كتاب الصيد، مطبوعه امداديه ملتان.

[2] الكلب اذااكل بعض عنقود العنب يغسل مااصاب فمه ثلاثا لتنجسه (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر دیکھئے)

کتے کے منہ سے گوشت چھین کر خود کھانا

سوال:- ایک شکاری آدمی نے اپنا شکاری کتا ہرن کے پیچھے چھوڑا اور شکاری کتے نے ہرن کو پکڑ لیا اس کے مالک نے پہنچ کر ہرن کو ذبح کر لیا اور پھر کتا داؤ لگا کر گوشت کا ٹکڑا اٹھا کر بھاگ گیا، کتے کا مالک بھی پیچھے بھاگا اور وہ ٹکڑا چھڑا لیا اور اس کو دھو کر کھا لیا کیا شرعاً ایسا گوشت جو کتے کے منہ سے چھڑایا ہو پاک ہے، اور حلال ہو سکتا ہے، اور کیا اس کا کھانا جائز ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جب وہ گوشت پاک کر لیا گیا تو شرعاً اس کا کھانا درست ہے[1]، اس میں کوئی مضائقہ نہیں، پاک کرنے سے گوشت پاک ہو جاتا ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۵۹/۶/۲۰ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ

صحیح عبد اللطیف ۲۲/ج ۵۹/۲ھ

معلم کتے کا شکار کھانا درست ہے

سوال:- معلوم ہوا ہے کہ معلم کتا جو شکار پر چھوڑے جانے کے باوجود مالک کے

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) بلعابہ کما یغسل الاناء من ولوغہ ثلاثا حلبی کبیر ص ۱۹۴/فصل فی الآسار، الشرط الثانی، مطبوعہ سھیل اکیڈمی لاھور، البحر الرائق کوئٹہ ص ۱۰۳/ج ۱/کتاب الطھارۃ، المحیط البرھانی ص ۲۸۹/ج ۱/کتاب الطھارات، ممایتصل بفصل سؤر الھرۃ، مطبوعہ ڈابھیل.

[1] وأما اذا أکل (ای الکلب) من شئی یغسل ثلاثاً ویؤکل البحر الرائق ص ۱۰۳/ج ۱، مطبوعہ الماجدیہ کوئٹہ، کتاب الطھارۃ، حلبی کبیر ۱۹۴/فصل فی الآسار، الشرط الثانی، مطبوعہ سھیل اکیڈمی لاھور، المحیط البرھانی ص ۲۸۹/ج ۱/کتاب الطھارات، ممایتصل بفصل سؤر الھرۃ، مطبوعہ ڈابھیل.

واپس بلانے پر لوٹ آئے اور شکار کو نہ کھائے، بلکہ مالک کو لا کر دے، ایسا سدھا ہوا کتا اگر شکار پکڑ لاوے، مثلاً خرگوش اور اس کتے کو بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر چھوڑا گیا ہو اور کتے کے پکڑنے سے خرگوش زخمی ہو جائے، اور خون بہنے لگے اللہ دے صاحب کہتے ہیں اگر وہ خرگوش زندہ ہے تو مالک کو ذبح کرنا چاہئے اور اگر مر گیا ہے، تب بھی وہ حلال ہے اس کا کھانا جائز ہے، سوال یہ ہے کہ اللہ دے صاحب کا یہ کہنا کہاں تک درست ہے اور قرآن کی کونسی آیت سے یہ ثابت ہے اس کا حوالہ تحریر فرمائیں؟

الجواب حامداً ومصلياً

اللہ دے صاحب نے اس مسئلہ میں جو کچھ کہا وہ صحیح ہے سورہ مائدہ میں ہے "یَسْئَلُوْنَکَ مَاذَا اُحِلَّ لَهُمْ قُلْ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبَاتُ وَمَاعَلَّمْتُمْ مِنَ الْجَوَارِحِ اِلٰى قُوْله فَكُلُوْا مِمَّا اَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ وَاذْكُرُوْا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ. الاية ۴[1]"، اس آیت سے یہ مسئلہ ثابت ہے احکام القرآن[2] نیز کتب فقہ شامی[3] میں وغیرہ میں بصراحت یہ مذکور ہے۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند ۷/۳/۱۳۹۹ھ

---

[1] سورۂ مائدہ آیت ۴/۔ لوگ آپ سے پوچھتے ہیں کہ کیا کیا جانور ان کے لئے حلال کئے گئے ہیں، آپؐ فرما دیجئے کہ تمہارے لئے کل حلال جانور حلال رکھے گئے ہیں، اور جن شکاری جانوروں کو تم تعلیم دو اور تم ان کو چھوڑو بھی اور ان کو اس طریقہ سے تعلیم دو جو تم کو اللہ تعالیٰ نے تعلیم دی ہے، تو ایسے شکاری جانور جس شکار کو تمہارے لئے پکڑیں اس کو کھاؤ اور اس پر اللہ کا نام بھی لیا کرو۔ (بیان القرآن)

[2] احكام القرآن للجصاص ص ۳۱۴، ۳۲۰/ج ۲/بيروت، مطبوعه داراحياء التراث العربى بيروت، تفسير مظهرى ص ۲۶، ۲۹/ص ۳/مطبوعه رشيديه دهلى، روح المعانى ص ۶۳/ج ۶/ مطبوعه مصطفائيه ديوبند.

[3] ويحل الصيد بكل ذى ناب ومخلب وبازونحوهمابشرط قابلية التعليم (الى قوله) بشرط علمهما وذابترك الاكل ثلاثا فى الكلب وبالرجوع اذادعوته فى الباز وبشرط جرحهما فى اى موضع منه وبشرط ارسال مسلم اوكتابى وبشرط التسمية عند الارسال، درمختار مع الشامى كراچى ج ۶/ص ۴۶۳/ اول كتاب الصيد، البحرالرائق كوئٹه ص ۲۲۰/ج ۸/ كتاب الصيد، تبيين الحقائق ص ۵۰/ج ۸/ كتاب الصيد، مطبوعه امداديه ملتان،

برچھی پر سور کا خون لگا ہوا ہونے کی وجہ سے پاک کر کے کھانا چاہئے

سوال:- ایک پہاڑ اشکاری کا زخمی کیا ہوا جا رہا تھا، راستہ میں سور کی برچھی سے (جس میں کہ سور کا خون لگا ہوا تھا) اس پر وار کر دیا پھر اس کو ذبح کر دیا گیا وہ گوشت کھانے کے قابل ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر وہ ماکول اللحم جانور ہے اور اس کو بحالتِ حیات شرعی طریق سے ذبح کرلیا ہے، تو اس کا گوشت کھانا جائز ہے[1] پاک کر کے کھانا چاہئے[2] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیو بند

---

[1] فان ادرکہ الرامی اوالمرسل حیاً ذکاہ وجوباً فلو ترکھا حرم الخ الدرالمختار علیٰ الشامی ص۵۵/۱۰، مطبوعہ زکریا دیوبند، کتاب الصید، مجمع الانھر ص۲۶۵/۴، کتاب الصید، مطبوعہ دارالکتب العلمیة بیروت، البحرالرائق کوئٹہ ص۲۲۳/ ج۸/ کتاب الصید،

[2] لوصبت الخمرة فی قدرفیھاالحم ان کان قبل الغلیان، یطھر اللحم بالغسل ثلاثا، شامی ص۵۴۴/۱، مطبع زکریا دیوبند، کتاب الطھارة باب الانجاس، قبیل فصل فی الاستنجاء، البحرالرائق کوئٹہ ص۱۰۳/۱، کتاب الطھارة، حلبی کبیر ص۱۹۴، فصل فی الآسار، الشرط الثانی، مطبوعہ سھیل اکیڈمی لاھور،

باب دوم: ذبح کے احکام

وقت ذبح اللہ کا کونسا نام لیا جائے

سوال:- ذبح کے وقت بجائے بسم اللہ، اللہ اکبر کے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہنا کیسا ہے؟ اور لفظ رحمٰن ورحیم سے جانور حرام یا مکروہ تو نہیں ہوتا، شرعی حکم سے آگاہ فرماویں " وَلَاتَأْ كُلُوْا مِمَّالَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ الاية" کتاب الصید والذبائح میں جہاں کہیں بھی "اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ " کے الفاظ آئے ہیں، تو وہاں اسم اللہ سے مراد آیا اسم ذات باری تعالیٰ میں اللہ مراد ہے، یا اسم اللہ کی اضافت کے مدنظر خدا کے ۹۹/ ناموں میں سے کسی ایک نام کا ذکر بوقت صید وذبح واکل وشرب مشروع ومباح ہوسکتا ہے، ترکیباً لفظ اللہ مضاف الیہ ہے، اور یہی وجہ ہے کہ اللہ کے ناموں میں سے کسی ایک نام کے ذکر کا بوقت ذبح ہونا ضروری ہے، اگر اس کا بدل ہوتو شبہ جاتا رہے، مگر ایسا نہیں ہے، یہ ایک خلجان ہے اسے بالتشریح دور فرماویں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اللہ پاک کے جس نام سے ذبح کردے گا ذبیحہ درست ہوگا،"والشرط فی التسمیة هوالذكر الخالص عن شوب الدعاء و غيره فلايحل بقوله اللّٰهم اغفرلی لانه دعاء وسؤال بخلاف الحمدللّٰه اوسبحان اللّٰه مريداً به التسمية فانه يحل اھ درمختار (قوله والشرط فی التسمية هوالذكر الخالص)بای اسم كان مقروناً بصفة كاللّٰه اكبر او اجل او اعظم اولا كاللّٰه والرحمن وبالتهليل والتسبيح جهل التسمية اولا اھ شامی ص ۲۱۱/ ج ۵/[1] امید ہے کہ اس تصریح کے بعد خلجان نہ رہے گا۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، معین مفتی مدرسہ مظاہرعلوم سہارنپور یکم جمادی الاولیٰ ٦٣ھ

الجواب صحیح سعید احمد غفرلہ، صحیح عبداللطیف مدرسہ مظاہرعلوم سہارنپور // //

---

[1] الدرالمختار مع الشامی زکریاص ۴۳۷/ ۹/ کراچی ص ۳۰۱/ ج۶/ (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

ذبیحہ پر کسی بھی زبان میں اللہ کا نام لینا

سوال:-ذبح کرتے وقت کونسے الفاظ کہنا ضروری ہیں؟ کیا عربی زبان میں کہنا ضروری ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

"بِسْمِ اللّٰہ" کہنا بھی کافی ہے خواہ کسی زبان میں کہے "قَالَ اللّٰہُ تَعَالیٰ لَاتَأْکُلُوْا مِمَّالَمْ یَذْکُرِاسْمُ اللّٰہِ عَلَیْہِ حَالَۃَ الذبح لِقَوْلِہٖ تَعَالیٰ فَاذْکُرُوْا سْمُ اللّٰہِ عَلَیْہَا صَواف وَہِیَ حَالَۃَ النَحر وَیَدل عَلَیْہِ قَوْلہ تعالیٰ فَاِذَا وَجَبَتْ جُنُوْبَہَا فَکُلُوْا مِنْہَا"[1] بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ" کہنا مستحب ہے، "المستحب أن یقول باسم اللّٰہ اللّٰہ اکبر (زیلعی ص ۲۸۹/ ج۵)"[2].

رجل سمی علیٰ ذبیحۃ اوالرمیۃ بالفارسیۃ وھویحسن العربیۃ اولا یحسنھا (اجزأہ)ذٰلک من التسمیۃ (کذا فی الشلبی ص ۲۸۹/ج۲)[3].

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) کتاب الذبائح، البحرالرائق کوئٹہ ص۱۶۸/ج۸/کتاب الذبائح،مجمع الانھر ص ۱۵۶/ج۴/کتاب الذبائح، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت.

[1] زیلعی ص۲۸۸/ج۵/ مطبوعہ امدادیہ ملتان، کتاب الذبائح،

[2] زیلعی ص ۲۸۹/ج۵، مطبوعہ امدادیہ ملتان پاکستان، کتاب الذبائح، عالمگیری کوئٹہ ص۲۸۸/ ج۵/ کتاب الذبائح، الباب الاول فی رکنہ، سکب الانھر علی مجمع الانھر ص۱۵۷/ ج۴/ کتاب الذبائح، مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت،

[3] شلبی علی تبیین الحقائق ص ۲۸۹/ج۵/مطبوعہ امدادیہ ملتان پاکستان،کتاب الذبائح، عالمگیری کوئٹہ ص۲۸۵/ج۵/کتاب الذبائح،الباب الاول فی رکنہ،الدرالمختارمع الشامی زکریا ص۴۳۷/ج۹/کتاب الذبائح.

قربانی کے وقت بسم اللہ واللہ اکبر کہنا

سوال: - ایک شخص کہتا ہے کہ قربانی کیلئے بسم اللہ واللہ اکبر کہنا چاہئے، اگر کسی نے بوقت قربانی واؤنہیں کہا تو وہ قربانی نہیں ہوئی، بلکہ ذبح حرام ہوگیا، تو کیا یہ درست ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

ذبح کرتے وقت بسم اللہ، اللہ اکبر یا بسم اللہ واللہ اکبر کہے، دونوں طرح درست ہو جائے گا، اور قربانی بھی درست ہوجائے گی۔ کذا فی ردالمحتار، ج ۵[1] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۶/۱۲/۸۷ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۶/۱۲/۸۷ھ

کیا قربانی کے ہر شریک پر تکبیر واجب ہے

سوال: - الجوہرۃ النیرۃ اور مالابدمنہ میں قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ قربانی کے وقت جو معاونین اس میں شریک ہوتے ہیں، سب پر بیک وقت تکبیر کہنا واجب ہے، اگر کوئی ایک بھی ترک کردے گا، جانور کے پکڑنے میں تو قربانی حرام ہوجائے گی، کیا یہ قول مفتیٰ بہ ہے، اور ایسا کرلیا گیا تو کیا حکم ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

مسئلہ یہ ہے کہ ذابح پر بسم اللہ پڑھنا واجب ہے، اسی طرح معین ذابح پر بھی

---

[1] والمستحب أن یقول بسم اللّٰہ اللّٰہ اکبر بلاواو و کرہ بھاوالمتداول المنقول عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم بالواو وما تداولتہ الالسن عند الذبح وھو بسم اللّٰہ واللّٰہ اکبرمنقول عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم،الدرالمختار علی الشامی زکریا ص۴۳۷/ج۹، کراچی ص ۳۰۱/ ج۶، نعمانیہ ص ۱۹۱/ج۵، کتاب الذبائح، عالمگیری کوئٹہ ص۲۸۸/ج۵/کتاب الذبائح، الباب الاول فی رکنہ،تبیین الحقائق ص ۲۸۹/ج۵/کتاب الذبائح،مطبوعہ امدادیہ ملتان.

واجب ہے[۱]، اور معین ذابح حقیقۃً وہ ہے جو چھری چلانے میں مدد دے، مثلاً ایک شخص کمزور ہے اس میں چھری چلانے کی پوری قوت نہیں، تو دوسرا آدمی اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر قوت سے چھری چلادے تو اس پر بھی بسم اللہ پڑھنا لازم ہے، اور جو آدمی جانور کے پیر وغیرہ پکڑے وہ حقیقۃً معین ذابح نہیں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۸۹/۸/۱۶ھ

شاۃ مسروقہ کو بسم اللہ پڑھ کر ذبح کرنا

سوال:- ایک شخص نے ایک بھیڑ چوری کی اور گھر لایا جس شخص نے چوری کی اس نے اس بھیڑ کو ذبح کیا اور ذبح کرتے وقت شخص مذکورہ نے بسم اللہ اللہ اکبر پڑھا، اس پڑھنے سے شخص مذکورہ کافر ہو جائے گا یا گنہگار؟ اگر اس نے تکبیر نہیں پڑھی تو مذبوحہ حلال ہے یا مردار ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

چوری کی بھیڑ کو ذبح کرتے وقت بسم اللہ اللہ اکبر پڑھنے سے وہ شخص کافر نہیں ہوا لیکن ادائے ضمان سے پہلے یا اذن مالک سے پہلے اس کا کھانا ملک غیر ہونے کی وجہ سے جائز نہیں، چوری حرام ہے اس کی وجہ سے سارق مرتکب کبیرہ ہوا، ''فعل معصیت پر بسم اللہ پڑھنا جرم ہے، کفر نہیں حرام قطعی بعینہ کو حلال اعتقاد کرنا کفر ہے'' **وتارة يكون الاتيان بها حراماً كماعند الزنا والحائض وشرب الخمر واكل المغصوب اومسروق قبل الاستحلال اواداء الضمان والصحيح انه ان استحل ذالك عندفعل المعصية كفر والا لا وتلزمة التوبة**

---

[۱] وتشترط التسمية من الذابح حال الذبح وشمل مااذاكان الذابح اثنين الخ، شامی ص ۴۳۸/ ج ۹/ مطبع زکریا دیوبند، کتاب الذبائح.

ارادالتضحية فوضع يده مع يدالقصاب فى الذبح ليعينه يسمى كل وجوبافلوتركهااحدهما حرمت سكب الانهرعلى مجمع الانهر ص ۱۷۶/ ج ۴/ كتاب الاضحية، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت، قاضيخاں على الهندية كوئٹه ص ۳۵۵/ ج ۳/ كتاب الاضيحة، فصل فى مسائل متفرقة.

الا اذاکان علیٰ وجہ الاستخفاف فیکفر ایضاً ومما فرع علیٰ القول الضعیف مافی اخر کتاب الصید من الدر المختار ان السارق لوذبح الشاة المسروقة ووجدها صاحبها لا توکل لکفر السارق بتسمیته علی المحرم القطعی بلاتملک ولااذن شرعی واعلم ان المستحل لایکفر الااذاکان المحرم حرامالعینه وثبت حرمته بدلیل قطعی والا فلاصرح به فی الدرعن الفتاویٰ فی آخر کتاب الحظر فینبغی ان تؤکل هذه الشاة ویؤیده قولهم تصح التضحیة بشا ة الغصب لکنه لایحل لهٗ التناول والانتفاع علیٰ المفتی به وان ملکها قبل اداء الضمان اورضامالکهابادائه اوابرائهٖ او تضمین القاضی لان الحل قضیة اخریٰ غیر الملک[۱]"۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۳؍۸؍۹۱ھ

معین ذابح پر تسمیہ

سوال:- زید اس قدر کمزور ہے کہ قربانی کے لئے پوری طرح جانور کے گلے پر چھری نہیں چلاسکتا اور جانور کے اُٹھنے اور چلے جانے کا اندیشہ ہے، اس لئے قصاب بھی زید کے ساتھ چھری پر اپنا ہاتھ رکھتا ہے اس طرح قربانی میں تو نقصان نہیں آتا ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

قربانی اس طرح بھی ادا ہو جاتی ہے البتہ جس طرح زید کو بسم اللہ کہہ کر ذبح کرنا لازم ہے اسی طرح اس قصاب کے ذمہ بھی چھری پر ہاتھ رکھ کر بسم اللہ پڑھنا ضروری ہے۔ شامی ص۲۱۳؍ج۵؍[۲]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[۱] طحطاوی علی المراقی ص۴، مطبوعه مصری، تحت بسم الله الرحمن الرحيم، الدر المختار، مع الشامی زكريا ص۶۷/ ج۱۰/ كتاب الصيد،

[۲] وفيها أراد التضحية فوضع يده مع يد القصاب فی الذبح واعانه (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر دیکھئے)

دو شخصوں کا ذبح کرنا

سوال:- کیا ایک جانور کو دو شخص ذبح کر سکتے ہیں؟ یعنی ایک شخص نصف ذبح کر کے چھوڑ دے اور مابقی دوسرا شخص ذبح کرے، کیا یہ صورت شرعاً جائز ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جس جانور کو دو شخص مل کر ذبح کریں یا کچھ حصہ ایک نے ذبح کیا پھر باقی حصہ دوسرے نے ذبح کر دیا، اور دونوں نے بسم اللہ پڑھی ہے تو ذبح درست ہو گیا[1]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۲/۴/۱۳۹۶ھ

ذبح کے وقت جانور کس کروٹ پر ہو

سوال:- ذبیحہ جانور کو کس رخ پر لٹانا چاہئے یعنی سر جانب شمال ہو یا جانب جنوب چونکہ دونوں صورتوں میں جانور کا منہ قبلہ کی جانب ہوتا ہے، اور اکثر جانور دونوں ہی رخوں پر ذبح کئے جاتے ہیں، ان میں سے کونسی صورت جائز و درست ہے۔

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) علی الذبح سمی کل وجوباً فلو ترکہا احدھما اوظن أن تسمیة احدھما تکفی حرمت الخ الدرالمختار علیٰ الشامی ص ۴۸۲/ج ۹، مطبوعہ زکریا دیوبند، کراچی ص ۳۳۴/ج ۶/کتاب الاضحیة، شامی زکریا ص ۴۳۸/ج ۹، کراچی ص ۳۰۲/ ج ۶، کتاب الذبائح، سکب الانہر علی مجمع الانہر ص ۱۷۶/ج ۴، کتاب الاضحیة، مطبوعہ دار الکتب العلمیة بیروت، قاضیخاں علی الھندیة کوئٹہ ص ۳۵۵/ج ۳/کتاب الاضحیة، فصل فی المتفرقات.

[1] وتشترط التسمیة من الذابح حال الذبح قال الشامی وشمل مااذا کان الذابح اثنین فلو سمی احدھما وترک الثانی عمداً حرم أکلہ الخ، شامی زکریا ص ؟؟؟؟؟/؟، کتاب الذبائح، قاضی خان علی الھندیة کوئٹہ ص ۳۵۵/ج ۳/ کتاب الاضحیة، فصل فی المتفرقات، سکب الانہر علی مجمع الانہر ص ۱۷۶/ج ۴/کتاب الاضحیة، مطبوعہ دارالکتب العلمیة بیروت.

الجواب حامداً ومصلیاً

منہ قبلہ کی جانب ہونا چاہئے[1] اور کوئی تخصیص نہیں جس طرح سہولت ہو ذبح کردیا جائے، سر جنوب کی طرف ہونے سے زیادہ سہولت ہوتی ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۱/۱۱/۵۵ھ

صحیح، عبد اللطیف ۱۶/ ذی قعدہ ۵۵ھ

جانور کو ذبح کرتے وقت بائیں پہلو پر لٹانا چاہئے کیونکہ اس صورت میں ذبح میں سہولت ہے اور جب بائیں پہلو پر لٹایا جائے گا تو سر جنوب کی طرف ہوگا۔ فی البدل[2] ص ۷۰/ ج ۴/ فی بیان ذبح اضحیته صلی اللّٰه علیه وسلم واخذالكبش فاضجعه علی الیسار وهو الظاهر لانه الیسر فی الذبح. فقط سعید احمد غفرلہٗ

ذبح کرتے وقت جانور کا قبلہ رو ہونا

سوال: - جانور کو قبلہ رو کر کے ذبح کرنا ضروری ہے، کبھی جلد بازی میں اس کا خیال نہیں رہتا، ایسا ذبیحہ درست ہوگا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

قبلہ رو نہ ہونے سے سنت ترک ہوتی ہے، ذبیحہ مردار نہیں ہوتا[3] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند ۲۹/۱۲/۸۸ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین غفرلہٗ دار العلوم دیوبند ۲۹/۱۲/۸۸ھ

---

[1] ويستحب التوجيه الیٰ القبلة الخ بزازيه علی الهندية ص ۳۰۵/ ج ۶، كتاب الذبائح فی الفصل الاول، مطبع كوئٹه، عالمگيری كوئٹه ص ۲۸۷/ ج ۵/ كتاب الذبائح، الباب الاول فی ركنه، الدر المختار مع الشامی زكريا ص ۴۲۷/ ج ۹/ كتاب الذبائح.

[2] بذل المجهود ص ۴/۷۰، كتاب الضحايا، باب مايستحب من الضحايا، مطبوعه رشيديه سهارنپور، تكملة فتح الملهم ص ۳/۵۶۳، كتاب الاضاحی، باب استحباب الضحية، مطبوعه كراچی، مجمع الانهر ص ۴/۱۵۹، كتاب الذبائح، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت، (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

ذبح فوق العقدہ

سوال: -مایقول الحکماء الحنفیة رجل ذبح شاة فبقیت العقدة ممایلی الصدر هل هی حلال ام حرام ام بینهما بون فی نصف العقدة اوالاکثر وایضاً هل یبتدئ المرئ من المعدة وینتهی الی الرأس اویبتدی من المعدة وینتهی الی الحلق ای العقدة فاذا لم یقطع العقدة لم یقطع المرئ وایضاً العقدة فبقی الودجان للقطع لاغیر وهواقل من الاکثر بل لابدبقطع الاکثر من الاوداج فی مذهب امامنا الاعظم رحمه اللّٰه تعالیٰ .

(۱) روایة المبسوط تقتضی الحل فیمااذا وقع الذبح قبل العقدة لانه بین اللبة واللحیین.

(۲) ورروایة الجامع تقتضی عدمه لانه اذا وقع قبلها لم یکن الحلق محل الذبح.

(۳) وقدصرح فی الذخیرة بان الذبح اذاوقع اعلیٰ من الحلقوم لایحل لان المذبح هوالحلقوم.

(۴) ولکن روایة الامام الر ستغفنی تخالف هذه حیث قال هذا قول العوام ولیس بمعتبرفتحل سواء بقیت العقدة ممایلی الرأس او الصدرلان المعتبرعند نا قطع اکثر الاوداج وقدوجد.

(۵) قال فی النقایة والمواهب والاصلاح لابدان تکون العقدة مما یلی الرأس والیه مال الزیلعی الخ اذالم یبق شئی من العقدة ممایلی الراس لم یحصل قطع

(پچھلے صفحہ کا حاشیہ نمبر ۳/) ۳ؔ وکره ترک التوجه الی القبلة لمخالفته السنة.درمختار علیٰ الشامی زکریا ص۴۲۷/ ۹، ونعمانیه ص۱۸۸/ ۵، کتاب الذبائح، عالمگیری کوئٹه ص۲۸۸/ ۵، کتاب الذبائح، الباب الاول فی رکنه،البحرالرائق کوئٹه ص۱۷۰/ ج۸/ کتاب الذبائح.

واحد منهما فلايوكل بالاجماع.

(٦) ايضاً قال الشامى ان كان بالذبح فوق العقدة حصل قطع ثلاثة من العروق فالحق ماقاله الامام الرستغفنى والا فالحق خلافه ويظهر هذا بالمشاهدة اوسوال اهل الخبرة.

(٧) وايضاً قال وكان شيخى يفتى برواية الامام الرستغفنى.

(٨) ذكره فى الواقعات لوذبح اعلىٰ من الحلقوم اواسفل منه يحرم لانه ذبح فى غير المذبح.

(٩) يجوز الاكتفاء بثلاث من الاربع اياًكانت ويجوز ترك الحلقوم اصلاً فبالاولىٰ اذا قطع من اعلاه اواسفل ذكره فى المنح عن البزازية.وبه جزم صاحب الدرروالملتقىٰ والعينى وغيرهم.

(١٠) فى فتاوىٰ سمر قندقصاب ذبح شاة فى ليلة مظلمة فقطع اعلىٰ من الحلقوم اواسفل منه يحرم اكلها هذا كله من ردالمحتار علىٰ در المختار وكنز الدقائق من تغير وتبدل اوادنىٰ تقديم وتاخيرص ١٩٣/ج٥/[1] شامى وعينى على الكنز[2] ص ٣٤٥.

نحن نسئلكم حله بدليل بين اوحرمته بثبوت بين ام حرام للاغنياء وحلال للفقراء سمعت من استاذى الكل مولانا انورشاه صاحب مرحوم(نورالله مرقدهٗ وجعل الجنة مثواه) من غير حوالة الكتاب حرام للاغنياء وحلال للفقراء هل جربتم بالذبح بان ينتهى المرى الى الراس ام يختم الى العقدة وايضاً موافقاً لقول الشامیؒ سوال اهل الخبرة وايضاً عام قولهٖ تعالىٰ فاسئلوااهل الذكر ان كنتم لاتعلمون بينوابحوالة الكتب

---

[1] شامى زكرياص ٤٢٤،٤٢٥/ج٩/كتاب الذبائح.

[2] شرح عينى على الكنزص ١٣٦١/ج٢/كتاب الذبائح،مطبوعه كراچى.

المتداولة والمعتبرة عندالناس بالصواب توجروا باعلیٰ مراتب العلية.

الجواب حامداً ومصلياً

اختلف العلماء فی حکم المذبوح فوق العقدة فذهب البعض الیٰ حله والبعض الیٰ عدمه، والحق ان لاخلاف فی اصل المسئلة بل فی الرای ای هل يحصل قطع اکثر العروق بالذبح فوق العقدة ام لا کما قال الشامی ونقله السائل فی العبارة السادسة[1] واختار شيخ مشائخنا شيخ الفقه والحديث مولانا خليل احمد السهار نفوری انهٗ يحل اذا بالذبح فوق العقدة يحصل قطع اکثر العروق وقال شاهدتهٗ فوجدته کذالک[2] قال الاتقانی بعد حکاية قول الرستغفنی ويجوز اکلها سواء بقيت العقدة ممايلی الرأس اومما يلی الصدر وانما المعتبر عندنا قطع اکثر الاوداج مانصه وهذا صحيح لانه لااعتبار لکون العقدة من فوق اومن تحت الاتریٰ الیٰ قول محمد بن الحسنؒ فی الجامع الصغير لابأس بالذبح فی الحلق کله اسفل الحلق اووسطه اواعلاه فاذا ذبح فی الاعلیٰ لابدان تبقیٰ العقدة من تحت ولم يلتفت الی العقدة لافی کلام اللّٰه ولافی کلام رسولهٖ بل الزکاة بين اللبة واللحيين بالحديث وقد حصلت لاسيما علیٰ مذهب ابی حنيفةؓ فانه يکتفی بالثلاث من الاربع ای ثلاث کانت ويجوز ترک الحلقوم اصلاً فبالطريق الاولیٰ ان يحل الذبيح اذا قطع الحلقوم وبقيت العقدة الیٰ اسفل الحلقوم وبلغنا ان واحداً ممن يتسمی فقيهاً فی زعم العوام وقد کان

---

[1] والتحرير للمقام ان يقال ان کان بالذبح فوق العقدة حصل قطع ثلاثة من العروق فالحق ماقاله شراح الهداية تبعاللرستغفنی والا فالحق خلافه اذلم يوجد شرط الحل باتفاق اهل المذهب، شامی زکریا ص ۴۲۵/ ج ۹/ کتاب الذبائح، عناية علی فتح القدير ص ۴۹۳/ ج ۹/ کتاب الذبائح، مطبوعه دارالفکر بيروت.

[2] فتاوی مظاهرعلوم المعروف به فتاوی خليليه ص ۲۱۲، ۲۱۴/ ج ۱/ کتاب الذبائح، تحقیق وحکم ذبح العقدة، مطبوعہ جامعہ مظاہرعلوم سہارنپور۔

مشتهراً بينهم امر برمى الذبيح الى الكلاب حيث بقيت العقدة الى الصدر لاالىٰ مايلى الرأس فياليت شعرى ممن اخذهذا من كتاب الله ولااثر له فيه اومن حديث رسول الله(صلى الله عليه وسلّم) ولم يسمع لهٗ فيه نبأ اومن اجماع الامة ولم يقل به احدمن الصحابة والتابعين اومن امامه الذى هو ابوحنيفةؒ ولم ينقل عنه ذٰلك اصلاً بل المنقول عنه وعن اصحابهٖ ماذكرنا اوارتكب الرجل هواه فضلّ واضلّ قال تعالىٰ ولاتتبع الهوىٰ فيضلك عن سبيل الله اواستحى عن الرجوع عن الباطل الىٰ الحق وخجل من العوام كى لايفسد اعتقادهم فيه اذاعمل بخلافماافتىٰ اولاً فالرجوع الى الحق خير من التمادى فى الباطل اھ ماقالهٗ الاتقان اھ شلبیؒ[1] هامش شرح الكنز ص ٢٩٠ / ج٥ / قال محمد بن زكريا فى اقصىٰ الفم منفذان احدهما منفذ النفس الى الرئة وهو قصبتها وثانى منفذ الطعام والشراب الى المعدة وهو المرئ اھ طحطاویؒ[2] ص ١٥١ / ج٤ / . فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۸/ شعبان ٦٦ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۹/ شعبان ٦٦ھ

---

[1] (حاشية الشلبى على الكنز ج٥ / ص ٢٩٠ / مطبوعه امداديه ملتان پاكستان، كتاب الذبائح، الفقه الحنفى وادلته ص ١٨٢ / ج٢ / كتاب الذبائح، الذكاة، مطبوعه دارالفيحاء بيروت، بزازية على الهندية كوئٹه ص ٣٠٦ / ج٦ / كتاب الذبائح، الفصل الاول فى مسائله.

[2] (طحطاوى على الدر ج٤ / ص ١٥١ / مطبوعه كراچى، كتاب الذبائح، مجمع الانهر ص ١٥٨/ ٤، كتاب الذبائح، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت، البحرالرائق كوئٹه ص ١٧٠/ ٨، كتاب الذبائح.

ترجمہ سوال وجواب:

سوال: -علماءِ حنفیہ کیا کہتے ہیں اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے بکری کو ذبح کیا تو عقدہ سینے کے متصل باقی رہ گیا کیا وہ بکری حلال ہے؟ یا حرام یا ان دونوں میں کچھ فرق ہے، نصف عقدہ یا اکثر عقدہ میں اور کیا مری کی ابتداء معدہ سے ہوتی ہے اور سر پر منتہی ہوتی ہے، یا معدہ سے ابتداء ہو کر حلق یعنی عقدہ پر انتہا ہو جاتی ہے، (باقی حصہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ کیجئے)

ذبح فوق العقدہ

سوال:- بکر نے ایک مرغ کو ذبح کیا اور اس کا حلقوم منہ کی جانب نہ رہا بلکہ پیچھے

(پچھلے صفحہ کا باقی حصہ) پس جبکہ عقدہ نہیں کٹے گا تو مری بھی قطع نہ ہوگی، فقط ودجان قطع ہوئے اور وہ اکثر میں سے اقل ہیں، اور قطع کے لئے ہمارے امام اعظمؒ کے یہاں اکثر رگوں کا کٹنا ضروری ہے۔

(۱) مبسوط کی روایت حلت کا تقاضہ کرتی ہے، اس صورت میں جبکہ ذبح عقدہ سے پہلے واقع ہوجائے، اس لئے کہ وہ لبہ (جائے نحر) اور دونوں جبڑوں کے درمیان ہے۔

(۲) اور جامع صغیر کی روایت عدم حلت کا تقاضا کرتی ہے اس لئے کہ جب ذبح عقدہ سے پہلے ہوجائے گا تو حلق محل ذبح میں نہ ہوگا۔

(۳) اور ذخیرہ میں تصریح کی ہے کہ ذبح جب حلقوم کے اوپر کی جانب ہو تو ذبیحہ حلال نہ ہوگا، اس لئے کہ جائے ذبح حلقوم ہی ہے۔

(۴) لیکن امام رستغفنی کی روایت اس کے خلاف ہے، اس واسطے کہ انہوں نے کہا ہے، کہ یہ عوام کا قول ہے، جو معتبر نہیں، پس ذبیحہ حلال ہے، خواہ عقدہ سر کی طرف رہے خواہ سینے کی طرف، اس واسطے کہ معتبر ہمارے نزدیک اکثر رگوں کا قطع ہے، اور وہ پایا گیا۔

(۵) نقایہ، مواہب اور اصلاح میں کہا ہے کہ عقدہ کا سر کی طرف ہونا ضروری ہے، اور اسی کی طرف علامہ زیلعیؒ کا میلان ہے، اس لئے کہ جب عقدہ سر کی طرف نہ رہا تو دونوں (حلقوم اور مری) میں سے کسی کا بھی قطع نہ ہوا، لہٰذا ذبیحہ بالاجماع کھایا نہ جائے گا۔

(۶) نیز شامی نے کہا ہے کہ اگر ذبح فوق العقدہ سے تین رگوں کا کٹنا متحقق ہوجائے، تب تو حق وہ ہے جو امام رستغفنی نے کہا ہے ورنہ حق اسکے خلاف ہے اور یہ مشاہدہ یا اہل تجربہ سے معلوم کرنے پر ظاہر ہوگا۔

(۷) نیز کہا ہے کہ میرے شیخ امام رستغفنی کی روایت پر فتویٰ دیتے تھے۔

(۸) واقعات میں ذکر کیا گیا ہے کہ اگر حلقوم سے اوپر یا اس سے نیچے ذبح کیا تو ذبیحہ حرام ہے، اس لئے کہ وہ ذبح جائے ذبح کے غیر پر ہے۔

(۹) اور چار میں سے تین (رگوں پر) اکتفاء جائز ہے، خواہ وہ کوئی سی بھی تین ہوں اور حلقوم کا ترک اصل ہی سے جائز ہے، تو جبکہ اعلیٰ یا اسفل حلقوم سے قطع ہو تو بدرجۂ اولیٰ ذبح درست ہوگا، اس کو منحہ میں بزازیہ سے نقل کیا ہے، اور اسی پر اعتماد کیا ہے، صاحب دررؒ اور صاحب ملتقیٰ اور عینیؒ وغیرہم نے۔ (باقی حصہ اگلے صفحہ ملاحظہ فرمائیں)

ہٹ گیا، تو اس کا کیا حکم ہے، کیا یہ مرغی حلال ہے، یا مکروہ ہے، یا حرام ہے اس کو کھانا جائز ہے،

(پچھلے صفحہ کا باقی حصہ) (١٠) اور فتاویٰ سمرقند میں ہے کہ قصاب نے تاریک رات میں بکری ذبح کی اور اعلیٰ یا اسفل حلقوم سے قطع کیا تو اس کا کھانا حرام ہے، یہ سب عبارات ردالمحتار علیٰ درالمختار، ص١٩٣ر عینی شرح کنز، ص٣٤٥ر سے ماخوذ ہیں۔

ہم آپ سے اس کی حلت واضح دلیل کے ساتھ یا حرمت واضح ثبوت کے ساتھ یا حرمت للا غنیاء، حلت للفقراء کو پوچھتے ہیں، میں نے اپنے استاذ الکل مولانا انور شاہ صاحب نوراللہ مرقدہٗ وجعل الجنۃ مثواہ کو بغیر حوالہ کتب کے یہ کہتے ہیں ہوئے سنا کہ اغنیا کے لئے ایسا ذبیحہ حرام ہے، فقراء کے لئے حلال ہے، کیا آپ نے ذبح پر اس بات کا تجربہ کیا ہے، کہ مری رأس تک منتہی ہوتی ہے، یا عقدہ پر ختم ہوجاتی ہے، نیز شامی کے قول باخبر لوگوں سے سوال کرنا'' کے موافق ہے نیز حق تعالیٰ کا قول ''فاسئلو اھل الذکر ان کنتم لاتعلمون'' عام ہے، متداول اور معتبر عندالناس کتب کے حوالہ سے صحیح جواب دیجئے تاکہ مراتب عالیہ کے ساتھ ماجور ہوں۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

مذبوح فوق العقدہ کے حکم میں اختلاف ہے، بعض اس کی حلت کی طرف گئے ہیں، اور بعض اس کے عدم کی طرف، اور حق بات یہ ہے کہ اصل مسئلہ میں کوئی اختلاف نہیں بلکہ رائے میں ہے، یعنی اکثر رگوں کا قطع ذبح فوق العقدہ سے حاصل ہوجاتا ہے، یا نہیں جیسا کہ شامی نے کہا اور سائل نے اس کو عبارت نمبر ٦ر میں نقل کیا ہے، اور ہمارے مشائخ کے شیخ، شیخ الفقہ والحدیث مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوریؒ نے اس بات کو اختیار کیا ہے کہ وہ حلال ہے، اس لئے کہ ذبح فوق العقدہ سے اکثر رگوں کا قطع حاصل ہوجاتا ہے، اور فرمایا کہ میں نے خود اس کا مشاہدہ کیا تو ایسا ہی پایا اور اتقانی نے رستغفنی کا قول نقل کرنے کے بعد کہا ہے اور جائز ہے اس کا کھانا برابر ہے، کہ عقدہ باقی ہو سر کی طرف یا سینہ کی طرف، اور ہمارے یہاں صرف اکثر رگوں کا قطع ہے، جس کی تصریح موجود ہے، اور یہ صحیح ہے، اس لئے کہ عقدہ کے فوق یا تحت میں ہونے کا اعتبار نہیں ہے، کیا امام محمد بن الحسنؒ کا قول نہیں دیکھا جو جامع صغیر میں مذکور ہے کہ پورے حلق میں ذبح کرنے میں کچھ حرج نہیں خواہ اسفل حلق میں ہو خواہ اوسط حلق میں خواہ اعلیٰ حلق میں، پس جبکہ ذبح اعلیٰ حلق میں ہوگا، تو عقدہ کا تحت میں باقی رہنا ضروری ہے، اور عقدہ کی طرف التفات نہیں کیا گیا، نہ کلام اللہ میں نہ کلام رسول اللہ ﷺ میں بلکہ ذبح سینہ اور دونوں جبڑوں کے درمیان حدیث سے ثابت ہے، اور وہ حاصل ہو چکا، خصوصاً امام ابوحنیفہؒ کے مسلک پر چار (رگوں) میں سے تین پر اکتفاء درست ہے، خواہ کوئی سی بھی تین ہوں اور حلقوم کا ترک بالکل جائز ہے، تو ذبیحہ بطریق اولیٰ حلال ہوگا جبکہ حلقوم کٹ جائے، اور عقدہ اسفل حلقوم کیطرف رہ جائے، اور ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ ایک مشہور فقیہ عندالعوام نے ایسے ذبیحہ کو کتوں کی طرف پھینک دینے کا حکم دیا، اس واسطے کہ عقدہ سینہ کی طرف باقی رہ گیا تھا، نہ کہ سر کی طرف، پس کاش مجھے معلوم ہوجاتا کہ انہوں نے یہ کہاں سے لیا، (باقی اگلے صفحہ پر)

یانہیں، اور حلقوم کے آگے کٹ جانے پیچھے کو کٹ جانے کی کیا وجہ ہیں، کہ اس کا اعتبار کیا جاتا ہے، نیز ذبح کے شرائط واجبات بھی تحریر فرمادیں، اور مسئلہ کو مدلل تحریر کریں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

حلقوم مری ودجان اگر کٹ جائے اور ذابح اہل دین ہو اور عمداً بسم اللہ ترک نہ کرے توشرعاً ذبیحہ درست ہوتا ہے، اگر حلقوم نہ کٹے تو درست نہیں[۱] اگر ذبیحہ فوق العقدہ ماتحت العقدہ ہو اور مذکورہ رگیں کٹ جائیں، تو ذبح میں کوئی اشکال نہیں[۲] بعض فقہاء کی رائے ہے کہ کٹ جاتی ہیں بعض کی رائے ہے کہ نہیں کٹتیں، زیلعی[۳] کے حاشیہ میں غایۃ التحقیق شرح ہدایہ سے اس کے

(پچھلے صفحہ کا باقی حصہ) آیا کتاب اللہ سے حالانکہ اس میں اس کے متعلق کچھ نہیں یا حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حالانکہ آپ سے اس سلسلے میں کوئی خبر نہیں سنی گئی، یا اجماع امت سے حالانکہ صحابہ وتابعین میں سے کوئی اس کا قائل نہیں، یا اپنے امام ابوحنیفہؒ سے حالانکہ یہ ان سے بالکل منقول نہیں، بلکہ آپ سے اور آپؐ کے اصحاب سے وہ منقول ہے جو ہم نے ذکر کیا، یا پھر وہ شخص اپنی خواہش نفس کا مرتکب ہوا، پس خود بھی گمراہ ہوا دوسروں کو بھی گمراہ کیا، حق تعالیٰ شانہٗ نے فرمایا ہے، اور تو خواہش نفس کا اتباع نہ کرورنہ تو وہ تجھ کو اللہ کے راستے سے گمراہ کردے گی، یا اس نے باطل سے حق کی طرف رجوع کرنے سے حیا کی اور عوام سے شرمندہ ہوا تاکہ ان کا اعتقاد اس کے بارے میں خراب نہ ہو، جبکہ وہ اپنے سابق فتویٰ کے خلاف عمل کرے، پس حق کی طرف رجوع کرنا باطل میں جمے رہنے سے بہتر ہے جیسا کہ اتقان نے کہا، شلبی حاشیہ شرح کنز (زیلعی) ص۲۹۰ رج۵ رمحمد بن زکریا نے کہا ہے کہ منہ کے اخیر حصہ میں دوسوراخ ہیں، ایک سانس لینے کا جو پھیپھڑوں تک ہے، دوسرا کھانے اور پانی کا جو معدہ تک ہے، اور وہ مری ہے۔ طحطاوی ص۱۵۱ رج۴ ر۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

[۱] وحل المذبوح بقطع ای ثلاث منها واذاقطع الحلقوم والمرئ والاكثر من كل ودجين يوكل ومالافلا، الدرالمختار مع الشامی زكريا ص۴۲۵، ۴۲۶ر ج۹ ركتاب الذبائح، البحر الرائق كوئٹه ص ۱۷۰ ر ج۸ ر كتاب الذبائح، مجمع الانهر ص۱۵۸ ر ج۴ ر كتاب الذبائح، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت.

[۲] قول الرستغفنی ويجوز اكلها سواء بقيت العقدة ممايلی الرأس أوممايلی الصدر وانما المعتبر عندنا قطع اكثر الادوج مانصه وهذاصحيح (شبلی حاشيه زيلعی، ص۲۹۰ ر ج۵ ر كتاب الذبائح)

[۳] حاشيه شلبی علی تبيين الحقائق ص۲۹۰ ر ج۵ ر كتاب الذبائح، مطبوعه امداديه ملتان.

متعلق بحث منقول ہے، علامہ شامیؒ نے اختلاف نقل کر کے فیصلہ ارباب بصیرت کی رائے پر چھوڑ دیا ہے، کہ وہ اگر کہیں کہ کٹ جاتی ہیں، تو ذبیحہ درست ہے، ورنہ نہیں۔[1]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

گردن کی طرف سے ذبح کرنا

سوال: -زید نے ایک ہرن کا شکار کیا اور بالمصلحت بجائے حلق کے پاس سے ذبح کرنے کے گردن کے آخری حصے جو کہ سینہ اور دست کی طرف ہے ذبح کیا اور جو شرائط ذبح کے ہیں، ان کی با قاعدہ ادائیگی کی گئی، وہ جانور از روئے شرع حلال ہے یا حرام؟

الجواب حامداً ومصلیاً

عروق ذبح چار ہیں، حلقوم، مری ودجان، اگر اس طرح ذبح کرنے سے چاروں عرق قطع ہوگئی ہیں تو ذبح درست ہوگیا، جیسا کہ جامع صغیر[2] فتاویٰ بزازیہ[3] شامی[4] وغیرہ سے معلوم ہے مگر فتاویٰ عالمگیری میں فتاویٰ اہل سمرقند سے نقل کیا ہے، کہ اس طرح ذبح درست نہیں ہوتا

"وفی الجامع الصغیر ولا باس بالذبح فی الحلق کله اسفله واوسطه واعلاه وفی

---

[1] والتحریر للمقام ان یقال ان کان بالذبح فوق العقدة حصل قطع ثلاثة من العروق فالحق ماقاله شراح الهدایة تبعا للرستغفنی والافالحق خلافه اذلم یوجد شرط الحل باتفاق اهل المذهب ویظهر ذلک بالمشاهدة اوسؤال اهل الخبرة شامی زکریا ص ۴۲۵/ج ۹/کتاب الذبائح.

[2] الجامع الصغیر ص ۳۷۸/ کتاب الذبائح، مطبوعه کراچی.

[3] وان قطع الاکثرمن الحلقوم والمری والاوداج تؤکل الخ بزازیه علی الهندیة ص ۳۰۵/ ج ۶، مطبوعه کوئٹه، کتاب الذبائح،

[4] شامی ص ۹/۴۲۵، مطبوعه زکریا دیوبند، کتاب الذبائح، البحرالرائق کوئٹه ص ۱۷۰/ ج ۸/ کتاب الذبائح، مجمع الانهر ص ۱۵۸/ ج ۴/ کتاب الذبائح، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت،

فتاویٰ اهل سمرقند قصاب ذبح الشاة فی لیلة مظلمة فقطع اعلیٰ من الحلقوم او اسفل منه یحرم اکلها لانه ذبح فی غیر المذبح وهو الحلقوم اھ فتاویٰ عالمگیری[1].

بعض علماء حضرات نے مشاہدہ اور تجربہ کے بعد بتایا کہ اس طرح عروق ذبح قطع نہیں ہوتیں اس بناء پر عدم جواز کو ترجیح دی ہے، امداد الفتاویٰ[2]، فتاویٰ دار العلوم[3]، تذکرۃ الخلیل[4] میں اس پر بحث موجود ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند

ذبیحہ کی گردن جدا ہو جانا

سوال:- زید نے قربانی کا جانور اس طرح ذبح کیا کہ تمام گردن جدا ہوگئی اس سے قربانی حلال ہوگئی یا حرام رہی؟

الجواب حامداً ومصلیاً

قربانی تو حرام نہیں ہوئی حلال ہی رہی ہے، البتہ ایسا کرنا مکروہ ہے۔ شامی ص ۱۸۸/ ج ۵/[5] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند

---

[1] عالمگیری ص ۲۸۵/ ج ۵، مطبوعه کوئٹه، کتاب الذبائح الباب الاول، البحر الرائق کوئٹه ص ۱۷۰/ ج ۸/ کتاب الذبائح، عنایة علی فتح القدیر ص ۴۹۳/ ج ۹/ کتاب الذبائح، مطبوعه دار الفکر بیروت.

[2] امدادالفتاویٰ ص ۵۳۷/ ج ۳، مطبوعه افغانی دارالکتب دیوبند، کتاب الذبائح والاضحیة الخ،

[3] امدادالمفتیین کامل کراچی ص ۹۴۲/ کتاب الصید والذبائح، وعزیز الفتاویٰ مکمل کراچی ص ۷۰۸/ کتاب الصید والذبائح.

[4] تذکرة الخلیل ص ۲۹۱، مطبوعه اشاعت العلوم سهارنپور، وفتاویٰ خلیلیه ص ۲۰۴، کتاب الذبائح، مطبوعه شعبۂ نشرو اشاعت مظاهرعلوم سهارنپور،

[5] وکره قطع الرأس والسلخ قبل ان تبرد الخ الدرالمختار مع الشامی (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر دیکھئے)

بائیں ہاتھ سے ذبح

سوال:- ایک عالم ہیں کہ وہ داہنے ہاتھ میں چھری پکڑ کر ذبح نہیں کر سکتے بائیں ہاتھ سے ذبح کرتے ہیں، کیا ایسا ذبیحہ جائز ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

داہنے ہاتھ سے ذبح کرنا واجب نہیں صرف بہتر ہے[۱]، بائیں ہاتھ سے ذبح کیا ہوا بھی حلال ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۹/۳/۸۴ھ

جس چھری سے قربانی کی جائے کیا اس میں تین سوراخ کا ہونا ضروری ہے

سوال:- جس چھری میں تین سوراخ نہیں ہیں اس سے قربانی جائز نہیں شرعاً کیا حکم ہے؟

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) نعمانیہ ص ۱۸۸/ج۵/وزکریادیوبند ص ۴۲۷/ج۹/کتاب الذبائح، عالمگیری کوئٹہ ص۲۸۶/ج۵/کتاب الذبائح، الباب الاول فی رکنہ، البحرالرائق کوئٹہ ص۱۷۰/ج۸/کتاب الذبائح.

[۱] کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یحب التیمن یاخذ بیمینہ ویحب التیمن فی جمیع امورہ جامع الاصول ص ص۲۶/ج۱۲/ النوع الثامن فی شیٔ من اضلاقہ، مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت، بخاری شریف ص۸۱۰/ج۲/کتاب الاطعمۃ، باب التیمن فی الاکل وغیرہ، مطبوعہ اشرفی دیوبند، نووی علی مسلم ص۱۹۷/ج۲/کتاب اللباس، باب استحباب لبس النعال، مطبوعہ رشیدیہ دھلی.

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ بات کہ جس چھری میں تین سوراخ نہ ہوں اس سے قربانی نہیں ہوتی شرعاً بے اصل ہے غلط ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

بکری کو ذبح کرتے وقت خون کو وہیں بند کر دینا

سوال:- قصاب بکری اور خصی ذبح کرتے وقت خون باہر نکلنے نہیں دیتا بلکہ اس کے اندر پیوست کر دیتا ہے، اور دبلے جانور کو گاہک کو فربہ دکھانے کے لئے اس جانور کی نالیوں میں انجکشن کے ذریعہ ایسی دوا بھر دیتا ہے جس سے جانور فربہ دکھائی دے، اس کا گوشت کھانا کیسا ہے؟ اور قصاب کا ایسا کرنا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اس سے وہ سب گوشت نجس ہو جائیگا، جس میں دم مسفوح پیوست ہو جائے گا[۱]، دبلے جانور کو اس طرح فربہ دکھانا دھوکہ ہے، حدیث میں ہے "مَنْ غَشَّنَا فَلَيْسَ مِنَّا" الحدیث[۲]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۸/۳/۹۱ھ

---

۱ مالزق من الدم السائل باللحم فهونجس، كبيرى ص١٩٥ / كتاب الطهارة، فصل فى الآسار، مطبوعه سهيل اكيڈمى لاهور، والدم المسفوح اى السائل من اى حيوان والمراد ان يكون من شانه فلوجمد المسفوح ولوعلى اللحم فهونجس وكذا مابقى فى المذبح لانه دم مسفوح طحطاوى على المراقى مصرى ص١٢٢ / باب الانجاس والطهارة عنها، قوله دم مسفوح اى ذاته فلوحمد المسفوح ولوعلى اللحم بقى نجسا طحطاوى على الدر ص١٦٠ /۴، كتاب الخنثى، مسائل شتى، عالمگيرى كوئٹه ص۴٦ / ج١ / كتاب الطهارة، الفصل الثانى فى الاعيان.

۲ ترمذى شريف ص١٥٧، مطبوعه رشيديه دهلى، "باب ماجاء فى كراهية الغش فى البيوع، كتاب البيوع"

ترجمہ: جو شخص دھوکہ دہی کرے وہ ہم میں سے نہیں۔

ذبح سے پہلے جانور کو بھوکا رکھنا

سوال:-اکثر قصاب بھینس وغیرہ خریدتے ہیں اور سات دن تک بھوکا پیاسا باندھتے ہیں، کھانے والوں کو اس کا علم بھی ہے یہ بے رحمی ہے ایسوں کو عذاب ہوگا یا نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

یہ بے رحمی ہے، اور ظلم ہے، اس سے جہنم کا عذاب ہوگا[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

ایک جانور کو دوسرے جانور کے سامنے ذبح کرنا

سوال:-قربانی کرتے وقت ایک جانور کو ذبح کیا جاتا ہے، اور دوسرا جانور قریب ہی بندھا رہتا ہے، ذبح ہوتے ہوئے دیکھتا ہے ایسا کرنے میں کوئی حرج تو نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

ایسا کرنا منع ہے ایک جانور دوسرے کے سامنے ذبح نہ کیا جائے، حدیث شریف میں

---

[1] عن عبداللّٰہ بن عمر ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال عذبت امرأۃ فی ہرۃ حبستہا حتی ماتت جوعافدخلت فیہا النار قال فقال واللّٰہ اعلم لاانت اطعمتیہا ولاسقیتہا حین حبستیہا ولاانت ارسلتیہا فاکلت من خشاش الارض، بخاری شریف ص ٣١٨/ج ١/ کتاب المساقاۃ باب فضل سقی الماء، مطبوعہ اشرفیہ دیوبند، مسلم شریف ص ٢٣٦/ ج ٢/ کتاب قتل الحیات، باب قتل الہرۃ، مطبوعہ رشیدیہ دہلی، مشکوۃ ص ١٦٨/ باب فضل الصدقۃ، الفصل الاول، وکرہ کل تعذیب بلافائدۃ الخ الدرالمختار علیٰ ردالمحتار ص ٤٢٧/ج ٩/مطبوعہ زکریا دیوبند، مطبوعہ کراچی ص ٦/٢٩٦، کتاب الذبائح، عمدۃ القاری ص ٦/٢٠٩، الجزء الثانی عشر، کتاب المساقاۃ، باب فضل سقی الماء،مطبوعہ دارالفکر بیروت،

اس کی ممانعت ہے[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

ذبح سے قبل بجلی کا شاٹ لگانا

سوال:- بمبئی میں بکرے اور بھیڑ کو ذبح کرنے سے پہلے بجلی کا شاٹ لگایا جاتا ہے، شاٹ لگتے ہی جانور بے ہوش ہوکر گر جاتا ہے، اس کے ہاتھ پیر اینٹھ جاتے ہیں، کوئی نہیں کہہ سکتا کہ یہ جانور زندہ ہے یا مرگیا، جانور کے گرتے ہی فوراً ذبح کردیا جاتا ہے، بعض جانور ذبح ہونے سے پہلے تڑپتے ہیں اور بعض بالکل نہیں، ذبح کرنے کے فوراً بعد اس کو بغیر ٹھنڈا کئے کرین پر ٹانگ دیا جاتا ہے، اور کھال اتارنے کا کام شروع کردیا جاتا ہے، ایسی صورت میں ذبیحہ حلال ہے یا حرام؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اس تدبیر کے ذریعہ سے جانور کو موت سے پہلے ہی موت کے گھاٹ اتار دینا ہے، جس سے اس کا خون بھی بڑی مقدار میں خشک ہوجاتا ہے، گوشت بھی لذیذ نہیں رہتا، گوشت کی قوت بھی ختم ہوجاتی ہے، یہ طریقہ سنت متوارثہ اور طریقہ شرع کے خلاف ہے مکروہ تحریمی ہے، جانور کو ایسی اذیت دینے کی اجازت نہیں[2]۔

---

[1] كَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَنْهىٰ أنْ تُذْبَحَ الشَّاةعندالشاة، مصنف عبدالرزاق ص ۴۹۴/ج ۴/رقم الحديث ۸۶۱۰/باب الصيد وذبحه، مطبوعه المجلس العلمي سملک، اعلاء السنن ص ۱۳۸/ج ۱۷/کتاب الذبائح، باب الامور التي يستحب مراعاتها، مطبوعه مکه مکرمه، تکملة فتح الملهم ص ۵۴۰/ج ۳/کتاب الذبائح، باب الامر باحسان الذبح، مطبوعه کراچی،

ترجمہ:۔ حضرت عمر بن الخطابؓ بکری، بکری کے پاس ذبح کئے جانے کی ممانعت فرمایا کرتے تھے۔

[2] کره کل تعذيب بلافائدة الخ درمختار علی الشامی ص ۴۲۷/۹، مکتبه زکريا ديوبند، کتاب الذبائح، عالمگیری کوئٹه ص ۲۸۸/ج ۵/کتاب الذبائح، الباب الاول فی رکنه، هدايه علی فتح القدير ص ۴۹۷/ج ۹/کتاب الذبائح، مطبوعه دارالفکر بيروت.

تاہم اگر جانور میں زندگی باقی تھی، ایسی حالت میں اس کو ذبح کیا گیا جس سے خون جوش کیساتھ نکلا، جانور تڑپا تو وہ گوشت حرام نہیں ہوگا، ورنہ وہ ذبیحہ بھی حرام ومردار ہوجائیگا[۱] ٹھنڈا ہونے سے پہلے کھال نہ کھینچیں[۲]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند ۲۱/۶/۹۴ھ

متوحش جانور کو ذبح کرنے کے لئے سر پر لوہا مارنا

سوال:- ایک مذبح میں بہت سے بیل ہیں سب کو ذبح کرنا ہے، بعض بیل وحشی کے حکم میں داخل ہیں، کسی کو قریب نہیں ہونے دیتے اور بہت سے ایسے ہیں کہ وحشی نہیں ہیں، بلکہ سیدھے ہیں ان کو آسانی سے ذبح کردیا جاتا ہے، لیکن جو متوحش ہیں کسی کو قریب پھٹکنے نہیں دیتے، لوگ مجبور ہوکر ان کے ساتھ یہ معاملہ کرتے ہیں کہ ذابحین میں سے ایک آدمی چند انچ کا لمبا لوہا لیکر کسی حکمت سے اس کے سر پر مارتا ہے، تاکہ وہ اپنی اس تکلیف میں پریشان ہوکر غافل ہوجائے، اور وہ چوٹ ایسی نہیں ہوتی کہ وہ جانور مرجائے، بلکہ اتنا ہوتا ہے کہ وہ اپنے درد میں غافل ہوجاتا ہے، اور ذابحین اس کی ٹانگ میں رسی وغیرہ لگا کر گرادیتے ہیں، پھر اس کو باقاعدہ ذبح کردیتے ہیں، یہ صورت مسئولہ ہے اس پر کئی سوال ہیں جو ذیل میں مذکور ہوتے ہیں:

---

[۱] ذبح شاة مريضة فتحركت اوخرج الدم كما يخرج من الحي حلت والالا ان لم تدر حياته عند الذبح وان علم حياته حلت مطلقا وان لم تتحرك ولم يخرج الدم الدر المختار مع الشامي زكريا ص۴۴۷/ج۹/ كتاب الذبائح، مجمع الانهر ص۱۶۵/ ج۴/ كتاب الذبائح، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت، عالمگيرى كوئٹه ص۲۸۶/ج۵/ كتاب الذبائح، الباب الاول فى ركنه، درمختار مع الشامى ص ۴۲۶/ج۹/ مكتبه زكريا ديوبند، كتاب الذبائح،

[۲] وكره قطع الرأس والسلخ قبل ان تبرد الخ درمختار علىٰ الشامى ص۴۲۷/ج۹، مطبوعه زكريا، كتاب الذبائح، البحرالرائق كوئٹه ص ۱۷۱/ج۸/ كتاب الذبائح، هدايه على فتح القدير ص۴۹۷/ ج۹/ كتاب الذبائح، مطبوعه دارالفكر بيروت،

(۱) مذکورہ متوحش بیل کو اس خاص ضرورت کی وجہ سے لوہا مارنا محض غافل کرنے کے لئے تعذیب حیوان میں داخل ہے یا نہیں، اگر تعذیب نہیں تو اس کی کیا دلیل اور اگر ہے تو اس کی کیا دلیل ہے۔

(۲) لوہا مارنے کی دلیل جواز ابوداؤد شریف ص۳۳/ج۲/ کی حدیث پیش کی جاسکتی ہے، جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے ''ان لهٰذه البهائم اوابد كاوابد الوحش ومافعل منها هذا فافعلو ابه مثل هذا۔

اور حدیث باقی صحاح ستہ میں بھی ہے اور ترمذی شریف ۱۸۰/ کے حاشیہ میں طیبی کے کلام سے جواز نکل سکتا ہے یا نہیں؟

(۳) کیا امام صاحب یہ فرماتے ہیں کہ اونٹ، گائے، بھینس جو شہر میں یا صحراء میں ہوں اور اپنے نفس سے روکتے ہوں جب وحشی ہو جائیں تو ان کو شکار کی طرح زخمی کیا جائے کیا ردالمحتار، ص۱۹۹/ میں یہ عبارت ہے۔

(۴) صورت مذکورہ میں عجز حقیقی ذبح اختیاری سے متحقق ہے یا نہیں؟ ہدایہ کتاب الذبائح، ص۴۲۷/ج۳/ کی عبارت '' الایصال کالند'' سے عجز ثابت کیا جاسکتا ہے، یا نہیں، اسی طرح ''البقر والبعير لانهمايدفعان عن انفسهما فلا يقدر على اخذهما وان ندافي المصر فيتحقق العجز '' کی عبارت سے عجز ثابت ہوسکتا ہے یا نہیں؟

(۵) صورت مذکورہ میں متوحش بیل کسی حکمت سے مکان میں لایا جائے، رسّہ وغیرہ ڈالکر مگر پھر بھی نہ آسکے یہ عجز حقیقی ہے یا نہیں؟

(۶) ''زيادة الالم من غير حاجة، هداية'' کتاب الذبائح ص۴۲۷'' سے اس خاص صورت میں مفہوم مخالف لے سکتے ہیں یا نہیں؟

(۷) حقیقۃً عجز ذبح اختیاری یہ بھی کچھ ہے، کہ صورت مذکورہ میں خاص بیل روکتا ہو اور اپنے اوپر قابو نہ دے یا یہ حقیقۃً عجز خاص صورت میں نہیں۔

(۸) کسی حاجت کی وجہ سے ایلام درست ہے یا نہیں؟ اگر درست ہے تو نوویؒ کے حاشیہ مسلم، ۱۵۳؍ج ۲؍ سے صورت مذکورہ پر استدلال کرتے ہوئے، اس خاص بیل کو لوہار مانا ذبح سے پہلے درست ہے یا نہیں؟

(۹) اگر حاجت کے ماتحت ایلام دیکر یا بلا حاجت ایلام دیکر ذبح کریں تو اس کا اثر گوشت کی حلت یا حرمت پر پڑتا ہے یا نہیں؟

(۱۰) صورت مذکورہ میں خاص بیل جب کہ قابو نہ دے تو اس کو صید کے حکم میں قرار دے سکتے ہیں یا نہیں "والصید وهو الممتنع المتوحش فی اصل الخلقة هداية کتاب الحج ص ۲۵۷؍ج ۲؍" اور بخاری شریف، ص ۸۲۸؍ج ۲؍ "مـا اعجزک من البهائم ممافی يديک فهو كالصيد فذكه من حيث قدرت عليه" سے استدلال کر کے حکماً صید بنا سکتے ہیں یا نہیں؟

(۱۱) اگر مذکورہ بیل بہت سے ہوں اور اپنے اوپر قابو نہ دیں تو سب کو فرداً فرداً لوہا مار سکتے ہیں یا نہیں؟

(۱۲) مذکورہ خاص بیل کے لئے یہ اضطراری چوٹ لوہے کی خاص موقع محل کے لئے دستور بن سکتی ہے یا نہیں؟

(۱۳) اگر کوئی شخص اس خاص بیل کو لوہا مارنے کی اجازت کی وجہ سے متوحش غیر متوحش سب کو مارنے لگے تو کیا اس ناجائز فعل کی وجہ سے "غیـر بـا غ ولا عـاد" کے تحت میں اس شخص سے متوحش بیل کی اجازت بھی از روئے شرع سلب ہو سکتی ہے یا نہیں، اور استدلال درست ہے یا نہیں؟

(۱۴) صیال یا بھاگنے والے جانور حیوان متوحش کو پہلے زمانہ میں تیر مارا کرتے تھے، اب اس زمانہ میں تیر مارنے کا رواج نہیں رہا تو کوئی لوہا یا ڈنڈا یا گولی مار سکتے ہیں اس غرض سے کہ وہ قابو میں آجائے یا نہیں، اگر نہیں تو کیا صورت ہو۔

(۱۵) سینگ میں یا گلے میں رسّہ یا کسی طرف گھیر کر ٹھہرایا ہو لیکن پھر بھی متوحش بیل

اپنے نزدیک نہیں آنے دیتا تو کیا اس وقت عجز متحقق ہے اور ابوداؤد ص۳۴/ ج ۲/ کے حاشیہ میں "وان تحقق العجز في الحال جاز رميه" سے عجز حقیقی کا استدلال درست ہے یا نہیں؟

(۱۶) "لاتتخذ واشيئا فيه الروح غرضاً" والی حدیث صحاح ستہ کے تمام مقامات سے تلاش کر کے اور سب کو سامنے رکھ کر یہ مطلب نکالنا درست ہے، کہ مرغی یا پرندہ وغیرہ اورکوئی جانور ایک جگہ باندھ لیا جائے پھر تیراندازی شروع کردی جائے، حتی کہ وہ مرجائے، اور مرجانے کے بعد کھالی جائے یا نہ، ایسا کرنے والے پر لعنت ہے، اس مطلب کی صحت کا استدلال ترمذی، ص۱۷۸/ ج ۲/ "تنصب وترمى حتى تقتل" اور ابوداؤد شریف، حاشیہ، ص۳۴/ ج ۲/ "يمسک الحيوان ويجعل هدفا ويرمى اليه حتى يموت" ان ہر دو حوالوں سے کرنا درست ہے یا نہیں۔

(۱۷) صورت مذکورہ اس حدیث کی زد میں آتی ہے، جبکہ صورت مذکورہ میں ان باتوں کا اہتمام کیا جاتا ہے۔

(۱) رسّہ سے متعارف طریقہ سے نہیں باندھا جاتا کہ نشانہ لگایا جائے۔

(۲) اس پر تیراندازی سے یا کسی اور چیز سے بہت نشانے نہیں لگائے جاتے ہیں۔

(۳) نشانہ کی غرض سے نہیں روکا جاتا۔

(۴) نشانے اس قدر نہیں لگائے جاتے کہ وہ مرجائے۔

(۵) تفریح طبع کے لئے نہیں مارا جاتا۔

(۶) مارنیوالا ایک ہی ہوتا ہے۔

(۷) اس مار سے فقط اس کو کمزور کرنا ہے نہ کہ جان سے ماردینا۔

(۸) ذبح اختیاری کے لئے اس چوٹ کو سبب بنایا جاتا ہے۔

(۹) ضرورت پوری ہونے کے بعد فوراً ہی ذبح کردیا جاتا۔

(۱۰) بلاضرورت چوٹ نہیں لگائی جاتی، حتی الوسع اس چوٹ لگانے سے بچایا جاتا

ہے۔

(۱۲) خاص متوحش بیل کو مارا جاتا ہے۔

(۱۳) جانور بہر صورت صیال ہی رہتا ہے۔

(۱۴) جانور مکان کے اندر ہونے کی حالت میں بھی متوحش ہونے کی وجہ سے ذبح اختیاری نہیں کرسکتے۔

(۱۵) لوہا مارنے والوں کا خیال جانور کو ایذا بلاضرورت دینے کا قطعاً نہیں ہے، اس لئے ہر بیل کو ایسی چوٹ نہیں لگاتے ان باتوں کا اہتمام کرتے ہوئے پھر بھی اس حدیث کی زد میں لوہا مارنے والے آتے ہیں یا نہیں۔

(۱۸) خاص مذکورہ صورت میں لوہا مارنے کا جواز مسلمانوں کو کفر تک پہنچاتا ہے یا نہیں۔

(۱۹) خاص مذکورہ صورت جواز ضرب حدید کا حکم دینا شارع صلی اللہ علیہ وسلم کو کمزور سمجھنے کے مرادف ہے یا نہیں۔

(۲۰) خاص صورت مذکورہ میں لوہا مارنے سے کسی نص کے خلاف ہوتا ہے۔

(۲۱) خاص صورت مذکورہ میں متوحش بیل کی طاقت اس طرح کمزور کریں کہ بلا اکل وشرب کسی مکان میں کسی حکمت سے روک رکھیں اور پھر جب کمزور ہو جائیں تو ذبح کریں یا ایسا نہ کریں اور ذبح سے پہلے ثقل یا جرح یا عقر کریں کونسی بات پر عمل کریں ذبح اختیاری تو ممکن نہیں۔

(۲۲) مدار حلت گوشت جو یہ بیان کیا جاتا ہے، کہ دو چیزیں ہیں (۱) خون نجس نکالنا (۲) اللہ تعالیٰ کا نام لینا، کیا یہ قانون مذکورہ صورت میں ٹوٹ جاتا ہے، اور گوشت حرام ہو جاتا ہے، جبکہ ان دو چیزوں کو بھی سرانجام کیا جائے۔

(۲۳) "ماتوحش من النعم فذکاته العقر والجرح، کتاب الذبائح" سے یہ

ثابت ہوتا ہے کہ متوحش بیل کو عقر کیا جائے یا جرح لیکن ذبح اختیاری حاصل کرنے کے لئے لوہا مار سکتے ہیں تا کہ قابو میں آجائے، پھر ذبح کیا جائے۔

(۲۴) قوی جسیم متوحش بیل کسی حکمت سے مذبح میں لائے جائیں، اور پھر اپنے قریب نہ ہونے دیں تو کیا متوحش ہو جاتے ہیں۔

(۲۵) اگر لوہا مارنے کو اس خاص مذکورہ کے اندر جائز قرار دیا جائے تو یہ سمجھا جاسکتا ہے کہ شارع علیہ السلام کو معلومات ذبح نہ تھیں، اور اس جائز قرار دینے والے کو ہیں۔

(۲۶) کیا لوہا مارنے کو اس خاص مذکورہ صورت کے اندر جائز قرار دینے والا ایسا حکم دے تو اس سے یہ ثابت ہوتا ہے، کہ شارع علیہ السلام سے مفتی کو زیادہ عقل ہے۔

(۲۷) ایسی کوئی دلیل ہے جس سے ایلام بالحاجة حرام ، ہو یعنی وہ ایلام جو محتاج الیہ ہے، اور خاص طاقتور بیل کو دی جارہی ہے یہ کس دلیل شرعی سے حرام ہے۔

(۲۸) "یخلق اللہ مایشاء " کے تحت یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہوسکتا ہے کہ خاص مذکورہ صورت میں جن بیلوں کا ذکر ہے وہ ان بیلوں سے جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں تھے، بڑے ہوں اگر یہ کہدیں تو شرعی نقصان تو کوئی نہیں۔

(۲۹) حیوان انسی متوحش ہوں مثلاً صورت مذکورہ میں خاص بیل ہیں، ان کو کس طرح ذبح کیا جائے ذبح اختیاری تو ہو نہیں سکتا تو کیا ذبح اختیاری کے لئے کوئی تدبیر ہے جانور کی طاقت کو کم کرنے کے لئے لوہا وغیرہ۔

(۳۰) متوحش اور صیال وہ جانور ہوسکتا ہے، جو مذبح میں بھی کسی کو قریب آنے نہ دے یا نہیں۔

(۳۱) متوحش جانور کو ذبح کرنے سے پہلے جو چوٹ لگائی جاتی ہے، اس سے دم مسفوح کے نکلنے میں کوئی شرعی نقصان ہے کیا اس چوٹ کے لگنے سے دم مسفوح اندر رہ

جا تا ہے، کیا چوٹ لگتے وقت جو دم جانور کے اندر یا چوٹ لگنے کے بعد اندر ہے یہ دم مسفوح کہلاتا ہے، یا اس وقت یہ دم مسفوح کہلاتا ہے، جس وقت ذبح کیا جائے، اور جو خون نکلے وہ دم مسفوح ہوتا ہے۔

(۳۲) اضطراری حالت کی کیا یہی تعریف ہے کہ اختیاری حالت پر پوری قدرت نہ ہو یا اور کوئی۔

(۳۳) اضطراری حالت کا حکم صرف اسی اضطراری حالت کے لئے ہے یا عام ہے دوسری بار بھی کر سکتے ہیں یا نہیں؟

(۳۴) متوحش بیل کو لوہا مارنے کے بعد ذبح کر کے جب تولا جاوے تو غیر متوحش کے وزن کم نکلے تو یہ کم ہونا کچھ شرعی نقصان ہے۔

(۳۵) متوحش جانور کو لوہا مارنے والا غیر مسلم یا اہل کتاب ہے اور ذبح اختیاری چوٹ کے بعد ہوتی ہے، یہ ذبح کرنے والا مسلم ہے تو اس ضارب حدید کا غیر مسلم یا اہل کتاب ہونا شرعاً کچھ حرج ہے یا نہیں؟

(۳۶) ''الضرورات تبیح المحظورات'' شرعی مسئلہ ہے لیکن سوال یہ ہے کہ محل ضرورت کس کس سبب سے متحقق ہوتا ہے، کیا جان و مال و وقت تجارتی کاروبار یا اور قسم کے نقصانات بھی اسباب ضرورت بن سکتے ہیں یا نہیں؟

(۳۷) متوحش بیل کو لوہا مارنے والے کے لئے ذبح سے پہلے تکبیر پڑھنا ضروری ہے؟

(۳۸) صورت مذکورہ میں اضطرار شرعی ہے یا نہیں اگر ہے تو کس چیز کو اس جانور کو کمزور کرنے کا سبب بنایا جائے، جرح کو یا عقر کو یا ثقل کو؟

(۳۹) لوہا مارنا ذبح سے پہلے صرف متوحش بیل کو اگر فی نفسہ حرام نہیں ہے تو کیا لغیرہ حرام ہے یا نہیں (لغیرہ کا یہ مطلب کہ اس کی اجازت کیوجہ سے غیر متوحش کو بھی مارنے لگیں؟

(۴۰) متوحش صیال بیل کسی حکمت سے رسّے کی لپیٹ وغیرہ میں لادیں پھر بھی قابو نہ دیوے تو ایسی حالت میں کمزور کرنے کیلئے لوہا سر میں مارنا جائز ہے یا نہیں؟

(۴۱) متوحش کی تعریف یہ صحیح ہے کہ کسی کو قریب نہ آنے دے چاہے بھاگے یا نہیں، اگر یہ تعریف صحیح نہیں تو پھر کیا تعریف ہے، صیال کی تعریف یہ صحیح ہے کہ ٹانگوں، سینگوں سے قریب نہ آنے دے، حملہ کرے خواہ کسی مکان میں ہو یا باہر اگر یہ تعریف نہیں تو پھر کیا ہے۔

(۴۲) جس بیل کی ٹانگیں اور سینگ آزاد ہوں اور رسّہ بدن کے کسی حصہ پر ٹھہرا ہو وہ جانور اپنے اعضاء سے حملہ ور ہو حکماً وحشی کہہ سکتے ہیں یا نہیں؟

(۴۳) حلال گوشت کی فروختگی بڑھانے کے لئے یا اس کا سبب بنانے کے لئے خنزیر کا گوشت بھی ساتھ فروخت کیا جائے اور حساب علیحدہ رکھا جائے کیا جائز ہے تو ایسے شخص کی دعوت کسی کو قبول کرنا کیسا ہے، جبکہ وہ کہے کہ میرا حساب خنزیر اور شراب کا علیحدہ ہے۔ بینوا و توجروا؟

الجواب حامداً ومصلیاً

حنفی مقلد کے لئے جبکہ جزیہ صریحہ فقہ میں موجود ہے کسی حدیث سے از خود مسائل کا استنباط کرنا خلاف منصب تقلید ہے، مقلد کا منصب یہ ہے کہ اس کے امام نے قرآن وحدیث کو سامنے رکھ کر یا اجماع وقیاس سے جو کچھ مسائل تخریج کئے ہیں، اور اپنا مذہب مدون کر دیا اس پر عمل کرلے خود تخریج واستنباط کی جرأت نہ کرے ورنہ وہ مقلد نہ رہے گا اجتہاد کا مدعی ہوگا، اور پھر اس کو ہر مسئلہ کے لئے آیت قرآنی یا حدیث نبوی یا اجماع امت یا قیاس سے خود ہی استنباط کرنا ہوگا، کسی اور سے دریافت کرنے کی ضرورت نہیں اور اس امر کا متعسر بلکہ متعذر ہونا ظاہر بلکہ اظہر ہے، حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلویؒ رسالہ اصول مذہب حنفیہ میں فرماتے ہیں "السابعة قال بعض اصحاب الفتاویٰ اذا كان فى المسئلة قول لابى حنيفةؒ وصاحبيهؒ وخالفه وحديث يحكمون بصحته وجب اتباع قولهم دون

الحدیث'' [۱]

اس مختصر سی تمہید کے بعد سنئے کہ امام محمدؒ کتاب الآثار[۲] میں وہ روایت جس کو آپ نے سوال نمبر۲/میں ابوداؤد شریف سے نقل کیا ہے، لکھ کر فرماتے ہیں ''وبہ ناخذ وھو قول ابی حنیفۃؒ اھ'' اس تصریح کے بعد کسی اور دلیل کی ضرورت نہیں، ہر چند کہ تمام سوالات کا جواب نمبروار ضروری نہیں کیونکہ تمہید مذکورہ سے بہت سوالات حل ہوگئے، تاہم ترتیب استفتاء کی رعایت سے نمبروار جوابات بھی درج ہیں:

(۱) یہ تعذیب ممنوع نہیں کیونکہ ایسا جانور شکار کے حکم میں ہے اور شکار کی حلت منصوص ہے ابوبکر رازیؒ نے احکام القرآن[۳] ص۳۷۹/ج۲/سورۂ مائدہ میں ایسے جانور کو شکار کا حکم دینے کے لئے روایت مذکورہ فی السوال سے استدلال کیا ہے، بذل المجہود[۴] ص۸۰/ج۴/شرح ابوداؤد میں روایت مذکورہ کی شرح کرتے ہوئے لکھا ہے:

''فافعلوا به مثل هذا ای الجرح والقتل والظاهر ان السهم اصاب المقتل فمعنی

---

۱ فتاویٰ عزیزی ص ۷۰/۱، مکتبہ رحیمیہ دیوبند، رسالہ اصول مذہب حنفیہ ازمعقول ومنقول،

۲ کتاب الآثار ص۱۳۷/کتاب الذبائح، مطبوعہ کراچی.

۳ واما البعیر ونحوه اذا توحش او تردی فی بئر فان الذی یدل علی انه بمنزلة الصیدفی ذكاته ما حدثنا الی قوله عن رافع بن خديج قال ندعلینا بعیرفرمیناه بالنبل ثم سألنا رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم فقال ان لهذا الابل اوابدكاوابدالوحش فاذاندمنها شئ فاصنعوا به ذلک وكلوه قال سفیان وزاداسماعیل بن مسلم فرمیناه بالنبل حتی رهصناه فهٰذایدل علی اباحة اكله اذاقتله النبل لاباحة النبی صلی اللّٰه علیه وسلم من غیرشرط ذكاة غیره احكام القرآن للجصاص الرازی ص ۳۰۹/ج۲/باب فی شرط الزكاة، فصل ثانی، مطبوعہ دارالكتاب العربی بیروت.

۴ بذل المجهود ج۴/ ص ۸۰، مطبوعه رشیدیه سهارنپور، كتاب الضحایا، باب الذبیحة بالمروة، مرقاة شرح مشكوة ص ۳۲۶،۳۲۵/ ج۴/كتاب الصید والذبائح، مطبوعه بمبئی، التعلیق الصبیح، ص ۳۳۰/ ج۴/باب ایضا، مطبوعه فخریه دیوبند، شرح الطیبی ص ۹۹/ ج۸/ باب ایضا، مطبوعه زكریادیوبند

حبسه ای قتله ویحتمل انه لم یصب المقتل فحینئذ معنی قولهٗ حبسه کفه عن الشرود فحینئذ ذبحوه بعد الاخذ لانه لم یبق حینئذ فی حکم الصید فان المتوحش اذا انذ یکون فی حکم الصید فاذا اخذ وفیه الحیات المستقرة لم یبق فی حکم الصید فلایحل بالذکوة الاضطراریة بل یلزم ذبحه والاحرم اکلهاھ‘‘

(۲) مجتہدین نے اس روایت سے استدلال کیا ہے۔کذا فی احکام القرآن[۱]۔

(۳) صاحب ردالمحتار[۲] وغیرہ نے ایسا ہی نقل کیا ہے۔

(۴) صورت مسئولہ میں عجز ہے عبارت مسئولہ سے استدلال درست ہے[۳]۔

(۵) درست ہوسکتا ہے[۴]۔

(۶) مفہوم مخالف لے سکتے ہیں مگر اس کی ضرورت کیا ہے جبکہ مفہوم موافق سے استدلال درست ہے[۵]۔

---

[۱] احکام القرآن للجصاص الرازی ص ۳۰۹/ج ۲/سورۂ مائدہ ،باب فی شرط الزکاۃ،فصل ثانی،مطبوعہ دارالکتاب العربی بیروت.

[۲] وکفیٰ جرح نعم کبقروغنم توحش فیجرح کالصید والمصر وغیرہ سواء فی البقر والبعیر الخ در مختارمع ردالمحتارص ۴۴۰/ ج۹، مطبوعہ زکریادیوبند، کتاب الذبائح، ھدایہ ص ۴۳۹/ج۴/ مطبوعہ یاسرندیم، کتاب الذبائح، البحرالرائق کوئٹہ ص ۱۷۱/ج۸/کتاب الذبائح.

[۳] المصروغیرہ سواء فی البقروالبعیر لانھما یدفعان عن انفسھما فلا یقدرعلیٰ اخذھماوان ندا فی المصر فیتحقق العجز الخ، ھدایہ ص ۴۳۹/۴، مطبوعہ یاسرانیڈ کمپنی دیوبند، کتاب الذبائح، البحرالرائق کوئٹہ ص ۱۷۱/۸، کتاب الذبائح، مجمع الانھرص ۱۶۰/ج۴/ کتاب الذبائح،مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت.

[۴] ملاحظہ ہوحوالہ بالا۔

[۵] اعلم ان المفھوم قسمان مفھوم موافقة وھودلالة اللفظ علی ثبوت حکم المنطوق لمسکوت بمجرد فھم اللغة ای بلاتوقف علی رأی واجتھاد کدلالة لاتقل لھما اُفّ علی تحریم الضرب واعتبارقسم الاول من القسمین متفق علیه رسم المفتی ص۱۶۶، ۱۶۷/ بحث المفھوم ، مطبوعہ زکریا دیوبند.شامی کراچی ص ۱۱۰/ج ۱/کتاب الطھارۃ،مطلب فی دلالۃ المفھوم.

(۷) ہے[۱]۔

(۸) محض ایلام بلاوجہ تو جائز نہیں البتہ اگر کسی غرض مشروع کی تحصیل ایلام پر موقوف ہو تو اس کے لئے بقدر حاجت ایلام جائز ہے، مثلاً شکار کرنا ذبح کرنا خصی کرنا شرعاً درست ہے[۲] بلاوجہ جانور کو ستانا نشانہ بنانا درست نہیں[۳]، امام نوویؒ شافعی المذہب ہیں ان کی عبارت سے مسائل فقہیہ جزئیہ میں حنفی المذہب کو استدلال کرنے کی کیا ضرورت ہے وہ تو ہر مسئلہ میں اپنے مذہب کو مبرہن کریں گے، خواہ اس سے حنفیہ کی موافقت ہو یا مخالفت، گو اس خاص مسئلہ میں مخالف نہیں بلکہ موافق ہیں[۴]۔

(۹) نفس ذبح خود ایلام ہے مگر حاجت کے تحت ہے اس لئے اس میں تو اشکال ہے ہی نہیں اسی طرح جس قدر ایلام بضرورت ہو لیکن ایلام بلا حاجت گو ممنوع ہے تاہم اس سے گوشت حرام نہیں ہوتا ہے "وحل الذبح بکل مافری الاوداج وانھر الدم ولو بلیطة او

---

[۱] وکفیٰ جرح نعم کبقر وغنم توحش فیجرح کالصید والمصر وغیرہ سواء فی البقر والبعیر الخ، درمختار مع ردالمحتار ص ۹/۴۴۰، مطبوعہ زکریادیوبند، کتاب الذبائح، ھدایہ ص ۴۳۹/ج ۴/ (مطبوعہ یاسرندیم) کتاب الذبائح، البحرالرائق کوئٹہ ص ۱۷۱/ج ۸/کتاب الذبائح.

[۲] ویجوز اخصاء البھائم، مجمع الانھر ص ۲۲۴/ج ۴/کتاب الکراھیة، فصل فی المتفرقات، مطبوعہ دارالکتب العلمیة بیروت، الدرالمختار علی الشامی زکریاص ۵۵۷/ج ۹/کتاب الحظر والاباحة، فصل فی البیع، البحرالرائق کوئٹہ ص ۲۰۴/ج ۸/کتاب الکراھیة، فصل فی البیع.

[۳] عن ابن عباس ان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال لاتتخذوا شیئا فیه الرح غرضا مشکوة ص ۳۵۷/کتاب الصید والذبائح، الفصل الاول، مطبوعہ دارالکتاب دیوبند، مسلم شریف ص ۱۵۳/ج ۲/کتاب الصید، باب النھی عن صبر البھائم، مطبوعہ رشیدیہ دھلی، مسند احمد ص ۲۱۶/ج ۱/مسند عبداللّٰہ بن عباس رضی اللّٰہ عنھما، مطبوعہ دارالفکر بیروت.

[۴] قال ابوحنیفةؒ والشافعیؒ اذالم یقدرعلی ذکاة البعیر الشارد فانه یقتل کا لصید، بدایة المجتھد ص ۱۳۴/ج ۴/کتاب الصید، مااستوحش من الحیوان المستأنس، مطبوعہ دارالکتب العلمیة بیروت، اعلاء السنن ص ۹۶، ۹۷/ج ۱۷/کتاب الذبائح، باب ذکاة المتوحش من الابل وغیرہ، مطبوعہ امدادیہ ملتان.

مروة الاسناو ظفرا قائمین ولو کانا منزوعین حل مع الکراهة لما فیه من الضرر بالحیوان کذبحه بشفرة کلیلة وکره کل تعذیب بلافائدة اه قوله مع الکراهة ای کراهة الذبح بهاواما اکل الذبیح بهالابأس بهاھ درمختار وشامی[۱] مختصراً۔

(۱۰) وہ صید کے حکم میں ہے کذا فی الدرالمختار[۲]، روایت بخاری[۳] سے بھی تائید ہوتی ہے، ہدایہ کتاب الحج میں محظورات الاحرام والحرام کا ذکر ہے، اورسوال میں طریق ذبح کا استفسار ہے۔

(۱۱) مار سکتے ہیں۔

(۱۲) بن سکتی ہے۔

(۱۳) بلاضرورت ایلام ممنوع ہے کما مر لیکن اس جرم کی سزا میں بضرورت ایلام کی اجازت سلب نہ ہوگی، اورآیت مذکورہ سے استدلال درست نہیں کیونکہ اس میں بصورت تعدی اصل اجازت کوسلب نہیں کیا گیا، بلکہ صرف تعدی کی ممانعت کی گئی ہے۔[۴]

(۱۴) ایسی ضرورت کے وقت ان چیزوں کا مارنا درست ہے، (اس جانورکوقابو میں لانے کے لئے۔

---

[۱] درمختار علی الشامی ص ۴۲۶/ ج ۹/ مطبوعه زکریا دیوبند، کتاب الذبائح، البحرالرائق کوئٹه ص ۱۷۰/ج۸/کتاب الذبائح،مجمع الانهر ص ۱۵۸/ج۴/کتاب الذبائح،مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت.

[۲] فانه یقتل کالصید،درمختار علی الشامی زکریاص ۴۴۰/ج۹/ کتاب الذبائح.

[۳] قال ابن عباسؓ مااعجزک من البهائم ممافی یدیک فهو کالصیدوفی بعیرتردی فی بئر فذکه من حیث قدرت علیه ورأی ذلک علی وابن عمر وعائشةرضی اللّٰه عنهم،بخاری شریف ص ۸۲۸/ج۳/کتاب الذبائح والصید،باب ماندمن البهائم،مطبوعه اشرفی دیوبند.

[۴] فالحاصل انه لایجوزللمضطر الاکل منه الاقدر سد الرمق، تفسیر مظهری ص ۱۷۱/ج۱/ سورة البقرة تحت آیت ۱۷۳/مطبوعه رشیدیه کوئٹه، روح المعانی ص ۶۴/ج۲/مطبوعه دار الفکربیروت.

(۱۵) یہ عجز کی صورت ہے کما مر۔

(۱۶) یہ صورت ناجائز ہے اور لاتتخذوا کی ممانعت میں داخل ہے۔

(۱۷) نہیں۔

(۱۸) لوہا مارنا صورت مسئولہ میں درست ہے گناہ بھی نہیں ہے۔

(۱۹) نہیں۔

(۲۰) نہیں۔

(۲۱) دوسری بات اختیار کرلیں عقر و جرح روایات سے بھی ثابت ہے[۱]۔

(۲۲) ایسی صورت میں یہ قانون نہیں ٹوٹتا۔

(۲۳) لوہا اگر دھاردار ہے تو اس کا مارنا جرح ہے بندوق سے شکار جائز ہے تاکہ اس کو کمزور کرکے ذبح کیا جائے۔

(۲۴) ایسے بیل متوحش کے حکم میں ہیں۔

(۲۵) یہ کیسے سمجھا جاسکتا ہے کیونکہ اس کی ممانعت نہیں کی بلکہ دوسرے طرق ذکر کئے ہیں، اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس طریق کا علم نہ تھا دوسرے آپ نے ایسے طرق عموماً فرمائے ہیں، کہ وہ خود ذبح کے حکم میں آتا ہے، اورسوال صرف کمزور کرنے سے ہے، اگر کوئی

---

[۱] عن غضبان بن يزيد البجلي عن ابيه قال اعرس رجل من الحي فاشترى جزوراً فندت فعرقبهاوذكر اسم الله فامرهم عبدالله يعني ابن مسعود ان ياكلوا فما طابت انفسهم حتى جعلوا له منهابضعة ثم اتوه بها فاكل،عن ابى راشد السلماني قال كنت ارعى منائح لاهلي بظهر الكوفة فتردى منها بعير فخشيت ان يسبقني بذكاته فاخذت حديدةفوجأت بها في جنبه اوسنامه ثم قطعته اعضاء وفرقته على اهلي الحديث فتح الباري ص۶۸۲/ج ۱۱/ كتاب الذبائح والصيد،باب ماند من البهائم، مطبوعه نزار مصطفى الباز مكه مكرمه، اعلاء السنن ص۹۸،۹۷/ج۱۷/كتاب الذبائح،باب ذكاة المتوحش من الابل،مطبوعه امداديه مكه مكرمه.

E:\F.M.Fainal\Jild-26\06-Zibah ke Ahkam

سمجھ بھی لے تو آپ کے کمالات میں اس سے کیا نقصان لازم آتا ہے، کیونکہ دنیوی حرفت وصنعت اور پیشوں کا علم آپ کے لئے باعث کمال نہیں بلکہ ذات وصفات خداوندی اور شریعت کے ظاہری وباطنی کا علم آپ کے لئے باعث کمال ہے، اس علم میں کوئی شخص بلکہ تمام عالم بھی ملکر آپ کے برابر نہیں ہوسکتا۔

(۲۶) یہ سمجھنا ایسے سمجھنے والے کی بے عقلی ہے۔

(۲۷) نہیں بلکہ یہ حلال ہے دیکھئے جواب نمبر ۸/ ونمبر ۹/۔

(۲۸) اس میں کیا نقصان ہے ایسا ہونا ممکن ہے بلکہ ہوتا ہے کسی جگہ کے بیل بڑے ہیں کسی جگہ کے چھوٹے۔

(۲۹) تیر یا دھاردار لوہا مار کر زخمی کرلیں۔

(۳۰) ہوسکتا ہے۔

(۳۱) نہیں بلکہ اگر تکبیر پڑھ کر دھاردار لوہا مار کر دم مسفوح نکالا اور وہ فوراً ذبح کرنے والے کے وہاں پہنچنے سے پہلے مرگیا تو وہ حلال ہے[1]۔

(۳۲) یہی ہے۔

(۳۳) پہلی بار کی خصوصیت نہیں حدیث شریف میں عام اجازت ہے[2]۔

---

[1] وفیہ اشارۃ الی انہ لومات قبل وصول الذابح اومع وصولہ اوبعدوصولہ بلافصل اکل وبہ ناخذ مجمع الانھر ص ۲۶۵/ ج۴/ کتاب الصید، مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت، البحرالرائق کوئٹہ ص ۲۲۳/ ج۸/ کتاب الصید.

[2] واماالبعیرونحوہ اذاتوحش اوتردی فی بئر فان الذی یدل علی انہ بمنزلۃ الصیدفی ذکاتہ ماحدثنا الی قولہ عن رافع بن خدیج قال ندعلینا بعیرفرمیناہ بالنبل ثم سألنا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فقال ان لھذا الابل اوابدکاوابدالوحش فاذاندمنھا شئ فاصنعوا بہ ذلک وکلوہ قال سفیان وزاداسماعیل بن مسلم فرمیناہ بالنبل حتی رھصناہ فھذایدل علی اباحۃ اکلہ اذاقتلہ النبل لاباحۃ النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم من غیرشرط ذکاۃ غیرہ، احکام القرآن للجصاص الرازی ص ۳۰۹/ ج۲/ باب فی شرط الزکاۃ، فصل ثانی، مطبوعہ دارالکتاب العربی بیروت.

E:\F.M.Fainal\Jild-26\06-Zibah ke Ahkam

(۳۴) نہیں۔

(۳۵) نہیں۔

(۳۶) کس شئ کی ضرورت کا سوال ہے خاص ذبح کی یا عام ہر شئ کی، اول کے متعلق عبارات فقہ وحدیث، سوال وجواب میں آچکیں ثانی کے متعلق یہ ہے کہ اشخاص واوقات و احوال کے اعتبار سے ضرورت متفاوت ہوتی ہے، اشباہ[۱] وغیرہ میں جزئیات بالتفصیل موجود ہیں، کلیہ بیان کرنا جو ہر شخص کے لئے ہر زبان میں ہر حال میں ہر امر میں جاری ہو دشوار ہے۔

(۳۷) محض کمزور کرنے کی ضرورت نہیں، ذبح کرنے کے لئے ضروری ہے اور اس کا مسلم ہونا بھی ضروری ہے[۲]۔

(۳۸) یہ اضطرار ہے جرح یا عقر کو سبب بنالیا جائے۔

(۳۹) متوحش کا مارنا جائز ہے، غیر متوحش کے لئے ذریعہ بنانا اور مارنا ناجائز ہے۔

(۴۰) مار سکتے ہیں۔

(۴۱) ایسے جانور کا حکم بھی اس جانور کا ہے جو بھڑک جائے، کما ہو مصرح فی الدر المختار[۳]۔

(۴۲) کہہ سکتے ہیں۔

---

[۱] الضرورات تبيح المحظورات ومن ثم جاز اكل الميتة عند المخمصة واساغة اللقمة بالخمر والتلفظ بكلمة الكفر للاكراه الخ، الاشباه والنظائر ص ۱۴۰/القاعدة الخامسة الضرر يزال، مطبوعه اشرفيه ديوبند، قواعدالفقه ص ۸۹/الرسالة الثالثة القواعد الفقهية، مطبوعه اشرفی ديوبند، القواعدالفقهية المحمودة ص ۵۸/الضرورات تبيح المحظورات، مطبوعه مكتبه المظاهر سيلم.

[۲] واما شرائط الذكاة فانواع منها ان يكون مسلماً ومنها التسمية حالة الزكاة عندنا عالمگيری كوئٹه ص ۲۸۵/ج۵/كتاب الذبائح، الباب الاول فی ركنه، البحر الرائق ص ۱۶۸/ ج۸/كتاب الذبائح، الدر المختار مع الشامی زكريا ص ۴۲۷، ۴۳۱/ج ۹/كتاب الذبائح.

[۳] اوتعذر ذبحه كان تردى فی بئر اوندّ اوصال حتى لوقتله المصول عليه مريدا ذكاته حل الدر المختار علی الشامی كراچی ص ۳۰۳/ج ۶/كتاب الذبائح.

(۴۳) خنزیر اور شراب کی بیع حرام ہے[1]، حلال گوشت کی فروختگی بڑھانے کا ذریعہ بنانا بھی ہے، اس لئے جائز نہیں خنزیر اور شراب کی بیع سے جو مال حاصل ہوا ہے، وہ بھی حرام ہے، اس کی دعوت قبول کرنا جائز نہیں، اس کے حلال مال سے دعوت قبول کرنا درست ہے، مگر علماء کے لئے اس سے بھی اجتناب واحتیاط چاہئے کہ عوام کے لئے مظنۂ تہمت ہے

"اهدى الى رجل شيئا او اضافه ان كان غالب ماله من الحلال فلاباس الا ان يعلم بانه حرام فان كان الغالب هو الحرام ينبغى ان لايقبل الهدية ولاياكل الطعام الا ان يخبر بانه حلال ورثه او استقرضه من رجل اھ هنديه ص[2] ۲۴۱/ج ۴/دارالحرب میں مسلم مستامن کو کفار کے ہاتھ شراب کی بیع کرنا درست ہے،" كذا فى ردالمحتار[3] جلد رابع اخر باب الربوا"

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم واحکم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۳/۷/۵۸ھ

سائل کی تسلی اور اطمینان کے لئے مفتی صاحب نے جو کچھ جوابات تحریر فرمائے ہیں اس کے بیان کردہ سوالات اور حالات کے پیش نظر کافی ہیں، لیکن چونکہ یہ سوال قانون بنانے کا ہے، اور حکومت اس کو عام طور پر لازم کرنا چاہتی ہے، اس لئے جب تک قانون کے الفاظ نہ دیکھے جائیں سائل کو ان جوابات سے اس قانون کے جواز اپر استدلال کرنا جائز نہیں، مناسب

---

[1] ~~وكذا يبطل بيع مال غير متقوم كالخمر والخنزير بالثمن، مجمع الانهر ص ۳/۱۷۸، باب~~ البيع الفاسد، دارالكتب العلمية بيروت، البحرالرائق كوئٹه ص ۶/۷۱، باب البيع الفاسد، الدرالمختار على الشامى كراچى ص ۵/۵۵، باب البيع الفاسد،

[2] عالمگیری کوئٹه ص ۵/۳۴۲، كتاب الكراهية، الباب الثانى عشر فى الهدايا والضيافات، بزازية على الهندية كوئٹه ص ۶/۳۶۰، كتاب الكراهية، الرابع فى الهدية والميراث، المحيط البرهانى ص ۸/۷۳، كتاب الكراهية، الفصل السابع عشر فى الهدايا والضيافات، مطبوعه ڈابھیل،

[3] مستأمن من اهل ديارنا مسلماً كان او ذمياً فى دارهم أومن اسلم هناک باشرمعهم من العقود التى لاتجوز فيمابيننا كالربويات وبيع الميتة جازشامى زكرياص ۴۲۲/ج۷/كتاب البيوع، آخر باب الربا، البحرالرائق كوئٹه ص ۱۳۵، ۱۳۶/ج۶/قبيل باب الحقوق، النهرالفائق ص ۴۸۰/ج۳/قبيل باب الحقوق، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت.

یہ تھا کہ قانون کی نقل بھیجی جاتی، ذکاۃ اضطراری کے لئے کسی خاص محل کی شرعاً تعیین نہیں اس لئے نمبر۱۲/کا جواب بلا قانون کے الفاظ دیکھے نہیں دیا جا سکتا۔

دوسری بات یہ بھی قابل لحاظ ہے کہ تضعیف حیوان للذبح اور ذکوٰۃ اضطراری کے فرق کو ملحوظ رکھا جائے، دونوں کے احکام علیحدہ علیحدہ ہیں اور جواب نمبر ۳۵/اور ۳۷/کا مدار اسی پر ہے۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

الجواب صحیح: عبد اللطیف غفرلہٗ مظاہر علوم سہارنپور

ٹھنڈا ہونے سے پہلے ذبیحہ کی کھال اتارنا

سوال:- جانور کو ذبح کرتے ہی فوراً ٹھنڈا ہونے سے پیشتر تو کھال کھینچتے ہیں فوراً اور ذبیحہ کے سامنے چھری تیز کرتے ہیں، ایک جانور کے سامنے دوسرا جانور ذبح کرتے ہیں یہ کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے[1]، یہ جانوروں پر ظلم ہے[2]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین غفرلہٗ دار العلوم دیوبند

---

[1] عن ابن عمران النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم امران تحدالشفاروان تواری عن البهائم، وقال اذا ذبح احدکم فلیجهز، ابن ماجه ص ۲۲۹/ابواب الذبائح، باب اذاذبحتم واحسنوا الذبح، مطبوعه اشرفی دیوبند، اعلاء السنن ص۱۳۷/۱۷، کتاب الذبائح، باب الامور التی یستحب مراعاتها، مطبوعه امدادیه مکه مکرمه، وعن صفوان بن سلیم قال کان (باقی حواشی اگلے صفحہ پر)

گائے کو ذبح کرنے سے پہلے کھال چیرنا

سوال:-اگر ذبح کرتے وقت گائے کے پہلے حلق میں سے چمڑے کو چیر دیا پھر اندر سے ذبح کیا تو یہ ذبیحہ کیسا ہے، چوں کہ ہمارے ملک ہندوستان میں گائے ممنوع ہے اس وجہ سے ایسا نہ کیا جائے، تو چمڑا دیکھ کر اور پکڑ کر مقدمہ چل سکتا ہے، اور اگر چیر دیا تو پھر زیادہ خطرہ نہیں ہے، نیز اس طریقہ سے گائے کو قربانی کے واسطے ذبح کرنا کیسا ہے، کیا وہ قربانی قبول ہوگی یا نہیں مفصل جواب سے نوازیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

ذبیحہ درست ہے مگر یہ فعل مکروہ ہے اس طریقہ میں جانور کو قدر ضرورت سے زیادہ اپنی غرض سے تکلیف دیجاتی ہے[۱] جس جانور کے ذبح پر پابندی اور قانونی خطرہ ہے اس خطرہ کو رکھنا دانشمندی نہیں قربانی حلال ہو ہی جائے گی۔

شعائر وہ احکام ہیں جن کو علی الاعلان اظہار شوکت کے طور پر کیا جائے نہ مقدمہ کے

(پچھلے صفحہ کے حواشی) عمر بن الخطابؓ ينهى ان تذبح الشاة عند الشاة، مصنف عبدالرزاق ص ۴۹۴/ ج۴/ باب الصيد و ذبحه، مطبوعه المجلس العلمى سملک، اعلاء السنن ص ۱۳۸/ ج۱۷/ كتاب الذبائح، باب الامور التى يستحب مراعاتها، مطبوعه امداديه مكه مكرمه.

[۲] و كره كل تعذيب بلافائدة مثل قطع الرأس والسلخ قبل ان تبرد الخ الدرالمختار على الشامى ص۴۲۷/ ۹، مطبوعه زكرياديوبند، كراچى ص ۲۹۶/ ج۶/ كتاب الذبائح، ملتقى الابحر على مجمع الانهر ص ۱۵۹/ ج۴/ كتاب الذبائح، مطبوعه دارالكتب العلميه بيروت، فتاوى عالمگيرى ص ۲۸۸/ ج۵/ كتاب الذبائح، الباب الاول فى ركنه الخ، مطبوعه بلوچستان بکڈپو.

[۱] والحاصل ان كل مافيه زيادة ألم لايحتاج اليه فى الذكاة مكروه كذافى الكافى (عالمگيرى ص ۲۸۸/ ۵، كتاب الذبائح، البحرالرائق كوئٹه ص ۱۷۰/ ج۸/ كتاب الذبائح، تبيين الحقائق ص ۲۹۲/ ج۵/ كتاب الذبائح، مطبوعه امداديه ملتان.

ڈر سے چھپ کر غلط طریقہ پر[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۴/۱/۸۹ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۴/۱/۸۹ھ

ذبح کرنے سے جانور کو تکلیف ہوتی ہے

سوال:-ہم ایک جانور کو ذبح کرتے ہیں پھر اس کو کھاتے ہیں کہ ہمارا مذہب یہ کہتا ہے کہ اس کو کھاؤ، تمہارے لئے جائز ہے، لیکن یہ ایک جانور کو تکلیف دینا کیوں ہے، ہمیں امید ہے کہ اطمینان بخش جواب سے نوازیں گے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جانور کو ہل میں جوتتے ہیں ایک کی ناک میں سوراخ کرتے ہیں اس سے بھی اس کو تکلیف ہوتی ہے، ایسا کیوں کرتے ہیں، بچہ پیدا ہونے سے بھی عورت کو تکلیف ہوتی ہے، اس کے اسباب سے بھی پرہیز کرنا چاہئے، اور بھی ہزار قسم کی چیزیں زندگی میں پھیلی ہوئی ہیں، جن سے تکلیف ہوتی ہے، ان سب کو بھی ترک کر دینا چاہئے، ایک ذبح کر دینے ہی سے کیوں جذبۂ رحم جوش میں آتا ہے؟ حالانکہ تحقیق یہ ہے کہ بسم اللہ اکبر پڑھ کر تیز چھری سے جانور کو ذبح کرنے سے تکلیف بہت کم ہوتی ہے، جھٹکہ کرنے سے بہت تکلیف ہوتی ہے[2]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۲/۳/۹۴ھ

---

[1] الشعائر جمع شعیرة والمراد بها ما یؤدی علی سبیل الاشتهار کصلاة الجمعة والعیدین والخطبة وجمع عرفات والمزدلفة معجم المصطلحات والالفاظ الفقهیة ص ۳۳۷/ ج ۲/ الشعائر، مطبوعه دار الفضیلة بیروت، تفسیر المنار ص ۴۳، ۴۴/ ج ۲/ سورة البقرة تحت آیت ص ۱۵۸/ مطبوعه دار الفکر بیروت، تفسیر قاسمی ص ۲/ ج ۲/ الجزء الثالث، سورة البقرة آیت ص ۱۵۸/ مطبوعه دار الفکر بیروت.

(حاشیہ نمبر ۲/ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

ذبیحہ حلال جھٹکا حرام کیوں؟

سوال:- غیر مسلم کا فرکا ایک یہ بھی اعتراض ہے کہ اہل اسلام جھٹکے کا گوشت نہیں کھاتے اور حرام سمجھتے ہیں اور جھٹکے کی صورت میں جانور کو کم تکلیف ہوتی ہے، بلکہ ایک وار میں اس کو ختم ہوجانا پڑتا ہے، اور ذبح کی صورت میں جانور اپنی جان تڑپ تڑپ کر کھودیتا ہے، اس صورت مذکورہ میں اور جھٹکے میں اگر تقابل کیا جائے تو ذبح میں تکلیف ایذا رسانی اور ظلم زیادہ ہوتا ہے، اس طرح سے کیوں ہے اس کا جواب بھی عقل کی رہنمائی میں دندان شکن جوان دیا جائے، اس قسم کے اعتراض سے مقصود اسلام کا مذاق اڑانا ہوتا ہے، لہٰذا غور کر کے جواب دیا جائے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جس جانور کو بسم اللہ اللہ اکبر پڑھ کر ذبح کیا جاتا ہے اس کو تکلیف نہیں ہوتی بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کا پاک نام سن کر اس بات سے کہ وہ اپنے پیدا کرنے والے کے نام پر ذبح کیا جارہا ہے، اتنا مسرور ومست ہوجاتا ہے کہ ذبح کی تکلیف کا احساس نہیں ہوتا، اس کے خلاف جس طرح سے بھی اس کو مارا جائے اس میں بہت اذیت وتکلیف اس کو محسوس ہوتی ہے[1]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) [2] والذبح والنحر سنة الانبياء عليهم السلام وفيهما مصالح منهاارا حة الذبيحة فانه اقرب طريق لازهاق الروح، حجة الله البالغه ج۲/ص۱۶۷/من ابواب المعيشة، الحيوانات التى لاتوكل، مطبوعه مصر.

[1] والذبح والنحرسنة الانبياء عليهم السلام وفيها مصالح منها اراحة الذبيحة فانه اقرب طريق لازهاق الروح، حجة الله البالغة ص۱۶۷/ج۲/من ابواب المعيشة،الحيوانات التى لاتوكل،مطبوعه مصر.

ملاحظہ ہواشرف الجواب ج۱/حصہ اول ص۳۷/، مسلمانوں کا جانور ذبح کرنا رحم کے خلاف ہے، مطبوعہ نوریہ دیوبند۔

باب سوم: ذبح کرنے والے کا حکم

نشہ باز قصاب کا ذبیحہ

سوال:- جاہل قصاب نشہ باز اگر مویشی ذبح کرے اور خریدار انجان گوشت خرید لے تو ذبیحہ درست ہوگا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

نشہ بازی گناہ ہے[1] تاہم اگر ہوش وحواس درست رہتے ہوئے شریعت کے مطابق ذبح کیا ہوتو وہ جانور حلال ہے اس کا گوشت لینا اور کھانا درست ہے[2]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

املاہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۱/۷/۱۴۰۰ھ

کسی ایسے شخص کا ذبیحہ جبکہ اس کا اسلام معلوم نہ ہو

سوال:- اگر کسی مسلمان شخص کی بکری کوئی آدمی ذبح کرتا ہو وہ مسلمان اس کو دیکھ لے اور یہ معلوم نہ ہوا کہ وہ ذبح کرنے والا مسلمان تھا یا نہیں یا کہ کسی اور مذہب سے تعلق

---

[1] عن ابن عمر قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم کل مسکر خمر وکل مسکر حرام، مشکوۃ ص۳۱۷/ باب بیان الخمر ووعید شار بھا، مطبوعه دارالکتاب دیوبند، مسلم شریف ص۱۶۷/۲، کتاب الاشربة، باب بیان ان کل مسکر خمر، مطبوعه اشرفی دیوبند، ترمذی شریف ص۸/۲، کتاب الاشربة،باب ماجاء فی شارب الخمر،مطبوعه اشرفی دیوبند.

[2] فتحل ذبیحتهما ولو الذابح مجنونا اوامرأة اوصبیاً یعقل التسمیة والذبح ویقدر الی قوله، لاتؤکل ذبیحة الصبی الذی لایعقل والمجنون والسکران الذی لایعقل.(شامی کراچی ص۲۹۷/۶، کتاب الذبائح، الجوهرة النیرة ص۲۲۷/ج۲/کتاب الصیدوالذبائح،مطبوعه نعمانیه دیوبند.

رکھتا تھا، اور وہ ذبح کرتے ہی بھاگ گیا تھا آیا اس آدمی کا ذبیحہ اس کے لئے کھانا جائز ہے یا کہ نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر دل گواہی دے کہ وہ مسلمان تھا اور شریعت کے مطابق ذبح کیا ہے، تو کھانا درست ہے[1] (غیر مسلم عام طور پر ذبح نہیں کرتے ہیں) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند ۶/۷/۸۵ھ

شیعہ کا ذبیحہ

سوال: - روافض کے ہاتھ کا ذبیحہ درست ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جن روافض کا عقیدہ نصوص کے خلاف ہو مثلاً قرآن پاک میں تحریف کے قائل ہوں یا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو نبی آخر الزماں مانتے ہوں، اور جبرئیل علیہ السلام کے متعلق یہ عقیدہ رکھتے ہوں کہ ان سے وحی پہنچانے میں غلطی ہوگئی، یا حضرت عائشہ صدیقہؓ پر بہتان لگاتے ہوں، وہ اسلام سے خارج ہیں[2] ان کا ذبیحہ حلال نہیں[3] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند ۲۰/۱۱/۸۸ھ

---

[1] من اشتریٰ لحما وعلم انه ذبیحة مجوسی وارادالرد فقال البائع الذابح مسلم لایردویحل اکله مع الکراهیة، البحرالرائق ص ۱۶۹/۸، کتاب الذبائح،

[2] ان الرافض ان کان ممن یعتقد الالوهیة فی علی اوان جبریل غلط فی الوحی اوکان ینکر صحبة الصدیق اویقذف السیدةالصدیقة فهو کافرلمخالفته القواطع المعلومة من الدین بالضرورة شامی زکریا ص ۱۳۵/۴، کتاب النکاح، فصل فی المحرمات، بزازیة علی الهندیة کوئٹه ص ۳۱۸/۶، کتاب الفاظ تکون اسلامااوکفرا،نوع فیما یتصل بهامما یجب اکفاره من اهل البدع، عالمگیری کوئٹه ص ۲۶۴/۲، الباب التاسع فی احکام المرتدین، منهامایتعلق بالانبیاء، (حاشیہ: ۳/ اگلے صفحہ پر)

دیوبندیوں کو خارج از اسلام کہنے والے کا ذبیحہ وقربانی

سوال:- ایک بریلوی عقائد کا آدمی جو کہ دیوبندیوں کو خارج از اسلام سمجھتا ہے، اس کے ہاتھ کا ذبیحہ کھانا جائز ہے کہ ناجائز؟ اوراس کو قربانی کے حصوں میں شریک کیا جاسکتا ہے یانہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

علمائے دیوبند کو جو شخص خارج از اسلام سمجھتا ہے نہ اس کے ہاتھ کا ذبیحہ کھایا جائے نہ اس کو قربانی کے حصوں میں شریک کیا جائے، ورنہ خود اس کی قربانی تو خراب ومردار ہو ہی جائے گی[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند ۲۶/۱۰/۹۵ھ

ذبیحۂ صبی

سوال:- اگر نابالغ لڑکا قربانی کا جانور ذبح کردے؟ تو کوئی حرج ہے؟

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) [۳] لاتحل ذبیحة غیر کتابی من وثنی ومجوسی ومرتد الخ درمختار علی الشامی زکریا ج۹/ ص ۴۳۱/کتاب الذبائح، البحر الرائق کوئٹہ ص۱۶۸ /ج۸/کتاب الذبائح، مجمع الانهر ص ۱۵۴ /ج۴/کتاب الذبائح، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت.

[۱] عن انسؓ انه قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم من صلی صلوتنا واستقبل قبلتنا واکل ذبیحتنا فذلک المسلم الذی له ذمة اللّٰه وذمة رسوله فلاتخفروا اللّٰه فی ذمته مشکوة شریف ص ۱۲/کتاب الایمان، الفصل الاول، مطبوعه دار الکتاب دیوبند، عن ابی ذرؓ انه سمع النبی صلی اللّٰه علیه وسلم یقول لایرمی رجل رجلا بالفسوق ولایرمیه بالکفر الاارتدت علیه ان لم یکن صاحبه کذالک بخاری شریف ص۸۹۳/ج۲/کتاب الادب، باب ماینهی عن السباب واللعن، مطبوعه اشرفی دیوبند، مسلم شریف ص۵۷/ج۱/کتاب الایمان، باب بیان حال من قال لاخیه المسلم یاکافر، مطبوعه رشیدیه دهلی.

الجواب حامداًومصلیاً

اگر وہ جانتا ہوتو درست ہے۔ عالمگیری، ص۹۴رج ۴ر[۱] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

دیوبندی کا ذبیحہ

سوال:- بقرعید یعنی عیدالاضحیٰ کے موقع پر میں نے چند بکرے اور چند بھینس اپنے ہاتھ سے ذبح کیا جو کہ حدیث وغیرہ میں دعائیں ہیں ان کو بھی پڑھا اور بسم اللہ اللہ اکبر پڑھ کر ذبح کیا اور میں مسلمان ہوں قریب قریب نمازیں بھی پڑھتا ہوں اور روزے بھی رکھتا ہوں، اللہ پاک اور اس کی کتاب اور اس کے رسول پر بھی عقیدہ دل سے رکھتا ہوں، میری غلطی اتنی ضرور ہے کہ میں علمائے دیوبند کی باتوں سے اتفاق کرتا ہوں اس وجہ سے میرے وہاں کے جیٹ طیارے جو کہ تازہ تازہ بریلی سے گالی بکنا سیکھ کر آئے ہیں، انہوں نے زبانی فتویٰ دیدیا کہ میرے ہاتھ کا ذبیحہ حرام ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

جو مسلمان بسم اللہ اللہ اکبر پڑھ کر ذبح کرے اس کی ذبح کی ہوئی بھینس بکری سب حلال ہے[۲]، علمائے دیوبند کا مسلک بفضلہٖ تعالیٰ قرآن پاک حدیث شریف فقہ حنفی اولیاء کرام

---

[۱] فان كان الصبي يعقل الذبح ويقدر عليه تؤكل ذبيحته الخ، عالمگيرى ص۲۸۵/ ج۵/ مطبوعه كوئٹه، كتاب الذبائح، الباب الاول، البحر الرائق كوئٹه ص۱۶۸/۸، كتاب الذبائح، الدر المختار مع الشامي زكريا ص۴۳۰/۹، كتاب الذبائح،

[۲] حل ذبيحة مسلم وكتابي وصبي وامرأة الخ، كنز الدقائق ص۴۱۶، مطبع دار الاشاعة الاسلامية كولكته، كتاب الذبائح، مجمع الانهر ص۱۵۴/۴، كتاب الذبائح، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت، عالمگيرى كوئٹه ص۲۸۵/۵، كتاب الذبائح، الباب الاول في ركنه،

کے عین مطابق ہے، اس مسلک کو صحیح نہ سمجھنے کی وجہ سے ذبیحہ کو حرام قرار دینا غلط اور عناد ہے۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۵/۸/۹۰ھ

الجواب صحیح بندہ محمد نظام الدین غفرلہٗ ۱۵/۸/۹۱ھ

کلمۂ کفر کہنے والے کا ذبیحہ

سوال:- جولوگ کفریہ کلام زبان سے نکالتے ہیں ان کے ہاتھ کا ذبیحہ کھانا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

مسلمان کی زبان سے اگر کوئی کلمہ ایسا نکلے جس سے کفر لازم آتا ہو، اور اس کے اندر تاویل کر کے کفر سے بچایا جاسکتا ہو تو کفر کا فتویٰ نہیں دیا جائیگا[۱] اور ایسے شخص کا ذبیحہ ناجائز نہیں ہوتا[۲] البتہ ایسا کلمہ کہنے سے اس کو پوری قوت کے ساتھ روکا جائے گا[۳] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۹/۱/۸۸ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۹/۱/۸۸ھ

---

[۱] والذی تحرر انہ لایفتیٰ بتکفیر مسلم أمکن حمل کلامه علی محمل حسن الخ البحر الرائق ص۱۲۵/۵، مکتبہ الماجدیه کوئٹه، کتاب السیر، باب احکام المرتدین، الدر المختار علی الشامی زکریا ص۳۶۷/۶، باب المرتد، قبیل مطلب فی حکم من ختم دین مسلم، المحیط البرهانی ص۳۹۷/۷، الفصل الثانی والاربعون فی مسائل المرتدین، النوع الاول، مطبوعه ڈابھیل،

[۲] وتحل ذبیحة مسلم وکتاب ذمی اوحربی الخ مجمع الانهر ص۱۵۴/ج۴/مکتبه دار الکتب العلمیة، اول کتاب الذبائح، البحر الرائق کوئٹه ص۱۶۸/۸، کتاب الذبائح، تبیین الحقائق ص۲۸۷/۵، کتاب الذبائح، مطبوعه امدادیه ملتان،

[۳] والاصل ان کل من ارتکب منکراً اواذی مسلما بغیر حق بقول اوفعل وجب علیه التعزیر، النهر الفائق ص۱۷۰/۳، کتاب الحدود، فصل فی التعزیر، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت، مجمع الانهر ص۳۷۴/۴، کتاب الحدود، فصل فی التعزیر، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت، سکب الانهر علی مجمع الانهر ص۳۷۴/۴، باب ایضا، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت،

عورت کا ذبیحہ

سوال:-عورت کا ذبیحہ کیسا ہے؟ اپنی قربانی کا جانور اپنے ہاتھ سے ذبح کر سکتی ہے یا نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

عورت خود اپنے جانور کی قربانی کر سکتی ہے، ذبیحہ درست ہے۔''وحل ذبیحة مسلم و کتابی وصبی و امرأة اھ'' (کنز)[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

حائضہ، نفساء، جنب کا ذبیحہ

سوال:- حائضہ اور نفساء اور جنبی کا ذبیحہ شرعاً حلال ہے یا حرام؟ بحوالہ کتب وصفحہ و مطبع تحریر ہو؟

الجواب حامداًومصلیاً

''وتحل ذبیحة مسلم ولو امرأة حائضاً او نفساء او جنباً اھ'' (سکب الانھر ص۵۰۷ /ج۲ /)[2] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] کنز ص۴۱۶، مطبع دار لاشاعة الاسلامیه کولکته، کتاب الذبائح، مجمع الانھر ص۱۵۴ / ج۴ / کتاب الذبائح، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت، الدر المختار علی الشامی زکریا ص۴۳۰ / ج۹ / کتاب الذبائح،

[2] سکب الانھر علیٰ مجمع الانھر ص۱۵۴ / ج۴، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت، کتاب الذبائح، حاشیة الطحطاوی علی الدر المختار ص۱۵۲ / ج۴ / کتاب الذبائح، مطبوعه دارالمعرفة بیروت، اعلاء السنن ص۲۰۲ / ج۱۷ / کتاب الذبائح، فوائدشتی تتعلق بابواب الذبائح، مطبوعه امدادیه مکه مکرمه،

بے وضو انڈر ویر پہن کر ذبح کرنا

سوال:- ایک شخص بلا وضو ہے انڈر ویر پہنے ہوئے ہے ایک بکری کو ذبح کرتا ہے، جب کہ وضو کے لئے پانی، پہننے کے لئے پاجامہ موجود ہے، ذبح جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ایک مسلمان جب بسم اللہ اللہ اکبر پڑھ کر بکری کو ذبح کرے تو اس کا ذبیحہ مذکورہ سوالی حالت کے ساتھ بھی حلال ہے حرام نہیں[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

بے نمازی اور نشہ کرنے والے کا ذبیحہ

سوال:-قصبہ نظام آباد میں قصائی جو بھینس وغیرہ ذبح کرتے ہیں نماز بالکل ہی نہیں پڑھتے ہیں، حتی کہ نماز جمعہ بھی کبھی نہیں ادا کرتے ہیں، تمام نشہ آور اشیاء (تاڑی، شراب، گانجہ افیم وغیرہ) کا استعمال بلا روک ٹوک کرتے ہیں، اکثر بازار کی گندی نالیوں اور سڑکوں پر نشہ کی حالت میں گرے ہوئے دکھائے دیتے ہیں، اور یہی بے نمازی اور نشہ آور اشیاء کا استعمال کرنے والے قصائی ہی بھینس ذبح کر کے گوشت بیچتے ہیں، اور عوام اسے کھاتے بھی ہیں، فحش کلامی اور جھوٹ ان کی عام زبان روزمرہ کی زندگی میں شامل ہے، ان قصائیوں کے یہاں کا گوشت کھایا جاسکتا ہے یا نہیں؟

---

[1] فَكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ بِآيَاتِهٖ مُؤْمِنِيْنَ وَمَالَكُمْ اَنْ لَاتَأْكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ (القرآن) سورہ انعام آیت نمبر ۱۱۸.

ترجمہ: سو جس جانور پر اللہ کا نام لیا جاوے اس میں سے کھاؤ اگر تم اس کے احکام پر ایمان رکھتے ہو اور تم کو کون امر اس کا باعث ہوسکتا ہے کہ تم ایسے جانور میں سے نہ کھاؤ جس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو۔

E:\F.M.Fainal\Jild-26\07-Zibah Karne Wale Ke Ahkam

(نوٹ) کبھی اپنے ہاتھ سے ہی ذبح کرتے ہیں، اور کبھی کسی دوسرے سے بھی ذبح کرالیتے ہیں مگر بوٹی اپنے ہاتھ سے ہی بناتے ہیں۔

الجواب حامداًومصلیاً

یہ حالت نہایت افسوس ناک اور موجب اذیت ہے، ان میں دینی شعور پیدا کرنے کی ضرورت ہے، اہل دین حضرات پوری توجہ فرمائیں، جب تک کوئی بات ایسی معلوم نہ ہو کہ یہ ذبیحہ غیر مسلم کا ذبیحہ ہے، یا مسلم نے ذبح کرتے وقت قصداً بسم اللہ ترک کردی ہے، یا غیر اللہ کے نام پر ذبح کیا ان کے ذبیحہ کو بھی حرام نہیں کہا جائیگا[1]، ذبح کے بعد بوٹی بنانے والا مسلم ہو یا مسلم کے سامنے غیر مسلم نے بوٹی بنائی ہو اس کو حرام قرار نہیں دیا جائے گا[2]، اگر باثر اہل اسلام ان کی اصلاح کے لئے ان سے گوشت کھانا بند کردیں کہ جب تک تم نشہ نہیں چھوڑو گے اور نماز نہیں پڑھو گے ہم تم سے گوشت نہیں خریدینگے، تا کہ وہ لوگ نشہ چھوڑ دیں اور نماز پڑھنے لگیں تو درست ہے[3]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۴۰۱/۴/۳۰ھ

---

[1] تحل ذبيحة مسلم وكتابي ذمي اوحربي لاذبيحة وثني اومجوسي اومرتدا وتارك التسمية عامداً الخ ملتقى الابحر على مجمع الانهر ص ۱۵۳/ ج ۴/ كتاب الذبائح، مطبع دار الكتب العلمية بيروت، عالمگیری کوئٹہ ص ۲۸۵/ ج ۵/ كتاب الذبائح، الباب الاول فى ركنه، تبيين الحقائق ص ۲۸۷/ ج ۵/ كتاب الذبائح، مطبوعه امداديه ملتان.

[2] ذابح کیلئے مسلمان ہونا شرط ہے ذبح کے بعد بوٹی بنانا ایک زائد چیز ہے، جس کے لئے مسلمان ہونا شرط نہیں۔
واما شرائط الذكاة فانواع منهاان يكون مسلماًاو كتابيا، عالمگیری کوئٹہ ص ۲۸۵/ ج ۵/ كتاب الذبائح، الباب الاول فى ركنه، البحر الرائق كوئٹه ص ۱۶۸/ ج ۸/ كتاب الذبائح، مجمع الانهر ص ۱۵۴/ ج ۴/ كتاب الذبائح، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت.

[3] هو دليل على وجوب هجران من ظهرت معصيته فلايسلم عليه الاان يقلع وتظهر توبته المفهم شرح المسلم ص ۹۸/ ج ۷/ مكتبه دار ابن كثير دمشق، كتاب الرقاق، باب يجهر من ظهرت معصيته، مرقاة شرح مشكوة ص ۱۶۷/ ج ۴/ باب ماينهى من التهاجر، الفصل الاول، مطبوعه بمبئى، طيبى شرح مشكوة ص ۲۴۳/ ج ۹/ باب ايضا، مطبوعه زكريا ديوبند.

کیا تارکِ صوم کا ذبیحہ حرام ہے

سوال:- ہمارے یہاں یہ مشہور ہے کہ جو شخص رمضان شریف کے روزے نہیں رکھتا اگر وہ کوئی جانور ذبح کرے گا، تو اس کا ذبیحہ حرام ہوگا، یہ مسئلہ میں نے کسی کتاب میں نہیں دیکھا، بعض علماء سے معلوم کیا، انہوں نے کہا کہ روزہ نہ رکھنے سے آدمی فاسق ہو جاتا ہے، اور فاسق کا ذبیحہ حرام ہوتا ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

روزۂ رمضان فرض قطعی ہے[1] بلا عذر شرعی اس کو ترک کرنا حرام اور گناہِ کبیرہ ہے، اس کے باوجود اس کا ذبیحہ حرام نہیں[2]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۹۲/۶/۱۷ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۹۲/۶/۱۸ھ

مشین اور یہودی کا ذبیحہ

سوال:- امریکہ میں میرے ایک بھائی زیر تعلیم ہیں وہ وہاں ذبیحہ کے گوشت کے شرعاً ہونے میں مشکوک ہیں، وہ کہتے ہیں کہ وہاں پر دو قسم کا گوشت ملتا ہے، پہلی یہ کہ مشین

---

[1] وصوم رمضان فريضة لقوله تعالىٰ كتب عليكم الصيام على كل مسلم مكلف وعلىٰ فرضيته انعقد الاجماع الخ مجمع الانهر ص ۳۴۲/ ج ۱، مكتبه دارالكتب العلمية، اول كتاب الصوم، تبيين الحقائق ص ۳۱۳/ كتاب الصوم، مطبوعه امداديه ملتان، البحر الرائق كوئٹه ص ۲۵۹/ ج ۲/ كتاب الصوم،

[2] وتحل ذبيحة مسلم وكتابى ذمى اوحربى الخ مجمع الانهر ص ۱۵۴/ ج ۴/ دارالكتب العلمية، اول كتاب الذبائح، البحر الرائق كوئٹه ص ۱۶۸/ ج ۸/ كتاب الذبائح، عالمگيرى كوئٹه ص ۲۸۵/ ج ۵/ كتاب الذبائح، الباب الاول فى ركنه.

سے جانور کی گردن ایک دم کاٹ دی جاتی ہے، اور مشین سے ہی تھوڑی دیر میں گوشت کے ٹکڑے پیک ہوجاتے ہیں، دوسری قسم کا گوشت وہاں کے یہودی کاٹتے ہیں جسے کوشہ کہتے ہیں، کہا جاتا ہے کہ یہودی جانور کے حلق میں چھری گھونپ کر ہلاک کرتے ہیں، نہ معلوم کچھ پڑھتے ہیں یا نہیں؟ ہندوستان اور دوسرے ملک کے زیادہ تر مسلمان بازار میں جو گوشت ملتا ہے، وہی کھاتے ہیں، صرف گنتی کے چند ہیں جو کوشہ کو حلال یا ذبیحہ کا بدل سمجھ کر کھاتے ہیں، امید ہے کہ مندرجہ بالا مسئلہ پر روشنی ڈال کر ممنون فرمائیں گے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

مشین کا ذبیحہ تو ظاہر ہے کہ شرعی ذبیحہ نہیں[1] یہودی اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پیغمبر اور تورات کو آسمانی کتاب مانتے ہیں، اور جانور ذبح کرتے وقت اللہ کا نام لے کر ذبح کرتے ہیں کسی اور کا نام لے کر مثلاً حضرت عزیر علیہ السلام کا نام لے کر ذبح نہیں کرتے ہیں، تو اس میں شرعاً گنجائش ہے۔[2]

تنبیہ: آج کل کثرت تو ایسے لوگوں کی ہے، جو صرف قومی حیثیت سے یہودی ہیں نہ وہ تورات کو خدا کی کتاب تسلیم کرتے ہیں، نہ پیغمبر پر ایمان رکھتے نہ مذہب کے قائل ہیں، نہ خدا

---

[1] چونکہ مشینوں کے ذریعہ ذبح کرنے کے مختلف ملکوں اور مختلف شہروں میں مختلف طریقے رائج ہیں، اسلئے قاعدہ کلیہ کے طور پر اتنا سمجھ لینا ضروری ہے کہ مشینی ذبیحہ میں اگر اسلامی ذبیحہ کے ارکان وشرائط پورے ہوجاتے ہوں، مثلاً تیز دھار چھری کے بٹن کو دبانے والا مسلمان ذبح کرنے کی نیت سے ذبح کرتے وقت بسم اللہ اللہ اکبر پڑھتا ہوا اور چاروں رگیں حلقوم مری اور ودجین کٹ جاتی ہوں وغیرہ تو اس صورت میں ذبیحہ حلال ہوگا، ورنہ حرام ہوگا ملاحظہ ہو: جواہر الفقہ ص۴۱۵/ج۲/اسلامی ذبیحہ، مشینی ذبیحہ، مطبوعہ مکتبہ تفسیر القرآن دیوبند، منتخبات نظام الفتاویٰ ص۳۶۹/ج۱/کتاب الحظر والاباحۃ، کیا مشینی ذبیحہ حلال ہے، مطبوعہ اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا، نظام الفتاویٰ ص۳۴/ج۱/ذبیحہ مشینی کا حکم، نظام الفتاوی ص۲۴۰/ج۱/مشینی ذبیحہ کا حکم، مطبوعہ اصلاحی کتب خانہ دیوبند۔

[2] وحل ذبيحة مسلم وكتابي ويشترط ان لايذكر فيه غير الله تعالىٰ حتى لو ذكر الكتابي المسيح اوعزيراً لايحل البحر الرائق كوئٹه ص۱۶۸/۸، كتاب الذبائح، عناية على فتح القدير ص۴۸۷/ج۹/ كتاب الذبائح، مطبوعه دارالفكر بيروت، الدرالمختار مع الشامي زكريا ص۴۲۷، ۴۲۸/ ج۹/ كتاب الذبائح،

کو مانتے ہیں، بلکہ دہریئے ہیں[۱]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲/۹/۸۵ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۶/۹/۸۵ھ

ذبیحۂ یہود

سوال:- یہودیوں کے مذبوح بچھڑے کی رینٹ سے بنی ہوئی پنیر مسلمان کھا سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جو قوم کسی نبی کی نبوت پر ایمان رکھے اور کسی کتاب سماوی کے تسلیم کرنے کی مقر و مدعی ہو اس کے ذبیحہ کو استعمال کرنے کی گنجائش ہے جبکہ وہ ذبیحہ کے وقت غیر اللہ کا نام نہ لے[۱]، اگر ذبیحۂ مسلم میسر آجائے تو وہ بہرحال مقدم ہے[۲]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۷/۶/۸۹ھ

---

[۱] جواهر الفقة ص ۳۹۴، ۳۹۵/ ج ۲/ اسلامی ذبیحه، صرف نام کے یہودی، نصرانی بحقیقت دھریئے اس میں داخل نہیں۔ مطبوعہ مکتبہ تفسیر القرآن دیوبند۔

[۱] وشرط کون الذابح مسلماً الیٰ قوله او کتابیاً ذمیا وحربیاً الااذسمع منه عندالذبح ذکر المسیح وقال الشامی (تحت ذبیحة غیر کتابی) والکتابی من یؤمن بنبی ویقر بکتاب، درمختار علیٰ الشامی ص ۴۲۸/ ج ۹، مطبع زکریادیوبند، کتاب الذبائح، سکب الانهرمع مجمع الانهر ص ۱۵۴/ ج ۴/ کتاب الذبائح، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت، تبیین الحقائق ص ۲۸۷/ ج ۵/ کتاب الذبائح، مطبوعه امدادیه ملتان،

[۲] والاولیٰ ان لایأکل ذبیحتهم ولایتزوج منهم الا للضرورة شامی ص ۴۳۰/ ج ۹، مطبع زکریا دیوبند، کتاب الذبائح، فتح القدیر ص ۲۲۹/ ج ۳/ کتاب النکاح، فصل فی المحرمات، مطبوعه دارالفکر بیروت، مجمع الانهر ص ۴۸۲/ ج ۱/ کتاب النکاح، باب المحرمات، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت،

ذبیحۂ یہود

سوال:-لندن میں انگریزی دوکانوں پر بغیر ذبح کئے ہوئے گوشت بکتا ہے، میں نے سنا ہے کہ امریکہ اور خصوصاً شکاگو اور نیویارک میں یہودی اپنے طریقہ پر جانور ذبح کرتے ہیں، اور اسی قسم کے گوشت کو کوشہ میٹ کہتے ہیں، کیا یہ کوشہ میٹ مسلمان کے لئے کھانا جائز ہے یا نہیں؟ میرا تعلق اہل سنت والجماعت سے ہے براہِ کرم میرے لئے حکم صادر فرمادیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

بہتر صورت یہ ہے کہ آپ خود مرغ وغیرہ ذبح کرکے پکوالیا کریں، اگر یہ صورت ممکن نہ ہو اور تحقیق ہوجائے، یہودی ذبح کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ کسی اور کا نام نہیں لیتے تو ان کا ذبیحہ بھی درست ہے[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۳/۲/۸۹ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین دارالعلوم دیوبند ۲۴/۳/۸۹ھ

اہل عرب کا ذبیحہ

سوال:-سعودی عرب میں کھانے پینے کی زیادہ تر اشیاء باہر ملک سے آتی ہیں، جس میں مثلاً گوشت مچھلی مرغا وغیرہ لہٰذا ہم گوشت اور مرغا وغیرہ سے مطمئن نہیں کہ نہ معلوم یہ حلال کیا ہوا ہوتا ہے یا اسی طرح کاٹ کر پیکنگ کردیتے ہیں، یہ بتائیے کہ یہ کھانا جائز ہے یا نہیں؟

---

[1] انما تو كل ذبيحة الكتابى اذالم يشهدذبحه ولم يسمع منه شى اوشهدوسمع منه تسمية الله تعالىٰ وحده،(عالمگیری ص ۲۸۵/ج۵/كتاب الذبائح، مجمع الانهر ص ۱۵۴/ج۴/كتاب الذبائح،مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت،البحرالرائق كوئٹه ص ۱۶۸/ج۸/كتاب الذبائح،

الجواب حامداً ومصلیاً

جب آپ مطمئن نہیں تو آپ نہ کھائیں[1]، کون آپ کو مجبور کرتا ہے جو لوگ مطمئن ہیں کہ یہ شرعی ذبیحہ ہے وہ کھاتے ہیں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۱/۷/۱۴۰۱ھ

اہل کتاب کا ذبیحہ

سوال:- اہل کتاب کے ذبیحہ کا کھانا مسلمان کے لئے مغرب ممالک میں جائز ہے بعض اس کو ناجائز سمجھتے ہیں، اس لئے کہ یہ اپنے ادیان صحیحہ پر نہیں ہیں، لیکن یہ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بھی ادیان صحیح پر نہیں تھے، اوراسی وقت اس کے ذبیحہ کو جائز قرار دیا گیا تھا، بعض اس لئے ناجائز کہتے ہیں کہ ان کے ذبح کرنے کا طریقہ وہ نہیں جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تھا، لیکن قرآن میں اس کی کوئی تصریح نہیں کرتے ہیں، بعض اس لئے جائز سمجھتے ہیں کہ آجکل یہ لوگ اس طرح ذبح کرتے ہیں کہ اس سے خون نہیں بہنے دیتے ہیں، اس لئے یہ مخنوقہ یا موقوذہ ہے نہ کہ ذبیحہ۔

یورپ اور امریکہ میں بے شمار مسلمان ایسے ہیں جو گوشت کھانے سے پرہیز کرتے ہیں، ناجائز سمجھ کر یا احتیاط کے طور پر لیکن اکثریت ان لوگوں کی ہے جو ان علماء کے فتوؤں پر عمل کر کے کھاتے ہیں، جو اسے حلال سمجھتے ہیں، اور اس کو رخصت کا درجہ دیتے ہیں، بعض وہ ہیں جو یہود کا ذبح کیا ہوا گوشت کھاتے ہیں، اس لئے کہ وہ اب تک اپنے پرانے طریقے پر ذبح کر رہے ہیں، لیکن ان کا گوشت ویسے بھی مہنگا ہوتا ہے، اور کبھی تو ایسے قصائی ہوتے ہیں

---

[1] عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ حَفِظْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ دَعْ مَا يُرِيبُكَ اِلٰى مَا يُرِيبُكَ الحديث، مشکوٰۃ شریف ص ۲۴۲/ باب الکسب وطلب الحلال، مطبوعہ یاسر ندیم دیوبند، مسند احمد ص ۲۰۰/ ج ۱/ حدیث الحسن بن علی رضی اللّٰہ عنہما، مطبوعہ دارالفکر بیروت، نسائی شریف ص ۲۸۵/ ج ۲/ کتاب الاشربة، الحث علی ترک الشبہات، مطبوعہ فیصل دیوبند.

کہ جب وہ جان لیتے ہیں کہ یہ مسلمان ہے تو اسے اور مہنگا دیتے ہیں، یہ خلاصہ ہے اس استفتاء کا جو جنیوا، وسوئزر لینڈ کے اسلامک سینٹر سے شائع ہونے والے رسالے ''اسلون'' میں عربی میں چھپا ہے جلد نمبر ۸/ عدد ۹/۱۰/ جلد وعدد ا/ تا ۳/ میں اس کے جواب میں کئی حضرات نے تفصیلات لکھی ہیں، ان کا ملخص، درج ذیل ہے۔

(۱) ''الاستاذ الشیخ عبدالله القلیل مفتی الاردن'' انہوں نے جائز قرار دیا ہے، دلائل یہ ہیں، اہل کتاب سے وہ اہل کتاب مراد ہیں جو ادیان صحیح پر تھے، اس لئے کہ نزول آیت '' وَطَعَامُ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتَابَ حِلٌّ لَّکُمْ'' کے وقت کوئی بھی اہل کتاب میں سے اپنے دین صحیح پر نہیں تھا، تو پھر یہ آیت کیوں نازل ہوئی، اور اگر مراد لیا جائے کہ وہ جو دین صحیح پر ہوں تو وہ مسلمان ہو جائیں گے، اس لئے کہ اس کا دین صحیح تو یہی ہے کہ نبی کریم ﷺ پر ایمان لائیں، اور اسی آیت میں ''وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتَابَ'' ہے اور اس کے متعلق علماء کا متفقہ فتویٰ ہے کہ ان کے ساتھ نکاح جائز ہے، اب اس طرح چوں کہ آیت میں طعام مطلق ہے اس لئے خاص قسم کے ذبح کی قید لگانی بھی درست نہیں، اس لئے جو بھی ان کا طعام ہے وہ جائز ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ کو علم تھا کہ ایک زمانہ میں ان کے ذبح کا طریقہ بدل جائے گا، اگر خاص ذبح مراد ہوتا تو اس کی تصریح ہوتی (خلاصہ اسلون سوم صفر، ۱۳۸۴ھ جولائی ص ۹۶۲/ تا ۹۶۷/۔

(۲) ''الشیخ ابی بکر محموغمو قاضی القضاۃ نائیجریا'' جائز قرار دیتے ہیں دلائل۔

(۱) اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لئے چند چیزیں حرام قرار دیں ''حُرِّمَتْ عَلَیْکُمُ الْمَیْتَۃُ (الٰی قولہ) فَاِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ'' ''اَلْیَوْمَ اُحِلَّ لَکُمُ الطَّیِّبَاتُ، وَطَعَامُ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتَابَ حِلٌّ لَّکُمْ'' پہلی آیت کی رو سے چند اقسام کا گوشت ہم پر حرام کیا گیا اس کی حرمت کو نظر انداز کرنا بلا ضرورت جائز نہیں ہے۔

دوسری آیت میں ہمارے لئے طیبات کو حلال قرار دیا گیا ہے اور اس پر "وَطَعَامُ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتَابَ" حکم کو عطف کیا اس سے معلوم ہوا کہ ان کا طعام یوں تو طیبات میں سے نہیں لیکن آسانی پیدا کرنے کے لئے اسے ہمارے لئے حلال قرار دیا گیا، اس لئے ضروری نہیں ہے کہ توہمات کی وجہ سے ہم اس کی تحقیق وتفتیش کریں، اور اللہ کی دی ہوئی آسانی میں اپنے لئے مشکلات پیدا کریں۔

(۲) یہ قرآن کے معجزات میں سے ہے کہ اس نے مسلمانوں کے آئندہ مشکلات کو سامنے رکھا ہے، اس وجہ سے جہاں کفار سے ہمیں متنبہ کیا ہے وہاں ان کے ساتھ ازدواجی تعلقات اور ان کے طعام کو ہمارے لئے جائز قرار دیا گیا ہے، مسلمان مجبور ہوں گے، اس لئے طعام کو دونوں جانب سے حلال قرار دیا گیا ہے، "وَطَعَامُ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتَابَ حِلٌّ لَّکُمْ وَطَعَامُکُمْ حِلٌّ لَّهُمْ"، لیکن عورتوں کا سفر کرنا ضروری نہیں تھا، اس لئے کہ نکاح کو کافر شوہر کے ساتھ ناجائز قرار دیا ہے، آخر میں وہ کہتے ہیں "وفی الجملة فقدظهر مماتقدم ان طعام اهل الکتاب احل للمسلمین للضرورة التی منهم فی عدم تناوله توسیعا ورحمة بهم من اللّٰه الکریم لانه من الطیبات ولالانه یوافق الذکاة الشرعیة فی الاسلام حجة الخ"۔

(۳) الاستاذ الشیخ محمد جواد العقیلی رئیس المجلس العلمی وعمید کلیة الشرعیة بجامعة القروبی" ان کی ابتداء یہ ہے کہ "اکل المسلم کان فی دیار الغرب اوغیرها ذبائح اهل الکتاب الموجودین الآن یهوداکانوا اونصاریٰ هوحلال طیب (دلائل وطعام الذین اوتوا الکتاب حل لکم روی ابن جریر وابن المنذر وابن ابی الحاکم والنجاس والبیهقی فی سننهٖ عن ابن عباسؓ فی قوله وطعام الذین اوتوا الکتاب حل لکم قال طعامهم ذبائحهم واکل النبی من الشاة المسمومة التی احلتها الیهودیة" آخر میں وہ لکھتے ہیں "نعم ماا کلوه علی غیر وجه الذکوٰة کالمنخنق فانه لایحل للمسلمین اکله اذهو میتة المسلمین" اور بھی کئی علماء سے دریافت کیا ہے اور یہ

سلسلہ ابھی جاری رہے گا، میں آپ کے فتویٰ کی نقل بھی عربی میں ان کو ان شاء اللہ اور اگر آپ نے اس کا جواب عربی میں ہی دیدیا تو اس کی نقل بلکہ اس کی فوٹو کاپی ان کو بھیج دوں گا جو ان مسلمانوں کی رہنمائی کردے گا، جو امام ابوحنیفہؒ کے پیرو ہیں، یہاں ان ممالک میں جانور ذبح کرتے ہیں عیسائی اکثر بجلی کی مشینوں سے بھی گردن کاٹ لیتے ہیں، کبھی سر پر ٹو کا مار کر قتل کر دیتے ہیں، ہر صورت میں خون بہانے کو وہ شرط قرار نہیں دیتے ہیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب حامداً ومصلیاً

(سئل) فی ذبیحة الذمی الکتابی هل تحل مطلقاً ام لا (الجواب) تحل ذبیحة الکتابی لان من شرطها کون الذابح صاحب ملة التوحید حقیقة کالمسلم اودعویٰ کالکتابی ولانه مومن بکتاب من کتب اللّٰه تعالیٰ وتحل مناکحته فصار کالمسلم فی ذٰلک ولافرق فی الکتابی بین ان یکون ذمیا یهودیا اونصرانیاحربیا اوعربیاً اوتغلبیاً لاطلاق قوله تعالیٰ وطعام الذین اوتوالکتاب حل لکم والمرادبطعامهم مذکاهم،قال البخاری فی صحیحه قال ابن عباس طعامهم ذکاتهم ولان مطلق الطعام غیرالمذکی یحل ای کافرکان بالاجماع فوجب تخصیصه بالمذکی وهذااذالم یسمع من اهل الکتاب انه سمی غیر اللّٰه تعالیٰ کالمسیح والعزیر وامالوسمع فلاتحل ذبیحته لقوله تعالیٰ وَمَا اُهِلَّ لِغَیْرِ اللّٰهِ بِهٖ وهوکالمسلم فی ذٰلک وهل یشترط فی الیهود ان یکون اسرائیلیا وفی النصرانی ان لایعتقد ان المسیح الٰه مقتضی اطلاق الهدایه وغیرها عدم الاشتراط وبه افتی الجد" "فی الاسرائیلی وشرط فی المستصفی لحل مناکحتهم عدم اعتقادالنصرانی ذٰلک وکذٰلک فی المبسوط فانه قال ویجب ان لایأکلوا ذبائح اهل الکتاب ان اعتقدوا ان المسیح اله وان عزیر اله ولاتزوجوا نساء هم لکن فی مبسوط شمس الائمة وتحل ذبیحة النصرانی مطلقاً سواء قال ثالث ثلاثة او لا ومقتضی الدلائل الجواز،کما ذکرهٗ التمرتاشی فی فتاواه والاولیٰ ان لایاکل

E:\F.M.Fainal\Jild-26\07-Zibah Karne Wale Ke Ahkam

ذبیحتھم ولا یتزوج منھم الا لضرورۃ کماحققہ الکمال ابن الھمام" "والحمد للّٰہ علیٰ دین الاسلام والصلوٰۃ والسلام علیٰ محمد سیدالانام اھ تنقیح الفتاویٰ الحامدیۃص ۲۳۸/ج ۲[1] وایضاً صرح بحل ذبیحۃ اھل الکتاب فقیہ الحنفیۃ ابو بکر ابن مسعود الکاسانی فی بدائع الصنائع[2] ص ۴۳/ج۵/ومن اللازم ان یذبح بانھارالدم بحیث تقطع عروق الذبح وھو المری والحلقوم والودجان واما اذمات الحیوان قبل قطع العروق فلا سبیل الی حلہ"[3] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] تنقیح الفتاوی الحامدیۃ ص۲۳۸/ج۲/کتاب الذبائح، شامی زکریا ج۹/ص ۴۳۰/کتاب الذبائح، اعلاء السنن ص۸۷، ۹۱/ج۱۷/ کتاب الذبائح، باب ذبیحۃ اھل الکتاب،مطبوعہ امدادیہ مکہ مکرمہ.

[2] واما شرائط رکن فانواع منھا ان یکون مسلمااو کتابیا وتوکل ذبیحۃ اھل الکتاب لقولہ تعالی وطعام الذین اوتوا الکتاب حل لکم والمرادمنہ ذبائحھم اذلولم یکن المراد ذلک لم یکن للتخصیص باھل الکتاب معنی الخ بدائع الصنائع کراچی ص۴۵/ج۵/کتاب الذبائح والصید، فصل واما بیان شرط حل الاکل فی الحیوان،فتح القدیر ص۴۸۷/ج۹/کتاب الذبائح،مطبوعہ دارالفکر بیروت.

[3] وان ضربھا من القفا فان مات قبل القطع بان ضرب علی التأنی والتوقف لاتؤکل لانھا ماتت قبل الذکاۃ فکانت میتۃ وان قطع العروق قبل موتہ تؤکل (بدائع ج۴/ص۱۵۸/کتاب الذبائح، بیان شرط حل أکل الماکول، زکریا دیوبند، البحرالرائق کوئٹہ ص۱۷۰/ج۸/کتاب الذبائح، مجمع الانھرص۱۵۷/ج۴/کتاب الذبائح،مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت.

ترجمہ جواب: کتابی کا ذبیحہ حلال ہے اس لئے کہ ذبیحہ کے حلال ہونے کی شرط یہ ہے ذبح کرنے والا یا توحقیقۃً ملت توحید والا ہو، جیسے کہ مسلمان یادعویٰ کے اعتبار سے ملت توحید والا ہو جیسے کہ کتابی اور دوسری وجہ یہ ہے کہ وہ اللہ کی کتابوں میں سے کسی پر ایمان رکھتا ہے،اوراس کے ساتھ نکاح کرنا بھی حلال ہے،اوراس کا حکم ذبح کے مسئلہ میں مسلمان کی طرح ہوگا،اب کتابی عام ہے خواہ وہ ذمی ہو یہودی ہو، یانصرانی،حربی ہو، یاعربی، یاتغلبی اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا قول" وَطَعَامُ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتَابَ حِلٌّ لَّکُمْ" یہ مطلق ہے،اورآیت میں (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر دیکھئے)

اہل کتاب کا ذبیحہ

سوال:- امریکہ میں حلال گوشت نہیں ملتا بلکہ مشین کے ذریعہ کاٹا جاتا ہے، اور تیار کیا جاتا ہے، میرا گزارہ پھل وغیرہ پر ہے، کافی احتیاط کرتا ہوں، بلکہ بھوکا رہ جاتا ہوں، امریکہ میں یہود کافی تعداد میں آباد ہیں، یہ لوگ سور بھی نہیں کھاتے، ان کے نزدیک ذبح کا

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) اہل کتاب کے طعام سے مراد ذبیحہ ہے، امام بخاری نے اپنی صحیح میں فرمایا کہ ابن عباسؓ نے فرمایا کہ ان کے طعام سے مراد ان کا ذبیحہ ہے، اس وجہ سے بھی کہ مطلق غیر ذبیحہ کھانا بالاجماع حلال ہے، خواہ وہ کسی بھی کافر کا ہو تو آیت کے اندر اہل کتاب کے طعام کو ذبیح کے ساتھ خاص کرنا ضروری ہوا لیکن واضح رہے کہ اہل کتاب کا ذبیحہ اس وقت حلال ہے کہ جب اہل کتاب کے بارے میں یہ بات نہ سنی گئی ہو، کہ وہ ذبیحہ پر غیر اللہ مثلاً مسیح اور عزیر کا نام لیتے ہوں، اور اگر یہ بات اہل کتاب کے بارے میں سنی گئی کہ وہ ذبیحہ پر غیر اللہ کا نام لیتے ہیں، تو پھر ان کا ذبیحہ حلال نہیں، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے کلام پاک میں ارشاد فرمایا "وما اهل بغير الله به" اس صورت میں وہ مسلمان کی طرح ہو جائے گا۔

اب سوال یہ ہے کہ یہودی کے ذبیحہ کے حلال ہونے کے لئے ضروری ہے کہ وہ اسرائیلی ہو، اور نصرانی کے ذبیحہ کے حلال ہونے کے لئے شرط ہے کہ وہ یہ اعتقاد نہ رکھے کہ عیسیٰ مسیح اللہ ہیں، تو جواب یہ ہے کہ ہدایہ وغیرہ کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کوئی ضروری نہیں کہ یہودی اسرائیلی ہو، اور نصرانی اس بات کا اعتقاد نہ رکھے کہ عیسیٰ مسیح اللہ ہیں، اس پر فتویٰ ہے۔

نصرانیوں سے نکاح کے حلال ہونے کیلئے مستصفی میں یہ شرط ہے کہ نصرانی اس بات کا اعتقاد نہ رکھے کہ عیسیٰ مسیح اللہ ہیں، مبسوط میں بھی اسی طرح منقول ہے، چنانچہ صاحب مبسوط نے فرمایا کہ یہ بات ضروری ہے کہ اگر نصرانی اس بات کا اعتقاد رکھیں کہ مسیح اللہ ہیں اور عزیر اللہ ہیں، نہ تو اہل کتاب کا ذبیحہ کھائیں اور نہ ان کی عورتوں سے شادی کریں، لیکن مبسوط شمس الائمہ میں ہے کہ نصرانی کا ذبیحہ مطلق حلال ہے، خواہ وہ یہ کہے کہ عیسیٰ تین خدا میں کے تیسرے ہیں یا نہ کہے، اور دلائل کا تقاضہ بھی ہے کہ نصرانی کا ذبیحہ مطلقاً حلال ہو جیسا کہ تمرتاشی نے اپنے فتاویٰ میں یہ بات ذکر کی ہے کہ بہتر یہ ہے کہ ان کا ذبیحہ نہ کھائے، اور نہ ان کی عورتوں سے نکاح کرے ہاں ضرورت کے وقت میں ان کا ذبیحہ کھانے اور ان کی عورتوں سے نکاح کرنے کی اجازت ہے، علامہ کمال ابن الہمام نے بھی ایسا ہی ذکر کیا ہے، اور ذبیحہ کے حلال ہونے کے لئے یہ شرط ہے کہ ذبح کرنے میں خون بہہ جائے، جس کی شکل یہ ہے کہ چاروں رگیں کٹ جائیں، اور وہ ہیں مری، حلقوم، ودجین، اور اگر جانور رگوں کے کٹنے سے پہلے ہی مر گیا تو اسکے حلال ہونے کا کوئی راستہ نہیں۔

طریقہ یہ ہے کہ یہ لوگ اپنے مذہب کے مطابق کچھ پڑھ کر مشین کے اندر دیدیتے ہیں، اور مشین جانور کو ذبح کرتی ہے، اس حالت میں یہ ذبیحہ کھا سکتا ہوں یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ایسی مجبوری کی حالت میں آپ کے لئے وہاں گنجائش ہے کہ اہل کتاب (یہودی یا نصرانی) کا ذبیحہ استعمال کرلیں بشرطیکہ یہ ثابت نہ ہوکہ وہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کا نام لے کر ذبح کرتے ہیں، اور یہ ثابت ہو کہ مشین کو حرکت دینے سے ذبح کی رگیں دھاردار آلہ سے کٹ جاتی ہے تب جان نکلتی ہے، نیز مشین کو حرکت دیتے وقت وہ اللہ کا نام لیتے ہیں[1]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۶/۱/۹۳ھ

عرب ممالک میں ڈبوں کا گوشت

سوال:- خلیج کے عرب ملکوں میں یورپ، آسٹریلیا اور امریکہ جیسے ملکوں سے بکسوں اور ڈبوں میں بند ثلاجوں میں فریز کیا ہوا گوشت اور مرغیاں ملتی ہیں، جس کے بکسوں پر مذبوح علی الطریقۃ الاسلامیۃ لکھا ہوا ہوتا ہے، کیا یہ مرغیاں اور گوشت کا کھانا شرعی طور پر جائز ہے؟ یاد رہے کہ یہ چیزیں کفار اور نصاریٰ کے ملکوں سے آتی ہیں، اور کسی مسلمان فارم کی ہے یا غیر مسلموں کے فارم کی ہے یہ کچھ لکھا ہوا نہیں ہوتا، پہلے پرہیز کرتا رہا، مگر اب کھانا کمپنی کی طرف سے ملتا ہے، اس لئے مجبوراً کھاتا ہوں مگر دل نہیں مانتا؟

---

[1] ذبیحة المسلم والكتابي حلال اذكان يعقل التسمية والذبيحة ويضبط واما اذاكان لايضبط ولايعقل التسمية فالذبيحة لاتحل لان التسمية على الذبيحة شرط بالنص هدايه ص ۴/۴۳۴، وانما تحل ذبيحته اذا لم يذكر وقت الذبح اسم عزير والمسيح عناية على فتح القدير ص ۴۸۷، ج ۹، كتاب الذبائح، مطبوعه دارالفكر بيروت، البحرالرائق كوئٹه ص ۱۶۸/۸/ كتاب الذبائح، مجمع الانهر ص ۱۵۴/ج ۴/كتاب الذبائح، مطبوعه دارالكتب العلميه بيروت،

الجواب حامداً ومصلیاً

آپ اس سے پرہیز کرتے رہیں تو اعلیٰ بات ہے اس لئے کہ غیر مسلموں کے ہاتھوں میں یہ چیز پہنچتی ہے جن کی خبر دیانات میں قبول نہیں[1]، مگر بلا تحقیق کے حرام کہنا بھی دشوار ہے۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۲/۴/۱۴۰۱ھ

---

[1] ولایقبل قول الکافر فی الدیانات الخ عالمگیری ص ۳۰۸/ ج ۵/ مطبع کوئٹہ، کتاب الکراھیۃ، الباب الاول فی العمل بخبر الواحد، البحر الرائق کوئٹہ ص ۱۸۶/ ج ۸/ کتاب الکراھیۃ، فصل فی الاکل والشرب، تبیین الحقائق ص ۱۲/ ج ۶/ کتاب الکراھیۃ، فصل فی الاکل والشرب، مطبوعہ امدادیہ ملتان،

باب چہارم: ذبح صحیح اور غیر صحیح

مرنے کے بعد چھری پھیرنے سے مرغ حلال نہیں ہوتا

سوال:- موضع شہر واسہ میں ایک شخص (مسلمان) کے یہاں مرغیاں پلی ہیں، ابھی چند دن ہوئے ایک کتے نے اس شخص کے ایک مرغ کو پکڑ لیا، اس شخص نے بڑی جدو جہد کے بعد مرغے کو مردہ حالت میں چھڑایا، دیکھنے والوں نے دیکھا کہ مرغا مر چکا تھا، مگر شخص مذکور نے مردہ مرغ پر چھری پھیر دی، اور کہتا رہا کہ مرغا پھڑک رہا تھا، مگر لوگوں نے اس کو مردہ قرار دیا، تو مان گیا، ساتھ ہی اُسے مرغا کھانے کو منع بھی کیا گیا، اس شخص نے مرغا پکوا کر کھا لیا، از روئے شریعت ارشاد فرمائیں کہ مسلمانان موضع ایسے شخص کو کیا سزا دے سکتے ہیں، یا اس کے خلاف کیا عمل کیا جائے، جس سے دوسرے مسلمان بھی عبرت حاصل کریں، اور حرام غذا سے گریز کریں، شخص مذکور نے جان بوجھ کر مردہ مرغا کھایا۔

الجواب حامداً ومصلیاً

جو مرغ مر چکا ہو، جان نکل گئی ہو، اس پر چھری پھیرنے سے وہ حلال نہیں ہوگا، بلکہ وہ مردار ہی رہے گا، اس کا کھانا بالکل حرام ہے، جس نے اس کو کھایا اس نے قرآن کریم کے خلاف کیا[1] جس سے وہ سخت گنہگار رہوا، اس کو اپنی غلطی پر نادم ہو کر توبہ واستغفار لازم ہے[2]، اور وہ

---

[1] حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ الاية سورة المائده آيت نمبر ۳.

ترجمہ: تم پر حرام کئے گئے ہیں، مردار اور خون الخ (از بیان القرآن)

[2] وَمَنْ يَعْمَلْ سُوءً اَوْيَظْلِمْ نَفْسَهُ ثُمَّ يَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْراً رَحِيْماً. سورہ نساء آیت ۱۱۰.

ترجمہ: اور جو شخص برائی کرے یا اپنی جان کا ضرر کرے پھر اللہ سے معافی چاہے تو وہ اللہ تعالیٰ کو بڑی مغفرت والا بڑی رحمت والا پاوے گا۔ (از بیان القرآن)

مردار کھانے کا عادی ہو تو مسلمانوں کو اس سے اور اس کے گھر کا کھانا کھانے سے پورا پرہیز لازم ہے[۱]، کیا بعید ہے کہ وہ حرام چیز دوسروں کو بھی کھلا دے۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۱/۱۰/۹۱ھ

جس جانور کے دو ٹکڑے ہو جائیں اس کا ذبح کرنا

سوال:- اگر کوئی جانور ریل میں کٹ جائے یا مثلاً کوئی دھاردار چیز پھینک کر مارنے میں مرغ کی گردن کٹ جائے، یا ہرن کٹ کر دو ٹکڑے ہو جائے، اور دونوں ٹکڑے تڑپتے ہوں، تو یہ ذبح ہوسکتا ہے یا نہیں، اگر ذبح ہو تو کس طریق پر اور دونوں حصے حلال ہوں گے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر کسی جانور کے ریل سے دو ٹکڑے ہو جائیں تو سر والے ٹکڑے کو گردن پر طریق معروفہ سے ذبح کر لیا جاوے وہ حلال ہوگا، اور دوسرا حصہ حرام ہوا[۲]، اگر دھاردار چیز کے ذریعہ سے مرغ ہرن وغیرہ کی ذبح کی گئی رگیں کٹیں اور ساتھ میں گردن بھی تمام کٹ گئی اس کا کھانا درست ہے، اگرچہ اس طرح کاٹنا مکروہ ہے، ''ومن بلغ بالسكين النخاع اوقطع الرأس

---

۱ هو دليل على وجوب هجران من ظهرت معصيته فلايسلم عليه الاان يقلع اوتظهر توبته المفهم شرح مسلم ص ۹۸/ ج۷/ كتاب الرقاق، باب يهجر من ظهرت معصيته، مرقاة شرح مشكوة ص ۱۶۷/ ج۴/ باب ماينهى عنه من التهاجر، الفصل الاول، مطبوعه بمبئى، طيبى شرح مشكوة ص ۲۴۳/ ج۹/ باب ايضا، مطبوعه زكريا ديوبند.

۲ لوانتزع الذئب رأس الشاة وهى حية تحل بالذبح بين اللبة واللحيين قطع الذئب من الية الشاة قطعة لايؤكل المبان عالمگيرى كوئٹه ص ۲۹۱/ ج۵/ كتاب الذبائح، الباب الثالث فى المتفرقات، شامى زكرياص ۴۴۷/ ج۹/ كتاب الذبائح، بزازية على الهندية كوئٹه ص ۳۰۸/ ج۶/ كتاب الذبائح، الثانى فى التسمية.

کره لهٗ ذٰلک وتوکل ذبیحته هدایه[1] ص ۴۳۶ / ج ۴ / ۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

شیر کی زخمی کی ہوئی بکری کو ذبح کر کے کھانا

سوال:-شیر کی زخمی کی ہوئی بھیڑ بکری ذبح کرنے کے بعد کھانی جائز ہے یا نہیں، کیونکہ شرح انواع میں لکھا ہے کہ چالیس دن کے اندر اگر زخمی شدہ جانور ذبح کر دیا وہ کھانا جائز نہیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

شیر کی زخمی کی ہوئی زندہ بھیڑ بکری کو ذبح کر کے کھانا شرعاً جائز ہے چالیس دن کے متعلق شرعاً کوئی پابندی نہیں[2]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

کتے نے مرغی کو پکڑ لیا اس کو ذبح کر کے کھانا

سوال:-ایک کتے نے مرغی کو پکڑ لیا اس کے دانت کے نشانات بھی ظاہر ہیں، اور اس جگہ سے خون بھی نکل آیا ہے، تو اس مرغی کو ذبح کر کے کھانا درست ہے یا نہیں؟

---

[1] هدایه ص۴/۴۳۸، مطبوعه یاسر ندیم اینڈ کمپنی دیوبند، کتاب الذبائح. الدرالمختار مع الشامی زکریا ص۹/۴۲۷، کتاب الذبائح، البحر الرائق کوئٹه ص ۸/۱۷۰، کتاب الذبائح،

[2] والمعتبر فی المتردیة واخواتها کنطیحة وموقوذة وماا کل السبع والمریضة مطلق الحیاة وان قلت وعلیه الفتوی ای فتحل بالذکاة(درمختارمع الشامی کراچی ج۶/ص ۴۷۰/کتاب الصید، مجمع الانهر ص ۲۶۲/ج۴/کتاب الصید، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت، هدایه علی فتح القدیر ص ۱۲۲/ج۱۰/کتاب الصید، فصل فی الجوارح، مطبوعه دارالفکر بیروت.

الجواب حامداً ومصلیاً

درست ہے[۱] "هذا ظاهر لا خفاء فيه". فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۵/۸/۶۱ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبد اللطیف، مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

جس بکرے پر بجلی گر جائے اس کو ذبح کر کے کھانا

سوال:- اگر بیل یا بکرے پر آسمانی بجلی گر جائے تو اس کو جلدی ذبح کر دینے سے کھا سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر اس میں حیات باقی تھی اور اسی حالت میں ذبح کر لیا تو اس کا کھانا شرعاً درست ہے[۲] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۴/۱۱/۶۰ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبد اللطیف ۲۹/۱۱/۶۰ھ

---

[۱] ان سبعا لو اخذ قطعة من لحم البهيمة فاكلها فذكاها صاحبها ان ذالک جائز مباح الاكل الخ احکام القرآن للجصاص ص ۳۰۵/ ج ۲/ سورۂ مائدہ تحت قولہ تعالیٰ حرمت عليكم الميتة والدم الآية ۳/ مطبوعہ دار الكتاب العربی بیروت، تفسیر مظهری ص ۲۱/ ج ۳/ مطبوعہ رشیدیہ کوئٹہ، روح البیان ص ۳۴۱/ ج ۲/ مطبوعہ دار الفکر بیروت.

[۲] ذبح شاة مريضة فتحركت او خرج الدم حلت والالاان لم تدر حياته عند الذبح وان علم حياته حلت مطلقاً ولم يخرج الدم وهذا يتاتى فى منخنقة ومتردية ونطيحة الخ درمختار علی الشامی زکریا ص ۴۴۷/ ج ۹/ کتاب الذبائح، زیلعی ص ۲۹۷/ ج ۵/ (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

دیوار کے نیچے دب کر مرنے والی بکری کا ذبح

سوال:-اگر بکری پر دیوار گرگئی بدن دب گیا صرف پیر نظر آرہے ہیں، اگر اینٹ وغیرہ اٹھائی جائے، تو بکری کے مرجانے کا اندیشہ ہے اگر بسم اللہ پڑھ کر ذبح کردیا تو درست ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر وہ بکری ابھی زندہ ہے تو بسم اللہ پڑھ کر بھالا مار کر اس کو ذبح کیا جاسکتا ہے، اگر اس کی موت کنویں میں ڈوب کر یا دیوار کے نیچے دب کر واقع ہو تو اس کے پیر پر مارنے سے وہ حلال نہیں ہوگی[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند

بندوق سے چڑیا کی گردن اُڑ گئی اس کو ذبح کیا گیا

سوال:- چڑیا کو گولی کی ضرب ایسی پڑ گی کہ گردن ہی اڑ گئی، سر کا نام ونشان نہیں رہا، گردن کے حصہ میں ذبح کیا، اس سے کچھ خون برآمد ہوا، شرعاً یہ ذبح درست ہوا یا نہیں؟

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) کتاب الذبائح، فصل فیما یحل ومالایحل، مطبوعہ امدادیہ ملتان، البحر الرائق ص ۱۷۳/ ج۸/ کتاب الذبائح، فصل فیمایحل ومالایحل، مطبوعہ الماجدیہ کوئٹہ،

[1] المتردیة والمنخنقة والموقوذة والشاة المریضة والنطیحة ومشقوقة البطن اذاذبحت ینظران کان فیھا حیاة مستقرة حلت بالذبح بالاجماع (عالمگیری ص ۲۸۶/ ج۵، کتاب الذبائح، الدرالمختارمع الشامی زکریا ص ۵۸/ ج۱۰ / کتاب الصید، تبیین الحقائق ص ۵۳/ ج۶/ کتاب الصید، مطبوعہ امدادیہ ملتان، النطیحة والمتردیة وجدہ میتامن ساعتہ یحل لعدم شرطہ، البحر الرائق کوئٹہ ص ۲۲۴/ ج۸/ کتاب الصید،

الجواب حامداً ومصلیاً

گردن کا اتنا حصہ باقی تھا جس میں رگیں ہوتی ہیں، اور پھر ذبح کردیا گیا تو درست ہوگیا اگرچہ سر باقی نہیں رہا تھا، اگر یہ رگیں باقی نہیں رہی تھیں، یعنی گردن کا اتنا حصہ بھی نہیں رہا تھا جس میں یہ رگیں ہوتی ہیں تو ذبح درست نہیں ہوا[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

دجاجہ مخلاۃ کو فوراً ذبح کر کے کھانا

سوال:- وہ مرغیاں جو کھلی ہوئی ادھر اُدھر پھرتی ہیں، اس کو پکڑ کر فوراً ذبح کر کے کھانا کیسا ہے؟ یعنی مکروہ ہے، یا نہیں؟ اگر مکروہ ہے تو تنزیہی ہے یا تحریمی ہے؟ بعض علماء نے فرمایا ہے کہ تحریمی ہے اور اس کے دفعیہ کیلئے تین روز باندھنا چاہئے کیا یہ صحیح ہے؟ امید ہے کہ مدلل و مفصل تحریر فرما کر شکریہ کا موقع دیں گے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

جو مرغی اس قدر غلاظت کھاتی ہو کہ اس میں بدبو پیدا ہوگئی ہے اس کو اتنی مدت تک محبوس رکھا جائے کہ بدبو ختم ہوجائے، اس سے پہلے یعنی فوراً پکڑ کر ذبح کر کے پکالینا مکروہ تحریمی ہے، جو مرغی غلاظت نہیں کھاتی یا اتفاقیہ کبھی کھالے اس کو فوراً ذبح کر کے کھالینا درست ہے، اس کو محبوس رکھنا محض تنزیہاً ہے۔

"وفی التجنیس اذا کان علفها نجاسة تحبس الدجاجة ثلاثة ایام وقال

---

[1] شاة قطع الذئب اوداجها وهی حیة لاتذکی لفوات محل الذبح، ولو انتزع رأسها وهی حیة تحل بالذبح بین اللبة واللحیین الخ شامی ص ۴۴۷/ ج ۹، مطبوعہ زکریا دیوبند، کتاب الذبائح، مجمع الانهر ص ۲۶۵/ ج ۴، کتاب الصید، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت، البحر الرائق کوئٹه ص ۲۳۰/ ج ۸/ کتاب الصید.

السرخسی عدم التقدیر وتحبس حتی تزول الرائحة"

"وفی الملتقی المکروہ الجلالة التی اذاقربت وجد منها رائحة فلا تؤکل وفی مختصر المحیط ولاتکرہ الدجاجة المخلاة ان اکلت النجاسة اھ یعنی اذالم تنتن بها لما تقدم لانهاتخلط ولایتغیر لحمها وحبسها ایاماً تنزیہ اھ شامی مختصراً ص ۱۹۵/ج۵/کتاب الذبائح[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۶/۱۱/۹۰ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۶/۱۱/۹۰ھ

کسی معزز مہمان کیلئے جانور ذبح کرنا

سوال:- اگر کسی مہمان کے قدوم پر کوئی جانور ذبح کیا جائے تو وہ "مَااُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ" میں داخل ہے یا نہیں؟ بحوالہ کتب وصفحہ ونام مطبع تحریر فرمائیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر مقصود کھلانا ہو تو درست ہے، اور اگر اعزاز و تعظیم مقصود ہو تو درست نہیں، "ذبح لقدوم الامیر اوغیرہ من العظماء لایحل لانہ ذبح تعظیماً لہٗ لاللّٰہ تعالیٰ بخلاف مااذا ذبح للضیف فانہٗ للّٰہ تعالیٰ اھ" (مجمع الانہر ص ۵۰۸/ج۲/)[2] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ مظاہر علوم سہارنپور ۲۳/ذی الحجہ ۶۰ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مظاہر علوم سہارنپور ۲۳/ذی الحجہ ۶۰ھ

صحیح: عبداللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۳/ذی الحجہ ۶۰ھ

---

[1] شامی کراچی ص ۶/۳۰۶، مطبوعہ زکریا ص ۹/۴۴۴، کتاب الذبائح، بدائع الصنائع کراچی ص ۳۹، ۴۰/ ج۵/ کتاب الذبائح، قبیل فصل واما بیان شرط حل الاکل فی الحیوان، اعلاء السنن ص ۱۹۵، ۱۹۹/ ج۱۷/ کتاب الذبائح، باب ماجاء فی الجلالة، مطبوعہ امدادیہ ملتان.

(حاشیہ نمبر ۲/ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

کارآمد جانور کو تجارت کے لئے ذبح کرنا

سوال:-کوئی بیل یا جھوٹا یا گائے (باربردار) ہل میں چلنے والا اور ٹھیلہ کھینچنے والا کارآمد جانور کو بہ نیت تجارت ذبح کرنا اور اس کا گوشت بیچنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

ایسے کارآمد جانور کو ذبح کرکے محض اس کا گوشت، کھال فروخت کرکے پیسے کمانا مناسب نہیں، لیکن وہ پیسہ بھی حرام نہیں ہوگا، بالکل جائز ہوگا[۱]۔فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۹/۵/۹۴ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۹/۵/۹۴ھ

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) [۲] مجمع الانهر ص ۱۵۵/ ج ۴، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت، كتاب الذبائح، الدر المختار على الشامی زکریا ص ۴۴۹/ ج ۹/ کتاب الذبائح، البحر الرائق کوئٹه ص ۱۶۸/ ج ۸/ کتاب الذبائح.

[۱] حدیث شریف میں ایک ضیافت کے موقع پر آپ ﷺ نے دودھ والی بکری کو ذبح کرنے سے منع فرمایا۔اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو جانور کارآمد ہو اس کو ذبح نہ کیا جائے۔البتہ اگر وہ جانور ذبح کرلیا اور اس کو فروخت بھی کردیا تو چونکہ وہ حلال جانور کا گوشت ہے اور حلال جانور کے گوشت کی خرید وفروخت جائز ہے۔اس لئے اس کی آمدنی حلال اور جائز ہوگی۔

عن ابی هريرة قال خرج النبی ﷺ فی ساعة لايخرج فيها ولايلقاه فيها احد، فانطلقوا الی منزل ابی الهيثم بن التيهان الانصاری وكان رجل كثير النخل والشاء فانطلق ابی الهيثم ليصنع لهم طعاما فقال النبی ﷺ لاتذبحن ذات درفذبح لهم عناقا اوجديا الحديث ترمذی شريف ص ۶۲/ ج ۲/ ابواب الزهد، باب ماجاء فی معيشة اصحاب النبی ﷺ، مطبوعه اشرفی ديوبند، مسلم شريف ص ۱۷۷/ ج ۲/ كتاب الاشربة، باب جواز استتباعه غيره الی دار من يثق برضاه، مطبوعه رشيديه دهلی، ابن ماجه ۲۲۹/ ابواب الذبائح، باب النهی عن ذبح ذوات الدر، مطبوعه اشرفی ديوبند.

کافر کے یا سرکاری سانڈ کو ذبح کرکے کھانا

سوال:- زید اس سانڈ کو ذبح کرکے کھالیتا ہے، جس کو کسی کافر نے چھوڑا ہے، یا سرکاری طور پر چھوڑا گیا ہے، کیا شرعاً اس کو چوری چھپے ذبح کرکے کھانا جائز ہے؟ واضح رہے کہ لوگوں کی زبانی معلوم ہوا ہے، کہ کافر اکثر بیشتر اپنے کسی بڑے آدمی یا بت وغیرہ کے نام پر سانڈ وغیرہ چھوڑتا ہے، اس صورت میں سانڈ ''**ماأھل بہٖ لغیر اللّٰہ**'' کے تحت داخل ہوگا یا نہیں؟ اگر داخل ہے تو پھر اس سے مسلمانوں کو اپنے جانوروں کو جفتی کرانا شرعاً کیسا ہے؟ لوگ کہتے ہیں کہ سرکاری مال میں تو سب کا حق ہے، اس لئے سرکاری سانڈ کو کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے، یہ مزعومہ کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ایسے سانڈ کو ذبح کرکے چوری چھپے سے بھی کھالینا جائز نہیں، یہ تصرف فی ملک الغیر ہے[1] اگر وہ غیر اللہ کے نام کا ہے تو ''مَاأُھِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ''[2] میں بھی داخل ہے، وہ کسی مسلمان کی گائے سے جفتی کرے تو اس جفتی کو یا اس سے پیدا ہونے والے بچے کو ناجائز نہیں کہا جائے گا[3]

[1] لایجوز التصرف فی مال غیرہ بلااذنه الخ الدرالمختار علیٰ الشامی زکریا ص ۲۹۱/ ج۹/ مطبوعه کراچی ص ۶/۲۰۰، کتاب الغصب مطلب فیما یجوزمن التصرف بمال الغیر الخ، الاشباہ والنظائر ص۱۵۷/ الفن الثانی، کتاب الغصب، مطبوعه اشاعت الاسلام دهلی، قواعدالفقه ص ۱۱۰/ الرسالة الثالثة القواعدالفقهية، مطبوعه دارالکتاب دیوبند.

[2] سورة المائدة الاية: ۳/ **(ترجمه)** (تم پر حرام کئے گئے ہیں) اور جو جانور کہ غیر اللہ کے نام زد کر دیا گیا۔ (از بیان القرآن)

[3] **مستفاد منه**: فلو کانت امه حلالالکان هوحلالاایضالان حکم الولدحکم امه لانه منها وهو کبعضها الاتری ان حماروحش لونزا علی حمارة اهلیة فولدت لم یوکل ولدهاولو نزا حماراهلی علی حمارة وحشیةوولدت یوکل ولدها لیعلم ان حکم الاول حکم امه فی الحل والحرمة دون الفحل ،بدائع کراچی ص۳۸/ ج۵/ کتاب الذبائح، والصیود، الدرالمختار مع الشامی کراچی ص ۶/۳۰۴، کتاب الذبائح، شلبی مع التبیین ص۲۹۵/ ج۵/ کتاب الذبائح، فصل فیمایحل اکله، مطبوعه امدادیه ملتان،

سرکار نے اپنے مال کو کھانے کی سب کو اجازت نہیں دی۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

گابھن بھیڑ کو ذبح کر کے فروخت کرنا اور اس کے بچہ کا حکم

سوال:- بھیڑ گابھن ہے اس کو ذبح کیا جاتا ہے، بچہ کبھی مر بھی جاتا ہے، کبھی زندہ رہتا ہے، آیا اس بھیڑ کا ذبیحہ جائز ہوگا یا نہیں؟ اور یہ روزانہ دوکانداری کا معمول ہے، اور بھیڑ کے بچہ ہونے میں ایک دو دن باقی رہتا ہے اس اندازہ سے ذبح کرتے ہیں ایسا کرنا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ایسے جانور کو ذبح کرنا مکروہ ہے[۱] اگرچہ ذبیحہ حلال ہوگا، جو بچہ مردہ نکلے اس کا کھانا درست نہیں ہے، جو بچہ زندہ نکلے اس کو ذبح کرلیا جائے، وہ حلال ہوگا[۲] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۰/۲/۹۴ھ

ذبح کے وقت علامات حیات

سوال:-(۱) کسی جانور کا شکار کرنے کے بعد علامات حیات (مثلاً آنکھوں کا پھڑکنا

---

[۱] شاة اوبقرة اشرفت علىٰ الولادة قالوا يكره ذبحها لان فيه تضييع الولدالخ عالمگيری ص۲۸۷/ج۵/ مطبوعه كوئٹه، كتاب الذبائح، الباب الاوّل،البحر الرائق كوئٹه ص ۱۷۱/ج۸/ كتاب الذبائح،شامی زكرياص ۴۴۱/ج ۹/كتاب الذبائح،شلبی على التبيين ص۲۹۳/ج۵/ كتاب الذبائح،مطبوعه امداديه ملتان.

[۲] ان الجنين وهو الولد فی البطن ان ذكی علی حدة حل والا لاولا يتبع امه فی تذكيتها لوخرج ميتاً، شامی ص ۴۴۱/ج ۹، مطبوعه زكريا ديوبند، كتاب الذبائح، مجمع الانهر ص ۱۶۰/ ج ۱/ كتاب الذبائح، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت،شلبی علی تبيين الحقائق ص۲۹۳/ ج۵/كتاب الذبائح،مطبوعه امداديه ملتان.

یا سانس چلنا یا جسم کا کوئی حصہ حرکت کرنا) کی حالت میں ذبح کیا گیا لیکن خون نہیں نکلا، لہٰذا یہ جانور حلال ہے، کیونکہ بعض امراض ایسے ہیں جن میں خون پانی ہوجاتا ہے، یا خشک ہوجاتا ہے، مثلاً صدمہ وغیرہ، اس لئے ایسی حالت میں تو حیات کے باوجود خون نہیں نکلے گا۔

(۲) دوسرے صاحب کہتے ہیں کہ اثر بظاہر کوئی بھی علامت حیات موجود نہ ہو لیکن ذبح کرنے میں شہ رگ سے اگر اتنا خون نکلے کہ چھری تر ہوجائے تو حلال ہے ورنہ نہیں، بعض مذکورہ بالا علامات جسم کا پھڑکنا یا آنکھیں پھڑکنے کے باوجود خون نکلنا شرط ہے، کیونکہ بعض امراض ایسے ہیں، کہ جن کی وجہ سے جسم اور آنکھیں پھڑکنے لگتی ہیں، حالانکہ روح پرواز ہوچکی ہوتی ہے، اور روح کی موجودگی میں شہ رگ کے اندر اتنا خون رہتا ہے، کہ جس سے چھری تر ہوجائے، اگر اتنا بھی خون نہیں ہے، کہ جس سے کم از کم چھری تر ہوجائے تو یہ اس کے مردہ ہونے کی علامت ہے، جیسا کہ سکتہ میں ہوتا ہے، کہ بظاہر کوئی علامت موجود نہیں ہوتی۔

الجواب حامداً ومصلیاً

۱/۲/جس جانور کی حیات کا علم نہ ہو اور وہ ذبح کرنے سے متحرک ہو یا اس سے خون نکلے تو حلال ہے "ولو ذبح شاة لم تعلم حياتها تحركت او خرجت منها دم حلت لانه دليل الحياة والا فلا تحل اه الدر المنتقىٰ ص ۵۱۵/ج ۲/"[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۶/۱۱/۱۴۰۶ھ

بیمار گائے ذبح کی اور خون بہت آہستہ آہستہ نکلا حرکت کچھ نہیں کی

سوال:-ایک گائے بیمار رہتی ہے، بمرض مرگی یا کوئی اور مرض ہمچو قسم گائے گر کر

[1] الدر المنتقىٰ على مجمع الانهر ص ۱۶۴/ج ۴، مطبع دار الكتب العلمية بيروت، كتاب الذبائح، البحر الرائق كوئٹه ص ۱۷۳/ج ۸/كتاب الذبائح، بدائع الصنائع كراچی ص ۵۲/ج ۵/ كتاب الذبائح، فصل واما بيان شرط حل الاكل في الحيوان.

مرنے لگی، ذبح کرنے والے نے اس کے سر کو ذبح کرنے کے لئے سیدھا کیا اس وقت گائے کے کان میں جنبش ہوئی آنکھ کھلی اور بند ہوئی اس کے علاوہ اور کوئی نشانی زندگی کی ظاہر نہ ہوئی گائے ذبح کردی گئی خون شرناٹے سے نہ نکلا آہستہ آہستہ پانی کی طرح بہتا رہا، زمین پر پانچ فٹ ایک انچ لمبائی اور ایک فٹ سات انچ چوڑائی تک خون گیا ذبح ہو چکنے کے بعد اور کوئی علامت زندگی کی ظاہر نہ ہوئی، اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ یہ گائے حلال ہے یا حرام۔ بینوا وتوجروا۔

الجواب حامداً ومصلیاً

"ولو ذبح شاة لم تعلم حياتها فتحركت اوخرج منها الدم من غير تحرك حلت اكلها لان الحركة وخروج الدم لايكونان الامن الحى وذكر محمدبن مقاتل ان خرج الدم ولم يتحرك لايحل والا اى وان لم يتحرك اولم يخرج الدم فلا تحل ان لم تعلم حياته وقت الذبح وان علمت حياتها وقت الذبح حلت مطلقا اى على كل حال" مجمع الانهر ص ۵۱۵/ج۲/[1]

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ اگر جانور کی وقت ذبح حیات متعین تھی تو بلاشبہ وہ جائز ہے، اگر اس کی حیات کا علم نہ تھا تب بھی چونکہ خون نکلا ہے، اس لئے وہ جائز ہے، کیونکہ ایسے جانور کے متعلق دو چیزوں میں سے ایک کا پایا جانا ضروری ہے یا حرکت کرے یا خون نکلے، اگر دونوں میں سے کوئی بھی نہ ہو تو جائز نہیں۔

یہاں ایک چیز موجود ہے، پس وہ حلال ہے، (یہ متن کا حاصل ہے) اور اس کے مقابل محمد ابن مقاتل کا قول نقل کیا ہے، کہ محض خون کا نکلنا بغیر حرکت کے معتبر نہیں، صراحۃً دونوں قولوں میں سے کسی کی ترجیح بیان نہیں کی، لیکن ایک قول کا متن میں ذکر کرنا یہ

---

[1] مجمع الانهر ص ۱۶۴/ ج۴، دارالكتب العلمية بيروت، آخر كتاب الذبائح، البحر الرائق كوئٹه ص ۱۷۳/ ج۸/ كتاب الذبائح، تبيين الحقائق ص ۲۹۷/ ج۵/ كتاب الذبائح، مطبوعه امداديه ملتان،

تصحیح التزامی ہے،[1] نیز قول متن کی شارح نے علت بھی بیان کی اور اسکے مقابل کی علت بیان نہیں کی یہ بھی موجب ترجیح قول متن ہے[2] "سکب الانہر" میں دوسرے قول کو ذکر بھی نہیں کیا متن تنویر میں بھی قول ثانی مذکور نہیں مگر شامی نے نقل کیا ہے، کہ خون اس طرح نکلے جس طرح زندہ جانور سے نکلتا ہے، ص ۲۱۷/ ج ۵/[3] "**قوله او خرج الدم ای کما یخرج من الحی قال فی البزازیة وفی شرح الطحاوی خروج الدم لایدل علی الحیاة الا اذکان یخرج کما یخرج من الحی عند الامام وهو ظاهر الروایةاھ**"

اور ظاہر ہے کہ مرنے کے بعد ذبح کرنے سے اس قدر خون نہیں نکلتا، بلکہ اولاً اس میں قطعاً خون نہیں رہتا، اگر رہتا بھی ہے تو بہت معمولی سا، اور شرناٹے سے نہ نکلنا بلکہ آہستہ آہستہ نکلنا بہت ممکن ہے، کہ کسی بیماری اور ضعف کی وجہ سے ہو۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۶/۴/۵۸ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مدرسہ مظاہر علوم

صحیح: عبداللطیف ۲۶/۴/۵۸ھ

---

[1] **وکل قول فی المتون اثبتا: فذاک ترجیح له ضمنااتی، فرجحت علی الشروح والشروح: علی الفتاوی القدم من ذات رجوح مالم یکن سواه لفظا صححا: فالارجح الذی به قدصرّحا، رسم المفتی ص ۱۴۵/ الضوابط المحررة، مطبوعه زکریادیوبند، شامی کراچی ص ۷۲/ ج ۱/ مقدمة، مطلب اذاتعارض التصحیح.**

[2] **وکذا لوذکرواقولین مثلاً وعللوا الاحدهما کان ترجیحاله علی غیرالمعلل الخ شرح عقود رسم المفتی ص ۱۵۷/ لوذکروا قولین وعللوا الاحدمها کان ترجیحاله، مطبوعه زکریا دیوبند، شامی کراچی ص ۷۲/ ج ۱/ مقدمة، مطلب اذاتعارض التصحیح.**

[3] **شامی مطبوعه نعمانیه ص ۱۹۶/ ۵، کراچی ص ۳۰۸/ ۶، وزکریاص ۴۴۷/ ۹، کتاب الذبائح، بزازیه علی الهندیة کوئٹه ص ۳۰۵/ ج ۶/ کتاب الذبائح، الفصل الاول فی مسائله، عالمگیری کوئٹه ص ۲۸۶/ ج ۵/ کتاب الذبائح، البا ب الاول فی رکنه.**

ایک جانور کو ذبح کیا وہ جا کر پانی میں ڈوب گیا اس کا کھانا

سوال:- نیل گائے کو ذبح کیا جارہا تھا، ابھی مکمل نہیں ہوا تھا اس میں جان کی رمق باقی تھی، کہ بدن جھاڑ کر بھاگ کھڑا ہوا اور ندی میں جا کر ڈوب مرا، پھر دوبارہ اس کو ذبح نہیں کیا جاسکا، شرعاً اس کا کھانا حلال ہوگا یا نہیں؟ کتنا ذبح کرنے کو ذبح شرعی (جو جانور کو حلال کردے) سمجھا جائے گا؟

الجواب حامداً ومصلیاً

حلقوم، مری، ودجان اگر یہ رگیں کٹ چکی ہیں (جن کے بعد زندگی باقی نہیں رہتی) مگر وہ تڑپتا ہوا اُٹھ کر قریب ہی کسی پانی میں جا گرا اور مر گیا، تو وہ حلال ہے[1] اس کی موت ذبح کی وجہ سے ہوئی ہے، جیسے مرغ کو ذبح کردیا جائے، وہ تڑپتا اور اُچھلتا ہوا پانی میں جا گرے اگر یہ رگیں پوری نہیں کٹی تھیں، اور اس کی زندگی متوقع تھی اور پانی میں ڈوب جانے کی وجہ سے موت واقع ہوئی ہے تو وہ مردار ہے، اس کا کھانا درست نہیں ہے[2]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند

---

[1] وان ذبحت الشاة فاضطربت فوقع فی ماء اوتردت من موضع لم یضرها شئ لان فعل الذکاة قداستقرفیها فانما انزهق حیاتها به ولامعتبر باضطرابها بعداستقرار الذکاة فهٰذالحم وقع فی ماء اوسقط من موضع عالمگیری کوئٹہ ص ۲۹۰/ج۵/کتاب الذبائح، الباب الثالث فی المتفرقات، هدایه علی فتح القدیر ص ۱۲۲/ ج۱۰/ کتاب الصید، فصل فی الجوارح، مطبوعه دارالفکر بیروت، البحرالرائق کوئٹه ص ۲۲۴/ج۸/کتاب الصید،

[2] وان وقع فی الماء فمات حرم لاحتمال موته بذلک مجمع الانهر ص ۲۶۲/ ج۴، مطبوعه دارالکتب العلمیة، کتاب الصید، درمختارعلی الشامی ص ۶۰/ج۱۰، مطبوعه زکریا دیوبند، کتاب الصید،

باب پنجم : جانور کے حلال وحرام اجزاء

چمڑا کھانا

سوال:- چمڑا کھانا کیسا ہے؟ منڈی میں چمڑا لگا ہوا ہوتا ہے، اس کو بعض لوگ بال جلا کر اور بال صاف کر کے چمڑے کے ساتھ بوٹی کاٹ کر کھاتے ہیں، یہ جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جس جانور کا گوشت کھانا جائز ہے اس کا چمڑا بھی گوشت کیساتھ کھالیا جائے تو مضائقہ نہیں درست ہے[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند ۲۵/۱۰/۹۱ھ

حلال جانور کا چمڑا کھانا

سوال:- چمڑا کھانا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جس جانور کا گوشت کھانا جائز ہے اس کا چمڑا کھانا بھی درست ہے، مثلاً پرندوں کبوتر، مرغ وغیرہ یا گائے اور بکری کے تازہ بچہ کی کھال، اگر گائے اور بکری کی کھال کو کھانے کے

---

[1] اسلئے کہ چمڑا اجزائے محرمہ میں سے نہیں ہے۔ فالذی یحرم اکله منه سبعة الدم المسفوح والذکر والانثیان والقبل والغدة والمثانة والمرارة، بدائع الصنائع ص ۵/۶۱، مطبوعه ایچ ایم سعید کمپنی کراچی، آخر کتاب الذبائح الخ، سکب الانهر مع مجمع الانهر ص ۴/۴۸۹، کتاب الخنثی، مسائل شتی، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت، البحر الرائق کوئٹه ص ۸/۴۸۵، کتاب الخنثی، مسائل شتی،

قابل بنالیا جائے تو اس میں بھی مضائقہ نہیں، یعنی شرعاً ممنوع نہیں[1]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۰/۳/۱۳۹۲ھ

اوجھڑی اور آنتیں کھانا

سوال:- حلال جانوروں کی اوجھڑی اور آنتیں کھانا جائز ہے یا نہیں؟ ماہنامہ فیض الرسول جولائی ۶۵ھ کے صفحہ ۳۲ / پر آخر میں جلال الدین احمد الامجدی من اساتذۃ دارالعلوم اہل سنت برداں شریف ضلع بستی نے اسی سوال کے جواب میں تحریر کیا ہے، کہ اوجھڑی اور آنتیں کھانا مکروہ تحریمی ناجائز اور گناہ ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

" کرہ تحریماً وقیل تنزیھاً والاول !اوجه من الشاة سبع الحیاء والخصیة والغدة والمثانة والمرارة والدم المسفوح والذکر للاثر الواردفی کراھةذٰلک اھ (در مختار علی ردالمحتار ص ۴ ۶۵ / ج ۵ / "[2] فقہاء نے ان سات چیزوں کو منع فرمایا ہے، بعض نے نخاع کا بھی اضافہ کیا ہے۔ کذا فی الطحطاوی[3]، آنتیں اور اوجھڑی کو ان میں شمار نہیں کیا جنہوں نے منع کیا

---

[1] اس لئے کہ چمڑا اجزائے محرمہ میں سے نہیں ہے۔ "مایحرم من اجزاء الحیوان المأکول سبعة الدم المسفوح والذکر والانثیان والقبل والغدة والمثانة والمرارة الخ، شامی ص ۴۵۱ / ج ۹، مطبوعه زکریا دیوبند، آخر کتاب الذبائح، البحر الرائق کوئٹه ص ۴۸۵ / ج ۸ / کتاب الخنثی، مسائل شتی، تبیین الحقائق ص ۲۲۶ / ج ۶ / کتاب الخنثی، مسائل شتی، مطبوعه امدادیه ملتان.

[2] الدرالمختار علی الشامی زکریا ص ۴۷۷ / ۱۰، مطبوعه کراچی ص ۷۴۹ / ۶ / کتاب الخنثی، مسائل شتیٰ، البحر الرائق کوئٹه ص ۴۸۵ / ج ۸ / کتاب الخنثی، مسائل شتی، مجمع الانهر ص ۴۸۹ / ج ۴ / کتاب الخنثی، مسائل شتی، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت.

[3] وزید نخاع الصلب طحطاوی علی الدر ص ۳۶۰ / ج ۴ / کتاب الحنثی، مسائل شتی، مطبوعه دار المعرفة بیروت.

ہے ان سے کتب فقہ کا حوالہ مع نقل عبارت طلب کیا جائے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۱/۱۰/۸۵ھ

اوجھڑی، کھانا کیسا ہے

سوال:- پچونی اورلاد کھانا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

پچونی اورلاد (انتڑی اوراوجھڑی) کھانا شرعاً درست ہے[۱]، خوب پاک صاف کرکے کھائیں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۶/۱۰/۸۵ھ

اوجھڑی، آنتیں حرام نہیں، گدھی اورسور کا دودھ

سوال:- زید ایک پرچہ لایا ہے جس کا نام ''الحامد'' ہے جو سنبھل سے ماہنامہ نکلتا ہے یہ پرچہ ماہِ دسمبر ۱۹۷۰ء کا ہے، جو جلد نمبر ا/شمارہ ۱۹/ ہے اس پرچہ کا مدیر اعزازی مولوی محمد حسن اشرفی ہے، اس فتوے کا لکھنے والا قاضی محمد عبدالرحیم بستوی رضوی ہے، (دارالافتاء بریلی) اور مولوی محمد حسن اشرفی نے بھی لکھا ہے، ص۲۲/ پر کہ اوجھڑی آنتیں کھانا مکروہ تحریمی ہے، اور چند سطروں کے بعد لکھتا ہے کہ سور، گدھا کھانا حرام اوراس کا دودھ حلال ہے، پھر صفحہ ۳۰/ پر لکھتے ہیں کہ وہ لوگ جو اوجھڑی کھاتے ہیں، وہ حرام خور ہیں، اوجھڑی، آنتیں مکروہ تحریمی ہیں، غرض یہ ہے کہ ہم لوگ عرصۂ دراز سے گائے، بکری، بھینس کی اوجھڑی کھاتے ہیں، اور کسی نے ان

---

[۱] مایحرم اکله من اجزاء الحیوان الماکول سبعة الدم المسفوح والذکر والانثیان والقبل والغدة والمثانة والمرارة، شامی زکریا ص ۴۰۱/ج۹/آخر کتاب الذبائح، بدائع الصنائع کراچی ص ۶۱/ج۵/آخر کتاب الذبائح، تبیین الحقائق ص ۲۲۶/ج۶/کتاب الخنثی، مسائل شتی.

چیزوں کو روکا نہیں، مگر زید پرچہ ماہنامہ ''الحامد'' لے کر اعلان کرتا ہے کہ گائے، بکری، بھینس کی اوجھڑی کھانا مکروہ تحریمی ہے، لہٰذا مدلل جواب دیا جائے، کہ جب سور، گدھا حرام ہیں تو دودھ کیسے حلال ہے؟ پھر اوجھڑی کے بارے میں تفصیل کہ اس کا لکھنا کہاں تک درست ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ کا ارشاد ردالمحتار، ص ۷۷۴/ج ۵[1] میں نقل کیا ہے کہ بکری کا بہتا خون تو حرام ہے اور چھ چیزیں مکروہ تحریمی ہیں، حدیث پاک بھی اس سلسلہ میں نقل کی ہے، ان چھ میں اوجھڑی اور آنت کا ذکر نہیں، گائے بھینس کا بھی یہی حکم ہے، جن صاحب نے اوجھڑی اور آنت کو مکروہ تحریمی لکھا ہے، جوابی خط بھیج کر ان سے دریافت کرلیا جائے کہ یہ مسئلہ فقہ کی کون سی کتاب میں ہے، اسی طرح سور کے دودھ کو حلال کس دلیل اور حوالہ سے لکھا ہے، حالانکہ وہ نجس العین ہے[2]، گدھی کے دودھ کے متعلق بھی دریافت کریں[3]، پھر ایک خط سے یہاں بھی اطلاع کردیں تو احسان ہوگا۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] وکره تحريماً وقيل تنزيهاً والاول اوجه من الشاة سبع الحياء والخصية والغدة والمثانة والمرارة والدم المسفوح والذكر،قوله كره تحريما لماروى الاوزاعى عن مجاهد قال كره رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم من الشاة الذكر والانثيين والقبل والغدة والمرارة والثانة والدم قال ابوحنيفةؒ الدم حرام واكره الستة، مطبوعه نعمانيه،وزكرياديوبندص٧٧٤/ج١٠/كتاب الخنثى، مسائل شتى،بدائع الصنائع كراچى ص ٦١/ج٥/آخر كتاب الذبائح،البحرالرائق كوئٹه ص٤٨٥/ج٨/كتاب الخنثى،مسائل شتى.

[2] والخنزيرلايستعمل وهو باق على نجاسته لان كل اجزائه نجسة شامى ص ٤٤٧/ج٩/ مطبوعه زكرياديوبند، كتاب الذبائح،مجمع الانهر ص ١٥/ج ١/كتاب الطهارة،فصل، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت،البحرالرائق كوئٹه ص ١٠٠/ج ١/كتاب الطهارة.

[3] وكره لحم الاتان ولبنهاالخ درمختارعلى الشامى ص ٤٩٠/ج٩/كتاب الحظر والاباحة، فى بيان الأكل، عالمگيرى كوئٹه ص٣٥٥/ج٥/كتاب الكراهية،الباب الثامن عشرفى التداوى والمعالجات،قاضيخاں على الهندية ص٤٠٣/ج٣/كتاب الحظروالاباحة.

غدود کیا ہے اور اس کا حکم

سوال:-ایک مسئلہ تذکرۃ الرشید میں صفحہ ۱۷۴/ پر ہے کہ حلال جانور میں سے سات چیزیں کھانا منع ہے، ان سات چیزوں میں سے ایک غدود بھی ہے، آپ واضح فرمائیں کہ غدود کیا چیز ہے؟ عام طور پر غدود نلی میں سے یا پاؤں میں سے نکلتا ہے اسے کہتے ہیں، عام طور پر لوگ اسکو بہت شوق سے کھاتے ہیں، آپ بتائیں کہ یہ کھانا حلال ہے یا حرام ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

خون جم کر گٹھلی کی صورت ہو جاتی ہے، اس کو غدہ کہتے ہیں[1] وہی اردو میں غدود کہلاتا ہے، پائے اور دوسری ہڈی سے جو چیز نکلتی ہے، اس کو گری اور گودہ اور گود کہتے ہیں[2] اس کا کھانا درست ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲/۴/۱۴۰۱ھ

الجواب صحیح: بندہ محمود نظام الدین غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲/۴/۱۴۰۱ھ

حرام مغز

سوال:-حرام مغز کھانا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

منع ہے۔ طحطاوی[3] ص ۳۶۰/ ج ۴/۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] والغدة بضم الغين المعجمة كل عقدة في الجسد اطاف بها شحم وكل قطعة صلبة بين العصب الخ شامی زکریا ص ۴۷۸/ ج ۱۰/ کتاب الخنثیٰ، مسائل شتیٰ، قواعدالفقه ص ۳۹۸/ الرسالة الرابعة، التعريفات الفقهية، الغدة، مطبوعه اشرفی دیوبند۔

[2] جو گوداہڈی سے نکلتا ہے اسکو عربی میں مخ کہتے ہیں مصباح اللغات ص ۸۰۹/ الخ مطبوعہ کراچی، (حاشیہ:۳/ اگلے صفحہ پر)

بکرے کے کپورے کا حکم

سوال:-بعض آدمی قربانی کے بکرے کے کپورے (خصیے) بھی پکا کر کھاتے ہیں، کیا ان کا کھانا جائز ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ان کا کھانا منع ہے۔شامی،ص۷ ۱۹/ج ۵/[۱] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

کپورے کے متعلق حضرت گنگوہیؒ کا فتویٰ

سوال:-بعض لوگ کہتے ہیں کہ کپورے کے متعلق مولانا گنگوہیؒ نے اپنے فتاویٰ میں لکھا ہے کہ بکرے کے خصیہ کھانا شرعاً جائز ہے کیا یہ صحیح ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

حضرت مولانا گنگوہیؒ کی طرف اس کی نسبت صحیح نہیں بلکہ ان پر بہتان ہے انہوں نے بکرے کے خصیہ کو منع لکھا ہے، دیکھو فتاویٰ رشیدیہ مطبوعہ خواجہ برقی پریس دہلی ۲ ۱۳۵ھ جلد دوم[۲]۔

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) [۳] وکرہ تحریماًوقیل تنزیهاًمن الشاة سبع الیٰ قوله وزیدنخاع الصلب الخ طحطاوی علی الدرص ۳۶۰/ج۴، مکتبه کراچی، کتاب الخنثیٰ فی مسائل شتیٰ،

[۱] وکرہ تحریماوقیل تنزیها والاول اوجه من الشاة سبع الحیاء والخصیة الخ درمختارعلی رد المختارص ۴۷۷/ج۱۰/ مطبع زکریادیوبند، کراچی ص ۷۴۹/ج۶/کتاب الخنثیٰ فی مسائل شتیٰ،البحرالرائق کوئٹه ص ۴۸۵/ج۸/کتاب الخنثی،مسائل شتی،مجمع الانهر ص ۴۸۹/ج۴/کتاب الخنثی،مسائل شتی،مطبوعه دارالکتب العلمیه بیروت.

[۲] فتاویٰ رشیدیه ص ۹۹/ج۲، مکتبه رحیمیه دیوبند، کتاب الحظر والاباحة،

اور تذکرۃ الرشید حصہ اوّل ص۱۷۴[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

ماکول اللحم کے اجزاءِ محرمہ

سوال:- اگر گائے ،بکری ،بھینس وغیرہ ذبح کرے تو اس میں کن چیزوں کا کھانا حرام ہے، اور کن چیزوں کا کھانا مکروہ ہے یعنی کس قسم کی مکروہ ہے، تحریمی ہے یا تنزیہی ہے؟ اور پیٹھ میں جو بڑی ہڈی ہوتی ہے، جس کو صلب کہتے ہیں، اس کے اندر جو سفید رگ ہوتی ہے اس کا کھانا حرام ہے یا مکروہ ؟ اگر مکروہ ہے تو تحریمی ہے یا تنزیہی؟ اگر کوئی شخص گوشت کے ساتھ اس کو پکالے تو یہ سالن کھانا کیسا ہے؟ اگر کسی کو کھلا دے تو کھلانے والا گنہگار ہوگا یا نہیں اور گناہ صغیرہ ہے یا کبیرہ؟ اب حضرت والا سے گزارش ہے کہ مسائل مذکورہ کو موافق شریعت مدلل مع حوالہ تحریر فرمائیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

”ویکرہ تحریماً علی الاوجه من الشاة سبع اشیاء معلومة وهو الفرج والخصية والمثانة والذکر والغدة والمرارة والدم المسفوح للاثر الوارد فی کراهة ذٰلک لکن فی عد الدم من المکروہ تسامح اھ مجمع الانهر ص۷۴۳/ ج۲/[2]. وزید نخاع الصلب اھ طحطاوی ص ۳۶۰/ ج۴/[3]. قال ابو حنیفةؒ عنه الدم حرام

---

[1] تذکرة الرشید ص ۱۷۴/ ج ۱/مکتبه نعمانیه دیوبند .

[2] الدر المنتقیٰ علی مجمع الانهر ص ۴۸۹/ ج۴، مکتبه دارالکتب العلمیة بیروت، کتاب الخنثیٰ، مسائل شتّٰی، بدائع الصنائع زکریاص ۱۹۰/ج۴/ کتاب الذبائح والصیود، فصل بیان مایحرم اکله الخ، البحرالرائق کوئٹه ص۴۸۵/ ج۸/کتاب الخنثی،مسائل شتی.

[3] طحطاوی علی الدرص ۳۶۰/ج۴، مکتبه کراچی، کتاب الخنثیٰ فی مسائل شتیٰ،

واکرہ الستة وذٰلک لقولہ عزوجل حرمت علیکم المیتة والدم ولحم الخنزیر الایة فلما تناولہ النص قطع بتحریمہ وکرہ ماسواہ اھ زیلعی ص ۲۲۶ / ج ۶ / [1]

عبارات بالا سے معلوم ہوا کہ آٹھ چیزیں ممنوع ہیں، ایک حرام ہے اور باقی مکروہ تحریمی ہیں، ان سب کا کھانا اور کھلانا ناجائز اور گناہ ہے، اور جس سالن کے ساتھ ناجائز عضو کو ملا کر پکایا ہے، وہ سالن بھی ناپاک ہوگیا۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲/۸/۶۱ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبداللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲/۸/۶۱ھ

جوخون ذبیحہ میں گوشت کیساتھ لگا رہ جائے وہ پاک ہے

ذبح بھی دباغت ہے

سوال:- حلال جانوروں کا دم مسفوح نکل جانے کے بعد جوخون گوشت میں باقی رہ جاتا ہے، وہ پاک ہے، یا ناپاک؟ اگر مصلیوں کے کپڑے یا جسم میں لگ جائے تو اس سے نماز صحیح بھی ہوجائے گی یا نہیں، کوئی کراہت وغیرہ تو نہیں غیر ماکول اللحم جانوروں کو اگر تسمیہ کے ساتھ ذبح کیا جائے تو اسکا گوشت اور جوخون گوشت میں رہ جاتا ہے وہ بھی پاک ہے یا نہیں، کیا مذبوحہ جانوروں کے چمڑے پر قبل دباغت نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں، آیا ماکول اللحم اور غیر ماکول اللحم جانوروں کے چمڑے میں کچھ فرق ہے یا نہیں؟

---

[1] تبیین الحقائق ص ۶/۲۲۶، مطبوعہ امدادیہ ملتان پاکستان، کتاب الخنثیٰ فی مسائل شتیٰ، البحر الرائق کوئٹہ ص ۴۸۵ / ج ۸ / کتاب الخنثی، مسائل شتی، بدائع الصنائع کراچی ص ۶۱ / ج ۵ / آخر کتاب الذبائح.

الجواب حامداً ومصلیاً

بعد ذبح جو خون گوشت سے چپکا ہوا رہ جاتا ہے وہ نجس ہے، جب کہ وہ سائل ہو اور جو خون رگوں میں اور گوشت کے اندر ہو وہ نجس نہیں جب کہ وہ سائل نہ ہو "مالزق من الدم السائل باللحم فهو نجس ومابقى فى اللحم والعروق من الدم الغير السائل فليس بنجس اھ کبیری ص ۱۹۳ [۱] والدم المسفوح اى السائل من اى حيوان الىٰ قوله والمراد ان يكون من شانه السيلان فلوجمد المسفوح ولوعلىٰ اللحم فهو نجس كما فى منية المصلى وكذا مابقى فى المذبح لانه دم مسفوح كمافى ابن اميرحاج لاالباقى فى اللحم لانه ليس بمسفوح لمشقة الاحترازعنه اھ طحطاوی ص ۸۳ [۲] اگر معمولی اثر کپڑے یا بدن پر آئے گا تو وہ معاف ہے اگر نمایاں طور پر لگ جائے تو پاک نہیں "يفسد الثواب اذافحش اھ شامی [۳] ص ۲۹۴ ج ۱ ماکول اللحم اور غیر ماکول اللحم دونوں کا اس مسئلہ میں ایک ہی حکم ہے جبکہ تسمیہ کے ساتھ ذبح کیا جائے، زکوٰۃ شرعیہ سے چمڑا پاک ہو جاتا ہے، اس پر نماز بغیر دباغت کے بھی درست ہے، ماکول اللحم کا چمڑا ہو یا غیر ماکول اللحم کا "سوى الخنزير والادمى وماای اهاب طهربه بدباغ طهربذكوٰة على المذهب لايطهر لحمه علىٰ قول الاكثر ان كان غيرماكول هذا اصح مايفتىٰ به وان قال فى الفيض الفتوىٰ علىٰ طهارته وهل يشترط لطهارة جلده كون ذكاته شرعية بان تكون من الاهل

---

[۱] حلبی کبیر ص ۱۹۵، مطبع سهيل اكيڈمی لاهور، كتاب الطهارة، فصل فى الآسار الخ.

[۲] طحطاوی ص ۱۲۲، مطبوعه مصر، باب الانجاس والطهارة عنها، عالمگيری كوئٹه ص ۴۶/ ج ۱/ كتاب الطهارة، الفصل الثانى فى الاعيان النجسة.

[۳] حضرتؒ نے اس مسئلہ میں احتیاطی پہلو کو اختیار کیا ہے۔ شامی نعمانيه ص ۲۱۲/ ۱، وزكريا ديوبند، ص ۵۲۴/ ج ۱/ كتاب الطهارة، باب الانجاس، مطلب فى بول الفارة وبعرها الخ، قاضيخاں على الهندية كوئٹه ص ۱۹/ ج ۱/ كتاب الطهارة، فصل فى الآسار، بزازية على الهندية كوئٹه ص ۲۱/ ج ۴/ كتاب الطهارة، السابع فى النجس.

فی المحل بالتسمیة قیل نعم وقیل لاوالاول اظهر لان ذبح المجوسی وتارک التسمیة عمداً کلاذبح وان صحح الثانی اھ درمختار[۱] ص۱۸۹/ ج۱/.

والحاصل ان زکوٰة الحیوان مطهرة لجلده ولحمه ان کان الحیوان ماکولا والافان کان نجس العین فلاتطهرشیئاً منه والا فان کان جلده لایحتمل الدباغة فکذلک لان جلده حینئذٍ یکون بمنزلة اللحم والافیطهرجلده فقط والآدمی کالخنزیر فیما ذکر تعظیماً له اھ شامی[۲]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

قربانی کا بہا ہوا خون پینا

سوال:- بہت سے آدمی دوا کے طور پر قربانی کا بہا ہوا خون پیتے ہیں، یہ کیسا ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

بہا ہوا خون قربانی کا ہو یا کسی اور طرح کا سب حرام اور نجس ہے "او دماً مسفوحاً الایة"[۳]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند یکم شعبان ۹۰ھ

---

[۱] درمختار علی الشامی ص۳۵۷/ ج۱، مطبوعه زکریادیوبند، کتاب الطهارة، باب المیاه، مطلب فی احکام الدباغة، البحرالرائق کوئٹه ص۹۹،۱۰۰/ ج۱، کتاب الطهارة،النهرالفائق ص۸۱/ ج۱/ کتاب الطهارة،مطلب فی طهارة الجلود،مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت.

[۲] شامی ص۳۵۸/ ج۱، مطبوعه زکریادیوبند، کتاب الطهارة، باب المیاه، مطلب فی احکام الدباغة، تبیین الحقائق ص۲۵،۲۶/ ج۱/ کتاب الطهارة،مطبوعه امدادیه ملتان،البحرالرائق کوئٹه ص۹۹،۱۰۰/ ج۱/ کتاب الطهارة.

[۳] سورۃ الانعام رقم الایۃ ۱۴۵/۔ (**ترجمه**) یا یہ کہ بہتا ہوا خون ہو۔

کره من الشاة الحیاء والخصیة والغدة والمثانة والمرارة والدم (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ کیجئے)

خصیہ کھانا

سوال:- حلال جانوروں کے خصیتین کھانا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

مکروہِ تحریمی ہے[۱] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) المسفوح والذکر قال ابوحنیفةؓ الدم حرام الخ البحر الرائق کوئٹہ ص۴۸۵/ج۸/کتاب الخنثی، مسائل شتی، الدرالمختار مع الشامی زکریا ص۴۷۷/۱۰/ کتاب الخنثی، مسائل شتی، بدائع الصنائع کراچی ص ۶۱/ج۵/آخر کتاب الذبائح.

[۱] وکرہ تحریماً وقیل تنزیهاً والاول اوجه من الشاة سبع الحیاء والخصیة الخ درمختار علی الشامی زکریا ص۴۷۸/۱۰/کتاب الخنثی فی مسائل شتی، شرح وهبانیة ص۱۵۵/ج۲/رقم الشعر ص۶۲۳/ فصل من کتاب الکراهیة، مطبوعه الوقف المدنی الخیر دیوبند، عالمگیری کوئٹه ص۴۴۵/ج۶/ کتاب الخنثی، مسائل شتی.

باب اول: وجوب قربانی

قربانی کا ثبوت قرآن وحدیث سے

سوال:-قربانی کا مسئلہ آج کل عام دلچسپی کا موضوع بنا ہوا ہے کچھ لوگ سرے سے اس کا انکار کررہے ہیں، تو کچھ لوگ اسے قرآن مجید سے ثابت کرنے کی کوشش میں لگے ہیں، اس سلسلہ میں خاصا تفریط سے کام لیا جارہا ہے، عوام اس مسئلہ کی صحیح شرعی حیثیت سے آگاہ نہیں، جہاں تک میرا خیال ہے، قرآن مجید میں قطعیت کے ساتھ یہ حکم ہی نہیں آیا نہ حج کے دنوں میں مکہ شریف کے علاوہ دوسرے مقامات پر بھی تمام مسلمانوں کے لئے قربانی کرنا لازم ہے، سورہ الحج ملاحظہ ہو " ذٰلک ومن یعظم شعائر اللّٰہ "، قربانی دلوں کی پرہیزگاری میں داخل ہے ان (چارپاریوں میں) ایک قربت خاص تک تم لوگوں کیلئے فائدے ہیں، تم خانہ کعبہ کے پاس جاکران کو حلال کرو ہم نے قربانی قرار دی ہے تاکہ خدا نے جوان کو مویشی چوپائے دے رکھے ہیں، قربانی کرنے کے وقت خدا کا نام لیں قرآن مجید کے اس مطلب کو اگر سامنے رکھا جائے تو قربانی ان لوگوں پر ہے جو چوپائے پال رکھے ہیں، قرآن کریم کی آیات بتاتی ہیں کہ قربانی خانہ کعبہ کے پاس جاکر کرو، اس کا یہ مطلب ہوا کہ جو شخص حج کرے اس پر قربانی واجب ہے، غیر حاجیوں پر قربانی واجب نہیں، قرآن میں قربانی کا ذکر حج کے ساتھ آیا ہے۔

(۱) اب بتائیے کہ کیا قربانی ان لوگوں پر بھی واجب ہے جو مویشی پالتے ہیں؟

(۲) خانہ کعبہ میں قربانی جائز ہے دوسری جگہ میں نہیں۔

(۳) اگر قربانی کا روپیہ قومی فلاح وبہبود اور غریب پروری پر صرف کریں تو کیا خلاف دانشمندی ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

مسائل کے واسطے مأخذ قرآن کریم ہے یہ تو اصل سرچشمہ ہے اور حدیث سے بھی مسائل ثابت ہوتے ہیں[۱]، قرآن کریم میں حکم ہے کہ جو حکم تم کو رسول دیں اس کو عمل کے لئے قبول کرو اور جس چیز سے منع کریں اس سے باز رہو[۲]، نیز قرآن پاک میں ہے کہ ہم نے جس رسول کو بھیجا اس لئے بھیجا کہ اس کی اطاعت کی جائے[۳]۔

نیز ارشاد ہے جو رسول کی اطاعت کرتا ہے، اس نے اللہ کی اطاعت[۴] کی اس واسطے حدیث شریف سے قطع نظر کر لینا اور یہ مطالبہ کرنا کہ ہر چیز قطعیت کے ساتھ قرآن کریم سے ہی ثابت کی جائے، یہ مطالبہ غلط ہے، اور نہایت خطرناک ہے نمازوں کی رکعات فجر کی دو، ظہر کی چار، عصر کی چار، مغرب کی تین، عشاء کی چار کو قطعیت کے ساتھ قرآن کریم سے ثابت کیا جاسکتا ہے؟ بلکہ پانچ وقت کی نماز کو بھی کیا قطعیت کے ساتھ قرآن کریم سے ثابت کیا جاسکتا ہے، بیت اللہ کا طواف کیا اس کے سات شوط کو قرآن کریم سے ثابت کیا جاسکتا ہے؟ قرآن کریم کا صحیح مطلب وہ ہے جو حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سمجھا اور اس پر عمل کیا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کو سمجھایا اور اس پر عمل کرایا، سورہ کوثر میں مذکور ہے "فَصَلِّ لِرَبِّکَ الخ الایۃ[۵]"، حضرت حسن اس کی تفسیر[۶] میں فرماتے ہیں "صلوٰۃ یوم النحر ونحر البدن" یعنی

---

[۱] اصول الشرع ثلثة الكتاب والسنة واجماع الامة والاصل الرابع القياس الخ حسامی مع نام ص ۴/ مطبوعه مختار اینڈ کمپنی دیوبند، نور الانوار ص ۷/ مطبوعه دار الكتاب ديوبند.

[۲] وَمَا اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا. سورۂ حشر آیت ۷/.

[۳] وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ، سوره نساء آیت ۶۴/.

[۴] مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ، سورہ نساء آیت ۸۰/.

[۵] سورۂ کوثر آیت ۲/ **ترجمہ**: سو آپ اپنے پروردگار کی نماز پڑھئے۔

[۶] احكام القرآن للجصاص الرازی ج ۳/ ص ۴۷۵/ مطبوعه دار الكتاب العربی بيروت، جامع البيان ص ۳۲۷/ ج ۱۵/ الجزء الثلاثون، مطبوعه دار الفكر بيروت، الدر المنثور ص ۶۵۱/ ج ۸/ مطبوعه دار الفكر بيروت.

اس جگہ صلوٰۃ سے صلوٰۃ عید الاضحیٰ اور نحر سے قربانی مراد ہے، حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں ”خَرَجَ النَّبِیُّ صَلّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّم یَوْمَ الْاَضْحٰی اِلیٰ الْبَقِیْع فَصَلّٰی رَکْعَتَیْنِ ثُمَّ اَقْبَلَ عَلَیْنَا بِوَجْھِہٖ فَقَالَ اِنَّ اَوَّلَ نُسُکِنَافِی یَوْمِنَا ھٰذَا اَنْ نَبْدَاءَ بِالصَّلوٰۃِ ثُمَّ نَرْجِعَ فَنَنْحَرَالخ[۱] یعنی حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یوم الاضحیٰ میں بقیع کی طرف تشریف لائے، پس دو رکعت نماز پڑھی، پھر ارشاد فرمایا کہ ہمارے اس دن میں ہمارا پہلا نسک یہ ہے کہ نماز پڑھیں پھر لوٹیں اور قربانی کریں یہ واقعہ حج کا نہیں ہے بلکہ مدینہ طیبہ کا واقعہ ہے، بقیع مدینہ طیبہ کے قبرستان کا نام ہے[۲]، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت امام ترمذی نے روایت کی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے مدینہ طیبہ میں دس سال قیام کیا، اور قربانی فرمایا کرتے تھے[۳]، پس یہ کہنا کہ بغیر حج کے قربانی کا ثبوت نہیں غلط ہے۔

(۱) قربانی ہر صاحب نصاب پر واجب ہے، چاہے مویشی پال رکھا ہو یا نہیں[۴]

---

[۱] بخاری شریف ج ۱/ص ۱۳۳/کتاب العیدین، باب استقبال الامام الناس فی خطبة العید، مشکوۃ ص ۱۲۶/ باب صلاۃ العیدین، الفصل الاول، مطبوعہ دار الکتاب دیوبند، مسنداحمد ص ۲۸۱،۲۸۲/ج ۴/حدیث البراء بن عازب رضی اللّٰہ عنہ، مطبوعہ دار الفکر بیروت.

[۲] وھی مقبرۃ اھل المدینة عمدۃ القاری ص ۲۹۸/ ج ۳/ الجزء السادس، کتاب العیدین، باب استقبال الامام الناس فی خطبة العید، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ارشاد الساری ص ۵۹۷/ج ۲/ باب استقبال الامام الناس فی خطبة العید، مطبوعہ دار الفکر بیروت.

[۳] عَنْ نَافِعٍ عَنْ اِبْنِ عُمَرَ قَالَ اَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم بِالْمَدِیْنَةِ عَشَرَ سِنِیْنَ یُضَحِّیْ ھذاحدیث حسن (ترمذی شریف ج ۱/ص ۲۷۷/ کتاب الاضاحی، باب ماجاء ان الشاۃ الواحد تجزی عن اھل البیت، مسنداحمد ص ۳۸/ج ۲/مسندعبداللّٰہ بن عمر رضی اللّٰہ تعالی عنھما، مطبوعہ دار الفکر بیروت، المسند الجامع ص ۶۲۲/ج ۱۰/حدیث ص ۷۹۸۵/ الاضاحی، مطبوعہ دار الجیل بیروت.

[۴] وأما شرائط الوجوب منھا الیسار وھومایتعلق بہ وجوب صدقة الفطر والموسر فی ظاھر الروایة من لہ مائتا درھم اوعشرون دینارا اوشئی یبلغ ذٰلک سوی مسکنہ ومتاع مسکنہ ومرکوبہ وخادمہ فی حاجتہ التی لایستغنی عنھا (عالمگیری ص ۵/۲۹۲، فصل شرائط الوجوب، کتاب الاضحیة، الدرالمختارمع الشامی زکریاص ۴۵۲،۴۵۳/ج ۹/ کتاب الاضحیة مجمع الانھرص ۱۶۷/ج ۴/کتاب الاضحیة، مطبوعہ دار الکتب العلمیة بیروت.

(۲) یہ حکم ہر جگہ کے مسلمانوں کے لئے ہے مکہ مکرمہ کے ساتھ خاص نہیں[1]۔
(۳) اس سے قربانی کا واجب ادا نہیں ہوگا، اگر چہ غریبوں کی امداد ہو جائے گی[2]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند ۲۷/۱۱/۱۴۰۰ھ

قربانی کس پر واجب ہے؟ کیا قیمت کا صدقہ کرنا کافی ہے

سوال:- قربانی کس پر واجب ہے؟ کیا یہ ممکن ہے کہ قربانی کے جانور کی قیمت کسی غریب کو دیدی جائے یا قربانی کرنی ضروری ہے؟

الجواب حامداً ومصلیا

جس کی ملک میں ساڑھے باون تولہ چاندی یا اتنی قیمت کی کوئی اور چیز حاجتِ اصلیہ سے زائد ہو، اس پر قربانی واجب ہے[3]، قربانی کے ایام میں قربانی واجب ہے، قیمت دینا کافی

---

[1] وأما شرائط الوجوب منها اليسار وهومايتعلق به وجوب صدقة الفطر والموسرفی ظاهر الرواية من له مائتا درهم اوعشرون دينارا اوشئی يبلغ ذٰلک سوی مسکنه ومتاع مسکنه ومرکوبه وخادمه فی حاجته التی لایستغنی عنها (عالمگیری ج۵/ص۲۹۲/ فصل شرائط الوجوب، کتاب الاضحية، الدرالمختارمع الشامی زکریاص ۴۵۲، ۴۵۳/ج۹/کتاب الاضحية مجمع الانهرص۱۶۷/ج۴/کتاب الاضحية،مطبوعه دارالکتب العلمية بيروت.

[2] الاضحية شرعاً ذبح حيوان مخصوص بنية القربة فی وقت مخصوص الدرالمختارعلی الشامی کراچی ج۶/ص۳۱۲/ کتاب الاضحية، البحرالرائق کوئٹه ص۱۷۳/ج۸/کتاب الاضحية،تبيين الحقائق ص۲/ج۶/کتاب الاضحية،مطبوعه امداديه ملتان.

[3] والمؤسر فی ظاهر الرواية من لهٗ مائتادرهم اوعشرون ديناراًاوشئی يبلغ ذٰلک سوی مسکنه ومتاع مسکنه الی قوله فعليه الاضحية الهندية ج۵/ص۲۹۲/کتاب الاضحية،الباب الاول، الدر المختارمع الشامی زکرياص۴۵۳/ج۹/کتاب الاضحية،مجمع الانهرص۱۶۷/ج۴/ کتاب الاضحية،مطبوعه دارالکتب العلمية بيروت.

نہیں[۱]۔اگر کسی عارض کی وجہ سے قربانی نہیں کرسکا اور دن گذر گئے تو پھر قیمت کا صدقہ کرنا ضروری ہے[۲]۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۳؍۴؍۸۹ھ

قربانی کس پر واجب ہے؟

سوال:-قربانی کے متعلق ایک کتاب میری نظر سے گذری، اس میں مصنف نے لکھا ہے کہ قربانی ہر مقیم، آزاد، مسلمان، عاقل، بالغ، مالک نصاب پر واجب ہے، مالک نصاب وہ شخص ہے جس کے پاس اسباب خانہ داری کے سوا ۷½ تولہ سونا یا ساڑھے باون تولہ چاندی یا چھتیس روپئے موجود ہوں، یہاں پر ایک سال کا گذرنا شرط نہیں، جو شخص مالک نصاب نہ ہو تو اس پر قربانی واجب نہیں، البتہ مستحب ہے، بچے کی طرف سے بھی قربانی کرنا واجب ہے۔ (کنز الدقائق، ابوداؤد)

الجواب حامداً ومصلیاً

چھتیس روپیہ کو نصاب قرار دینا تو غلط ہے، ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت جتنے روپیہ ہوں گے ان کو نصاب کہا جائے گا[۳]، بچے کی طرف سے قربانی مفتیٰ بہ قول ہے کہ واجب

---

[۱] ومنها انه لایقوم غیرهامقامهافی الوقت حتی لوتصدق بعین الشاةاوقیمتهافی الوقت لایجزئه عن الاضحیة عالمگیری کوئٹه ص۲۹۳، ۲۹۴؍ج۵؍کتاب الاضحیة،قبیل الباب الثانی فی وجوب الاضحیة،بدائع الصنائع کراچی ص۶۶؍ج۵؍کتاب الاضحیة،فصل واما کیفیة الوجوب،شامی زکریاص۴۶۳؍ج۹؍کتاب الاضحیة.

[۲] اذامضی وقتها وجب علیه التصدق بهاحیةناذروتصدق بقیمتها غنی شراها اولا(شامی کراچی ج۶؍ص۳۲۱؍کتاب الاضحیة،عالمگیری کوئٹه ص۲۹۴؍ج۵؍کتاب الاضحیة، الباب الاول فی تفسیرها،مجمع الانهرص۱۷۱؍ج۴؍کتاب الاضحیة،مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت.

[۳] ملاحظہ فرمائیں حوالہ نمبر۱۔

نہیں ہے، بقیہ مضمون صحیح ہے "فتجب التضحية عن نفسه لا عن طفله على الظاهر اھ (در مختار) قال الشامی بعد نقل رواية زفرؒ والفتویٰ علی ظاهر الرواية اھ (ردالمحتار[1] ج۵ / ص ۲۰۰ /. فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود عفی عنہ دار العلوم دیوبند ۱۲/۲۸ / ۸۵ھ

جواب صحیح ہے: سید مہدی حسن غفرلہٗ دار العلوم دیوبند ۱۲/۳۰ / ۸۵ھ

کتنے نوٹ پر قربانی واجب ہے

سوال: - آج کل ہندی نوٹوں کے اعتبار سے کتنے نوٹوں کی ملکیت پر قربانی کا وجوب ہوگا؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جب نوٹ ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کی مقدار میں ہوں تو ان کو نصاب کہا جائے گا، اور قربانی لازم ہوگی، بشرطیکہ یہ نصاب حاجت اصلیہ سے زائد ہو اس نصاب پر سال بھی گذرنا لازم نہیں[2]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند

الجواب صحیح: سید مہدی حسن غفرلہٗ دار العلوم دیوبند

---

[1] شامی کراچی ج۶ / ص ۳۱۵ / کتاب الاضحية، سكب الانهر علی مجمع الانهر ص ۱۶۷ / ج۴ / کتاب الاضحية، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت، مجمع الانهر ص ۱۶۷ / ج۴ / کتاب الاضحية، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت.

[2] لابد من اعتبار الغنىٰ وهو ان يكون في ملكه مائتادرهم اوعشرون دينارا اوشئى تبلغ قيمته ذٰلک سوى مسكنه ومايتأ ثث به وكسوته وخادمه وفرسه وسلاحه ومالا يستغني عنه وهو نصاب صدقة الفطر (بدائع الصنائع زكريا ج۴ / ص ۱۹۶ / فصل شرائط الوجوب، كتاب الاضحية، الدرالمختار مع الشامی زكريا ص ۴۵۳ / ج۹ / كتاب الاضحية، عالمگیری كوئٹه ص ۲۹۲ / ج۵ / كتاب الاضحية، الباب الاول في تفسيرها.

کچھ سونا کچھ چاندی دونوں پر قربانی

سوال:- ایک شخص کے پاس ایک تولہ سونا ہے، جس کی قیمت ۱۴۵/روپیہ اور ایک روپیہ کا نوٹ ہے، آیا اس پر قربانی واجب ہوگی کہ نہیں، اور اس وقت چاندی کا بھاؤ تقریباً سوا دو روپیہ تولہ ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اس شرح نرخ کے اعتبار سے اتنی مالیت پر قربانی واجب ہے جب کہ یہ مال اس کی حاجت اصلیہ سے زائد ہو[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

ملازم کی تنخواہ پر قربانی کا وجوب

سوال:-بعض ملازمین جن کی بڑی تنخواہیں ہوتی ہیں، قربانی کے ایام میں تنخواہ کی وصول یابی پر صاحب نصاب ہوجاتے ہیں، لیکن آخر ماہ تک ان کے پاس کچھ نہیں بچتا اگر یہ لوگ قربانی کردیں، تو آخر ماہ تنگی اور قرض کی صورت پیش آئے گی، سونے چاندی کے قسم کے بھی صاحب نصاب کرنے والی چیزیں ان کے پاس نہیں ہے، ایسے حضرات کے لئے قربانی کا کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر گذارہ اس تنخواہ پر ہے اور قربانی کرنے سے مہینہ ختم ہونے تک گذارہ دشوار ہو

---

[1] وشرائطها اليسار الذى يتعلق به وجوب صدقة الفطر بان ملك مائتى درهم اوعرضا يساويها غيرمسكنه وثياب اللبس الخ شامى كراچى ج٦/ ص ٣١٢/كتاب الاضحية. شامى نعمانيه ج٥/ ١٩٨/الهندية ج٥/ص ٢٩٨/كتاب الاضحية، الباب الاول فى تفسيرها، بدائع الصنائع زكرياص ١٩٦/ج٤/كتاب الاضحية، فصل فى شرائط الوجوب.

جائے گا تو قربانی لازم نہیں[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح: سید مہدی حسن غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

جب کہ قربانی کے جانور کی قیمت زیادہ اور مقدار نصاب کم ہو تو کیا کرے؟

سوال:- غیر مقلد کے ایک اخبار میں یوں لکھا ہوا پایا کہ حنفی مذہب میں قربانی اس پر واجب ہے جو نصاب زکوٰۃ کا مالک ہو فرق اتنا ہے کہ زکوٰۃ سال بھر تک صاحب نصاب ہونے پر ہے، قربانی کے کے واسطے نہیں، اگر کوئی شخص ساٹھ ستر روپیوں کا مالک ہے صاحب نصاب ہونے کے باعث اس پر قربانی واجب ہے، لیکن کسی سے اتنے داموں پر قربانی کا جانور ملنا محال ہے، قربانی کرے تو کل سرمایہ ہاتھ سے جاتا ہے نہ کرے تو ترک واجب کے گناہ کا مرتکب ہوگا اس لئے حدیث میں ہے ''مَنْ وَجَدَ سَعَةً الحديث'' اس پر عمل کرنا بہتر نہیں کہ جو قربانی کرنے کی استطاعت رکھتا ہو مہربانی کرکے مسئلہ کی اہمیت سے مطلع فرمائیں اوران کے اس حدیث کے پیش کرنے کا کیا جواب ہے؟

---

[1] واما شرائط الوجوب منها اليسار الى قوله والمؤسر فى ظاهر الرواية من له مائتا درهم او عشرون ديناراً اوشئى يبلغ ذلک سوى مسكنه ومتا ع مسكنه الى قوله فى حاجته التى لايستغنى عنهاالى قوله قال ابوعلى الدقاق ان كان يدخل له من ذالک قوت سنة فعليه الاضحية ومنهم من قال قوت شهرومتى فضل من ذالک قدرمائتى درهم فصاعدا فعليه الاضحية والافلاكذا فى الظهيرية، عالمگيرى ص ۲۹۲ / ج۵ / كتاب الاضحية الباب الاول فى تفسيرهاوركنهاالخ، شامى زكرياص ۴۵۳ / ج۹ / كتاب الاضحية، بدائع الصنائع زكرياص ۱۹۶ / ج۴ / كتاب الاضحية، فصل فى شرائط الوجوب.

الجواب حامداً ومصلیاً

چاندی کا نصاب ساڑھے باون تولہ چاندی ہے، اگر حاجت اصلیہ سے زائد کسی کے پاس قربانی کے ایام میں ہو تو اس پر قربانی واجب ہے[۱]، ۵۰/۶۰/۷۰/روپیہ میں کٹرا (قربانی کے قابل بھینس نر) آتا ہے، جس میں سات آدمی شریک ہوکر قربانی کر لیتے ہیں، نصاب کی قیمت تو اس سے بہت زیادہ ہے، اتنے میں ہی سات آدمی اپنا واجب ادا کر لیتے ہیں، اور کسی کا سرمایہ ختم نہیں ہوتا ہے یہی "مَنْ وَجَدَ سَعَةً الحدیث[۲]" کا مصداق ہے، ورنہ بڑے بڑے سرمایہ داروں کو دیکھا ہے کہ ان کے پاس حج کی گنجائش نہیں ہوتی، زکوٰۃ، فطرہ، قربانی کی گنجائش نہیں ہوتی، اس لئے کہ نفس کا بخل روکتا ہے، لہٰذا شریعت نے "مَنْ وَجَدَ سَعَةً الحدیث" کی حد مقرر کردی ہے، اور وہ وہی ہے جس کو احناف نے اختیار کیا ہے محض گوشت خوری کی نیت سے قربانی کے جانور میں اگر کوئی شریک ہوگا تو اس سے دوسرے شرکاء کی قربانی بھی خراب ہوجاوے گی[۳] اگر ثواب کی نیت سے شریک ہوا اور قیمت بعد میں دیدے تو مضائقہ نہیں ہے،

---

[۱] وشرائطها اليسار الذى يتعلق به وجوب صدقة الفطر بان ملك مائتى درهم اوعرضا يساويها غيرمسكنه وثياب اللبس الخ شامى كراچى ج۶/ ص ۳۱۲/ شامى نعمانيه ج۵/ ص ۱۹۸/ كتاب الاضحية، الهندية ج۵/ص ۲۹۸/ كتاب الاضحية، الباب الاول فى تفسيرها، بدائع الصنائع زكرياص ۱۹۶/ ج۴/ كتاب الاضحية، فصل فى شرائط الوجوب،

[۲] السنن الكبرى للبيهقى ص ۲۶۰/ ج۹/ كتاب الضحايا، مطبوعه دارالمعرفة بيروت، كنز العمال ص۱۰۷/ ج۵/ حديث ص ۱۲۲۶۱/ الاضاحى والهدايا، مطبوعه مؤسسة الرسالة بيروت، المستدرك للحاكم ص ۲۵۸/ ج۴/ حديث ص ۷۵۶۶/ كتاب الاضاحى، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت.

[۳] وان كانه شريك الستة نصرانيااو مريداللحم لم يجزعن احد منهم، الدر المختارعلى الشامى زكرياص ۴۷۲/ ج۹/ كتاب الاضحية، مجمع الانهر ص ۱۶۸/ ج۴/ كتاب الاضحية مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت، عالمگيرى ج۵/ ص ۳۰۴/ الباب الثامن فيما يتعلق بالشركة فى الضحايا،

مگر قیمت دینے کی صورت مسئولہ درست نہیں ہے، قربانی کے بڑے جانور میں عقیقہ کی نیت سے بھی شرکت درست ہے[۱]، عقیقہ کے دن کی تعیین مستحب ہے لازم نہیں، اگر ایام قربانی میں وہ دن آئے تب بھی گنجائش ہے[۲]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۱/۶/۸۶ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین غفرلہٗ ۱۵/۶/۸۶ھ

جانور خریدنے سے قربانی کا وجوب

سوال: - جو شخص غریب ہے کیا صرف جانور خریدنے سے اس کے ذمہ قربانی واجب ہو جاتی ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر وہ قربانی کے دنوں میں قربانی کی نیت سے جانور خریدے گا تب اس کے ذمہ قربانی واجب ہوگی۔ شامی ج ۵/ص ۲۰۴/[۳]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

---

[۱] ولو ارادوا القربة الاضحية اوغير ها من القرب اجزأهم سواء كانت القربة واجبة اوتطوعاً وسواء انفقت جهة القربة أواختلفت وكذالک ان اراد بعضهم العقيقة عن ولدولدله من قبل، عالمگیری ج۵/ص ۳۰۴/، الباب الثامن فيمايتعلق بالشركة فى الضحايا، شامى زكريا ص ۴۷۲/ ج ۹/ كتاب الاضيحة، قاضيخان على الهندية كوئٹه ص ۳۵۰/ ج۳/فصل فيما يجوز فى الضحاياومالايجوز.

[۲] بعد ولادت هفتم روزياچهاردهم يابست ويكم وبهميں حساب يابعد هفت ماه ياهفت سال عقيقة بايدكرد الغرض رعايت عدد هفت بهتراست(مالا بد منه فارسى ص ۱۷۴/رساله احكام عقيقه، اعلاء السنن ص ۱۱۷/ ۱۷/ كتاب الذبائح، باب افضلية ذبح الشاة فى العقيقة، مطبوعه امداديه مكه مكرمه،

[۳] وفقير شراها لوجوبها عليه بذلک حتى يمتنع عليه بيعها ووقع (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ کیجئے)

قربانی کا دوسرا جانور خریدنے پر پہلا گم شدہ مل گیا

سوال:- زید نے قربانی کے لئے ایک جانور خریدا جو کہ قربانی سے پہلے کھو گیا، اس نے دوسرا خرید لیا، پھر پہلا بھی مل گیا تو اس پر دونوں کی قربانی واجب ہے یا ایک کی یا اس میں امیر غریب کا کچھ فرق ہے، جیسا کہ اشتہار میں چھپتا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر زید مالدار ہے کہ اس پر قربانی واجب ہے تو ایسی صورت میں اس پر ایک کی قربانی واجب ہے، اگر وہ غریب ہے تو اس پر دونوں کی قربانی واجب ہوگی، ہاں اگر اس نے دوسرا جانور خریدتے وقت یہ نیت کی ہے کہ پہلا جانور جو گم ہوگیا اس کی جگہ پر خریدتا ہوں تو اس پر ایک ہی کی قربانی واجب ہوگی۔ (سکب الانہر ج۲/ص۵۲۰/)[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

قربانی کا جانور مرنے سے کیا واجب ساقط ہو جاتا ہے

سوال:- زید نے قربانی کے لئے ایک جانور خریدا اور وہ قربانی سے پہلے مر گیا تو زید

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) فی التاتارخانية التعبير بقوله شراها لها ايام النحر وظاهره انه لو شراها لها لاقبلها لاتجب، شامی کراچی ج۶/ص ۳۲۱/شامی نعمانية ج۵/ص ۲۰۴/کتاب الاضحية، البحر الرائق کوئٹه ص۱۷۵/ج۸/کتاب الاضحية،عالمگيری کوئٹه ص ۲۹۱/ج۵/کتاب الاضحية،الباب الاول فی تفسيرها.

[1] وان سرقت أوضلت فشرىٰ اخرى ثم وجدها فی ايام النحر ذبح احداهما لوغنياً وكلاهما لو فقيراالا اذا نواها عن الاولىٰ لعدم تعدد الالتزام بالشراء حينئذ،سكب الانهر ج۴/ص ۱۷۲/ كتاب الاضحية، مكتبه بيروت، الدرالمختارمع الشامی زكرياص ۱۷۴/ج۹/ كتاب الاضحية، عالمگيری کوئٹه ص ۲۹۴/ج۵/کتاب الاضحية،الباب الثانی وجوب الاضحية بالنذر،

کو دوسرا جانور خریدنا ہوگا یا اس کے ذمہ سے واجب ساقط ہو جائے گا؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر زید مالدار ہے تب تو اس کو دوسرا جانور خریدنا ہوگا، اور اس کی قربانی لازم ہوگی اگر وہ غریب ہے تو اس کے ذمہ دوسرا جانور خرید کر قربانی کرنا لازم نہیں۔ مجمع الانہر ج۲/ ص۵۲۰/[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

ہدیہ کئے ہوئے جانور میں قربانی کی نیت

سوال:- جس پر قربانی واجب نہیں غربت کی وجہ سے وہ اگر قربانی کے لئے جانور خرید لیتا ہے تو اس پر قربانی واجب ہو جاتی ہے، اسی طرح اگر بغیر خریدے اس کو کسی نے ہدیہ یا صدقہ کے طور پر جانور دیدیا اور اس نے دل میں اس کی قربانی کی نیت کر لی تو کیا پھر بھی اس پر قربانی واجب ہو جاتی ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اس طرح اس پر قربانی واجب نہیں ہوتی۔ شلبی ج۶/ ص۵/[2] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود عفا اللہ عنہ

---

[1] اذاماتت المشتراة للتضحية على مؤسر تجب مكانها أخرىٰ ولاشئي على الفقير (مجمع الانهر ج۴/ ص۱۷۳/ كتاب الاضحية، مكتبه دار الكتب العلمية بيروت، الدر المختار على الشامي زكريا ص۴۷۱/ ج۹/ كتاب الاضحية، بدائع الصنائع كراچى ص۶۲/ ج۵/ كتاب الاضحية، فصل واما كيفية الوجوب.

[2] وان كان فقيراً ففى ظاهر الرواية يجب أن يتعين بالعقد فان وهب له أو تصدق عليه فنوى بقلبه لاتصير أضحية بالاجماع. شلبى على الزيلعى ج۶/ ص۵/ مكتبه امدايه ملتان پاكستان، كتاب الاضحية، عالمگيرى كوئٹه ص۲۹۱/ ج۵/ كتاب الاضحية، الباب الاول فى تفسيرها، بدائع الصنائع كراچى ص۶۲/ ج۵/ كتاب الاضحية.

کسی کے کہنے پر اپنا جانور اس کی طرف سے مفت قربانی کیا

سوال:-ایک شخص پردیس میں ہے اور صاحب نصاب ہے اپنے رشتہ دار کے یہاں خط لکھ دیتا ہے کہ آپ کے یہاں جو بکرا ہے اس کو میری طرف سے قربانی کردیں، اور رشتہ دار بلاعوض شخص مذکور کی طرف سے قربانی کردیتا ہے اب یہ قربانی درست ہے یا نہیں؟ وجہ تو اذن ہے جو کہ فرائض وواجبات قربانی کے لئے کافی ہے، لیکن اشکال یہ ہے کہ جب رشتہ دار بلاعوض کے دے رہے ہیں تو ہبہ ہوگیا اور بکرا تو منقولات میں سے ہے اور شئی منقولات میں قبضہ شرط ہے جو یہاں مفقود ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

آمر نے مامور کو وکیل بنادیا اقتضاءً وکیل کا قبضہ مؤکل کا قبضہ شمار ہوگیا[1]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۲/۷/۱۴۰۰ھ

قربانی کے لئے جانور خرید کر فقیر ہوگیا

سوال:-ایک شخص نے مالدار ہونے کے وقت ایک بڑا بکرا قربانی کی نیت سے خریدا لیکن قربانی کے دن آنے سے پیشتر غریب ہوگیا، اب وہ شخص اس بکرے کو بیچ کر اس کی قیمت اپنے کام میں لاسکتا ہے یا نہیں؟ یا اس بکرے کی قربانی اس پر واجب ہے، مطابق شرع شریف کیا حکم ہوگا؟

---

[1] لان یده ای الوکیل کید المؤکل، البحر الرائق کوئٹه ص ۱۵۶/ج۷/کتاب الوکالة، باب الوکالة بالبیع والشراء، تبیین الحقائق ص ۲۶۱/ج۴/باب الوکالة بالشراء، مطبوعه امدادیه ملتان، مجمع الانهر ص ۳۱۶/ج۳/باب الوکالة بالشراء، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت.

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر قربانی کے اخیر دن تک وہ صاحب نصاب نہ ہوتو اس کے ذمہ قربانی واجب نہیں،اس بکرے کوفروخت کرکے قیمت اپنے کام میں خرچ کرنا درست ہے،اوراگر قربانی کے اخیر دن میں بھی وہ صاحب نصاب ہوجائے گا،تواس پرقربانی واجب ہوگی،خواہ اس بکرے کی کرے یااورکی"ولایشترط ان یکون غنیا فی جمیع الوقت حتی لوکان فقیراً فی اول الوقت ثم ایسرفی اٰخرہ تجب علیه ولو اشتریٰ المؤسرشاة للاضحية فضاعت حتی انتقص نصابه وصار فقيراً فجاء ت ايام النحر فليس عليه ان يشتری شاة اخری فلوانه وجدهاوهو معسر وذٰلک فی ايام النحر عليه ان يضحی بها ولو ضاعت ثم اشتریٰ اخری وهوموسر فضحیٰ ثم وجد الاولی وهو معسر لم يکن عليه ان يتصدق بشئی کذافی البدائع اھ عالمگیری[1] ج۶/ص۹۶ ا/۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبدمحمودگنگوہی عفااللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہرعلوم سہارنپور

الجواب صحیح:سعیداحمدغفرلہٗ

صحیح:عبداللطیف ناظم مدرسہ مظاہرعلوم ۲۸/۴/۵۷ھ

مشترکہ کاروبار والے جب انفراداً صاحب نصاب نہ ہوں تو قربانی واجب نہیں

سوال:- (۱) چند بھائی ملکرکوئی کام گذران کے لئے کررہے ہیں اوران سب کا

[1] الهنديه ج۵/ص۲۹۲/الباب الاول،کتاب الاضحية،مکتبه کوئٹه پاکستان،بدائع الصنائع کراچی ص۶۵،۶۶/ج۵/کتاب الاضحية،فصل واما کيفية الوجوب،الدرالمختارعلی الشامی زکرياص۴۶۲/ج۹/کتاب الاضحية.

کھانا پینا ایک ہی جگہ ہے، اگر فرداً فرداً ایک کے کام کو دیکھتے ہیں، تو کسی پر بھی قربانی واجب نہیں ہوتی، کیونکہ کوئی بھی صاحب نصاب نہیں بنتا، اگر شمولاً دیکھتے ہیں تو اچھے کھاتے پیتے نظر آتے ہیں، اور نصاب بھی پورا ہو جاتا ہے، ایسی صورت میں ان کو اشتراکاً قربانی کرنا واجب ہے یا نہیں؟

(۲) اگر اشتراکاً قربانی واجب ہے تو کس کی طرف سے ادا ہوگی؟

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) اس صورت میں ان میں سے کسی پر قربانی واجب نہیں [۱]۔

(۲) اشتراکاً بھی واجب نہیں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

کیا گھر کے سب آدمیوں کی طرف سے قربانی لازم ہے

سوال:- گھر میں چند عورتیں و مرد ہیں مثلاً بیوی، ماں، بھائی، باپ، بہن، بچے، خواہ زندہ ہوں خواہ انمیں سے کچھ مردہ ہوں، اور زید کئی آدمیوں کے نام کی قربانی بوجہ عسرت نہیں کرسکتا، تو ایسی حالت میں ہر سال ایک ایک عزیز وقریب مثلاً بالا رشتہ خواہ زندہ ہوں خواہ مردہ انکے نام ایک ایک سال کرتا جائے، جس کے ذمہ زکوٰۃ واجب ہے، (بیوی یا شوہر پر کسی پر زکوٰۃ زیادہ واجب ہے، اسکے نام کی قربانی ہر سال کرے اور بقیہ کی طرف سے کبھی کبھیکر تا رہے، خواہ زندہ

[۱] وجوب قربانی کے لئے صاحب نصاب ہونا ضروری ہے اور ان میں کوئی بھی انفراداً صاحب نصاب نہیں ہے، اسلئے ان میں سے کسی پر بھی قربانی واجب نہیں ہے "فتجب التضحية على حر مسلم مقيم موسر يسار الفطرة الخ الدرالمختار على الشامي زكريا ج ۹/ ص ۴۵۴/ كتاب الاضحية، عالمگيری کوئٹه ص ۲۹۲/ ج ۵/ كتاب الاضحية، الباب الاول فی تفسيرها، بدائع الصنائع کراچی ص ۱۹٦/ ج ۴/ كتاب الاضحية، فصل فی شرائط الوجوب.

ہوں خواہ مردہ یا ہر سال سب کے نام کی قربانی کرے، خواہ تنگی ہو اور قرضہ لے کرے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جس کے ذمہ قربانی واجب ہے اس کو ہر سال قربانی کرنا ضروری ہے[1]، جس کے ذمہ واجب نہیں اس کی طرف سے اختیار ہے خواہ کرے یا نہ کرے، کرنے کی صورت میں ثواب ملے گا نہ کرنے کی صورت میں گناہ نہیں ہوگا[2]، مگر قرض لیکر درست نہیں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ ۱۳/۱۱/۶۱ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبداللطیف مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۳/ ذیقعدہ ۶۱ھ

ایک بکرے کی قربانی سب گھر کی طرف سے

سوال: -قربانی کا جانور کس کے نام سے ذبح کیا جائے؟ کیا زندہ مردہ جس کے نام بھی ذبح کردیا جائے اہل خانہ کے ذمہ سے اس کا وجوب ساقط ہوجائیگا، یا ہر سال گھر کا مالک اپنے نام سے کردے؟ جو بھی ہو کتب حدیث کا حوالہ ضرور تحریر فرمائیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جس کے ذمہ قربانی واجب ہے، پہلے وہ اپنی طرف سے قربانی کرے، اس کے بعد

---

[1] فتجب التضحية على حر مسلم مقيم موسر يسار الفطرة الخ الدر المختار على الشامی زکریا ص۴۵۷، ۹/۴۵۴، کتاب الاضحية، عالمگیری کوئٹہ ص ۵/۲۹۲، کتاب الاضحية، الباب الاول فی تفسيرها، بدائع الصنائد زکریا ص۴/۱۹۶، کتاب الاضحية، فصل فی شرائط الوجوب،

[2] واما التطوع فاضحية المسافر والفقير الذی لم يوجد منه النذر ولا الشراء للاضحية لانعدام سبب الوجوب وشرطه، بدائع الصنائع کراچی ص۶۳/ج۵/ کتاب الاضحية، قبيل فصل واما شرائط الوجوب، عالمگيری کوئٹہ ص ۲۹۱/ج۵/ کتاب الاضحية، الباب الاول فی تفسيرها.

کسی حی یا میت کی طرف سے حسب توفیق کردے، یہ سمجھنا کہ ایک بکرا قربانی کردینے سے تمام اہل خانہ کا واجب ادا ہوجائے گا، درست نہیں۔ ''فتجب الاضحية علىٰ حر مسلم مقيم موسر عن نفسه لا عن طفله شاة او بدنة'' (درمختار[1]) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

قربانی کی نیت سے قربانی واجب نہیں ہوئی اور حاملہ کی قربانی

سوال:- ایک شخص نے ایک گائے کی قربانی کی نیت کی تھی، اتفاق سے وہ گائے گابھن ہوگئی، اب اس حاملہ کی قربانی کردی جائے یا نہیں؟ یا بچہ پیدا ہونے کے بعد کی جائے؟ یا آئندہ سال کی جائے، یا صدقہ کردی جائے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر محض نیت کی تھی نذر نہیں مانی تھی، تو اس سے اس پر اس مخصوص گائے کی قربانی لازم نہیں ہوئی، اس کو اختیار ہے چاہے قربانی کرے یا نہ کرے، اور اب کرے یا پھر بعد میں کرے، یا بعد قربانی صدقہ کردے، یا جو دل چاہے کرے ''اذا اشترى شاة بغير نية الاضحية ثم نوى الاضحية بعد الشراء لم يذكر هذا في ظاهر الرواية وروى الحسنؒ عن ابي حنيفةؒ انها لا تصير اضحية حتى لو باعها يجوز بيعها وبه نأخذ الخ فتاوىٰ عالمگیری ج۴/ص ۸۷ ر[2]'' جو جانور قریب الولادۃ ہو کہ ذبح کرنے سے بچہ کے

---

[1] الدر المختار على رد المحتار ج۵/ص ۲۰۰/ مطبوعه نعمانيه، كتاب الاضحية، البحر الرائق كوئٹه ص ۱۷۳/ ج۸/ كتاب الاضحية، مجمع الانهر ص۱۶۷/ ج۴/ كتاب الاضحية، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت.

[2] الهنديه ج۵/ص ۲۹۴/ الباب الثاني في وجوب الاضحية بالنذر وما هو في معناه، مكتبه كوئٹه پاكستان، قاضيخان على الهندية كوئٹه ص ۳۴۶/ ج۳/ فصل في صفة الاضحية، بدائع الصنائع كراچی ص ۶۲/ ج۵/ كتاب الاضحية.

مرجانے کا اندیشہ ہو اس کا ذبح کرنا مکروہ ہے۔" ان تقاربت الولادة یکره ذبحها الخ شامی ج۵/ص ۱۹۳/نعمانیہ[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲/۲/۸۹ھ

کس قربانی میں زیادہ ثواب ہے اپنی طرف سے یا والدہ یا رسول اکرم ﷺ کی طرف سے

سوال:- زید پر قربانی فرض نہیں، اس کی والدہ ہندہ پر کچھ عرصہ پیشتر فرض تھی، جبکہ ہندہ مالک نصاب تھی، مسئلہ کا علم نہ ہونے سے وہ قربانی نہ کرتی تھی، اب زید اپنی طرف سے قربانی کرے یا اپنی والدہ کی طرف سے یا رسول اکرم ﷺ کی طرف سے؟ کس میں زیادہ ثواب ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

زید اگر صاحب نصاب ہے تو اس کو اپنی طرف سے قربانی کرنا واجب ہے، اس کے ترک کی گنجائش نہیں[2]، جتنے برس واجب ہونے کے باوجود والدہ نے قربانی نہیں کی اتنے برس کی قربانی کا صدقہ کرنا واجب ہے[3]، والدہ کی اجازت سے زید بھی ان کی طرف سے صدقہ

---

[1] شامی کراچی ج۶/ص ۳۰۴/کتاب الذبائح، قاضیخان علی الهندية كوئٹه ص۳۶۷/ج۳/کتاب الصيد والذبائح، باب فی الزکاۃ، عالمگیری کوئٹه ص۲۸۷/ج۵/کتاب الذبائح، الباب الاول فی رکنه.

[2] فتجب التضحية على حر مسلم مقيم موسر يسار الفطرة عن نفسه الخ الدرالمختار على الشامی زکریا ج۹/ص۴۵۷، ۴۵۴/کتاب الاضحية، البحر الرائق کوئٹه ص۱۷۳/ج۸/کتاب الاضحية، مجمع الانهر ص۱۶۷/ج۴/کتاب الاضحية، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت.

[3] ولو تركت التضحية ومضت ايامها تصدق بهاحية ناذر وتصدق بقيمتها غنی شراها اولا، الخ الدرالمختار مع الشامی زکریا ج۹/ص۴۶۳، ۴۶۵/کتاب الاضحية، (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر دیکھئے)

کرسکتا ہے، اس سے والدہ کا ذمہ بری ہوکر آخرت کی پکڑ سے بچ جائے گی، اس میں بہت بڑا اجر ہے، گنجائش ہوتو حضرت رسول مقبول ﷺ کی طرف سے بھی قربانی کردیں[۱]، ورنہ دیگر حسنات کا ثواب پہنچادیں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

ہدایہ کی عبارت، صغیر اولاد کی طرف سے قربانی

سوال:- صاحب ہدایہ نے متن دیا ہے "الاضحیة واجبة علیٰ کل مسلم مقیم موسر فی یوم الاضحی عن نفسه وعن ولده الصغار الخ" اس عبارت میں "عن ولده الصغار" کا جملہ آیا ہے، پوچھنا یہ ہے کہ ولد صغیر کی طرف سے جب والد پر قربانی واجب ہوئی اگرچہ ولد صغیر کے مال ہی میں سے ہوتو زکوٰۃ مفروضہ کا کیا حکم ہے؟ زکوٰۃ دی جائے گی یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ روایت امام صاحب سے حضرت حسن نے نقل کی ہے، جو کہ ظاہر الروایۃ کے خلاف ہے، ظاہر الروایۃ میں اولاد صغیر کی طرف سے قربانی واجب نہیں، "وتجب عن نفسه لانه اصل فی الوجوب علیه علیٰ مابیناه وعن ولده الصغیر لانه فی معنی نفسه فیلحق به کمافی صدقة الفطر وهذه روایة الحسن عن ابی حنیفةؒ وروی عنه انهٗ لایجب عن

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) مجمع الانهر ص ۱۷۱/ ج ۴/ کتاب الاضحیة، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت، عالمگیری کوئٹه ۲۹۴/ ج ۵/ کتاب الاضحیة، الباب الاول فی تفسیرها.

[۱] فینبغی لمن وجد سعة ان یضحی عن حبیبه ونبیه صلی الله علیه وسلم کل عام ولوبشاة الخ اعلاء السنن ج ۱۷/ ص ۲۷۳/ کتاب الاضاحی، باب التضحیة عن المیت، مطبوعه امدادیه مکه مکرمه.

ولدہ وھو ظاھر الروایة[۱]" فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

کیا حرام مال ملک میں ہوتب بھی قربانی ہوگی

سوال:- اگر کسی کی ملک میں ایام نحر میں اتنا مال آ جائے کہ جس پر قربانی واجب ہوتی ہے، اگر چہ حرام ہی طریقے سے ہوتو کیا قربانی اس پر واجب ہوگی، کیا وظائف مالیہ میں حرام حلال دونوں کا یکساں حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ایسے طریقہ پر مال آیا ہے کہ ملک ہی ثابت نہیں ہوتی، جیسے سرقہ تو اس پر قربانی واجب نہیں ہوگی[۲]، اگر ایسے طریقہ پر آیا ہے کہ ملک ثابت ہوتی ہے جیسے بیوع فاسدہ تو قربانی واجب ہوجائے گی۔ "لان البیع الفاسد یفید الملک وان کان یجب فسخه اھ[۳]"

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[۱] ھدایه ج۴/ص ۴۴۴/ کتاب الاضحیة، مکتبه یاسر ندیم اینڈ کمپنی دیوبند، الدرالمختار مع الشامی زکریاص۴۵۷/ج۹/ کتاب الاضحیة، مجمع الانھر ص۱۶۷/ج۴/کتاب الاضحیة، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت.

[۲] من اکتسب مالا بغیر عقد کالسرقة والغصب والخیانة والعلول ففی جمیع الاحوال المال الحاصل له حرام علیه ولکن ان اخذه من غیر عقدلم یملکه ویجب علیه ان یرده علی مالکه ان وجدالمالک، بذل المجھود ص۳۷/ج۱/باب فرض الوضوء، مطبوعه رشیدیه سھارنپور، شامی زکریاص ۳۰۱/ج۷/باب البیع الفاسد، مطلب فیمن ورث مالاحراما.

[۳] ھکذا فی الشامی ج۵/ص ۹۴/باب البیع الفاسد، مطبوعه کراچی، مجمع الانھر ص ۹۴، ۹۵، ج۳، باب البیع الفاسد، فصل مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت، تبیین الحقائق ص ۶۱/ ج۴/ باب البیع الفاسد، فصل قبض المشتری المبیع، مطبوعه امدادیه ملتان.

خنزیر کے بال سے برش بنانیوالے کارخانہ میں ملازم کی تنخواہ سے قربانی خریدی گئی

سوال:- ایک شخص کا ایک لڑکا ہے جو ایک کارخانہ میں کام کرتا ہے، اور اس کارخانہ میں خنزیر کے بالوں کے برش تیار ہوتے ہیں، اور اسکو معلوم بھی ہے کہ یہ بال خنزیر کے ہیں اور وہ خود اسکے بالوں کا برش تیار کرتا ہے، اسکے بعد اس نے اپنے گھر کو روپیہ بھیجے کہ ان روپیوں کا قربانی میں حصہ کریں اور جس جانور میں یہ روپیہ ڈالیں اس میں چھ شریک قربانی اور بھی ہیں ان کو معلوم نہیں کہ اس شخص کی کمائی کیسی ہے؟ اور جس نے جانور خریدا ان پیسوں کو اور پیسوں میں ملا لیا اس صورت میں اس شخص کی قربانی ہوئی؟ اور جو چھ شریک تھے، ان کی بھی قربانی ہوئی یا نہیں، اور اگر کسی کی بھی نہیں ہوئی تو بتائیں اس قربانی کے جانور کا اب کیا کریں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

خنزیر کے تمام اعضاء نجس العین ہیں، ان کی بیع جائز نہیں[1] لیکن کارخانہ میں ملازمت کرنے سے جو روپیہ حاصل ہوا اور بذریعہ ڈاک روپیہ بھیجا اور اس موصول شدہ روپیہ سے جو قربانی کے جانور میں حصہ لیا اس کی وجہ سے اس کی قربانی ناجائز نہیں ہوئی، اور نہ دوسرے

---

[1] قولہ فلایطھر أی لانه نجس العین ،بمعنی أن ذاته بجمیع اجزائه نجسة حیاومیتاً لایجوز الانتفاع به کسائر اجزائه(شامی کراچی ج ۱ /ص ۲۰۴ /مطلب فی احکام الدباغة، کتاب الطھارة، وشعر الخنزیر لنجاسة عینه ای عین الخنزیر بجمیع اجزائه فیبطل بیعه الدرالمختار مع الشامی زکریاص ۲۶۴ /ج۷ /باب البیع الفاسد،مطلب فی التداوی بلبن البنت،مجمع الانھر ص ۸۵ /ج۴ / باب البیع الفاسد، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت، تبیین الحقائق ص ۵۰ /ج۴ / باب البیع الفاسد،مطبوعه امدادیه ملتان.

شریکوں کی قربانی ناجائز ہوئی[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

املاہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۰/۶/۱۴۰۰ھ

میت کی طرف سے قربانی کرنا

سوال:- اگر زندہ آدمی اپنا حصہ تو نہ لے اور میت کی طرف سے لے تو ایسا کرنا درست ہے، یا اپنا حصہ بھی لے اور میت کی طرف سے بھی لے تب کرنا درست ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

اگر زندہ آدمی صاحب نصاب ہے تو اس کو اپنا حصہ لینا واجب ہے[2]، اگر نہیں لیگا گنہگار ہوگا[3]، اور پھر اس کی قیمت کا صدقہ کرنا واجب ہوگا، تاہم اگر میت کی طرف سے لیکر قربانی کردے گا تو اس کا ثواب میت کو پہنچ جائے گا، اگر میت نے وصیت کی ہے، تو ایک تہائی ترکہ سے لیکر قربانی کرنا واجب ہوگا، اگر وصیت نہیں کی تو واجب نہیں، اگر کوئی وارث بالغ ہو اور اپنے روپئے سے حصہ لیکر میت کو ثواب پہنچاوے تو شرعاً درست ہے[4]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] ولایشکل ذلک بماقد مناه آنفا عن الذخیرة والخانیة لأن الطعام اوالکسوة لیس عین المال الحرام فانه اذا اشتری به شیئاً یحل أکله، شامی کراچی ج۶/ص ۳۸۶/کتاب الحظروالاباحة، فصل فی البیع،

[2] فتجب التضحیة،علی حرمسلم مقیم مؤسرعن نفسه(الدرالمختارعلی الشامی کراچی ج۶/ ص ۳۱۵/کتاب الاضحیة،مجمع الانهر ۱۶۶/ج۴/کتاب الاضحیة،دارالکتب العلمیة بیروت،البحرکوئٹه ص۱۷۳/ج۸/کتاب الاضحیة.

[3] ویفسق تارکه بلاتأویل شامی کراچی ج۶/ص۳۱۳، کتاب الاضحیة،

[4] من ضحی عن میت جازله الاکل منهاوالهدیة والصدقة والاجرللمیت والملک للذابح شامی کراچی ص۳۲۶/ج۶/کتاب الاضحیة،بزازیة علی الهندیة ص۲۹۵/ج۶/کتاب الاضحیة،السابع فی الاضحیة.

میت کی طرف سے قربانی بلا وصیت

۹۶۲۲
سوال:- میرے والد مرحوم کا گذشتہ سال جولائی میں انتقال ہو چکا، مرحوم نے کچھ بکریاں پال رکھی تھیں، اسمیں انکا ایک بکرا ہے، مرحوم کا ارادہ اس سال اس بکرے کی قربانی کا تھا، مگر وہ اس سے قبل ہی انتقال کر گئے، اب وہ بکرا موجود ہے، اور میرے ذمہ ہے اب مجھ کو اسکے بارے میں کیا کرنا چاہئے، کیا اس بکرے کو انکے نام سے قربانی کر دینا ضروری ہے یا نہیں؟ یا میرے نام سے قربانی کی جائے؟ واضح ہو کہ مرحوم کا صرف ارادہ تھا، کوئی وصیت وغیرہ نہیں کی تھی، میرا بھی ارادہ اس بکرے کی قربانی کرنے کا ہے، براہِ کرم قربانی کی مختصر دعا بھی تحریر فرمائیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

وہ بکرا آپ کے والد صاحب کا ترکہ ہے، اس میں سب ورثہ شریک ہیں، ان کی طرف سے قربانی واجب نہیں، آپ اگر ان کے تنہا وارث ہیں تو آپ کو اختیار ہے کہ اس کی قربانی ان کی طرف سے کر دیں، اور اگر کچھ اور وارث ہوں تو ان سب کی رضامندی سے ان کی طرف سے قربانی درست ہے، بشرطیکہ ورثہ میں کوئی نابالغ نہ ہو[1]

جانور کو بائیں پہلو پر لٹا کر بسم اللہ، اللہ اکبر پڑھ کر ذبح کیا جائے[2] "اِنِّی وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفاً وَمَااَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ اِنَّ صَلٰوتِی

[1] وان مات أحد السبعة وقال الورثة اذبحوا عنه وعنكم صح عن الكل استحسانا بقصد القربة من الكل ولو ذبحوها بلااذن الورثة لم يجز هم(قوله وقال الورثة)أى الكبارمنهم،الدرالمختار مع الشامی کراچی ج۶/ص ۳۲۶، کتاب الاضحية، البحر كوئٹه ص۱۷۷/ ج۸/کتاب الاضحية،تبيين الحقائق ص۷ ج۶/ كتاب الاضحية،مكتبه امداديه ملتان.

[2] والمستحب ان يقول بسم اللّٰه اللّٰه اكبربلاواو، الدرالمختار كراچی ص ۶/۳۰۱، كتاب الذبائح، عالمگیری کوئٹه ص۵/۲۸۸، كتاب الذبائح، الباب الاول، فی ركنه، تبيين الحقائق ص ۵/۲۸۹، كتاب الذبائح، مطبوعه امداديه ملتان،

وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ'' کا پڑھنا بھی ثابت ہے[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۳/۱۱/۸۹ھ

اپنی قربانی نہ کرنا میت کی طرف سے قربانی کرنا

سوال:- ایک شخص ایسا غریب ہے جس پر قربانی واجب نہیں، اگر اس نے اپنا حصہ نہ لیا ہو اور اپنے کسی میت کی طرف سے قربانی کی، تو کیا قربانی جائز ہوگی یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جائز ہے، جیسا کہ ایک شخص بھوکا ہو اور وہ کھانا خود نہ کھائے بلکہ صبر کر کے کسی دوسرے کو دیدے یہ جائز ہے، لیکن اگر میت نے وصیت نہیں کی تو یہ قربانی اسی زندہ شخص کی طرف سے ادا ہوئی، ثواب میت کو بھی ہوگا[2]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

میت کی طرف سے قربانی کے ذریعہ اداء واجب

سوال:- (۱) زید پر شرائط صحیحہ شرعیہ قربانی واجب ہے مگر وہ کسی مردہ خویش یا ولی یا

---

[1] السنن الکبری للبیهقی ج ۹/ص ۲۸۷/باب قول المضحی اللهم منک الخ. مطبوعه دار المعرفة بیروت.

ترجمہ: میں یکسو ہو کر اپنا رخ اس کی طرف کرتا ہوں جس نے آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کیا اور میں شرک کرنیوالوں میں سے نہیں ہوں، بالیقین میری نماز اور میری ساری عبادات اور میرا جینا اور میرا مرنا یہ سب خالص اللہ ہی کا ہے جو مالک ہے سارے جہاں کا اسکا کوئی شریک نہیں اور مجھ کو اسی کا حکم ہوا اور میں ماننے والوں میں سے ہوں۔

[2] لو ضحی عن میت وارثه بأمره ألزمه بالتصدق بها وعدم الأکل منها وان تبرع بها عنه له الأکل لأنه یقع علی ملک الذابح والثواب للمیت شامی کراچی ج ۶/ص ۳۳۵/کتاب الاضحیه، خانیه علی الهندیة ص ۳۵۲/ج ۳/کتاب الاضحیة، فصل فیما یجوز فی الضحایا و مالا یجوز.

نبی کی طرف سے قربانی ایک بکری یا دنبہ دیدیوے تو حدیث "عَلٰی کُلِّ اَھْلِ بَیْتٍ فِی کُلِّ عَامٍ اُضْحِیَّۃٌ" سے بری الذمہ ہو جاتا ہے، یا اس کو اپنے وجوب کیلئے علیحدہ قربانی دینی چاہئے؟

(۲) جو قربانی میت کی طرف سے دیجاوے اس کا سارا گوشت تصدق کرنا چاہئے یانہیں؟ اگر قربانی کرے میت کی طرف سے تو نہ کھاوے اس میں سے کچھ اور للہ دے بالکل "مظاہر حق ص ۸۷۴"

(۳) جب انبیاء علیہم السلام کی طرف سے قربانی دینے کا ارادہ ہو تو باوجود اعتقاد جواز جملہ انبیاء علیہم السلام حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے دینا احق واعلیٰ و افضل ہے، جو اپنی امت کی طرف سے قربانی دیتے تھے، اور شافع روز جزا ہونگے، یا دیگر انبیاء علیہم السلام سے؟

(۴) کسی نبی نے یا صرف حضرت اسماعیل علیہ السلام نے امت محمدیہ کی طرف سے کبھی قربانی دی ہے، یا اس امت کے کفارہ گناہ کے واسطے ذبح ہوا ہے یانہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) اگر قربانی اپنی طرف سے کر رہا ہے اور میت کو محض ثواب پہنچانا مقصود ہے، تو فریضہ اس سے ساقط ہو جاوے گا، دوسری قربانی کی ضرورت نہیں، بشرطیکہ نفل کی نیت نہ ہو "وان تبرع بھاعنہ لہ الا کل لانہ یقع علی ملک الذابح والثواب للمیت ولھٰذا لو کان علی الذابح واحدۃ سقطت عنہ اضحیتہ شامی ج۵/ص ۳۲۸"[۱] اور اگر قربانی اپنی طرف سے نہیں کر رہا ہے، بلکہ میت کی طرف سے ہی نفلاً کر رہا ہے، تو دوسری قربانی کرنا ہوگی کیونکہ ایک قربانی دو کی طرف سے کافی نہیں ہوگی "یجب ان یعلم ان الشاۃ لاتجزی الا عن

[۱] شامی کراچی ج۶/ص۳۳۵/ شامی نعمانیہ ج۵/ص۲۱۳/ کتاب الاضحیۃ، المحیط البرھانی ص۴۷۳/ج۸/الفصل السابع فی التضحیۃعن الغیروفی التضحیۃ بشاۃ الغیرعن نفسہ، ادارۃ القرآن المجلس العلمی.

واحد وان كانت عظيمة الخ عالمگیری ج ۵/ص ۳۰۴/[۱]۔

اگر میت نے قربانی کی وصیت کی تھی تو صدقہ کردیا جاوے اور "مظاہر حق" کی عبارت کا محمل بھی یہی ہے ورنہ خود بھی تصرف میں لانا جائز ہے "من ضحى عن الميت يصنع كما يصنع في اضحية نفسه من التصدق والا كل والاجر للميت والملک للذابح قال الصدر والمختار انه ان بامر الميت لاياكل منها والا ياكل بزازيه شامی ج۵/ص ۳۲۸/[۲]۔

(۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حقوق چونکہ ہم پر بہت زائد ہیں، اسلئے آپ بہر حال احق ہیں[۳] تاہم دیگر انبیاء علیہم السلام کی طرف سے قربانی کرانا بھی ثواب سے خالی نہیں ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو ثواب پہنچانے کیلئے قربانی فرمائی ہے[۴]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۶/۲/۵۲ھ

الجواب صحیح عبد الرحمٰن۔ صحیح: عبد اللطیف غفرلہٗ مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۶/۲/۵۲ھ

---

[۱] الهندية ج۵/ص ۳۰۴/ الباب الثامن فيمايتعلق بالشركة في الضحايا، مكتبه كوئٹه پاكستان، المحيط البرهانى ص ۴۷۷/ج۸/الفصل الثامن فيمايتعلق بالشركةفى الضحايا، ادارة القرآن.

[۲] شامی كراچی ج۶/ص ۳۲۶/شامی نعمانيه ج۵/ص ۲۰۷/كتاب الاضحية،بزازية على الهندية ص ۲۹۵/ج۶/كتاب الاضحية،السابع فى التضحية،مطبوعه كوئٹه، المحيط البرهانى ص ۴۷۳/ج۸/الفصل السابع فى التضحية عن الغير،ادارة القرآن

[۳] وقول علمائناله ان يجعل ثواب عمله لغيره يدخل فيه النبى ﷺ فانه احق بذلک حيث انقذنا من الضلالة ففى ذالک نوع شكرواسداء جميل له الخ شامی كراچی ص ۲۴۴/ج۲/ باب صلوة الجنازة، مطلب فى اهداء ثواب القراء ة للنبىﷺ.

[۴] عن عائشةؓ ان رسول اللّٰهﷺ كان اذاضحى اشترى كبشين عظيمين سمينين املحين اقرنين موجوئين يذبح احدهماعن امته من شهدمنهم بالتوحيدوشهدله بالبلاغ والآخرعن محمد الحديث طحاوى ص ۳۰۲/ج۲/ باب الشاة عن كم تجزى ان يضحى بها، ابوداؤدشريف ص ۳۸۸/ ج۲/ باب الشاة يضحى بهاعن جماعة،

باپ کی طرف سے قربانی

سوال:-ایک شخص صاحب نصاب ہوتے ہوئے قربانی نہیں کرتا اس کے لڑکے نے اس سے یوں کہہ دیا والد صاحب میں اپنی طرف سے آپ کی قربانی کر دوں؟ والد نے جواب دیا ہاں کر دو، بشرطیکہ میں تم کو ایک پیسہ بھی نہ دوں گا، اس صورت میں قربانی اس کے والد کی طرف سے ہوگی یا نہیں؟ اور اس کو ثواب ملے گا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ درست نہیں اس سے قربانی درست نہ ہوگی، جب والد نے قیمت دینے سے انکار کر دیا تو یہ اذن کالعدم ہے "**ولو ضحی غنی بدنته عن نفسه وعن ستة من اولاده ليس هذافی ظاهر الرواية وقال الحسن بن زیادؒ فی کتاب الاضحية له ان كان اولاده صغارا اجازعنه وعنهم جميعاً فی قول ابی حنيفةؒ وابی یوسفؒ وان كانوا كبارا ان فعل بامرهم جاز عن الكل فی قول ابی حنيفة وابی یوسفؒ وان فعل بغير امرهم اوبغير امر بعضهم لايجوزلاعنه ولاعنهم فی قولهم جميعاً لان نصيب من لم يامر صارلحما فصارالكل لحما اھ فتاویٰ قاضی خان ج۴/ص ۲۹۸/**[1]

جزئیہ مسئولہ صراحۃً نہیں ملا، دوسری جزئیات متعارض سی ہیں، بعض سے جواز معلوم ہوتا ہے، بعض سے عدم جواز، فقہاء عباداتِ مالیہ میں جواز نیابت کے لئے صرف امر کی شرط تحریر فرماتے ہیں، لہٰذا صورت مسئولہ میں امر متحقق ہونے کی بناء پر قواعد کا تقاضہ یہ ہے کہ قربانی باپ کی طرف سے درست ہو جائے، البتہ باپ کے ذمہ قربانی کا ثمن لازم ہوگا، بشرطیکہ بیٹے

---

[1] **خانیہ علی الهندیة کوئٹہ ص ۳۵۰/ج۳/کتاب الاضحية،فصل فيمايجوزفی الضحايا وما لايجوز، المحيط البرهانی ص۴۷۳/ ج۸/ الفصل السابع فی التضحية عن الغير،ادارة القرآن المجلس العلمی، عالمگیری کوئٹہ ص ۳۰۲/ج۵/کتاب الاضحية،**

نے سکوت نہ کیا ہو یعنی اگر باپ کے شرط لگانے پر خاموش ہو گیا تو کہا جائے گا کہ ثمن کا ارادہ کرلیا۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۶/۱۲/۵۶ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ

صحیح: عبد اللطیف ناظم مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۶/۱۲/۵۶ھ

دوسرے کی طرف سے قربانی کرنا

سوال: ۔ کیا غائب کی طرف سے کوئی شخص قربانی کرسکتا ہے، بغیر اس کی اجازت کے، عالمگیری ج۵/ص ۴۵۸/ باب الاضحیة عن الغیر میں ہے "اذاضح شاة من غیر بامر ذٰلک الغیر او بغیر امرہ لاتجوز" اس کا کیا مطلب ہے؟ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ غائب کی طرف سے قربانی اس کے حکم سے بھی جائز نہیں، حالانکہ آپ حضرات کا عمل بھی اس کے خلاف ہے، اس کا صحیح مطلب تحریر فرمادیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

قربانی کا جانور غائب کی ملک ہو اس کی طرف سے اس کی قربانی اس کے امر سے بلاتردد درست ہے، بغیر امر کے بھی استحساناً درست ہے، چنانچہ عالمگیریہ کے اسی باب میں مذکور ہے "ولو ذبح اضحیة غیرہ عن المالک بغیر امرہ صریحاً یقع عن المالک ولاضمان علی الذابح استحساناً وبواسطة رجل ذبح اضحیة غیرہ عن نفسه بغیر امرہ فان ضمنه المالک قیمتها یجوز عن الذابح دون المالک لانه ظهران الا راقة حصلت علیٰ ملکه وان اخذها مذبوحة تجزی عن المالک لانه قدنواها فلیس یضرہ ذبح غیرہ لها کذافی محیط السرخسی[1] اھ"، لیکن اگر کوئی شخص اپنا جانور کسی دوسرے کی طرف سے

[1] عالمگیری کوئٹہ ص ۵/۳۰۲، الباب السابع فی التضحیة عن الغیر، المحیط البرهانی ص ۸/۴۷۳، کتاب الاضحیة، الفصل السابع فی التضحیة، مطبوعہ ڈابھیل،

قربانی کردے بغیر حصول ملک بذریعہ ہبہ وبیع وغیرہ تو اس سے قربانی اسکی ادا نہیں ہوگی، یہی محمل ہے، عبارتِ منقولہ فی السوال کا پوری عبارت پر غور کیجئے، ''ذکر فتاویٰ ابی اللیث اذا اضحی بشاۃ نفسہ'' (سوال میں ''نفسہ'' کا لفظ نقل نہیں کیا گیا) عن غیرہ بامر ذٰلک الغیراوبغیر امرہ لاتجوز'' اس کی علت خود بیان کرتے ہیں ''لانہ لایمکن تجویز التضحیۃ عن الغیر الا باثبات الملک لذٰلک الغیرفی الشاۃ ولن یثبت الملک لہٗ فی الشاۃ الا بالقبض ولم یوجد قبض الامرھھنا لابنفسہ ولابنائبہ کذافی الذخیرۃ ھ''[1]

مدرسہ میں جو شخص قربانی کے لئے قیمت بھیجتا ہے، کارکنانِ مدرسہ اس کی طرف سے وکیل اور نائب ہوکر جانور خریدتے اور قبضہ کرتے ہیں، جس سے وہ جانور اس کی ملک میں آجاتا ہے، پھر اس کی قربانی کردی جاتی ہے، اس میں کوئی اشکال نہیں۔

یہ تفصیل اس کی قربانی میں ہے جس پر قربانی واجب ہے، اگر محض ثواب پہنچانا مقصود ہو تو ہر شخص اپنا جانور قربان کرکے جس کو چاہے ثواب پہنچا سکتا ہے، چنانچہ حضور ﷺ نے دو مینڈھوں کی قربانی فرمائی، ایک کی اپنی طرف سے، ایک کی پوری امت کی طرف سے[2]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۳/۸/۶۷ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۳/۸/۶۷ھ

---

[1] الھندیۃ ج ۵/ص ۳۰۲/الباب السابع فی التضحیۃ عن الغیروفی التضحیۃ بشاۃ الغیرعن نفسہ، مکتبہ کوئٹہ پاکستان، المحیط البرھانی ص ۴۷۳، ۸/۴۷۴، کتاب الاضحیۃ، الفصل السابع فی التضحیۃ، ادارۃ القرآن، خانیہ علی الھندیۃ ص ۳۵۲/ج ۳/فصل فیمایجوزفی الضحایا ومالا یجوز.

[2] وعن ابی رافع مولیٰ رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلم کان رسول اللّٰہ ﷺ، اذاضحی اشتریٰ کبشین اقرنین املحین فاذاصلی وخطب الناس أتی بأحدھما وھو قائم مصلاہ فذبحہ بنفسہ بالمدیۃ ثم یقول اللّٰھم ھذا عن امتی جمیعاً، ثم یوتی بالآخر فیذبحہ بنفسہٖ ویقول بھذا عن محمد (اعلاء السنن ج ۱۷/ص ۲۱۲/ باب التضحیۃ بالشاۃ وتشریک الغیرفی الصواب، مطبوعہ امدادیہ مکہ مکرمہ، طحاوی شریف ص ۳۰۲/ج ۲/باب الشاۃ عن کم تجزی ان یضحی بھا، ابوداؤدشریف ۳۸۸/ج ۲/باب الشاۃ یضحی بھاعن جماعۃ.

کسی کی طرف سے بلا اذن قربانی کرنا

سوال:- زید سفر میں تھا، اس کے والد نے اس کی طرف سے بغیر اس کی اجازت کے قربانی کی، اس خیال سے کہ جب وہ سفر سے واپس آئے گا تو اس سے قربانی کے پیسے لے لونگا، جب وہ سفر سے واپس آیا تو والد نے لڑکے سے کہا کہ میں نے تیری طرف سے قربانی کردی تھی، اس نے کہا کہ اچھا کیا، اور اس نے باپ کو قربانی کی قیمت دیدی، باپ اور بیٹا دونوں علیحدہ علیحدہ رہتے تھے، تو اس لڑکے کی قربانی درست ہوئی یا نہیں؟ نیز دوسروں کی قربانی میں کوئی نقص تو نہیں آیا؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جبکہ بیٹے کی طرف سے پہلے سے اجازت نہیں تھی، خود ہی قربانی کردی، اس اعتماد پر کہ بعد میں پیسہ لے لونگا، تو اس کی طرف سے قربانی صحیح نہیں ہوئی، اگرچہ پھر اس نے پیسے دیدیئے ہوں، اگر بڑے جانور میں اس کی طرف سے حصہ لیا تھا، تو کسی شریک کی بھی قربانی ادا نہیں ہوئی، سب کے ذمہ لازم ہے کہ اپنی قربانی کی قیمت کا صدقہ کریں[1]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۲/۱/۱۷ ۸۹ھ

دوسرے کی طرف سے بلا اجازت قربانی

سوال:- مشترک کاروبار اور مشترک آمدنی اور مشترک اخراجات کی بناء پر قربانی اور

---

[1] وان فعل بغير أمر هم اوبغير امر بعضهم لايجوز عنه ولاعنهم فى قولهم جميعاً لان نصيب من لم يامر صارلحما فكان الكل لحما (خانية على الهندية ج۳/ص ۳۵۰/مكتبه كوئٹه پاكستان، كتاب الاضحية، المحيط البرهانى ص ۴۷۳/ ج۸/ كتاب الاضحية، الفصل السابع فى التضحية، ادارة القرآن، عالمگيرى كوئٹه ص ۵/۳۰۲، كتاب الاضحية،

زکوٰۃ واجبہ کی ادائیگی کی یہ شکل ہوتی ہے کہ حساب جانچ کر مشترک زکوٰۃ ادا کردیتا ہے، قربانی کی شکل یہ ہوتی ہے کہ خاندان میں کوئی ایک فرد قربانی کے حصوں کا حساب لگا کر مشترک طور پر قربانی کیلئے بیل، بکرے وغیرہ خرید لیتا ہے، جن کے خریدنے میں اہل حصص کی رضامندی ہوتی ہے، لیکن کبھی ایسا ہوتا ہے کہ صاحب حصہ سفر میں ہوتے ہیں اوران کی طرف سے مکان پر اعزاء قربانی کردیتے ہیں، تو یہ قربانی درست ہوتی ہے یانہیں؟ بہشتی زیور حصہ سوم کی اس عبارت کا کیا مطلب ہے کہ اگر کوئی شخص یہاں پر موجود نہیں ہے اور کسی دوسرے شخص نے بغیر اسکے امر کے قربانی کردی تو یہ قربانی صحیح نہیں ہوئی، اوراگر کسی جانور میں کسی غائب کا حصہ بدون اسکے امر کے تجویز کردیا تو ان حصہ داروں کی قربانی بھی صحیح نہیں ہوئی؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جب کہ سب شرکاء کی طرف سے اجازت اور رضامندی سے ایسا ہوتا ہے تو زکوٰۃ اور قربانی سب درست ہے[۱]، بہشتی زیور کی عبارت منقولہ کا مطلب یہ ہے کہ ایک شخص کسی کی طرف سے بغیر اس کے امر کے قربانی کردیتا ہے، تو اس کے ذمہ سے واجب ادا نہیں ہوگا، اوراگر کسی قربانی میں حصہ اس کی طرف سے دیتا ہے کہ گوشت دیکر پیسے وصول کردے گا، تو یہ درحقیقت اس کی طرف سے قربانی نہیں ہوئی، بلکہ اس کے ہاتھ گوشت کی بیع ہوئی، جس سے دوسرے شرکاء کی قربانی بھی خراب ہوجائے گی۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفی عنہ دارالعلوم دیوبند

---

[۱] لوضحی ببدنة عن نفسه وعرسه واولاده الی قوله ان كانوا كباراان فعل بامرهم جازعن الكل وان فعل بغير أمرهم اوبغير امربعضهم لاتجوز عنه ولاعنهم فی قولهم جمعياً لان نصيب من لم يأمرصارلحماً فصار الكل لحماً.(عالمگيری ج۵/ص۳۰۲/كتاب الاضحية ، الباب السابع فی التضحية عن الغير وفی التضحية بشاة الغيرعن نفسه، خانيه علی الهندية ص۳۵۰/ج۳/كتاب الاضحية،فصل فيمايجوزفی الضحاياومالايجوز،المحيط البرهانی ص۴۷۳/ج۸/كتاب الاضحية،الفصل السابع،ادارة القرآن المجلس العلمی.

مسافر بیٹے کی طرف سے بغیر اسکی اجازت کے قربانی کرنا

سوال: -ایک شخص تبلیغ میں جارہا تھا، وہ مسافر تھا اس کے ذمہ قربانی واجب نہیں تھی، مگر بقرعید کے موقع پر اس کے باپ نے اس کی طرف سے قربانی کردی، گھر آنے کے بعد اس شخص نے اس کو منظور کرلیا، اور روپیہ بھی دیدیا، تو اب اس کی قربانی صحیح ہوگئی یا نہیں؟ اور جو چھ آدمی شریک تھے ان کی قربانی کا کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

والد نے جو اس کی طرف سے قربانی کردی ہے، تو یہ والد کی طرف سے تبرع اور احسان ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ قربانی کا ثواب اس کو بخشدیا، ثواب زندوں کو بھی بخشا جاسکتا ہے[1]، اب اس سے روپیہ لینا درست نہیں، روپئے واپس کردیئے جائیں، قربانی سب کی ادا ہوگئی، جو مسافر تھا اس کے ذمہ قربانی واجب نہیں تھی، اب اس کو قربانی کی قیمت کا صدقہ کرنا واجب نہیں[2] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] یجوز للرجل ان یضحی عنه وعن اتباعه واهله ویشرکهم معه فی الثواب(اعلاء السنن، ج۱۷/ص۲۱۱/باب التضحیة با لشاة وتشریک الغیر فی الثواب الخ، مطبوعه امدایه مکه مکرمه،من صام اوصلی اوتصدق وجعل ثوابه لغیره من الاموات والاحیاء جاز شامی کراچی ص۲۴۳/ج۲/باب صلوة الجنائز، مطلب فی القراء ة للمیت،

[2] ولااضحیة علی المسافرین المحیط البرهانی ص۸/۴۵۸، کتاب الاضحیة، الفصل الاول، ادارة القرآن المجلس العلمی، مجمع الانهر ص۱۶۷/ج۴/کتاب الاضحیة،دارالکتب العلمیة بیروت،

باب دوم: قربانی کے جانور

کس جانور کی قربانی افضل ہے؟

سوال:- صاحب نصاب مسلمان کے لئے قربانی، اونٹ، بھینس، گائے، دنبہ، بکرا یا بھیڑ میں یا ان کے نر و مادہ میں ثواب کا کچھ فرق ہے یا سب کی قربانی یکساں جائز ہے کہ خواہ ان میں سے کسی جانور کی قربانی کرے ثواب یا ادائے قربانی میں کوئی فرق، نقص یا حرج نہ ہوگا؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جس جانور کی قربانی محض ایک آدمی کی طرف سے ادا ہوتی ہے، اور اس میں شرکت نہیں ہوتی اس کی قربانی افضل ہے، بشرطیکہ اس کا گوشت اور قیمت شرکت کرنے والے جانور سے گھٹیا اور کم نہ ہو ورنہ شرکت والے جانور کا ساتواں حصہ افضل ہوگا بکرا، دنبہ وغیرہ اگر خصی ہو تو وہ مادہ سے افضل ہے، ورنہ مادہ افضل ہے، ادا بہرصورت ہو جاتی ہے، "الشاة افضل من سبع البقرة اذا ستویافی القیمة واللحم والکبش افضل من النعجة اذ استویا فیهما والانثیٰ من المعز افضل من التیس اذا استویاقیمةً والانثیٰ من الابل والبقر افضل حاوی وفی الوهبانیة ان الانثیٰ من المعز افضل من الذکر اذا ستویا قیمة واللّٰه اعلم اھ درمختار ص ۲۳۳/ ج ۲/ قوله افضل من سبع البقرة الخ وکذا من تمام البقرة قال فی التتارخانیة وفی العتابیة وکان الاستاذ یقول بان الشاة العظیمة السمینة التی تساوی البقرة قیمة ولحماً افضل من البقرة لان جمیع الشاة تقع فرضاً بلااخلاف واختلفوا فی البقرة قال بعض العلماء یقع سبعها فرضاً والباقی تطوع اھ قوله اذا ستویا الخ فان کان سبع البقرة اکثرلحماً فهو افضل والا صل فی هذا اذا استویا فی اللحم والقیمة فاطیبهما لحماً افضل واذا اختلفا فیهما فالفاضل اولیٰ تتارخانیة قوله

والانثیٰ من المعز افضل مخالف کمافی الخانیة وغیرها وقال ومشی ابن وهبان علیٰ ان الذکرفی الضان والمعزافضل لکنه مقید بما اذاکان موجوئا ای مرضوض الانثیین ای مدقوقهاقال العلامة عبدالبرومفهومه انه اذالم یکن موجوءا لایکون افضل اه[1]

ردالمحتار ص ۲۸۱ / ج۹ /"

لیکن ہندوستان میں ذبح بقر کوعموماً اورقربانی بقر کوخصوصاً شعارِ اسلام کی حیثیت حاصل ہوچکی ہے جیسا کہ حضرت مجددالف[2] ثانیؒ نے تصریح کی ہے، اورحضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث[3] دہلویؒ کے فتاویٰ سے بھی مستفاد ہوتا ہے، اس لئے دوسرے جانوروں کادرجہ اس خصوصیت میں گائے سے کم ہے[4] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

نراور مادہ میں کس کی قربانی افضل ہے

سوال: -نرکی قربانی افضل ہے یامادہ کی؟

---

[1] الدرالمختارمع رد المحتار کراچی ص ۳۲۲/ ج۶/ شامی نعمانیة ص ۲۰۵/ ج۵/ کتاب الاضحیة، عالمگیری کوئٹه ص ۲۹۹/ ج۵/ کتاب الاضحیة، الباب الخامس فی بیان محل اقامة الواجب، المحیط البرهانی ص ۴۶۸/ ج۸/ کتاب الاضحیة،الفصل الخامس بیان مایجوز من الضحایا، ادارة القرآن المجلس العلمی ڈابهیل،

[2] ذبح بقرہ درہندوستان ازاعظم شعاراسلام است، کفاربجزیہ دادن شاید راضی شوندآمابذبح بقرہ ھرگز راضی نخواھند شد، درابتداء پادشاہت اگرمسلمانی رواج یافت ومسلمانان اعتبار پیداکردندفبھا، واگرعیاذاً باللہ سبحانہ درتقف افتادکاربر مسلمانان بسیارمشکل خواہدشدالخ مکتوبات ربانی ص۷۵، ۷۶، حصہ دوم، دفتر اول، مکتوب ھشتادویکم، مطبوعہ کراچی۔

[3] فتاویٰ عزیزی ج ۱/ ص ۳۰/مطبوعه رحیمیه دیوبند.

[4] ہندوستان میں گائے کی قربانی قانوناً سخت جرم ہے، اس لئے قانونی خلاف ورزی کرکے اپنی جان مال عزت وآبرو کوخطرہ میں ڈالنادانشمندی نہیں "لاینبغی للمؤمن ان یذل نفسه.الحدیث.ترمذی شریف ج ۲/ ص ۵۰/(مطبوعه رشیدیه دهلی)ابواب الفتن.

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر دونوں قیمت اور گوشت میں برابر ہوں تو مادہ کی قربانی افضل ہے ۔شامی[۱] ص ۲۰۵ر ج ۵ر۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

ساتواں حصہ افضل ہے یا بکرا

سوال: - گائے ،بھینس،اونٹ میں ساتواں حصہ لے کر قربانی کرنا بہتر ہے یا بکرے کی قربانی بہتر ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

مستقل بکرے کی قربانی افضل ہے، جب کہ اس کی قیمت گائے وغیرہ کے ساتویں حصہ کے برابر ہو یا زیادہ ہو۔درمختار ص ۲۰۵ر ج ۵ر[۲] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

بکری کی افضلیت پر قاضی خاں کی عبارت سے اشکال

سوال: - جمہور علماء اسلام کا فتویٰ ہے کہ بکری کی قربانی ،گائے سے افضل ہے،مگر حنفی کی معتبر کتاب فتاویٰ قاضی خاں میں ہے”والبقر افضل من الذکر والمعز“ بلکہ فتاویٰ عالمگیری میں

---

[۱] أن ا لأنثی افضل من الذکر اذاستویاقیمة الدرالمختارعلی رد المحتارص ۲۰۵/ ۵، مطبوعه نعمانیه، مطبوعه زکریا ص۴۶۷/ ۹، کتاب الاضحیة، قاضیخان علی الهندیة کوئٹه ص ۳۴۹/ ۳، کتاب الاضحیة، فصل فیما یجوز فی الضحایا، عالمگیری کوئٹه ص ۲۹۹/ ۵، کتاب الاضحیة، الباب الخامس،

[۲] الشاة افضل من سبع البقرة اذا استویافی القیمة واللحم الدرالمختار علی الشامی ص ۲۰۵/ ۵، مطبوعه نعمانیه، مطبوعه زکریا ص ۴۶۶/ ۹، کتاب الاضحیة، عالمگیری کوئٹه ص ۲۹۹/ ۵، کتاب الاضحیة، الباب الخامس خانیه علی الهندیة ص ۳۴۹/ ۳، کتاب الاضحیة، فصل فیمایجوزفی الضحایا،

ہے ''البقرافضل من ست شیاہ''؟

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ جمہور علماء اسلام کا فتویٰ کہاں منقول ہے حوالہ کی ضرورت ہے مشتہر نے پوری بات توسمجھی نہیں یا قصداً نقل نہیں کی، یہ مسئلہ نہ بالاتفاق ہے، نہ علیٰ الاطلاق، پوری عبارت یہ ہے ''واختلف المشائخ ان البدنة افضل اوالشاة الواحدة قال بعضهم اذاكان قيمة الشاة اكثر من قيمة البدنة فالشاة افضل لان الشاة كلها تكون فرضاً والبدنة سبعها يكون فرضاً والباقی يكون نفلاً وماكان كلها فرضاً كان افضل قال الشيخ الا مام الجليل ابو بكرمحمدبن فضل البدنة تكون افضل لانها اكثر لحماً من الشاة وماقالواان البدنة يكون بعضها نفلاً فليس كذلک بل اذا ذبحت عن واحدكان كلها فرضاً وشبه هذا بالقراء ة فی الصلوٰة لواقتصر علیٰ ماتجوزبه الصلوٰة جازت ولوزادعليها يكون الكل فرضاًوقال الشيخ الامام ابو الحفص الكبير اذاكانت قيمة الشاة والبدنة سواء كانت الشاة افضل لان لحمها اطيب وقال بعضهم البقرة افضل لانها اكثر لحماً والشاة افضل من سبع البقرة اذا استويافی القيمة واللحم لان لحم الشاة اطيب فان كان سبع البقرة اكثر لحماً سبع البقرة افضل فالحاصل انهما اذااستويا فی القيمة واللحم فاطيبهما لحماً افضل وان اختلفا فی القيمة واللحم فالفاضل منهما اولیٰ والفحل الذی يساوی عشرين افضل من خصی بخمسة عشرة وان استويافی القيمة والفحل اكثر هما لحماً فالفحل افضل والانثیٰ من البقرمن ست شياه اذا استويا وسبع شياه افضل من بقرة اھ'' فتاویٰ قاضی خاں ص۳۴۸/برحاشيه عالمگيری مصری ج۳/[1]۔

---

[1] خانية علی هامش الهندية ج۳/ص۳۴۸/ كتاب الاضحية، فصل فيمايجوز فی الضحاياومالا يجوز، مكتبه كوئٹه پاكستان،عالمگيری كوئٹه ص ۲۹۹/ ج۵/كتاب الاضحية،الباب الخامس فی بيان محل اقامة الواجب.

وہ مسئلہ جو کہ مشتہر نے خلاف جمہور سمجھ کر شائع کیا ہے، عبارت مذکورہ میں تفصیل سے آ گیا، اور جو عبارت قاضی خاں کی مشتہر نے نقل کی ہے اس میں یہ مسئلہ نہیں ہے، بلکہ دوسرا مسئلہ ہے، اور وہ یہ ہے کہ مذکر کی قربانی افضل ہے، یا مونث کی اس میں گائے اور بکری کا مقابلہ نہیں چنانچہ ملاحظہ ہو "والانثیٰ من الابل والبقر افضل من الذکر والذکر من المعز افضل وکذاالذکر من الضان اذاکان موجوءً ای خصیاً اھ "فتاویٰ خاضی خاں[1] ۳۴۸/ ج ۳/۔ یعنی ابل اور بقر کی انثیٰ کی قربانی افضل ہے باعتبار مذکر کے اور معز کے مذکر کی قربانی افضل ہے، اورضان کے مذکر کی قربانی افضل ہے، جب کہ وہ خصی ہے، اس عبارت سے یہ سمجھنا کہ گائے کی قربانی افضل ہے جب کہ وہ خصی ہو، اعلیٰ درجہ کی خوش فہمی ہے عالمگیری کی جو عبارت ہے وہ اپنی پوری تفصیل کے ساتھ فتاویٰ قاضی خاں میں بھی موجود ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

گائے کی قربانی کا ثبوت

سوال:-گائے کی قربانی کلام پاک میں کسی جگہ درج ہے یانہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

ذبح گائے کا ذکر پارہ الم[2] میں اوراس کی حلت اور جواز پارہ "ولوانّنا[3]" میں بصراحت مذکور ہے، حدیث شریف میں ہے "عَنْ جَابِرٌ نَحَرَ رَسُولُ اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم مِنْ نِسَائِہٖ فِیْ حَجۃٍ بَقْرَۃً وَفِی رِوَایَۃٍ نَحَرَ عَنْ عَائِشَۃَؓ بَقَرَۃً یَوْمَ النَّحْرِلمسلم اھ جمع

---

[1] خانیۃعلی ھامش الھندیۃ کوئٹہ ج۳/ص۳۴۸/کتاب الاضحیۃ،فصل فیما یجوز فی الضحایا ومالایجوز،عالمگیری کوئٹہ ص ۲۹۹/ج۵/کتاب الاضحیۃ،الباب الخامس.

[2] واذقال موسی لقومہ ان اللّٰہ یأمرکم ان تذبحوابقرۃ.سورۃ البقرۃ آیت ۶۷/.

[3] ومن الابل اثنین ومن البقراثنین .سورۃ الانعام آیت ۱۴۴/.

الفوائد ص ۲۰۳ / ج ۱ / [1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۸ / ۴ / ۵۷ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبداللطیف یکم جمادی الاولیٰ ۵۷ھ

گائے کی قربانی کرنا جبکہ قانوناً ممنوع ہے

سوال: -حکومت کی طرف سے گائے کی قربانی قانوناً ممنوع ہے، اب اگر زید پوشیدہ طور پر گائے کی قربانی کرتا ہے، تو قربانی شرعاً ہو جائیگی یا نہیں اور شرعاً ایسا کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

اگر جان، مال، عزت کی قربانی کا داعیہ ہو اور اخلاص سے قربانی کرے تو انشاء اللہ قبول ہوگی، دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی یعنی یہاں بھی نتیجہ بھگتنے کے لئے پوری قوت کے ساتھ تیار رہیں اور آخرت میں بھی ثواب کی امید رکھیں [2]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

بیل، بھینس کی قربانی قانوناً

سوال: -بیل، بھینس کی قربانی موجودہ دور میں از روئے قانون جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

اس کا تعلق آج کل کے قانون جاننے والوں سے ہے وہی جانتے ہیں ہم کو آج کل کا

[1] جمع الفوائد ص ۵۸۲ / ج ۱ / کتاب الاضاحی، مطبع بیروت، بخاری شریف ص ۸۳۲ / ج ۲ / باب الاضحیة للمسافر والنساء، ادارة الرشید دیوبند، مسلم شریف ص ۴۲۴ / ج ۱ / کتاب الحج، باب جواز الاشتراک فی الهدی، مکتبه بلال.

[2] امداد المفتین ص ۷۹۹، ۸۰۰، کتاب الاضحية، مطبوعه دار الاشاعت کراچی،

قانون معلوم نہیں، شرعی قانون دریافت کریں تو جواب حاضر ہے۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۸۵/۴/۱۲ھ

بھینس کی قربانی کا حکم

سوال:- بھینس کی قربانی شرعاً جائز ہے یا نہیں اگر جائز ہے تو اس میں کتنے حصہ دار شریک ہو سکتے ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جائز ہے اس میں سات حصہ دار شریک ہو سکتے ہیں، اس کا حال گائے کی طرح ہے زیلعی ص ۷/ج ۶/[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

بھینس کی قربانی

سوال:- علماء کیا فرتے ہیں اس مسئلہ میں کہ بھینس کی قربانی جائز ہے یا نہیں؟ اور اگر جائز ہے تو کس حدیث سے ثابت ہے، جس طرح گائے، اونٹ، بھیڑ اور بکری کے لئے صاف طور پر حکم ہے اسی طرح بھینس کا حکم کسی حدیث میں صاف طور پر ہے اور وہ حدیث سنداً کیسی ہے، اور کس کتاب میں ہے، یا امام ابوحنیفہؒ نے بھینس کی قربانی کی ہے یا اس کی قربانی کا حکم دیا ہے، تو ان کا قول مع حوالہ کتاب درج فرمائیں، اہل لغت یا کسی عالم کے قول کی

---

[1] ویجوز بالجاموس لأنه نوع من البقر (زیلعی ص ۷/ج ۶/کتاب الاضحیة. مکتبه امدایه ملتان پاکستان، خانیه علی الهندیة ص ۳۴۸/ج ۳/کتاب الاضحیة، فصل فیمایجوز فی الضحایا، عالمگیری کوئٹه ص ۲۹۷/ج ۵/کتاب الاضحیة، الباب الخامس، شامی کراچی ص ۳۲۲/ج ۶/کتاب الاضحیة.

ضرورت نہیں، اگر حدیث یا قول امام میں نہیں ہے تو تحریر فرمائیں کہ کسی میں نہیں ہے، نیز ہرن، نیل گائے، اور گھوڑے کی قربانی جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

کیا کسی حدیث میں صاف صاف اونٹ، گائے، بھیڑ، بکری کے الفاظ موجود ہیں، جن کی قربانی کا حکم دیا گیا ہو اگر ایسا ہو تو وہ حدیث نقل کیجئے، اہل لغت کا قول کافی نہیں ہوگا، کبھی ابل، بقر، غنم، معز، لکھ کر آپ کہہ دیں کہ لغت میں اس لفظ کے یہ معنی ہیں، اور اس لفظ کے یہ معنی ہیں۔

جب آپ اس دعویٰ کو ثابت کر دیں تب بھینس کے متعلق صاف حدیث کا مطالبہ کیجئے، کیا امام ابوحنیفہؒ نے اونٹ وغیرہ الفاظ مذکورہ بولے یا تحریر کئے، جب آپ حیوانات اربعہ مذکورہ کی قربانی کا حکم اپنے مطلوبہ طریق کے مطابق مدلل تحریر فرمادیں گے تب آپ کو ایک جانور بھینس کی قربانی کی دلیل بھی طلب کرنے کا حق ہوگا۔

گھوڑے، ہرن، نیل گائے، کی قربانی درست نہیں کتب فقہ میں ایسا ہی مذکور ہے[1]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۵/ذی الحجہ ۶۹ھ

خنثیٰ بکری کی قربانی

سوال: ۔خنثیٰ بکری کی قربانی شرعاً درست ہے یا نہیں؟ علامت اس کی یہ ہے کہ بکری

---

[1] أما جنسه فهو ان يكون من الاجناس الثلاثة الغنم اوالابل اوالبقرة ولايجوزفی الاضاحی شئی من الوحشی (الهندیةص ۲۹۷/ج ۱/الباب الخامس فی بیان محل اقامة الواجب، کتاب الاضحیة، مکتبه کوئٹه پاکستان، البحر کوئٹه ص۱۷۷/ج۸/کتاب الاضحیة،تبیین الحقائق ص۷/ج۶/کتاب الاضحیة،مکتبه امدادیه ملتان.

کی علامت اس کی نہیں ہے، اور پیچھے سے اس کو دیکھ کر تو بکری جیسی معلوم ہوتی ہے، یعنی جس مقام پر بکری کی فرج ہوتی ہے اس مقام پر اس کی فرج نہیں ہے، جس مقام پر بکرے کے خصیے ہوتے ہیں اس جگہ پر پیشاب کرنے کا مقام ہے بکرے کی علامت بھی اس میں موجود نہیں، دو چھوٹے چھوٹے آنچل ہیں، ان کے درمیان سے مذکورہ بکری پیشاب کرتی ہے، یعنی دونوں آنچل کے درمیان میں اس کی فرج ہے، اور وہ فرج بکریوں کی سی فرج نہیں، صرف تھوڑی سی علامت ہے، فتاویٰ دارالعلوم میں لکھا ہے کہ مخنث بکرے کی قربانی درست نہیں، اور خصی بکرے کی قربانی درست ہے اور افضل ہے، دریافت طلب امر یہ ہے کہ مذکورہ بکرا مخنث ہے یا نہیں؟ اور اس کی قربانی شرعاً درست ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جس بکری میں نر اور مادہ دونوں کی علامتیں موجود نہ ہوں یا دونوں کی علامت ہو وہ خنثیٰ ہے اس کی قربانی نہ کی جائے "ولا بالخنثیٰ لان لحمها لاينضج "شرح وهبانيه (درمختار[1] ص ۲۰۷ / ج ۵ /"۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

املاہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۷/۶/۱۴۰۶ھ

خصی کی قربانی

سوال:۔ بعض لوگ بکرے کو خصی کر دیتے ہیں تو اس کی قربانی درست ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

درست ہے بلکہ افضل ہے۔ شامی ص ۲۰۵ / ج ۵ /[2] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] الدرالمختار على الشامی زکریا، ج ۹ / ص ۴۷۰ / كتاب الاضحية، عالمگیری کوئٹہ ص ۲۹۹ / الباب الخامس، كتاب الاضحية، شلبی علی الزيلعی ص ۶ / ج ۶ / کتاب الاضحية، مكتبه امداديه ملتان. (حاشیہ نمبر ۲ / اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

خصی کا حکم

سوال:- بھینسہ، بکرا وغیرہ جانوروں کو خصی کرنا جائز ہے یا نہیں، اور خصی کرنے کی اجرت لینا درست ہے یا نہیں، اور خصی کئے ہوئے جانور کی قربانی کرنا کیسا ہے؟ مدلل جواب سے ممنون فرمائیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ضرورت کے لئے ان جانوروں کو خصی کرنا بھی جائز ہے، اور خصی کرنے کی اجرت بھی درست ہے، اور خصی جانور کی قربانی بھی درست ہے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی قربانی ثابت ہے، ''عَنْ اَبِیْ رَافِعٍ قَالَ ضَحّٰی رَسُوْلُ اللّٰه صلّی اللّٰه علیه وسلّم بِكَبْشَیْنِ اَمْلَحَیْنِ مَوْجُوْئَیْنِ خَصِیَّیْن الخ زیلعی[1] ص ۲۱۶/ ج ۴/۔ وجاز خصاء البهائم وقید ه بالمنفعة وهی ارادة سمنها ومنعها عن العض. درمختار، شامی ص ۲۴۹/ ج ۵/[2].

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ)[2] ان الذکر فی الضأن والمغر افضل لکنه مقید بما اذاکان موجوء ای مرضوض الأنثیین ای مدقوقهما. شامی نعمانیه ص ۲۰۵/ ج ۵/ مطبوعه زکریا ج ۹/ ص ۴۶۲/ کتاب الاضحیة، زیلعی ص ۵/ ج ۶/ کتاب الاضحیة، مکتبه امدادیه ملتان پاکستان، عالمگیری کوئٹه ص ۲۹۹/ ج ۵/ کتاب الاضحیة، الباب الخامس، بزازیه علی الهندیة ص ۲۸۹/ ج ۶/ کتاب الاضحیة، الفصل الرابع.

[1] نصب الرایة ص ۲۱۶/ ج ۴/ کتاب الاضحیة، مطبوعه دار المامون.

[2] شامی مکتبه نعمانیه ج ۵/ ص ۲۴۹/ مطبوعه زکریا ج ۹/ ص ۵۵۷/ فصل فی البیع، کتاب الحظر والاباحة، تبیین الحقائق ص ۳۱/ ج ۶/ کتاب الکراهیة، فصل فی البیع، مکتبه امدادیه ملتان، البحر کوئٹه ص ۲۰۴/ ج ۸/ کتاب الکراهیة، فصل فی البیع.

ایک فربہ بکرے کی قربانی بہتر ہے یا دو کی جبکہ قیمت میں برابر ہوں

سوال:- سوروپئے میں اگر ایک ہی بکرا ذبح کیا جائے جو خوب موٹا تازہ ہو تو یہ بہتر ہے، یا سوروپے میں دو عدد ذبح کیا جائے جو کہ مناسب بدن کے ہوں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

سوروپئے میں اگر دو مناسب بکرے ملیں جن سے دو واجب ادا ہو سکیں تو یہ بہتر ہے کہ اس سے اتنی ہی قیمت میں ایک بکرا بہت موٹا ذبح کیا جائے، جس سے ایک ہی واجب ادا ہو[1]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۸/۱۲/۸۸ھ

قربانی کے لئے موٹا پا عیب نہیں

سوال:- قربانی کا جانور اپنے موٹاپے کی وجہ سے چل نہ سکتا ہو، یہاں تک کہ مذبح تک بھی نہ جا سکتا ہو تو ایسے جانور کی قربانی جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اتنا موٹا ہو جانا قربانی کے لئے عیب عن الاضحیہ نہیں[2] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۲/۹/۹۱ھ

---

[1] رجل اشترى للأضحية شاتين بثلاثين درهما كان ذلك افضل من شاة واحدة بثلاثين خانية على الهندية ص ۳۴۹/ج۳/مكتبه كوئٹه پاكستان، فصل فيمايجوز فى الضحايا ومالايجوز، بزازية على الهندية ص ۲۹۰/ج ۶/كتاب الاضحية، الفصل الرابع، مطبوعه كوئٹه.

[2] ومن المشائخ من يذكر لهذا الفصل اصلاً ويقول كل عيب (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

سستی قیمت کا جانور خرید کر قربانی کرنا

سوال:- میں قربانی اپنے وطن میں اس وجہ سے کرتا ہوں کہ وہاں پر بکرے کی قربانی ہوتی ہے، اور حصہ سستا پڑتا ہے، یہاں پر بکرا ٩٠/١٠٠/روپے ہر ملازم پیشہ لوگوں میں اس کی ہمت نہیں ہے، تو اس طرح قربانی جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اس طرح قربانی جائز ہے[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ١٣/١٢/٨٥ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ١٣/١٢/٨٥ھ

جنین کی قربانی

سوال:- زید نے گائے کی قربانی کی جب اس کا پیٹ چاک کیا گیا تو ایک بچہ بھی نکلا کیونکہ گائے حاملہ تھی، اور وہ بچہ زندہ نکلا تو اب اس کا کیا کیا جائے، آیا اس کی بھی قربانی کر دی جائے یا اس کو پال لیا جائے؟

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) یزیل المنفعة علی الکمال او الجمال علی الکمال یمنع الاضحیة وما لایکون بهذه الصفة لایمنع. (الهندیة ص ٢٩٩/ج٥/کتاب الاضحیة، الباب الخامس. فی بیان محل اقامة الواجب، مکتبه کوئٹه پاکستان، شلبی علی الزیلعی ص٦/ج٦/کتاب الاضحیة، مکتبه امدادیه ملتان.

---

[1] کمایستفاد من هذه العبارة، وروی ایضاً ان الرجل اذا کان فی مصر واهله فی مصر آخر فکتب الیهم لیضحوا عنه الیٰ قوله فینبغی ان یضحوا عنه بعد فراغ الامام من صلاته فی المصر الذی یضحی عنه الخ، عالمگیری کوئٹه ج٥/ص ٢٩٦/کتاب الاضحیة، الباب الرابع فیما یتعلق بالمکان والزمان.

الجواب حامداً ومصلیاً

اس کی بھی قربانی کردی جائے اور جو تصرف اصل قربانی کے گوشت میں کیا جائے وہی اسکے بچے کے گوشت میں کیا جائے۔ (شامی ص ۲۰۵ ؍ ج ۵ ؍)[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

کانجی ہاؤس سے نیلام جانور کی قربانی

سوال:- جو جانور کانجی ہاؤس میں نیلام کیا جائے، اس کو خریدنا اوراس کی قربانی کرنا شرعاً درست ہے یا نہیں کیونکہ وہ خدا جانے کیسا جانور ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

امداد الفتاویٰ ص ۱۱۳ ؍ ج ۲ ؍ میں اس کے خریدنے اوراس کی قربانی کرنے کو جائز لکھا ہے۔[2] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

گابھن جانور کی قربانی

سوال:- اگر جانور قربانی کی نیت سے خریدا گیا اور خریداری کے وقت اسکے گابھن

---

[1] فان خرج من بطنها حيافالعامة انه يفعل به مايفعل بالأم الخ (شامی نعمانيه ص ۲۰۵ ؍ ج۵ ؍ مطبوعه زكرياج ۹ ؍ ص ۴۶۷ ؍ كتاب الاضحية، بدائع الصنائع ص ۲۲۰ ؍ ج ۴ ؍ كتاب التضحية، مايستحب قبل التضحية وعندناوبعدها، مكتبه زكريا ديوبند، عالمگیری كوئٹه ص ۳۰۱ ؍ ج۵ ؍ الباب السادس فی بيان مايستحب فی الاضحية.

[2] امدادالفتاویٰ، ترتيب جديد ص ۵۴۱ ؍ ج۳ ؍ كتاب الذبائح والاضحية والصيد الخ، اداره تاليفات اولياء ديوبند،

ہونے کی تحقیق نہ ہو، کچھ روز بعد اس کے صحیح آثار وعلامت ہونے لگیں تو اس کی قربانی جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

گابھن جانور کی قربانی جائز ہے لیکن اگر ولادت کا زمانہ بالکل قریب ہو تو مکروہ ہے ”شاة اوبقرة اشرفت علیٰ الولادة قالوا یکره ذبحها لان فیه تضییع الولد هذا قول ابی حنیفة لان عنده جنین لایتذکی بذکاة الام“ عالمگیری[1] ص۹۲/ج۶/۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

مرغ کی قربانی

سوال:- جس کے پاس اتنی وسعت نہ ہو کہ گائے، یا بکری خرید کر قربانی کر سکے اور اس وجہ سے مرغ کی قربانی کردے یہ شرعاً کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ مکروہ ہے کیونکہ یہ مجوس کا طریقہ ہے۔ (عالمگیری[2] ص۱۰۵/ج۴/ جب کہ اس کے ذمہ قربانی واجب نہیں تو اس تکلف کی کیا ضرورت ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] الهندیه ص ۲۸۷/ج۵/ الباب الاول، کتاب الذبائح، مکتبه کوئٹه پاکستان، شامی کراچی ص ۳۰۴/ج۶/کتاب الذبائح، خانیه علی الهندیة ص۳۶۷/ج۵/کتاب الصیدو الذبائح، باب فی الذکاة.

[2] والتضحیة بالدیک والدجاجة فی ایام الاضحیة ممن لااضحیة علیه لاعساره تشبیهاً بالمضحین مکروه لانه من رسوم المجوس (الهندیة ص ۳۰۰/ج۵/ کتاب الاضحیة، الباب الخامس فی بیان محل اقامة الواجب، مکتبة کوئٹه پاکستان، شامی کراچی ص۳۱۳/ج۶/ کتاب الاضحیة، بزازیة علی الهندیة ص ۲۹۰/ج۶/ کتاب الاضحیة، مطبوعه کوئٹه،

کیا انڈے کی بھی قربانی ہوتی ہے

سوال:-بعض لوگ کہتے ہیں کہ انڈے کی بھی قربانی ہوتی ہے، شرعاً کیا حکم ہے؟ مسائل کی کتابیں بھی تحریر کردیں، تاکہ ان سے معلومات حاصل کیا کریں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

انڈے کی قربانی سے واجب ادا نہیں ہوتا، اور نہ اس کی قربانی واجب ہوتی ہے،[1] البتہ اونٹ، بکری، مرغی، انڈا ان چاروں میں جو فرق ہے، بعض اعمال صالحہ کے متعلق اس فرق کو بتلایا گیا ہے کہ فلاں عمل کا ثواب اونٹ کی قربانی کی برابر ہے، اور فلاں کا بکری کی قربانی کے برابر فلاں کا مرغی کی قربانی کے برابر فلاں کے انڈے کی قربانی کے برابر اور جس طرح کے لفظ قربانی اردو میں بولے جاتے ہیں کہ کچھ فرق دینی چاہئے چند ہی پیسے کے ہوں اس سے سمجھ لیجئے!

مسائل کی کتابیں بے شمار ہیں فتاویٰ دارالعلوم امداد الفتاویٰ، ان دونوں میں بے شمار مسائل ہیں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۹/۵/۱۴۰۰ھ

جنگلی جانور کی قربانی

سوال:-اگر کوئی شخص ہرن یا نیل گائے وغیرہ جنگلی جانوروں کے بچے کو خرید لے

---

[1] جب مرغ اور مرغی کی قربانی درست نہیں تو انڈے کی کیسے درست ہوگی؟ "فیکرہ ذبح دجاجة وديک لانه تشبه بالمجوس بزازية وفی الشامية والكراهة تحريمية كمايدل عليه التعليل". الدرالمختارمع الشامی کراچی ص۳۱۳/ج۶/مطبوعہ زکریا ج۹/ص۴۵۴/کتاب الاضحية، الهندية ص۳۰۰/ج۵/الباب الخامس فی بيان محل اقامة الواجب، مطبوعه کوئٹہ پاکستان، بزازية على الهندية ص۲۹۰/ج۶/کتاب الاضحية، مطبوعہ کوئٹہ.

اس قیمت پر جس پر بکری وغیرہ کے مل جاتے ہیں، اوراس کو خوب شوق سے پالے تو اس کی قربانی عیدالاضحیٰ کے موقع پر جائز ہے یا نہیں، یعنی اس کی قربانی کرنے سے واجب قربانی ادا ہو جائے گی یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اس کی قربانی درست نہیں اس سے واجب قربانی ادا نہیں ہوگی[1]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

ہرن بکری سے پیدا شدہ بچہ کی قربانی

سوال:- زید نے ایک ہرن پالا اور ایک بکری بھی پال رکھی تھی ہرن نے بکری سے جفتی کی اس سے بکرا (بچہ) پیدا ہوا اور سال بھر کا ہوگیا، اس کی قربانی درست ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جو بچہ بکرا ہرن اور بکری سے پیدا ہوا ہے، اس کی قربانی درست ہے یہ بچہ ماں کے حکم میں ہے اور ماں بکری ہے۔ شلبی ص ۷/ ج ۶/[2] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] ولایجوز فی الاضاحی شئی من الوحشی، الھندیة ص ۲۹۷/ ج ۵/ کتا ب الاضحیة، الباب الخامس، مکتبہ کوئٹہ پاکستان، تبیین الحقائق ص ۷/ ج ۶/ کتاب الاضحیة، مکتبہ امدادیہ ملتان شامی کراچی ص ۳۲۲/ ج ۶/ کتاب الاضحیة.

[2] ولونزاظبی علی شاة قال عامة المشائخ یجوز (شلبی علی الزیلعی ص ۷/ ج ۶/ کتاب الاضحیة، مکتبہ امدادیہ ملتان پاکستان، بدائع زکریا ص ۲۰۵/ ج ۴/ کتاب الاضحیة، محل اقامة الواجب، عالمگیری کوئٹہ ص ۲۹۷/ ج ۵/ کتاب الاضحیة، الباب الخامس.

بکری، ہرن کے جوڑے سے پیدا بچہ کی قربانی

سوال:- بکری جو کہ ہرن سے جوڑ کھا کر بچہ دے اس بچہ کی قربانی کرنا جائز ہے کہ نہیں اور وہ بکری کے حکم میں ہوگا یا ہرن کے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جانوروں کے متعلق ایک ضابطہ ''الاشباہ والنظائر'' میں لکھا ہے ''الولد یتبع الام[1]'' یعنی بچہ ماں کے تابع ہوتا ہے، جو حکم ماں کا وہی بچہ کا اس کا تقاضہ یہ ہے کہ جس بچہ کی ماں بکری ہے اور باپ ہرن اس کی قربانی درست[2] ہوگی، مگر ایک دوسرا قاعدہ بھی لکھتے ہیں، ''اذا اجتمع الحلال والحرام غلب الحرام[3]''، یعنی جب حرام وحلال مخلوط ہو جائیں تو حرام کا اثر غالب رہے گا، بکری کی قربانی درست ہرن کی نادرست ان کے اختلاط کے نتیجہ میں قربانی نادرست ہونی چاہئے قول اول راجح ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۳۹۹/۹/۴ھ

پالتو ہرن کی قربانی

سوال:- ایک ہرنی کا بچہ شیر خوار ہی سے پندرہ روپیہ میں قیمتاً خریدا اور پھر اس کو اپنے گھر دودھ پلا کر پرورش کیا اور تقریباً ایک سال اس کی پرورش کی، اس کی قربانی کی جا سکتی

---

[1] الاشباہ والنظائر مع حاشیہ ص ۱۷۲/القاعدۃ الثانیۃ اذا اجتمع الحلال والحرام غلب الحرام.

[2] اذا نزا ظبی علی شاۃ اھلیۃ فان ولدت شاۃ تجوز التضحیۃ بھا (بدائع الصنائع ص ۲۰۵/ج ۴/کتاب الاضحیۃ، مطبوعہ زکریا دیوبند، شلبی علی الزیلعی ص ۷/ج ۶/کتاب الاضحیۃ، مکتبہ امدادیہ ملتان، عالمگیری کوئٹہ ص ۲۹۷/ج ۵/کتاب الاضحیۃ، الباب الخامس.

[3] الاشباہ والنظائر ص ۱۷۰/مطبوعہ محبوب پریس. القاعدۃ الثانیۃ اذا اجتمع الحلال والحرام الخ، قواعد الفقہ ص ۵۵/قاعدۃ ۱۴/مطبوعہ دار الکتاب دیوبند.

ہے یانہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ہرن کے بچہ کو اگر چہ دودھ گھر پلا کر پرورش کیا تب بھی اس کی قربانی درست نہیں[۱]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

قربانی کی بکری سے پتھر برآمد ہوا

سوال:-ایک مسلمان نے قربانی کے لئے ایک بکری خریدی ذبح کے بعد بکری کے معدے سے بہت قیمتی پتھر برآمد ہوا، قصاب نے ان پتھروں کو حاصل کرلیا، کیا قربانی ادا ہوئی یانہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

قربانی تو ذبح کرنے سے ہی درست ہوگئی تھی[۲]، معدے سے برآمد پتھر اگر مالک نے

---

[۱] ولایجوز فی الأضحاحی شئی من الوحشی (الهندیةص ۲۹۷/ج۵/کتاب الاضحیة، الباب الخامس فی بیان محل اقامة الواجب، مکتبه کوئٹه پاکستان،شامی کراچی ص ۳۲۲/ج۶/ کتاب الاضحیة،تبیین الحقائق ص۷/ج۶/کتاب الاضحیة،مکتبه امدادیه ملتان.

[۲] (هی) شرعاً ذبح حیوان مخصوص بنیة القربة فی وقت مخصوص الخ درمختار علی الشامی زکریا ج۹/۴۵۲/کتاب الاضحیة،البحر کوئٹه ص ۱۷۳/ج۸/کتاب الاضحیة،تبیین الحقائق ص ۲/ج۶/کتاب الاضحیة،مکتبه امدادیه ملتان.

قصاب کو دیدے یا قصاب کے لینے پر رضا مند ہو گیا تب بھی درست ہے کوئی مضائقہ نہیں [۱]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

املاہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۴۰۰/۵/۱۸ھ

[۱] والمالک هو المتصرف فی الاعیان المملوکة کیف شاء الخ بیضاوی ج ۱/ص ۷/ سورة الفاتحة، شرح المجلة ص ۶۵۴/ج ۱/الباب الثالث فی المسائل المتعلقة بالحیطان والجیران.

فصل:- قربانی کے جانوروں کی عمر

اس بھینس کی قربانی جو موٹی ہو مگر دو سال سے کم ہو

سوال:- (۱) ایک جانور مثال کے طریقہ پر کٹرا یا گائے، یا بھینس جس کی عمر ۲۰/ ماہ ہے، مگر دو سال سے بھی زیادہ کا معلوم ہوتا ہے، خوب موٹا تازہ اور فربہ ہے تو کیا اس جانور کی قربانی ہو جائے گی، اس جانور میں کمی کسی قسم کی بھی نہیں ہے، مفصل لکھیں؟

(۲) ایک جانور ہے جس کی عمر ۲۰/ ماہ کی ہے اور گھر کا پلا ہوا ہے، دو سال کا معلوم ہوتا ہے، سوال نمبر ا/ میں جو مذکور ہے وہی سوال نمبر ۲/ میں ہے، مگر فرق یہ ہے کہ ہمارے پاس جانور ایک ہی ہے، اس کے علاوہ ہمارے پاس کوئی جانور نہیں ہے، تو کیا اس جانور کی قربانی جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) اس میں کمی یہی ہے کہ پورے دو سال کا نہیں، اگرچہ فربہ ہونے کی وجہ سے دو سال کا معلوم ہوتا ہے، دنبہ اگر سال بھر سے کچھ کم کا ہو، اور فربہ ہونے کی وجہ سے سال بھر کے دنبوں میں چھوڑ دینے سے فرق معلوم نہ ہوتا ہو تو اس کی قربانی کی اجازت ہے، بھیڑ بھی اسی کے حکم میں ہے[۱] لیکن دوسرے جانوروں، بکری، گائے، بھینس، اونٹ کی عمر کی کمی کا بدل اس کا موٹا ہونا نہیں ہو سکتا[۲]

---

[۱] یجوز الجذع من الضأن اضحیة وقالوا هذا اذا کان الجذع عظیماً بحیث لو خلط بالثنیات یشتبه علی الناظر من بعد (زیلعی ص ۷/ ج ۶/ کتاب الاضحیة، مکتبه امدادیه ملتان پاکستان) شامی نعمانیه ص ۲۰۴/ ج۵/ کتاب الاضحیة، مجمع الانهر ص ۱۷۱/ ج۴/ کتاب الاضحیة، دار الکتب العلمیه بیروت.

[۲] وحولین من البقر والجاموس وحول من الشاة والمعز الدر المختار علی الشامی نعمانیه، ص ۲۰۵/ ج۵/ کتاب الاضحیة، عالمگیری کوئٹه ص۲۹۷/ ج۵/ الباب الخامس فی اقامة الواجب، البحر کوئٹه ص۱۷۷/ ج۸/ کتاب الاضحیة.

(۲) اس کی بھی قربانی جائز نہیں، اگر صاحب نصاب بھی ہیں تو پوری عمر کا جانور خریدیں، اوراس کی قربانی کریں، تب واجب ادا ہوگا[۱] اگر صاحب نصاب نہیں تو آپ پر قربانی واجب نہیں، نہ پوری عمر والے کی اور نہ کم عمر والے کی، نہ دبلے کی، نہ موٹے کی، نہ گھر کے پلے ہوئے کی، نہ دوسرے سے لیکر، اگراس کو ذبح بھی کردیں گے تو وہ گوشت کھانے کے لئے ہوجائے گا، شرعی قربانی نہیں ہوگی[۲] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۸۸/۹/۱۸ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۸۸/۹/۱۸ھ

سال بھر سے کم دنبہ کی قربانی

سوال:- سنا ہے کہ دنبہ سال بھر سے کم کا بھی جائز ہے کیا یہ صحیح ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر دنبہ اس قدر فربہ اور بڑا ہو کہ سال کے دنبوں میں چھوڑ دیا جائے تو وہ بھی سال بھر کا معلوم ہوتا ہو چھوٹا نہ معلوم ہوتا ہو تو ایسا دنبہ سال بھر سے کم آٹھ نو مہینہ کا بھی درست ہے زیلعی ص ۷/ج ۶/[۳] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[۱] وحولين من البقر والجاموس وحول من الشاة والمعز الدر المختار على الشامي نعمانيه، ص ۲۰۵/ج۵/كتاب الاضحية، عالمگيری كوئٹه ص۲۹۷/ج۵/الباب الخامس في اقامة الواجب، البحر كوئٹه ص۱۷۷/ج۸/كتاب الاضحية.

[۲] وشرائطها: الاسلام والاقامة واليسار الذى يتعلق به وجوب صدقة الفطر الدر المختار على الشامى ص۳۱۲/ج۶/كتاب الاضحية، مطبوعه كراچى مجمع الانهر ص۱۶۷/ج۴/كتاب الاضحية، دار الكتب العلمية بيروت. (حاشیہ نمبر۳/اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

سال بھر سے کم بھیڑ کی قربانی

سوال:- ہم لوگ قربانی کے لئے بھیڑ خریدنا چاہتے ہیں، وہاں دوقسم کے ہوتے ہیں، ایک بھیڑ کی ٹولی بالکل علیحدہ ہوتی ہے، جو کہ پندرہ بیس کی ہوتی ہے، ان سب کی عمر پورے سال سے لیکر قریب دوسال تک ہوتی ہے، ان کو یہاں پر (Ship) شپ کہا جاتا ہے، اور ایک دوسری ٹولی ہوتی ہے وہ بھی پندرہ بیس کی ہوتی ہے، ان سب کی عمر سال کے اندر ہوتی ہے، مگر دیکھنے میں دوسال کی معلوم ہوتی ہے، اور ان پر فربہی بھی ہوتی ہے، بنسبت پورے ایک سال سے لیکر دوسال کی بھیڑ سے، اور اگر ان دونوں ٹولی کو ملایا جائے تو سال کے اندر کی بھیڑ زیادہ عمر میں بڑی دکھلائے گی، تو ہم کو علم ہونے کے باوجود سال کے اندر کی بھیڑ کو قربانی کے لئے خرید کر قربانی کریں، تو ایسا کرنا ہمارے لئے درست ہوگا یا نہیں؟ خیال رہے کہ سال کے اندر کے بھیڑ کی قیمت زیادہ ہوتی ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اعلیٰ بات تو یہی ہے کہ جس کی عمر سال بھر کی ہوچکی ہے، اس کی قربانی کی جائے، اگر چہ سال کے اندر والی بھیڑ زیادہ موٹی معلوم ہو، تاہم جائز اس کی ہوجائے گی، جس کی عمر سال بھر سے کچھ کم ہے اور دیکھنے میں سال بھر والی بھیڑ کے برابر یا زیادہ ہو[1]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۰/۹/۸۹ھ

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) [۳] وعن الزهري الجذع من المعز لسنة ومن الضأن لثمانية اشهر وقالوا هذا اذا كان الجذع عظيما بحيث لو خلط بالثنيات يشتبه على الناظر من بعد، زيلعي ص ٧/ج٦/كتاب الاضحية، مكتبه امداديه ملتان پاكستان، مجمع الانهر ص ١٧١/ج٤/كتاب الاضحية، دار الكتب العلمية بيروت، الدر المختار على الشامي كراچي ص ٣٢٢/ج٦/كتاب الاضحية. (۱/اگلے صفحہ پر)

سال بھر سے کم بھیڑ کی قربانی

سوال:- بھیڑا گر ایک سال سے کم کا اگر موٹا تازہ ہو اس کی قربانی جائز نہیں، یہ آپ ہی کی تحقیق سے معلوم ہوا اور اب آپ کے بقرعید والے اشتہار سے معلوم ہوا کہ ایسے بھیڑ کی قربانی جائز ہے، جو سال سے کم کا ہو چھ ماہ کا ہو مگر سال بھر کا معلوم ہوتا ہو، یہ کہاں تک صحیح ہے، اور آپ کے اشتہار میں غلط شائع ہوا یا اب یہی مسئلہ ہو گیا، مدلل لکھئے تاکہ علم میں اضافہ ہو؟

الجواب حامداً ومصلیاً

بھیڑ کی قربانی جب کہ اس کی عمر سال سے کم ہو، ناجائز ہونا میری کس عبارت سے معلوم ہوا اس کو بھیجئے، بہشتی زیور اختری[1] ص۴۲/ج۳/ میں ایسے دنبہ اور بھیڑ کی قربانی کو جائز لکھا ہے مگر حاشیہ میں حضرت مولانا اشرف علی صاحبؒ نے تحریر فرمایا ہے، بعضے علماء کا اس پر فتویٰ ہے لیکن مجھ کو درمختار کے اس جزئیہ "ولا التی لاالیة لها" سے اس میں شبہ ہو گیا، ناظرین بطور خود علماء سے تحقیق کر لیں، میں ایسے بکرے کی قربانی کو ناجائز لکھتا ہوں، اور ایسے دنبہ کی قربانی کو جائز لکھتا ہوں، اور ایسی بھیڑ کی قربانی کو حتماً منع نہیں کرتا" علامہ شامی کی کتاب الاضحیہ" کی عبارت سے اجازت معلوم نہیں ہوتی، کتاب الزکوٰۃ کی عبارت سے اجازت معلوم ہوتی ہے، چنانچہ کتاب الاضحیہ میں ہے "وصح الجذع ذو ستة اشهر من الضأن ان كان بحيث لو خلط بالثنايا لايمكن التمييز اھ درمختار قال الشامی ص ۲۰۴/قوله من الضأن هو ماله الية قيد به لانه لايجوز الجذع من المعز وغيره بلاخلاف كما فی

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) [1] وجاز الجذع من الضأن لقوله عليه الصلوٰة والسلام لاتذبحوا الا مسنة الا ان يعسر عليكم فتذبحوا جذعة من الصنان،وقالوا هذا اذا كان الجذع عظيماً بحيث لو خلط بالثنيات يشتبه على الناظر من بعد(زیلعی ص۷/ج۶/ کتاب الاضحية،مكتبه امداديه ملتان پاکستان.

[1] بہشتی زیور ج۳/ص۳۹/قربانی کا بیان،مطبوعہ تھانوی دیوبند۔

المبسوط اھ[۱]۔

یہ عبارت صریح ہے کہ ایسی بھیڑ کی قربانی جائز نہیں "الضأن ما کان من ذوات الصوف اھ شامی ص ۱۹ / ج ۲ / باب زکوٰۃ الغنم[۲]۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ضأن ذوات الصوف کو کہتے ہیں، خواہ ذوات الالیۃ ہو خواہ نہو جو اپنے عموم کی وجہ سے دنبہ اور بھیڑ دونوں کو شامل ہے اسی وجہ سے مجھے قطعی طور پر منع کرنا محفوظ نہیں آپ میری عبارت ارسال کریں، اور مجھے مسئلہ بدلنے کا حق نہیں۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

سال بھر سے کم بکری کی قربانی

سوال:- ایک بکری ایک سال سے کچھ ہی یعنی چند روز کم ہے مگر دیکھنے میں پوری سال بھر کی معلوم ہوتی ہے، تو اس کی قربانی درست ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ایسی بکری کی قربانی درست نہیں جب تک وہ پوری سال بھر کی نہ ہو جائے۔ شامی ص ۲۰۵ / ج ۵ /[۳] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

۱؎ الدر المختار مع الشامی نعمانیه ص ۲۰۴ / ج ۵ / کتاب الاضحية، تبيين الحقائق ص ۷ / ج ۶ / کتاب الاضحية، مکتبه امدادیه ملتان، مجمع الانهر ص ۱۷۱ / ج ۴ / کتاب الاضحية، دار الکتب العلمية بيروت.

۲؎ شامی نعمانیه ج ۲ / ص ۱۹ / باب زكاة الغنم.

۳؎ وحولين من البقر والجاموس وحول من الشاة والمعز قال الشامی تقدير هذه الاسنان بماذكر لمنع النقصان لاالزيادة فلوضحى بسن اقل لايجوز باكبر يجوز (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

سال بھر سے چند روز کم بکرے کی قربانی

سوال:-قربانی کے لئے زید نے ایک بکرا خریدا جس کی عمر سال بھر میں صرف ۱۸ر دن کم ہے، مگر دیکھنے میں فربہ ہونے کی وجہ سے سال بھر کا معلوم ہوتا ہے، ایسے بکرے کی قربانی درست ہوگی یا نہیں؟ قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی رحمہ اللہ نے مالا بدمنہ میں لکھا ہے کہ اولیٰ یہ ہے کہ سال بھر کا ہو جس سے اشتباہ ہوتا ہے کہ اگر سال بھر سے کچھ کم دن کا ہو تب بھی قربانی درست ہو جائے گی۔

الجواب حامداً ومصلیاً

''مالا بدمنہ'' میں مجھے یہ مسئلہ نہیں ملا اس کی پوری عبارت لکھئے عامۂ کتب فقہ میں لکھا ہے کہ قربانی ایسے بکرے کی درست ہے جس کا ایک سال پورا ہو کر دوسرا سال شروع ہو جائے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کم کی درست نہیں، اسی کی شامی نے ردالمحتار ص۲۰۴ر ج۵ر[1] میں تصریح کی ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

قربانی کے لئے دو دانت کا لزوم

سوال:--سورت سے ایک گجراتی اخبار بنام مسلم گجرات شائع ہوتا ہے، اس کا مضمون

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ)(شامی نعمانیہ، ص ۲۰۵ر ج۵ر مطبوعہ زکریا ج۹ر۴۶۶ر کتاب الاضحیۃ) عالمگیری کوئٹہ ص۲۹۷ر ج۵ر الباب الخامس فی اقامۃ الواجب، البحر کوئٹہ ص۱۷۷ر ج۸ر کتاب الاضحیۃ.

[1] وحول من الشاۃ وفی الشامی فلو ضحی بسن اقل لایجوز، الدر المختار مع الشامی زکریا ج۹ر ص۴۶۶ر کتاب الاضحیۃ، عالمگیری ص۲۹۷ر ج۵ر الباب الخامس فی اقامۃ الواجب، مطبوعہ کوئٹہ البحر کوئٹہ ص۱۷۷ر کتاب الاضحیۃ.

جس کی سرخی یہ ہے ’’قربانی کے جانور کے دودانت چاہئے ،شائع ہوا ہے ،جس کا مضمون حسب ذیل ہے ، ثنی اور مسنہ دونوں کا ترجمہ دودانت والا ہوتا ہے ،جس میں ہر ایک قسم کے جانور آ گئے ، اور پہچان بھی ایسی واضح ہوگئی کہ ہر ایک شخص اسے دیکھ اور پہچان سکتا ہے ، یعنی خلاصہ یہ ہے کہ کوئی بھی جانور مثلاً بکرا، گائے ، اونٹ وغیرہ جب تک دودانت والے نہ ہوجائیں ،اس وقت تک قربانی کے لئے جائز نہیں‘‘ یہ گجراتی مضمون کا اردو میں لفظ بلفظ ترجمہ ہے ،تو عرض ہے کہ کیا جناب نے ایسا فتویٰ دیا ہے یا کسی نے حاصل کیا ہے ، یا کسی کے اس قسم کے فتویٰ پر دستخط فرمائے ہیں ، کیونکہ کہ یہاں اس مضمون سے ایک پہچان شروع ہوگئی ہے ، کیونکہ لوگ عام طور ثنیٰ کے سلسلہ میں بجائے دانت کے یوں تذکرہ کرتے ہیں :

’’والثنی هو ابن خمس من الابل وحولین من البقر والجاموس وحول من الشاة والمعز الخ‘‘

امید قوی ہے کہ مفصل جواب سے مطلع فرما کر شکر گزار فرمائیں گے ،تا کہ اس اخبار میں جناب کا تفصیلی تردیدی بیان شائع ہوجائے ، کیونکہ بکری ،بکرے دودانت نہیں ہوں گے ، جب تک دوسال ہوکر تیسرا شروع ہو جو شوافع کا مذہب ہے؟

برادسلمہٗ ،السّلام علیکم ورحمة اللّٰہ وبرکاتهٗ

یہ فتویٰ لکھنا مجھے تو یاد نہیں ہے اور یہ بھی معلوم نہیں کہ آپ نے جواب کا یہ پورا مضمون نقل کیا ہے ، یا اس میں سے مختصر کر کے لکھا ہے ، اور یہ بھی معلوم نہیں ہوا کہ اس میں اشکال کیا ہے ، براہِ کرم پورا جواب جو اخبار میں شائع ہوا ہے ، وہ نقل کر کے بھیجیں اور اس میں جو اشکال یا غلطی ہو اسکی بھی پوری تفصیل سے تصریح فرمائیں ،امید کہ مزاج بعافیت ہونگے ۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ دہلی

فتویٰ از مفتی اعظم حضرت مفتی کفایت اللہ صاحب قدس سرہٗ

الجواب هو الموفق :- یہ فتوی جو میں نے دیا ہے یا میری طرف منسوب ہے صحیح ہے ، جانوروں

کی عمریں پہچاننے کا عام اور صحیح طریقہ یہی ہے کہ ان کے دانتوں سے ان کی پہچان ہوتی ہے، دو دانت والا بکرا یا بکری یا مینڈھا سال سے کم کا نہیں ہوسکتا، ہاں یہ ممکن ہے کہ سال بھر کا ہوجائے، لیکن دانت دو نہ نکلے ہوں، فقہاء نے یہ طریقہ اس لئے اختیار کیا ہے، کہ اس میں عمر پوری ہونی ضروری ہے، اور عام طور پر یہی طریقہ اسلم ہے، ہاں اگر کسی کے گھر کا بکرا بکری ہو اور اسے اس کی پیدائش کی تاریخ معلوم ہو اور یاد ہو اور وہ سال بھر کا ہوجائے، مگر دانت نہ نکلے ہوں تو وہ اس کی قربانی کرسکتا ہے، مگر ایسا حکم دینا غلطی میں مبتلا کرسکتا ہے، کہ لوگ اور فروخت کرنے والے بے دانت کے بکرے یا بھیڑ کو سال بھر کا بتلا دیں گے، اور لوگ خرید کر قربانی کرلیں گے، تو بکرے کی قربانی جائز نہ ہوگی، کیونکہ اس کا سال بھر کا ہونا یقینی نہیں ہے، عام طور پر بکرے بھیڑ کے دو دانت سال بھر میں ہوجاتے ہیں، بعض کے نہیں ہوتے، مگر دو دانت کا حکم ایسا ہے کہ اس میں غلطی نہیں ہوسکتی، یعنی دو دانت کا بکرا سال بھر کا یا سال سے زائد کا ہوگا، سال سے کم کا نہ ہوگا، دنبہ، بھیڑ، مینڈھا سال بھر سے کم کا بھی جائز ہے، صرف بکرے کے لئے سال بھر کا ہونا شرط ہے، تو اگر بکرا گھر کا پیدا شدہ ہو اور یقینی سال بھر کا ہو تو اگرچہ اس کے دانت نہ ہوں اس کی قربانی جائز ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، مہر مدرسہ امینیہ دارالافتاء دہلی

جواب از فقیہ الامت قدس سرہٗ

الجواب حامداً ومصلیاً

اتنی بات تو دونوں فتوؤں میں متفقہ ہے کہ اصل مدار عمر پر ہے، مگر دہلی کے فتویٰ میں دو دانت کو عمر کے لئے یقینی علامت قرار دیا ہے، اور یہ بات درحقیقت فقہ سے متعلق نہیں ہیں اہل بصیرت وتجربہ کی رائے سے متعلق ہے مگر حضرت مفتی صاحب مدت فیوضہم نے اس کو فقہاء کی طرف منسوب فرمایا ہے، باوجود تتبع کے کتب فقہ حنفی میں مجھے اس کی تصریح نہیں ملی، فقہ

شافعی و مالکی میں بھی تلاش کیا، البتہ فقہ حنبلی کی متن المقنع کی شرح کبیر ص ۳۷/ ج ۳/ میں ہے،
"وثنی الابل ماکمل له خمس سنین ومن البقرماله سنتان ومن المعز ماله سنة قال الاصمعی وابوزیاد"

"وابوزید الانصاری اذامضت السنة الخامسة علی الابل ودخل فی السادسة والقی ثنیته فهو حینئذ ثنی ویر وی انه یسمیٰ ثنیاً لانه القیٰ ثنیته واما البقرة فهی التی لها سنتان وقد قال النبی صلی الله علیه وسلم لاتذبحو الا مسنة ومسنة البقرالتی لها سنتان[1] علیٰ ماذکر فی الزکوٰة وثنی المعزماله سنة وقال ابن ابی موسیٰ فیه قول ان ثنی البقرما دخل فی السنة الرابعة والا ول المشهور فی المذهب اھ" اس کو حنفیہ پر حجت قرار نہیں دیا جاسکتا ، اورحضرت مفتی صاحب مدظلہ نے بھی اس کو حجت لازمہ قرار نہیں دیا، چنانچہ آخر فتویٰ میں تحریر فرمایا ہے، کہ بکرا گھر کا پیدا شدہ ہو اور یقینی سال بھر کا ہو تو اگر چہ اس کے دانت نہ ہوں اس کی قربانی جائز ہے۔

جس طرح سال بھر کا ہونے کے باوجود دو دانت ہونا لازم نہیں، اسی طرح یہ بھی ممکن ہے کہ سال بھر سے پہلے ہی دانت ہوجائیں، کیونکہ علامات سے ان کے متعلقات کا تخلف کچھ محال نہیں، چنانچہ شیخ المحققین ابن الہمام نے فتح القدیر[2] کتاب الصوم باب مایوجب القضاء والکفارة " میں تحریر فرمایا ہے "فان المراد بالدلیل الا مارة وهی ماتقدم یجزم بتخلف متعلقها مع قیامها کوقوف بغلة القاضی علیٰ بابه مع العلم بانه لیس فی داره اھ" لہٰذا دو دانت ہونے پر بھی ایک سال کی عمر کا حکم لگانا قطعی نہیں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۷/ صفر ۶۸ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۳۰/ صفر ۶۸ھ

[1] المغنی لابن قدامة الحنبلی ص ۳۴۹/ ج ۹/ کتاب الاضحیة، باب مایجتنب فی الضحایا، دار الفکر بیروت، الحاوی الکبیر ص ۹۲/ ج ۱۹/ کتاب الضحایا، فصل فاذاتقررماذکر فی اسنان الضحایا، دار الفکر بیروت.

[2] فتح القدیر ص ۳۴۳/ ج ۲/ باب مایوجب القضاء والکفارة کتاب الصوم، مکتبه دار الفکر بیروت.

لفظ جذعة کی تشریح

سوال:۔ زبان عربی کے اندر "جـــذعة" کا معروف معنی بکری کا ایک سالہ بچہ ہے، چنانچہ مولانا گنگوہی صاحبؒ فرماتے ہیں" قال اهل اللغة وغيرهم الجذع التي تمت لها سنة ركوب' 'اور مولانا خلیل احمد صاحبؒ محدث سہارنپوری نے لکھا ہے "الجذع في اللغة ماتمت له سنة، بذل المجهود ج ۴/ص ۱۷/ اور جب "جذعة" کے معنی عربی زبان میں یکسالہ ہے، تو شارع عربی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد "فتذبحوا جذعة من الضان" کے اندر بھی "جـذعة" سے مراد یکسالہ ہی ہوگا، نہ اور کچھ، مگر ہمارے فقہاء تو جذعۃ کے معنی یہ بیان کرتے ہیں "الجذعة ماتمت ستة اشهر" سوال یہ ہے کہ وہ کونسا شرعی قرینہ ہے جس کی بناء پر معروف عندالعرب معنی کو چھوڑ کر ایک مخصوص معنی مراد لیا جارہا ہے، اور اس کو شرعی معنی قرار دیا جاتا ہے، بعینہٖ یہی سوال لفظ "مسنۃ" کے متعلق بھی ہے کہ اس کا معروف عندالعرب معنی تو یہ ہے "الذي القىٰ ثنيه" (دندان پیشش افگندہ) پھر وہ کونسا قرینہ ہے جس کی بناء پر معروف عندالعرب معنی سے گریز کر کے ایک مخصوص معنی مراد لیا جاتا ہے (والمسنة ماأتت عليه سنة)

الجواب حامداً ومصلیاً

جس طرح علم حدیث مستقل فن ہے اس کی مخصوص اصطلاحات ہیں ضروری نہیں کہ ان اصطلاحات کو لغوی معنی ہی میں استعمال کیا جائے، بلکہ وہ منقول ہیں، جیسے معضل، شاذ منکر، غریب، محدث، حافظ، حجۃ، حاکم، صحیح، حسن، غریب وغیرہ اگر لغوی ہی معنی میں ان کو لیا جائے گا تو مطلب خبط ہو جائے گا۔

اسی طرح فقہ بھی مستقل فن ہے، اس کی بھی مخصوص اصطلاحات ہیں لازم نہیں کہ ان کو لغوی ہی معنی میں استعمال کیا جائے، صلوٰۃ، زکوٰۃ، حج، جہاد، نکاح، طلاق، خلع، عبادات کو جن معانی میں استعمال کیا جاتا ہے، وہ منقول ہیں محض لغوی معنی مراد نہیں، ائمہ لغت کے "جذعہ کی

تشریح میں دو قول ہیں'' چنانچہ المغرب ج ا رص ۸[۱]'' میں ''وعن الزہریؒ ''الجذع من المعز سنة،ومن الصنان ثمانية اشهر''مجمع البحار ج ا رص ۱۸۱ر[۲] میں ہے''ماتمت لهٗ سنة وقيل يقل منهاا ھ ایسا ہی نہایہ ابن اثیر ج ا رص ۱۷۷'' میں ہے:

حضرت وکیع جلیل القدر محدث ہیں، ان کا قول امام ترمذیؒ نے اپنی ''جامع'' میں ج ا رص ۱۸۱[۳] میں نقل کیا ہے ''قال وكيع الجذع مايكون ابن سبعة او ستة اشهر'' معلوم ہوا کہ محدثین کے نزدیک بھی فقہاء کا قول اجنبی اور قابل رد نہیں، بلکہ ان کے کلام میں بھی تشریح موجود ہے، علامہ شوکانیؒ نے بھی اس کو نیل الاوطار ج ۳ رص ۳۴۵ر[۴] میں اس کو نقل کیا ہے، اور دوسرے اقوال بھی نقل کئے ہیں، خطابی شرح ابوداؤد میں بھی یہ موجود ہے، اگر جذعة سے مراد ''ماتمت له سنة'' ہو تو اس کی تحقیق کی کوئی وجہ نہیں ''ماتمت له سنة'' تو بکری بھی کافی ہے، پھر بعض صحابہ کا قبل الصلوٰۃ مخصوص طور پر ''جــــذ ع'' کے متعلق سوال کرنا اور جواب میں ارشاد فرمایا کہ تم اسی جذع کی قربانی کردو یہ کس لئے ہے اور بعض روایات میں یہ بھی اضافہ ہے کہ کسی اور کو اس کی اجازت نہیں، اور بعض روایات میں معز کی تخصیص بعض میں ''ضان'' کی تخصیص ہے، یہ سب قرائن قویہ ہیں کہ قربانی کے لئے جو عمر معروف ہے ''جذعه'' اس عمر کو نہیں پہنچا بلکہ اس سے کم ہے، امیر المومنین فی الحدیث امام بخاریؒ نے باب منعقد کیا ہے، باب قول النبی صلی اللّٰه عليه وسلم لابی بردةؓ ضح بالجذع من المعز ولاتجزئ من احد بعدک'' اس کے تحت حدیث بیان کی ہے ''عَنِ الْبَرَاءِ ابْنِ عَازِبٍؓ ضَحیٰ خَالی يُقَالُ لَهٗ اَبُوْبُرْدَةؓ قَبْلَ الصَّلٰوةِ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلّی اللّٰه عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَاتُکَ شَاةُ لَحْمٍ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ عِنْدِیْ دَاجِناً جَزْعَةً مِنَ الْمَعْزِ قَالَ اِذْبَحْهَا

---

[۱] المغرب ص ۱۳۶ / الجيم مع الذال ،ادارة القرآن كراچی.

[۲] مجمع البحار الانوار ج ا رص ۳۳۴ / مکتبه دارالايمان المدينة المنورة.

[۳] ترمذی ج ا رص ۱۸۱ / ابواب الاضاحی کتب خانه رشيديه.

[۴] نيل الاوطار ج ۵ رص ۱۸۸ / باب السنن الذی يجزئ فی الاضحية ومالا يجزی.

وَلاتَصْلُحُ لِغَیْرِکَ"

اس کے متابعات کو بیان کرتے ہوئے لکھا ہے "ذبح ابو بردة قبل الصلوٰة فقال لهٗ النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم ابدلها قال لیس عندی الاجذعة قال شعبه واحبه قال هی خیر من مسنة قال اجعلها مکانها ولن تجزی عن احدبعدک اھ"[1] مسلم شریف کی روایت میں ہے "هی خیر من مسنة ولم یشک اھ"[2] فتح الباری ج ۱۰[3] میں مذکور ہے حنفیہ کے دلائل[4] میں ہیں، جانوروں کی عمروں کو عامۃً دانتوں سے پہچانا جاتا ہے، اسلئے بکری، گائے، اونٹ، کی عمر کے لئے وقت خاص پر "مسنة" کا اطلاق کیا جاتا ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

---

[1] بخاری شریف ج ۲/ص ۸۳۳/وج ۲/ص ۸۳۴/.

[2] ولم یذکر الشک فی قوله هی خیر من مسنة مسلم شریف ج ۲/ص ۱۵۴/کتا ب الاضاح.

[3] فتح الباری ص ۱۱۷/ج ۱۱/کتاب الاضاحی، باب قسمة الامام الاضاحی بین الناس مکتبه نزار مصطفی البازمکة المکرمة.

[4] مجموع ماذکر یدل علی جواز التضحیة بالجذع من الضأن دون غیرها من المغروالبقر والابل بل الذی یجوزمنها هو المسنة ای الثنی بقی ان جوازا الجذع من الضان هل هو مطلق او مقید بعدم تیسرالمسنة لانه یحتمل ان یکون قوله ولاتذبحوا الاسنة للندب الی الاعلی والافضل دون الایجاب والاشتراط فیحمل علیه الخ، اعلاء السنن ص ۲۴۵/ج ۱۷/باب مایجوز فی الضحایامن السن، ادارة القرآن کراچی.

باب سوم: قربانی کے جانور میں عیب

گائے کا دوتہائی سینگ ٹوٹ جائے تو اس کا حکم اور ہدایہ وحجۃ اللہ البالغۃ کی عبارت میں تطبیق

سوال:۔گائے کا سینگ اگر ثلاثین، ۲/۳ باقی نہ رہے تو اسکی قربانی جائز ہے یا نہیں؟ نیچے کے دوقول کی تطبیق کیا ہے، صاحب ہدایہ فرماتے ہیں "ویجوز الا ضحیة مکسورة القرن لماقلنا " یہ کس طرف مھموز ہے، ہدایہ کے ماقبل باب میں یعنی ذنب اوراذن کے بیان میں "الاکثر حکم الکل " کی طرف مھموز ہے یا نہیں؟ حجۃ اللہ البالغہ میں شاہ صاحب اضحیہ کے باب میں یہ فرماتے ہیں کہ "وینھی عن اعضب القرن والاذن" ان دومتضاد قول میں تطبیق کیا ہے؟ بالتفصیل جواب تحریر فرمائیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

جس جانور کا سینگ بالکل جڑ سے اُکھڑ گیا ہو، اس کی قربانی درست نہیں، جس کی جڑ باقی ہے، اس کی قربانی درست ہے، اگر چہ نصف سے زیادہ بقدر ثلاثین ٹوٹ گیا ہو، ہدایہ[1] ص ۴۳۲/ج ۴/میں ہے "ویجوز ان یضحی بالجماء وھی التی لاقرن لھا، لان القرن لایتعلق بہٖ مقصود وکذا مکسورة القرن لما قلنا اھ" اذن اورذنب پر قرن کو قیاس کرنا صحیح نہیں، ان دونوں کا حکم علیحدہ مذکور ہے، "ولاتجزی مقطوعة الاذن والذنب ولا التی ذھب اکثر اذنھا وذنبھا وان بقی اکثر الاذن والذنب جاز اھ"[2]، علت بھی صاحب ہدایہ نے بیان

---

[1] ھدایه ص ۴۴۸/ج ۴/کتاب الاضحیة، مطبوعه یاسر ندیم اینڈ کمپنی دیوبند.

[2] ھدایه ص ۴۴۷/ج ۴/کتاب الاضحیة، مطبوعه یاسر ندیم دیوبند، مجمع الانھر ص ۱۷۱/ ج ۴/کتاب الاضحیة، دار الکتب العلمیة بیروت، البحر کوئٹه ص ۱۷۶/ج ۸/کتاب الاضحیة.

کردی ہے، اعضب القرن وہی ہے جس کا سینگ جڑ سے اُکھڑ گیا ہو اس کی قربانی درست نہیں، جیسا کہ حجۃ اللہ البالغہ میں ہے[1]، پس کوئی تضاد نہیں، الحاصل تین چیزیں الگ الگ ہیں۔ (۱) جماء جس کے پیدائشی سینگ نہیں۔ (۲) مکسورۃ جس کا سینگ ٹوٹ گیا ہو۔ (۳) اعضب جس کا سینگ جڑ سے اُکھر گیا ہو، پہلی دو کی قربانی درست ہے، اخیر کی درست نہیں۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲/۴/۱۴۰۱ھ

جس جانور کے سینگ نہ ہوں اس کی قربانی

سوال:- یہاں بکری، گائے وغیرہ کے پیدا ہوتے ہی سینگ نکلنے کی جگہ پر کرنٹ لگا دیتے ہیں، جسکی وجہ سے سینگ نہیں نکلتے، تو ایسے جانوروں کی قربانی درست ہوگی یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جس جانور کے سینگ نکلتے ہی نہیں (وجہ کچھ بھی ہو) اس کی قربانی درست ہے، "ویضحی بالجماء هی التی لاقرن لها خلقة اھ شامی ص ۲۰۵/ج ۵/[2]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۲/۶/۸۷ھ

سینگ ٹوٹے ہوئے کی قربانی

سوال:- جس بکری کا سینگ ٹوٹ گیا ہو اس کی قربانی جائز ہے یا نہیں؟

---

[1] وینهی عن اعضب القرن والاذن الخ حجة اللّٰه البالغه ص۱۰۷/ج۲/باب العیدان، اصح المطابع کراچی.

[2] شامی نعمانیه کتاب الاضحیة، تبیین الحقائق ص۵/ج۶/کتاب الاضحیة، مکتبه امدادیه ملتان، البحر کوئٹه ص۱۷۶/ج۸/کتاب الاضحیة.

الجواب حامداً ومصلیاً

جائز ہے لیکن اگر جڑ سے ٹوٹ گیا ہو تو جائز نہیں۔ (شامی ص ۲۰۵ /ج ۵ /)[1]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

سینگ ٹوٹے ہوئے جانور کی قربانی

سوال:- ایک گائے کو قربانی کیلئے خریدا لیکن اس کے دو سینگ میں سے ایک سینگ ٹوٹ گیا یہاں تک کہ وہ تہائی سے تھوڑے کم موجود ہے، اس کی قربانی درست ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

درست ہے ''ویضحی بالجماء هی التی لاقرن لها خلقة وکذا لعظماء التی ذهب بعض قرنها بالکسر اوغیره فان بلغ الکسر الی المخ لم یجز قهستانی وفی البدائع ان بلغ الکسر الی المشاش لایجزیء اھ شامی ص ۲۸۲ /ج ۵ /''[2]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۶ /محرم ۶۷ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۸ /محرم ۶۷ھ

---

[1] یضحی بالجماء وکذالعظماء اللتی ذهب بعض قرنها بالکسراوغیره فان بلغ الکسرالی المخ لم یجز شامی نعمانیه ص ۲۰۵ /ج ۵ /مطبوعه زکریا ج ۹ /ص ۴۶۷ /کتاب الاضحیة، تبیین الحقائق ص ۵ /ج ۶ /کتاب الاضحیة، مکتبه امدادیه ملتان، البحر کوئٹه ص ۱۷۶ /ج ۸ /کتاب الاضحیة.

[2] شامی نعمانیه ص ۲۰۵ /ج ۵ /مطبوعه زکریا ج ۹ /ص ۴۶۷ / کتاب الاضحیة. تبیین الحقائق ص ۵ /ج ۶ /کتاب الاضحیة، مکتبه امدادیه ملتان، البحر کوئٹه ص ۱۷۶ /ج ۸ /کتاب الاضحیة.

سینگ ٹوٹے ہوئے کی قربانی

سوال:- میں نے ایک مینڈھا خریدا ہے جس کی عمر ایک سال دو ماہ اور دو دانت تھا وہ بہت فربہ تھا، اس کے ایک انچ لمبے سینگ ہیں، اس نے دیوار میں رگڑ کر قریب آدھ انچ توڑ دیئے ہیں، اور نہ سینگ کی گودی ٹوٹی اور نہ خون نکلا اس کی قربانی درست ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اس بات کی وجہ سے اس کی قربانی میں کوئی نقصان نہیں شرعاً درست ہے[1]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۱/۱۱/۱۴۰۶ھ

آدھا سینگ شکستہ ہو تو اس کی قربانی

سوال:- ایک گائے جس کا ایک سینگ ثابت اور دوسرا آدھا ٹوٹا ہوا ہے کیا یہ گائے قربانی کے لئے جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ایک سینگ آدھا ٹوٹا ہوا ہونے سے اس گائے کی قربانی شرعاً ناجائز نہیں ہوگی، ”ویضحی بالجماء هي التي لاقرن لها خلقة وكذا العظماء التي ذهب بعض قرنها بالكسر اوغيره، فان بلغ الكسر الى المخ لم يجزه شامی ص۲۸۲/ج۵/“[2]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۶/ذیقعدہ ۵۸ھ

الجواب صحیح سعید احمد غفرلہٗ، صحیح عبد اللطیف مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

---

[1] یضحی الٰی قوله العظماء التي ذهب بعض قرنها بالكسر اوغيره (شامی نعمانيه ص ۲۰۵/ ج۵/مطبوعه زكريا ج۹/ص۴۶۷/كتاب الاضحية) تبيين الحقائق ص۵/ج۶/كتاب الاضحية، مكتبه امداديه ملتان، البحر كوئٹه ص۱۷۶/ج۸/كتاب الاضحية. (حاشیہ۲/اگلے صفحہ پر)

چرنے سے جس بکرے کے دانت گھس گئے ہوں

سوال:- ایک بکرا قربانی کے لئے خریدا گیا لیکن اس کے دانت چرنے کی وجہ سے گھس کر بہت چھوٹے چھوٹے رہ گئے ہیں، اور مسوڑوں کے برابر ہو گئے ہیں، منھ کھولنے پر سارے دانت اچھی طرح نظر آتے ہیں، ٹوٹے ہوئے نہیں ہیں، کیا اس بکرے کا شمار ہتماء میں ہوگا، جب کہ ہتماء میں دانتوں کا جڑ سے اُکھڑنا مراد ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جب کہ وہ ان دانتوں سے چرتا اور اپنی روزی حاصل کرتا ہے تو اس کا حکم ایسے بکرے کی طرح نہیں ہوگا جس کے دانت اُکھڑ گئے ہوں، اور چرنے سے معذور ہو گیا ہو، لہٰذا اس کی قربانی میں کوئی شبہ نہ کریں[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیو بند

کان چرے ہوئے کی قربانی

سوال:- اگر قربانی کے جانور کے کان تو درست ہوں لیکن کان کو چیر کر دو حصہ کر رکھے ہوں تو اس کی قربانی درست ہے یا نہیں؟

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ)[۲] شامی نعمانیہ ص ۲۰۵/ ج۵/ مطبوعہ زکریا ج ۹/ ص ۴۶۷/ کتاب الاضحیة، تبیین الحقائق ص ۵/ ج ۶/ کتاب الاضحیة، مکتبہ امدادیہ ملتان، البحر کوئٹہ ص ۱۷۶/ ج۸/ کتاب الاضحیة.

[1] واما الهتماء وهي التي لاأسنان لها فان كانت ترعى وتعتلف جازت والا فلا كذافي البدائع. (عالمگیری ص ۲۹۸/ ج۵/ فصل في صفة الاضحية) تبيين الحقائق ص ۶/ ج ۶/ كتاب الاضحية، مكتبه امداديه ملتان، البحر كوئٹه ص ۱۷۶/ ج۸/ كتاب الاضحية.

الجواب حامداً ومصلیاً

درست ہے[۱]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

ذبح کرتے ہوئے عیب پیدا ہوگیا

سوال: -قربانی کے لئے جانور کو زمین پر گرایا گیا جس سے اس کی ٹانگ ٹوٹ گئی، یا آنکھ پھوٹ گئی، غرض ایسا عیب پیدا ہوگیا کہ قربانی درست نہیں رہی تو اب اس جانور کو کیا جائے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اس کی قربانی کردی جائے، قربانی کے لئے گرانے سے اگر ایسا عیب پیدا ہوجائے تو اس سے قربانی میں خرابی نہیں آتی[۲]۔ شامی ص ۲۰۷/ج ۵/۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

قربانی سے پہلے جانور بیمار ہوگیا

سوال: -زید نے ایک بکرا خریدا بہ نیت قربانی، زید صاحب نصاب ہے لیکن چند روز کے بعد بکرا بیمار ہوگیا، اس بکرے کو فروخت کرکے قیمت کے داموں سے یا اپنے دوسرے

---

[۱] وتجوزان ذهب اقل منه اى من النصف مجمع الانهر ص ۱۲۲/ج۴/مكتبه دارالكتب العلمية. بيروت، كتاب الاضحية، تبيين الحقائق ص۵/ج۶/كتاب الاضحية، مكتبه امداديه ملتان، البحر كوئٹه ص۱۷۷/ج۸/كتاب الاضحية.

[۲] لايضر تعيبها من اضطرابها عندالذبح وكذا لوتعيبت فى هذه الحالة او انفلتت ثم اخذت من فورها وكذا بعد فورها. شامى نعمانيه ص۲۰۷/ج۵/مطبوعه زكريا ج۹/ص ۴۷۱/كتاب الاضحية، تبيين الحقائق ص۷/ج۶/كتاب الاضحية، مكتبه امداديه ملتان، البحر كوئٹه ص۱۷۷/ج۸/كتاب الاضحية.

داموں سے دوسرا بکرا خرید کر کے قربانی کرسکتا ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

زید کے ذمہ دوسرا بکرا قربانی کرنا ضروری ہے خواہ اسی قیمت سے خریدے یا دوسری قیمت سے بشرطیکہ اس سے پہلے خریدے ہوئے بکرے میں ایسی بیماری پیدا ہوگی ہو یا ایسا کوئی عیب پیدا ہو گیا ہو جس کی وجہ سے اس کی قربانی درست نہ رہی ہو۔ اور اگر ایسی بیماری نہیں بلکہ معمولی کوئی تکلیف ہے کہ جس سے اسکی قربانی ممنوع نہیں، تو اس کے ذمہ دوسرا بکرا خریدنا واجب نہیں، پہلے ہی بکرے کی قربانی کافی ہے[۱]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

قربانی کے لئے بکرا خریدا وہ بیمار ہو گیا اب کیا کرے

سوال:-(۱) ایک صاحب کا بکرا قربانی کا ہے، اور یہ مہینہ ذیقعدہ ہے، وہ بکرا بیمار ہو گیا اس کے زندہ رہنے کی کوئی صورت نظر نہیں آتی، صاحب نصاب کا خیال ہے کہ اس بیمار بکرے کو ذبح کرے، جو قیمت وصول ہو وہ اور زائد رقم اپنے پاس سے ملا کر دوسرا بکرا خرید کر قربانی کرلیں ایسی صورت میں صاحب نصاب کے لئے کیا حکم ہے؟

(۲) ایک صاحب فرماتے ہیں کہ قربانی نذر مانا ہوا بکرا بیمار ہو کر مرنے کے قابل ہو گیا ہو، ایسی صورت میں ذبح کر کے تقسیم کر دیا جائے تو کیا وہ نذر قبول ہو جائے گی؟

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) اس بکرے والے کی رائے بہت مناسب ہے[۲]۔

---

[۱] ولو اشتراها سليمة ثم تعيبت بعيب مانع كما مر فعليه اقامة غير ها مقامها ان كان غنيا وان كان فقيراً اجزأه ذٰلک (قوله كمامر) اى كالموانع التى مرت (الدرمختار مع الشامى، نعمانيه ص ۲۰۷/ج۵/مطبوعه زكريا ج ۹/ص ۴۷۱/كتاب الاضحية مكتبه نعمانيه) تبيين الحقائق ص۷/ج۶/كتاب الاضحية، مكتبه امداديه ملتان، البحر كوئٹه ص۱۷۷/ج۸/كتاب الاضحية.

(حاشیہ نمبر ۲/اگلے صفحہ پر دیکھئے)

(۲) اگر بکرا متعین کر کے اس کی قربانی کی نذر کی ہے، اور وہ وقت قربانی آنے سے پہلے موت کے قریب ہوگیا تو اس کو ذبح کر کے صدقہ کردیا جائے، انشاء اللہ تعالیٰ نذر قبول ہوجائیگی، لیکن صاحب نصاب ہونے کی وجہ سے جو قربانی واجب ہوگی وہ اس سے ادا نہ ہوگی[۱]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

قربانی کا جانور بیمار ہوگیا نماز عید سے پہلے اس کی قربانی

سوال:- ایک صاحب فرماتے ہیں کہ دسویں ذی الحجہ کو نماز عید سے پہلے پہلے قربانی کا بکرا دفعۃً بیمار ہوگیا کہ زندہ رہنے کی کوئی صورت نہیں کہ نماز عید سے پہلے ذبح کردیا تو قربانی میں شمار نہ ہوگا، صاحب نصاب کو دوسرا بکرا خریدنا لازم ہوگا؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جی ہاں اس طرح صاحب نصاب کی طرف سے قربانی واجب ادا نہیں ہوگی، بعد نماز عید اس کو قربانی کرنا لازم ہے خواہ مستقل جانور خرید کر قربانی کرے، خواہ کسی بڑے جانور میں حصہ لے[۲]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) [۲] اذاماتت المشتراة للتضحية على موسر تجب مكانهااخرى ولاشئ على الفقيرالخ مجمع الانهر ص ۱۷۳/ ج ۴/ كتاب الاضحية، دارالكتب العلمية بيروت، الدر المختارعلى الشامى كراچى ص ۳۲۵/ ج ۶/ كتاب الاضحية،تبيين الحقائق ص ۷/ ج ۶/ كتاب الاضحية،مكتبه امداديه ملتان.

[۱] ان المنذورة لوهلكت اوضاعت تسقط التضحية بسبب النذرغيرانه ان كان موسراًتلزمه اخرىٰ بايجاب الشرع ابتداء لابالنذرشامى كراچى ص ۳۲۵/ ج ۶/ كتاب الاضحية،بدائع الصنائع زكرياص ۱۹۹/ ج ۴/ كتاب الاضحية،فصل فى كيفية الوجوب. (حاشیہ ۲/ اگلے صفحہ پر)

قربانی کا جانور بیمار ہو گیا

سوال:- ایک بکرا زید نے قربانی کی نیت سے خریدا زید صاحب نصاب ہے لیکن چندروز کے بعد بکرا بیمار ہو گیا، اس بکرے کو فروخت کر دیا ذبح کر کے اب زید بکرے کی قیمت کے داموں سے دوسرا بکرا خرید کرے یا وہ قیمت اپنے کام میں خرچ کر کے دوسرا بکرا اپنے پاس سے خرید سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

زید کے ذمہ دوسرا بکرا قربانی کرنا ضروری ہے (خواہ اس قیمت سے خریدے یا دوسری قیمت سے) بشرطیکہ اس سے پہلے خریدے ہوئے بکرے میں ایسی بیماری پیدا ہوگئی یا کوئی اور ایسا عیب ہو گیا کہ جس کی وجہ سے اس کی قربانی درست نہیں رہی، اور اگر ایسی بیمار نہیں بلکہ معمولی کوئی تکلیف ہے کہ جس کی وجہ سے اس کی قربانی ممنوع نہیں ہوئی تو اس کے ذمہ دوسرا بکرا خریدنا واجب نہیں پہلے ہی بکرے کی قربانی کافی ہے۔

" ولو اشتریٰ رجل اضحية وهی سمينة فعجفت عنده حتى صارت بحيث لو اشتراها كهذه الحالة لم تجزه ان كان موسرا وان كان معسرا اجزاه ولو اشتریٰ اضحية هی صحيحة العينين ثم اعورت عنده وهو موسرا وقطعت اذنها كلها او اليتها او ذنبها او انكسرت رجلها فلم تستطع ان تمشی لاتجزی عنه وعليه مكانهااخریٰ

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) ۲؎ وهو ان يكون بعدصلاة العبد لايجوز تقديمها عليه عند نا الخ، بدائع الصنائع كراچی ج۵/ ص۷۳/ كتاب الاضحية، واماشرائط جوازاقامة الواجب الخ، مجمع الانهر ص ۱۶۹/ ج۴/ كتاب الاضحية، دارالكتب العلمية بيروت.

ولواشتراهاسليمة ثم تعيبت بعيب مانع كمامر فعليه اقامة غيرها مقامها ان كان غنياً (الدر المختار علی ردالمحتار نعمانيه ص ۲۰۷/ ج۵/ مطبوعه زكريا ج۹/ ص ۴۷۱/ كتاب الاضحية.

بخلاف الفقراء اھ هندية ص ۲۵۵ / ج ۲ /[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

قربانی جلّالہ

سوال:- زید نے قربانی کے لئے ایک بھیڑ خریدی مگر وہ غلاظت کھاتی ہے، اس کی قربانی کا کیا حکم ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

چند روز تک اس کو باندھ کر رکھا جائے، اور پتے کھلائے جائیں، پھر اس کی قربانی کر لی جائے۔ عالمگیری ص ۹۸ / ج ۶ /[2] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

حرام غذا والے جانور کی قربانی

سوال:- ایک شخص نے ایک گائے مال حرام سے پال رکھی ہے یعنی رات کو چوری سے لوگوں کے کھیتوں میں چھوڑ آتا ہے، جب اس کا پیٹ بھر جاتا ہے تو وہ آجاتی ہے، یا اس کو لے آتا ہے، اسی طرح سال بھر پالتا رہا، ایسی گائے کو قربانی میں ذبح کرنا، جائز ہے یا نہیں،

---

[1] الهندية ص ۲۹۹ / ج۵ / الباب الخامس فی بیان محل اقامه الواجب مکتبه کوئٹه پاکستان، شامی کراچی ص ۳۲۵ / ج ۶ / کتاب الاضحية، مجمع الانهر ص ۱۷۳ / ج ۴ / کتاب الاضحية، دار الکتب العلمية بيروت، تبيين الحقائق ص ۷ / ج ۶ / کتاب الاضحية، مکتبه امدادیه ملتان.

[2] ولاتجوز الجلالة وهی التی تاکل العذرة ولاتاکل غيرها فان كانت الجلالة ابلا تمسک اربعين يوماً حتى يطيب لحمها والبقرة يمسک عشرين يوماً والغنم عشرة ايام .(الهندية ، ص ۲۹۸ / ج۵ / الباب الخامس) مکتبه کوئٹه پاکستان، شامی کراچی ص ۳۲۵ / ج ۶ / کتاب الاضحية، مجمع الانهر ص ۱۷۳ / ج ۴ / کتاب الاضحية، دار الکتب العلمية بيروت،

بعض لوگوں نے اس گائے میں قربانی کے لئے حصے رکھے تھے، جب ان کو اس قسم کا شبہ پیدا ہوا تو انہوں نے اپنے حصہ چھوڑ دیئے اور بعض دیگر قربانی کنندگان ان حصص متروکہ میں شریک ہو گئے، ان کی قربانی درست ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اس شخص کا یہ فعل حرام ہے، کہ وہ اپنی گائے دوسرے کے کھیت میں بلا اجازت چھوڑتا ہے، لیکن اس سے وہ گائے حرام نہیں ہوتی، اس کی قربانی درست ہے[1]، جن لوگوں نے حصے لیکر چھوڑ دیئے اگر وہ غنی ہیں ان پر قربانی واجب ہے تب تو دوسری گائے میں حصہ لیکر قربانی کرنے سے واجب ادا ہو گیا، اگر وہ غنی نہیں ہیں اور ان پر قربانی واجب نہیں بلکہ ایام نحر میں نفلی قربانی کے لئے حصے لئے تھے، تو ان کو حصوں کا چھوڑنا درست نہیں، بلکہ ان کے ذمہ واجب تھا کہ انہیں حصوں کی قربانی کرتے[2] تاہم اگر چھوڑ کر دوسرے حصے لئے اور ان متروکہ حصوں کو دوسرے لوگوں نے خرید لیا تو ان دوسروں کی قربانی درست ہوگئی، اور ان چھوڑنے والوں کے ذمہ واجب ہے کہ ان متروکہ حصوں کی قیمت کو خیرات کر دیں، یہ سب تفصیل اس وقت ہے کہ وہ گائے اس کی مملوک ہو صرف اس کی غذا حرام ہوا گر وہ گائے چوری کی ہے اس کی ملک نہیں تو اس کی قربانی کرنا اور اس میں حصہ لینا شرعاً ہرگز درست نہیں[3] جو شخص مقتدا ہو اس کو ایسی گائے

---

[1] ولو سقی مایؤکل لحمہ خمراً فذبح من ساعتہ حل اکلہ ویکرہ الدر المختار علی الشامی کراچی ص ۳۴۱/ج ۶/مجمع الانہر ص ۱۸۱/ج ۴/کتاب الکراھیۃ، فصل فی الاکل، دار الکتب العلمیۃ بیروت.

[2] لان الوجوب علی الغنی بالشرع ابتداء فلم یتعین بالشراء ص ۱۷۳/ج ۴/کتاب الاضحیۃ، دار الکتب العلمیۃ بیروت، تبیین الحقائق ص ۶/ج ۶/کتاب الاضحیۃ، مکتبہ امدادیہ ملتان، البحر کوئٹہ ص ۱۷۵/ج ۸/کتاب الاضحیۃ.

[3] اذا غصب شاۃ انسان فضحی بھا عن صاحبھا من غیر اذنہ واجازتہ انہ لایجوز، بدائع ص ۲۱۱/ج ۴/کتاب الاضحیۃ، بیان مایرجع الی وقت التضحیۃ، مطبوعہ دیوبند زکریا، شلبی علی الزیلعی ص ۹/ج ۶/کتاب الاضحیۃ، مکتبہ امدادیہ ملتان.

میں حصہ لینے سے احتیاط چاہئے، جس کو مال غیر سے ناجائز طریق پر غذا دی گئی ہو، جس قدر دوسروں کا کھیت اس نے اپنی گائے کو کھلایا ہے اس کا ضمان اس کے ذمہ واجب الادا ہے، اور ایسی حالت میں وہ مال غیر نہ رہے گا، بلکہ اداء بدل کی وجہ سے حکماً اس کی ملک ثابت ہو جائے گی، جیسا کہ عام غصوب کا حکم ہے، "رجل ارسل حماره فدخل زرع انسان وافسده ان ارسله وساقه الی الزرع بان کان خلفه کان ضامنااھ فتاویٰ هنديه[1] ص ۵۶ / ج ۶ /"۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۴/ ربیع الاول ۵۹ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ

صحیح: عبداللطیف مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۴/ ربیع الاول ۵۹ھ

سور کے دودھ سے پلے ہوئے کی قربانی

سوال:- ایک بھنگی نے بکری کے بچہ کو سور کا دودھ پلا کر پرورش کیا اب وہ بچہ بڑا ہو گیا اور پتے کھاتا ہے، زید نے اس کو خرید لیا ہے، زید اس کی قربانی کرنا چاہتا ہے، تو اس کا کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلياً

اس کی قربانی درست ہے، جو دودھ اس نے پیا تھا اتنی مدت تک پتے کھانے سے اسکا اثر ختم ہو گیا۔ عالمگیری[2] ص ۹۸ / ج ۶ /۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند

---

[1] عالمگیری ص ۵۲ / ج ۶ / الباب الثانی عشر فی جناية البهائم والجنابة عليها، مطبع کوئٹہ پاکستان.

[2] والجلالة اذاحبست اياماً فعفلت لابأس بها الهندية ص ۲۹۰ / ج ۵ / کتاب الذبائح الباب الثانی، مکتبه کوئٹہ پاکستان، شامی کراچی ص ۳۴۱ / ج ۶ / کتاب الحظر والاباحة، بزازيه علی الهندية ص ۳۰۲ / ج ۶ / کتاب الصيد، الرابع فی السمک مايؤكل ومالايوكل.

بکری کے جس بچہ نے کتیا کا دودھ پیا اس کی قربانی

سوال:-ایک بکری کے بچہ نے متعدد مرتبہ کتیا کا دودھ پی لیا ہے تو اس کی قربانی کرنا درست ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

''درمختار[1]'' میں لکھا ہے، کہ کتیا کا دودھ پینے کی وجہ سے اس بکرے کی قربانی ناجائز نہیں ہے، بلکہ جائز ہے۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲/۳/۸۸ھ

دیوانہ جانور کی قربانی

سوال:-کیا دیوانہ جانور کی قربانی جائز ہے دیوانہ کے معنی بالکل پاگل کے ہیں، یا کچھ اور بھی معنی آتے ہیں، ہمارے یہاں دیوانہ کے معنی بالکل پاگل کے ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

دیوانہ و پاگل قربانی سے مانع نہیں جب کہ وہ پاگل جانور چرتا ہو، اگر نہ چرتا ہو تو اس کی قربانی درست نہیں''**ویضحی بالجماء والخصی والثولاء ای المجنونة اذا لم یمنعها من السوم والرعی وان منعها لاتجوز التضحیة بها**''(درمختار،شامی نعمانیه

---

[1] **حل اکل جدی غذی بلبن خنزیر لان لحمه لایتغیر وماغذی به یصیر مستهلکا لایبقی لهٗ اثر (الدر المختار ص ۲۱۷/ج۵/کتاب الحظر والاباحة،الهندیةص ۲۹۰/ج۵/الباب الثانی فی بیان مایوکل من الحیوان ومالایوکل(مکتبه کوئٹه پاکستان)بزازیة علی الهندیة ص ۳۰۲/ج۶/ کتاب الصید،الرابع فی السمک مایؤکل ومالایؤکل والجلالة،خانیه علی الهندیة ص ۳۵۹/ ج۳/کتاب الصید الرابع فی السمک،مطبوعه کوئٹه.**

ص ۲۰۵ / ج ۵ / [۱] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۹۴/۱۲/۱۶ھ

لنگڑے جانور کی قربانی

سوال:-قربانی کا جانور گھر کا پالا ہوا تھا، ایک دن صاحب خانہ نے غصہ میں اس کو مارا جس سے لنگڑانے لگا، آیا اس کی قربانی درست ہے یا اس کی جگہ پر دوسرا کرے، وہ لنگڑاپن مضر ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر اس کا وہ پیر زمین پر نہیں رکھا جاتا ہے، صرف تین پیر سے چلتا ہے، تو اس کی قربانی درست نہیں، اگر وہ اس پیر کو بھی رکھ لیتا ہے، اور اس سے چل لیتا ہے، گو لنگڑاتا ہو تو اس کی قربانی درست ہے، ''لابالعمیاء والعجفاء والعرجاء التی لاتمشی الی المنسک ای التی لایمکنها المشی برجلها العرجاء انما تمشی بثلاث قوائم حتی لوکانت تضع الرابعة علی الارض وتستعین بهاجاز'' [۲] (شامی) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

ایک فوطہ والے جانور کی قربانی

سوال:-ایک فوطہ والے جانور کی قربانی درست ہے یا نہیں؟

---

[۱] درمختارمع الشامی کراچی ص ۳۲۳ / ج ۶ / مطبوعہ زکریا ج ۹ / ص ۴۶۷ کتاب الاضحیة) البحر الرائق ص ۱۷۶ / ج ۸ / کتاب الاضحیة، مطبوعه الماجدیه کوئٹه، تبیین الحقائق ص ۵ / ج ۶ / کتاب الاضحیة، مکتبه امدادیه ملتان.

[۲] الدرالمختار مع الشامی ، نعمانیه ص ۲۰۵ / ج ۵ / مطبوعه زکریا ج ۹ / ص ۴۶۸ کتاب الاضحیة، البحر کوئٹه ص ۱۷۶ / ج ۸ / کتاب الاضحیة، مجمع الانهر ص ۱۷۱ / ج ۴ / کتاب الاضحیة، دارالکتب العلمیة بیروت.

الجواب حامداً ومصلیاً

اس کی بھی قربانی درست ہے[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۴/۱۱/۸۸ھ

دوتھن والی بھینس کی قربانی

سوال:- زید کے پاس ایک بھینس ہے جس کے پیدائشی طور پر دولڑ ہیں، جو عام بھینس کی لڑوں سے کچھ موٹی معلوم ہوتی ہیں، جن سے دودھ دوہنے کے وقت دودھاریں گرتی ہیں، اور عملاً چارلڑوں کا کام کرتی ہیں، اور دودھ کی لڑوں میں چڑھنے کے وقت ایسا نشان ظاہر ہوتا ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دولڑیں ہیں جو مل کر ایک ہوگئی ہیں، مگر عام حالات میں ایک ایک معلوم ہوتی ہے، دریافت طلب امر یہ ہے کہ ایسی بھینس کی قربانی درست ہے، یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

بھینس کی اگر دولڑ کسی آفت کی وجہ سے ضائع ہوجائیں یا پیدائشی دو ہوں، تو قربانی درست نہیں "وفی الشاۃ والمعز اذالم تکن لهما احدی حلمتیها خلقة او ذهبت بآفة وبقیت واحدة لم تجز وفی الابل والبقران ذهبت واحدة تجوز وان ذهبت اثنتان لاتجوز کذافی الخلاصة اھ عالمگیری[2] ص ۲۹۹/ج ۵/ لیکن صورت مسئولہ میں دو سے

---

[1] کل عیب یزیل المنفعة علی الکمال اوالجما ل علی الکمال یمنع الاضحیة ومالا یکون بهذه الصفة لایمنع (الهندیة ص ۲۹۹/ج۵/الباب الخامس فی بیان محل اقامة الواجب، کتاب الاضحیة، مکتبه کوئٹه پاکستان، شلبی علی الزیلعی ص ۶/ج۶/کتاب الاضحیة، مکتبه امدادیه ملتان.

[2] عالمگیری کوئٹه ج۵/ص ۲۹۹/کتاب الاضحیة، الباب الخامس فی بیان محل اقامة الواجب، البحر کوئٹه ص ۱۷۶/ج۸/کتاب الاضحیة، تبیین الحقائق ص ۶/ج۶/کتاب الاضحیة، مکتبه امدادیه ملتان.

E:\F.M.Fainal\Jild-26\13-Qurbani Ke janvar Men Aib

چار دھاریں نکلتی ہیں اور جثہ بھی بڑا ہے، اور درمیان میں نشان بھی ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ دونوں کا جسم آپس میں مل گیا ہے، جیسا کہ بعض آدمی کی دو انگلی مل جاتی ہیں، درمیان میں فصل نہیں رہتا ہے، مگر وہ دو ہی ہوتی ہیں، اسلئے بظاہر ہی چار ہی کے حکم میں ہیں، ہمارے ذہن میں صریح جزئیہ تو نہیں مگر اس سے حکم مستفاد ہوتا ہے "والشطور لاتجزئ وهی من الشاة ماانقطع اللبن من احدی ضرعيها ومن الابل والبقرماانقطع اللبن عن ضرعيهما لان لكل واحد منهما اربع اضرع كذافی التتارخانية ومن المشائخ من يذكر لهٰذا الفصل اصلاً ويقول كل عيب يزيل المنفعة على الكمال اوالجمال على الكمال يمنع الاضحية ومالايكون بهذه الصفة لايمنع اھ عالمگیری[1] ص ۲۹۹/ ج۵/۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسی بھینس کی قربانی درست ہے۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲/۱۹/۹۶ھ

موطوءہ جانور کی قربانی

سوال: -ایک نوجوان نے کسی قربانی کے جانور سے زنا کیا، اس صورت میں اس جانور کی قربانی جائز ہوگی یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

قربانی کے جانور سے اگر وطی کرلی ہے، اور وہ اپنی ملک ہے اور یہ صاحب نصاب ہے تو اس کو چاہئے کہ اس کو ذبح کرکے اسکے گوشت کو جلادے یا زمین میں دفن کردے[2] اور قربانی

---

[1] عالمگیری کوئٹہ ج۵/ص ۲۹۹/كتاب الاضحية ،الباب الخامس فی بيان محل اقامة الواجب، كتاب الاضحية (مكتبه كوئٹہ پاكستان)شلبی على الزيلعی ص ۶/ ج۶/ كتاب الاضحية، مكتبه امداديه ملتان.

(حاشیہ نمبر۲/ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

کے لئے دوسرا جانور خرید لے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲/۲/۹۱ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲/۲/۹۱ھ

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) ۲؎ ولایحد بوطء بهيمة بل يعزروتذبح ثم تحرق ويكره الانتفاع بهاحية ومية الخ. الدر المختار على الشامى زكرياج ٦/ص ٣٦/كتاب الحدود، مطلب فى وطء الدابة، مجمع الانهر ص ٣٤٨/ج ٢/كتاب الحدود، باب الوطئى الذى يوجب الحد ولايوجبه، دار الكتب العلمية، بدائع الصنائع ص ٤٨٨/ج ٥/كتاب الحدود، اسباب وجوبها، مكتبه زكريا ديوبند.

باب چہارم: قربانی میں شرکت

بکرا، اونٹ، گائے، میں شرکت کی تفصیل

سوال: - ایک بکرا یا بھیڑ وغیرہ ایک گھر کی طرف سے کافی ہے، اگرچہ ان کی تعداد زیادہ ہو۔ ابوداؤد شریف۔

الجواب حامداً ومصلیاً

امام مالکؒ سے یہ نقل کیا جاتا ہے کہ ایک بدنہ (بعیر یابقرہ) کی قربانی اہل بیت واحد سے کافی ہے اگرچہ وہ سات سے زیادہ ہوں، اور اہل بیتین سے کافی نہیں، اگرچہ وہ سات سے کم ہوں، ''ولایجوز بعیر واحد ولابقرة واحدة عن اکثر من سبعة ویجوز ذٰلک عن سبعة اواقل من ذٰلک هذا قول عامة العلماء لماروی عن رسول الله صلی الله علیه وسلم البدنة تجزی عن سبعة والبقرتجزی عن سبعة من غیر فصل بین اهل البیت والبیتین ،ولان القیاس یابی جواز ها عن اکثر من واحد لماذکرنا ان القربةفی الذبح وانه فعل واحدلایجزی لکن ترکنا القیاس بالخبر المقتضی للجواز عن سبعة مطلقاً فعمل بالقیاس فی ماوراْه لان البقرة بمنزل سبع شیاه ثم جازت التضحیة بسبع شیاه عن سبعة سواء کانوامن اهل بیت اوبیتین فکذاالبقرة ومنهم من فصل بین البقرة من البعیر فقال ا لبقرة لا تجوز عن اکثر من سبعة فاما البعیرفانه یجوز عن عشرة وررواعن رسول اللّٰه صلّی علیه وسلّم انه قال البدنة تجزئ عن عشرة ونوع من القیاس یؤیده وهوان الابل اکثر قیمة من البقرولهذا فضلت الابل علیٰ البقرفی باب الزکوٰة والدیات فتفضل فی الاضحیة ایضاً اھ''

آگے اس حدیث اور قیاس دونوں کا جواب دیتے ہیں '' ولنا ان الا خبار اذا

اختلف فی الظاهر یجب الاخذ بالاحتیاط وذٰلک فیما قلنا لان جوازه عن سبعة ثابت بالاتفاق وفی الزیادة اختلاف فکان الاخذ بالمتفق علیه اخذاً بالمتیقن واما ماذکروا من القیاس فقد ذکرنا ان الاشتراک فی هذا الباب معدول به عن القیاس واستعمال القیاس فیما هومعدول به عن القیاس لیس من الفقه اھ بدائع[1] ج۵/ ص ۷۱/‘‘ قیاس کا ایک جواب اور ہے امام طحاوی نے دیا ہے، اصل روایت یہ ہے:

’’عن ابن عباس قال کنا مع النبی صلی اللّٰه علیه وسلّم فی سفر فحضر الاضحی فاشترکنا فی البقرة سبعة وفی الجزورعشرة انتهیٰ قال الترمذی حدیث حسن غریب اھ بیہقیؒ نے اس کا جواب دیا ہے، ’’قال البیهقی فی المعرفة وحدیث زهیر عن جابر فی اشتراکهم وهم مع النبی صلی اللّٰه علیه وسلم خرج یرید زیارة البیت وساق معه الهدی سبعین بدنة عن سبعمائة رجل کل بدنة عن عشرة قال البیهقی وقد رواه المعمروسفیان بن عیینة عن الزهری بهذاالاسناد، ان النبی صلّی اللّٰه علیه وسلّم خرج عام الحدیبیة فی بضع عشرة مـأئة وعلیٰ ذٰلک یدل روایة جابروسلمة بن الاکوع ومعقل بن یسار والبراء بن عازب کل سبعة بقرة (انتهی) وقال الواقدی فی المغازی روایة من رووالبدنة عن سبعة اثبت من الذین رووا عن عشرة وان الهدی کان یومئذ سبعین بدنة والقوم کانوستة عشرة مأئة اھ نصب الرایة[2] ج۴/ص ۲۰۹/ التعلیق الممجدص ۲۱۷/ میں عینی اورابن حجر سے اس روایت کے متعلق نقل کیا ہے، ’’محمول علی اشتراک فی القیمة لافی التضحیة علیٰ ان البیهقی قال حدیث جابرفی اشتراکهم فی الجزورسبعة اصح اھ[3]‘‘ نیز یہ روایت ابوداؤد میں مجھے نہیں ملی، مؤطاامام

[1] بدائع کراچی ج۵/ص ۷۱/فصل وامامحل اقامة الواجب، کتاب الاضحیة.

[2] نصب الرایة ج۴/ص ۲۰۹/ کتاب الاضحیة. مطبع دارالمامون.

[3] التعلیق الممجدعلی مؤطاالامام محمدص ۲۸۳/ کتاب الضحایا، باب مابخیرئ من الضحایا عن اکثرمن واحد، مکتبه نورمحمدکارخانه.

مالک[۱] میں ابوایوب انصاری سے روایت ہے ''**کنا نضحی بالشأة الواحدة یذبحها الرجل عنه وعن اهل بیته ثم تباهی الناس بعد فصارت مباهاة اھ**'' شاہ ولی اللہ صاحبؒ مصفیٰ ج ۱ ص ۱۸۰ میں فرماتے ہیں:

وحنفیہ درصاحب بیت وغیرآن تفصیل نکردہ اند وتاویل حدیث نزد ایشان آنست کہ اضحیہ واجب نیست مگر برغنی ودرآن زمانہ غالباً اغنیاء اہل بیوت بودند پس نسبت اضحیہ بنام اہل بیت مجاز است بنابرآنکہ انتفاع اضحیہ ومساعدت برآن ازآنہاست[۲] اھ''

ایسا ہی مسویٰ میں ہے ''**وتاویل الحدیث عندهم ان الاضحیة لاتجب الاعلیٰ غنی ولم یکن الغنی فی ذٰلک الزمان غالباً الاصاحب البیت ونسبت الیٰ اهل بیته علیٰ معنیٰ انهم یساعدون فی التضحیة ویاکلون لحمها وینتفعو بهااھ**''[۳]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

ایک بکری میں شرکت درست نہیں

سوال:- آنحضرت ﷺ نے دو مینڈھے بڑے بڑے سینگ والے چتکبرے خصی منگوائے، اپنی قربانی کرکے کہا کہ اے باری تعالیٰ میری اور میری امت کی طرف سے قبول فرما

۱؎ موطاء امام مالک ص ۱۸۸ / کتاب الضحایا، الشرکة فی الضحایا، مطبوعه اعزازیه دیوبند.

۲؎ مصفی شرح موطا ص ۱۸۰ / باب التضحیة، سنة کفایة.

ترجمہ: اور حنفیہ صاحب بیت اور غیر صاحب بیت کے بارے میں اس تفصیل کو مکروہ سمجھتے ہیں اور حنفیہ کے نزدیک حدیث کی تاویل یہ ہے کہ قربانی مالدار پر واجب ہے، اور اس زمانہ میں صاحب بیت عام طور پر مالدار ہوتے تھے، لہٰذا صاحب بیت کی طرف اضحیۃ کی نسبت مجازاً ہے، اس لئے کہ صاحب بیت قربانی سے فائدہ اٹھاتے تھے، اور قربانی کرنے میں مدد کرتے تھے۔

۳؎ مسوی علی هامش مصفی ص ۱۸۰ / باب التضحیة سنة کفایة.

جو قربانی کی طاقت نہیں رکھتے ۔(ابوداؤد شریف)

الجواب حامداً ومصلیاً

بدائع میں ہے[1] "فالجواب انه علیه الصلوٰة والسلام انما فعل ذٰلک لاجل الثواب وهوانه جعل ثواب تضحیته شأة واحدة لامته لاللاجزاء وسقوط التعبد عنهم اھ اور بذل المجهود ج۴ر ص۱۷ر[2] میں ہے:

"ثم المشارکة اما محمولة علیٰ الثواب واما علیٰ الحقیقة فیکون من خصوصیة ذٰلک الجناب والاظهر ان یکون احدهما عن ذاته الشریفة والثانی عن امته اھ" اور اس سے معلوم ہوا کہ امت کو ثواب پہنچایا ہے، اس میں کچھ مضائقہ نہیں ہے، یہ نہیں کہ امت سے وجوب ساقط ہوگیا، ورنہ پھر قیامت تک کسی کے ذمہ بھی وجوب نہ ہوتا، فان کان ذٰلک ثابتالمن بعد النبی صلّی اللّٰه علیه وسلّم فهو یجزئ عمن اجزأه بذبح النبی صلی اللّٰه علیه وسلّم اھ طحاوی ج۲ر ص۳۰۳ر[3]۔

"ابوداؤد شریف" میں اس کا اخیر جز موجود نہیں، یعنی دعا میں جو یہ ہے "عن عائشة ان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم امر بکشین اقرن یطأفی سوادٍ وینظرفی سواد ویبرک فی سواد فاتی به فضحی بهٖ فقال یاعائشة هلمی الدیة ثم قال اشحدیها بحجر فعلت فاخذها واحدالکبش فاضجعه فذبحه[4] وقال" "اللّٰهم تقبل من محمد

---

[1] بدائع الصنائع ج۵ر ص۷۰ر فصل واما محل اقامة الواجب مکتبه سعید کمپنی کراچی.

[2] بذل المجهود ج۴ر ص۱۷ر باب مایستحب من الضحایا. (مکتبه رشیدیه سهارنپور)

[3] طحاوی شریف ج۲ر ص۳۰۳ر باب الشاة عن کم تجزئ. (مکتبه اصغریه دهلی)

[4] **ترجمه**: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے سینگوں والے مینڈھے کا حکم دیا جو کالے میں چلے اور کالے میں دیکھے اور کالے میں بیٹھے، پس اس کو لایا گیا، اور حضور ﷺ نے اس کی قربانی کا ارادہ کیا، پھر فرمایا اے عائشہؓ چھری لاؤ، کہا اس کو تیز کرو پتھر سے، تو میں نے ایسا ہی کیا، تو آپ ؐ نے چھری لی اور مینڈھا لیا اور اس کو لیٹایا، پھر ذبح کیا الخ۔

واٰل محمدومن امة محمدثم ضحی به[1] اھ'' اس میں یہ نہیں کہ جو قربانی کی طاقت نہیں رکھتے۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

بکرے کی قربانی میں شرکت

سوال:-قربانی میں بکرے یا دنبہ کے بھی سات حصے ہوسکتے ہیں یا نہیں اور بڑی راس کو چار آدمی یا چھ بھی کر سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

بکرا، دنبہ بھیڑ صرف ایک آدمی کی طرف سے کافی ہے اس میں شرکت سے کسی کی بھی قربانی درست نہیں ہوگی، بڑی راس گائے بھینس اونٹ میں شرکت درست ہے، سات آدمی بھی شریک ہوسکتے ہیں، اس طرح کہ تین آدمیوں کے دو دو حصے ہوں اور ایک ایک حصہ ہو کسی کا، حصہ ساتویں حصہ سے کم نہ ہو[2] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ١٥/١١/٨٥ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ١٥/١١/٨٥ھ

قیمتی بکرا پالا پھر اس کے عوض گائے خرید کر قربانی کرنا

سوال:-ایک شخص نے خصی کو قربانی کی نیت سے پالا جب وہ خوب فربہ ہوگیا کہ جس

[1] ابوداؤد شریف ج ٢/ص ٣٨٦/كتاب الاضحية، باب مايستحب من الضحايا، مطبوعه ياسر نديم ديوبند.

[2] يجب أن يعلم أن الشاة لا تجزئ الا عن واحدة وان كان عظيمة والبقرة والبعير يجزى عن سبعة اذا كانوا يريدون به وجه الله تعالىٰ والتقدير بالسبع يمنع الزيادة ولا يمنع النقصان كذافى الخلاصة (الهندية ص ٣٠٤ ج/٥/الباب الثامن فيما يتعلق باشركة فى الضحايا) تبيين الحقائق ص ٣/ج ٦/كتاب الاضحية، مكتبه امداديه ملتان، البحر كوئٹه ص ١٧٤/ج ٨/كتاب الاضحية.

کی قیمت سے گائے خریدی جاسکے، تو اس نے خیال کیا کہ اس کی قیمت سے گائے خریدی جائے کہ سات آدمی شریک ہوسکیں گے، اور سات آدمیوں کی قربانی ہوجائے گی، کیا شرعاً ایسا کرنا جائز ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر اپنے ذمہ اس کو نذر مان کر واجب نہیں کیا، تو محض قربانی کی نیت سے پالنے کی وجہ سے اس کی قربانی متعین طور پر واجب نہیں ہوئی بلکہ اس کا وہ مالک ہے، اس کیلئے جائز ہے کہ اسکو فروخت کر کے عمدہ بڑا جانور خرید لے جس میں سات آدمی شریک ہوکر اپنا واجب ادا کرسکیں۔ کذا فی فتاویٰ الہندیہ[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۹/۹/۸۷ھ

اونٹ میں بھی سات حصے ہونگے

سوال:- ایک اونٹ میں دس شریک ہوسکتے ہیں۔ (نسائی) نسائی کی حدیث کا مطلب کیا ہے۔ کیا ایک اونٹ میں دس آدمی شریک ہوسکتے ہیں جبکہ ہم نے سنا یہی ہے کہ اونٹ میں صرف سات آدمی شریک ہوسکتے ہیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ روایت بعض اصحاب ظواہر کی مستدل ہے، ائمہ اربعہ میں سے یہ کسی کا مذہب نہیں، بلکہ جمہور کا مسلک یہ ہے کہ اونٹ میں بھی بس سات ہی شریک ہوسکتے ہیں زیادہ نہیں!

---

[1] ولو اشتری شاة للأضحية ثم باعها واشتریٰ اخریٰ فی ايام النحر فهذا علی وجوه ثلاثة الاول اذا اشتری شاة ينوی بها الاضحية الیٰ قوله لاتصير اضحية مالم يوجبها بلسانه. الهندية ج۵/ ص ۲۹۴/الباب الثانی فی وجوب الاضحية، مكتبه كوئٹه پاكستان، البحر كوئٹه ص ۱۷۵/ ج۸/ كتاب الاضحية، خانيه علی الهندية ص ۳۴۶/ ج۳/ كتاب الاضحية، مطبوعه كوئٹه.

E:\F.M.Fainal\Jild-26\14-Qurbani M Shirkat

امام طحاویؒ نے متعدد روایات نقل کر کے لکھا ہے "واما وجه ذٰلک من طريق النظر فاما تقدير اتباعهم قداجمعوا ان البقرة لاتجزی فی الاضحيه عن الاکثر من سبعة وهی من البدن باتفاقهم فالنظر علیٰ ذٰلک ان تکون الناقة مثلها ولا تجزی عن اکثر من سبعة الخ طحاوی شریف ج ۲/ص ۳۰۱"[1]، آگے اس اعتراض کا جواب دیا ہے، کہ اونٹ کی قیمت زیادہ ہوتی ہے، اور گائے کی کم[2] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

چھ شریکوں نے ایک حصہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے کیا

سوال:- اگر چند شخص مل کر ساتواں حصہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا کریں تو کرنا درست ہے یا نہیں، یا ایک ہی شخص اس حصہ کی قیمت ادا کرے تب درست ہے؟

الجواب حامداً ومصلياً

ایک شخص قیمت ادا کر دے تب بھی درست ہے، سب شرکاء مل کر کریں تب بھی درست ہے[3] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] طحاوی ج۲/ص ۳۰۱/باب البدنة عن کم تجزئ فی الضحایا والهدایا (مکتبه اصغریه دهلی)

[2] فان قال قائل أن الناقة وان کانت بدنة کماأن البقرة بدنة فان الناقة اعلی من البقرة فی السمانة والرفعة قيل لهٗ انها وان کانت کماذکرت فان ذٰلک غيرواجب لک به علينا حجة الاتریٰ انا قدرأنا البقرة الوسطی تجزئ عن سبعة وکذٰلک ماهودونها وماهوا رفع منها وکذٰلک الناقة تجزئ عن سبعة أو عشرة رفيعة کانت اودون ذٰلک فلم يکن السمن والرفعة ممايبين به بعض البقرة عن بعض ولابعض الابل عن بعض (الیٰ قوله) فلما کانت البقرة لاتجزی عن اکثر من سبعة کانت الناقة ايضاً کذٰلک قياساً ونظراً علی ماذکرناه ،طحاوی مختصراً ج۲/ ص ۳۰۱، ۳۰۲/کتاب الصيد والذبائح والاضاحی،باب تجزئ البدنة عن کم دارالاشاعت کلکته.

[3] تفصیل ملاحظہ ہو امداد الفتاویٰ ص۳/۵۷۳ج ۳/مع ترتیب جدید مکتبہ ادارۂ تالیفات اولیاء دیوبند۔

چھ آدمی ایک حصہ قربانی کا حضور ﷺ کی طرف سے کریں

سوال:-قربانی کے جانور میں کتنے حصہ کر سکتے ہیں، قربانی کے جانور میں آپ ﷺ کا حصہ رکھنا کیسا ہے؟ واجب ہے یا سنت ہے؟ اور اس کا طریقہ کیا ہے؟ مثلاً جیسے کہ چھ آدمیوں نے مل کر ایک گائے خریدی، اس میں ہر ایک نے اپنا ایک ایک حصہ پہلے متعین کر لیا اب رہا ایک حصہ تو ان چھ ساتھیوں کی جانب سے آنحضور ﷺ کا حصہ مشترکہ ہے، تو کیا اس طرح ایک حصہ میں سب کا شریک ہونا جائز ہے؟ دوسری مثال جیسے کہ دو، تین، چار، آدمیوں نے ملکر ایک بکرا خریدا اور اس کی قربانی کرتے وقت سب نے یہ نیت کی کہ یہ قربانی سب نے ملکر آنحضور ﷺ کے نامِ مبارک پر کی ہے، تو کیا اس طرح صرف ایک بکرے، یا بھیڑ میں دو، تین یا چار یا چھ آدمی شریک ہو سکتے ہیں، آپ نے اس سے قبل مندرجہ ذیل جواب تحریر فرمایا ہے وہ یہ ہے:

(الجواب دارالعلوم سابقہ) قربانی کے بڑے جانور گائے، اونٹ میں سات آدمی شریک ہو سکتے ہیں، اور اس سے زائد کی اجازت نہیں ہے، حضرت نبی کریم ﷺ کی طرف سے حصہ کرنا مستحب اور بڑے اجر وثواب کی بات ہے، اور بہتر طریقہ یہ ہے کہ ایک آدمی مستقلاً حصہ اس مقصد کے واسطے لے، لیکن اگر ایسا نہ ہو سکے، تو چھ آدمی مل کر مشترکہ طور پر ایک حصہ لیں، یہ بھی درست ہے۔

(د) ایک بکرا صرف ایک آدمی کی طرف سے قربانی میں ذبح کیا جا سکتا ہے، جبکہ اس سے واجب ادا کرنا مقصود ہو، اگر کئی آدمی مل کر ایک بکرا قربانی کریں، اور حضور ﷺ کو اس کا ثواب پہنچا دیں تب بھی درست ہے۔

آپ حضرات کا یہ جواب بہشتی زیور کی عبارت سے متضاد معلوم ہوتا ہے، بہشتی زیور کی عبارت یہ ہے:

(۱) گائے، بھینس، اونٹ میں اگر سات آدمی شریک ہوکر قربانی کریں، تو بھی درست ہے، لیکن شرط یہ ہے کہ کسی کا حصہ ساتویں حصہ سے کم نہ ہو اور سب کی نیت قربانی کرنے کی یا عقیقہ کی ہو، صرف گوشت کھانے کی نیت نہ ہو، اگر کسی کا حصہ ساتویں حصہ سے کم ہوگا، تو کسی کی قربانی درست نہ ہوگی، نہ اس کی جس کا پورا حصہ ہے، اور نہ اس کی درست ہوگی، جس کا حصہ ساتویں حصہ سے کم ہے۔

اگر گائے میں سات آدمیوں سے کم لوگ شریک ہوں جیسا کہ پانچ آدمی شریک ہوئے، یا چھ آدمی شریک ہوئے، اور کسی کا حصہ ساتویں حصہ سے کم نہیں ہے، تب بھی سب کی قربانی درست ہے، اگر آٹھ آدمیوں نے شرکت کی تو کسی کی بھی قربانی صحیح نہیں ہوئی، "ولولاحدهم اقل من سبع لم يجزى عن احدٍ التنوير" ج۵/ص۳۰۶/بہشتی زیور حصہ سوم (قربانی کا بیان)

ان دونوں مسئلوں سے پتہ چلتا ہے، کہ قربانی میں کسی کا بھی حصہ ساتویں حصہ سے کم ہوگا تو کسی کی بھی قربانی جائز نہیں، اور اس میں آنحضور ﷺ اور غیر کے حصہ کا واجب اور تطوع کسی کی تفریق بھی نہیں ہے، لہٰذا واضح فرماویں کہ ان دونوں میں اور آپ کے دیئے ہوئے جواب میں تطبیق ہوسکتی ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلياً

یہاں کے جواب اور بہشتی زیور کے مسئلہ میں کوئی تضاد نہیں، اتنی بات ہے کہ بہشتی زیور کے مسئلہ میں واجب ادا کرنے اور ثواب پہنچانے کا کوئی ذکر نہیں، یہاں کے جواب میں اس کی تفصیل کر دی گئی ہے۔

حدیث پاک[۱] میں ہے کہ حضرت رسول اقدس ﷺ نے دو جانوروں کی قربانی کی، ایک

---

[۱] عن عائشةؓ ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان اذا ضحى اشترىٰ كبشين عظيمين سمينين املحين اقرنين موجوئين يذبح احدهماعن امته من شهد منهم بالتوحيد (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر دیکھئے)

کی اپنی طرف سے اور ایک کی تمام امت کی طرف سے، مقصود ثواب پہنچانا ہی تھا، واجب ادا کرنا مقصود نہیں تھا، ورنہ ایک جانور کے ذریعہ سے تمام امت کا واجب کیسے ادا ہو جائے گا، اور جانور بھی چھوٹا جس کے ذریعہ صرف ایک کا واجب ادا ہو سکتا ہے، جس میں شرکت کی کوئی گنجائش ہی نہیں، چہ جائیکہ ساتویں حصہ کا حساب لگایا جائے۔

جس بڑے جانور میں چھ آدمی شریک ہیں، وہاں کسی کا حصہ ساتویں حصہ سے کم نہیں سب کا زائد ہے، پھر ساتویں حصہ کو سب نے ملکر حضرت نبی اکرم ﷺ کی طرف سے ایصال ثواب کے طور پر کر دیا، تب بھی کسی کا حصہ ساتویں حصہ سے کم نہیں ہوا، بلکہ چھ آدمیوں کا ایک ایک حصہ پورا پورا ہوا، ایک حصہ میں سب شریک رہے، اور ایک حصہ سے واجب ادا کرنا مقصود نہیں، بلکہ ثواب پہنچانا مقصود ہے، تو شرعاً اس میں کچھ حرج نہیں ہے[۱]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند ۱۰/۱۱/۸۸ھ

ایک گائے کی قربانی میں ساتواں حصہ حضور ﷺ کا

سوال:- اگر کوئی شخص آنحضرت ﷺ کی طرف سے ایک گائے قربان کرے، اور اسی

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) وشهد لهٗ بالبلاغ والا خر عن محمد . الحديث، طحطاوی ج ۲/ ص ۳۰۲/ باب الشاة عن كم تجزی ان يضحی بها .

ترجمہ: حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب قربانی کرتے تھے، تو ایسے دو موٹے مینڈھے خریدتے تھے جو سیاہ سفید رنگ والے سینگوں والے خصی تھے، ان میں سے ایک کو اپنی اس امت کی طرف سے ذبح کرتے تھے، جس نے اللہ کیلئے توحید کی گواہی دی اور میرے لئے پہنچانے کی گواہی دی اور دوسرے کو اپنی طرف سے ذبح کرتے تھے۔

[۱] وان مات احدالسبعة المشتركين فی البدنة، وقال الورثة اذبحوعنه وعنكم صح عن الكل استحسانا لقصدالقربة من الكل، الدرالمختار ص ۳۲۶/ ج ۶/ كتاب الاضحية، كراچی عالمگيری كوئٹه ص ۳۰۵/ ج ۵/ كتاب الاضحية، الباب الثامن، البحر كوئٹه ص ۱۷۷/ ج ۸/ كتاب الاضحية.

گائے میں اور چھ آدمیوں کے نام شامل کردے، تو اس سے آنحضور ﷺ کی شان میں کچھ گستاخی تو نہیں ہوگی؟

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ بھی درست ہے[1]، اس میں گستاخی نہیں بلکہ توقع ہے، کہ حضرت اقدس ﷺ کی برکت سے سب قربانی قبول ہوجائے گی، حضرت رسول مقبول ﷺ نے تمام امت کی طرف سے قربانی کی ہے[2]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲/۱۸/ ۸۹ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲/۱۹/ ۸۹ھ

جانور خرید کر چھ حصہ دار شریک کرنا

سوال:- زید نے قربانی کے لئے ایسا جانور خریدا جس میں سات حصے ہوسکتے ہیں، اور اس کو صرف ایک حصہ قربانی کرنا ہے، تو کیا اب چھ آدمیوں کو اس میں شریک کرسکتا ہے، یعنی چھ حصے فروخت کرکے قیمت وصول کرلے اس سے قربانی ادا ہوجائے گی یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ایسا کرنے سے بھی قربانی ادا ہوجائے گی، لیکن بہتر یہ ہے کہ جانور خریدنے سے پہلے

[1] فینبغی لمن وجد سعة ان یضحی عن حبیبه ونبیه صلی الله علیه وسلم کل عام ولو بشاة او بسبع بقرة ونحوه. (اعلاء السنن ج۱۷/ص۲۷۳/باب ادخار لحوم الاضاحی فوق ثلاثة ایام) مطبوعه مکة المکرمه.

[2] یذبح احدهما عن امته الحدیث، طحاوی ج۲/ص۳۰۲/ باب الشاة عن کم تجزئ ان یضحی بهاشامی کراچی ص۳۲۶/ج۶/کتاب الاضحیة، اعلاء السنن ص۲۱۱/ج۱۷/ کتاب الاضاحی، ادارة القرآن کراچی.

ترجمہ: حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان میں سے ایک کو اپنی امت کی طرف سے قربانی کرتے تھے۔

چھ شریک اور تلاش کرلے جب ساتوں شریک ہوجائیں تب جانور خریدے ۔مجمع الانہر ج۲/ص۵۱۸/[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

قربانی کے لئے جانور خرید کراس میں دوسروں کو شریک کرنا

سوال:-ایک شخص نے ایک جانور بہ نیت قربانی خریدا، اس کو چارہ وغیرہ کھلایا جس سے وہ فربہ ہوگیا، پھراس کو زیادہ قیمت میں فروخت کردیا اور ایک حصہ اپنی قربانی کا اس میں رکھا تو ایسا کرنا صحیح ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جب اس نے وہ جانور خریدا تھا ،اگراسی وقت اس کی نیت تھی کہ اس کے چھ حصے فروخت کرکے دوسروں کو شریک بنا کر ایک حصہ اپنا رکھ کر قربانی کرونگا تو اس کو ایسا کرنے کی گنجائش ہے[2] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۳/۱۱/۸۹ھ

جانور خریدنے سے پہلے شرکاء کی تعیین ہو یا بعد میں

سوال:-بھینس یا بھینسا یا اونٹ خریدنے سے قبل سات آدمیوں کی شرکت کرنا اور

---

[1] ولو شری بدنة للأضحية ثم أشرک فیها ستة جاز استحساناً والا شتراک قبل الشراء احب مجمع الانهر ج۴/ص۱۶۹/کتاب الاضحیة (مکتبه دارالکتب العلمیه بیروت)فتاوی بزازیة علی الهندیة ص۲۹۰/ج۶/کتاب الاضحیة،الرابع فیمایجوزمن الاضحیة،تبیین الحقائق ص۴/ ج۶/کتاب الاضحیة،مکتبه امدادیه ملتان،شامی کراچی ص۳۱۷/ج۶/کتاب الاضحیة.

[2] مجمع الانهر ج۴/ص۱۶۹/کتاب الاضحیة، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت،تبیین الحقائق ص۴/ج۶/کتاب الاضحیة،مکتبه امدادیه ملتان،فتاوی بزازیة علی الهندیة ص۱۹۰/ ج۶/کتاب الاضحیة،الرابع فیمایجوزمن الاضحیة.

سب سے پہلے ہی روپیہ لے لینا ضروری ہے، یا ایک شخص خریدے اور پھر حصہ دار تلاش کرے، یا چار پانچ حصہ دار شریک ہوں اور خریدنے کے بعد دو تین شریک تلاش کر لئے جائیں، شریعت میں کیا حکم ہے؟

الجواب حامداومصلیاً

سب طرح درست ہے[1]لیکن اگر ساتوں شریک ہونے سے پہلے خریدے، تو غریب آدمی قربانی کی نیت سے نہ خریدے بلکہ تجارت کی نیت سے خریدے جب ساتوں شریک پورے ہو جائیں، تب قربانی کی نیت کر لیں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

قربانی میں گوشت فروخت کرنے کی نیت

سوال:- سات آدمیوں نے مل کر ایک جانور خریدا پھر معلوم ہوا کہ ایک شخص کی نیت گوشت فروخت کرنے کی ہے، قربانی کی نیت نہیں، وہ گوشت فروخت کرنے کا پیشہ کرتا ہے، اس سے دوسروں کی قربانی میں تو کوئی نقصان نہیں آئیگا؟

الجواب حامداًومصلیاً

اس کا حصہ کوئی اور قربانی کرنے والا خرید لے اس کے بعد قربانی کی جائے، ورنہ سب کی قربانی خراب ہو جائے گی، کسی کی بھی درست نہیں ہوگی۔ شامی، ج۵ر ص ۲۰۸ر[2]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] وصح اشتراک ستة فی بدنة شریت لاضحیة استحساناً وذا أی الا شتراک قبل الشراء احب (شامی نعمانیه ص ۲۰۱ر ج۵ر شامی کراچی ج۶ر ص ۳۱۷) کتاب الاضحیة.

[2] وان کان شریک الستة نصرانیاً مریدا للحم لم یجز عن واحد منهم (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر دیکھئے)

قربانی کے بعد حصہ فروخت کرنا

سوال:-ایک جانور کی سات آدمیوں نے مل کر قربانی کی پھر ایک شخص نے کہا کہ میں اپنا حصہ فروخت کرنا چاہتا ہوں، کسی نے اس کو خرید لیا، اور گوشت لیکر دام دیدیئے تو اس خریدنے والے کی اس طرح قربانی ادا ہوگی؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اس طرح قربانی ادا نہیں ہوئی[۱] دام واپس کر دے[۲] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

شرکاء کی اجازت کے بغیر قربانی کے جانور کو دوسروں کو فروخت کرنا

سوال:-زید نے سات آدمیوں کی شرکت کے روپے سے ایک بڑا جانور خریدا جس

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) لأن الاراقة لاتتجزأ شامی نعمانیہ ج۵/ص۲۰۸/الدرالمختار علی الشامی کراچی ج۶/ص۳۲۶) کتاب الاضحیة،تبیین الحقائق ص۸/ج۶/کتاب الاضحیة، مکتبہ امدادیہ ملتان،فتاوی عالمگیری کوئٹہ ص۳۰۴/ج۵/کتاب الاضحیة،الباب الثامن.

[۲] چونکہ اضحیہ کی حقیقت ہے ہی "ذبح حیوان مخصوص بنیة القربة فی وقت مخصوص الدرالمختار علی الشامی نعمانی، ج۵/ص۱۹۸/کتاب الاضحیة جو یہاں مفقود ہے۔عالمگیری کوئٹہ ص۲۹۱/ج۵/الباب الاول فی تفسیرها وکنها.

[۳] "فان بیع اللحم اوالجلدبہ الیٰ قولہ وعن الثانی باطل لأنہ کالوقف(الدرالمختار علی ردالمحتارنعمانیہ ج۵/ص۲۰۹/)ان سبیل الخبیث التصدق اذاتعذرالردالخ،البحر کوئٹہ ص۲۰۱/ج۸/فصل فی البیع،کتاب الکراھیة،شامی کراچی ص۳۸۹/ج۶/کتاب الحظر والاباحة،فصل فی البیع.

میں خود زید بھی شامل تھا، جب بقیہ چھ آدمیوں کو اطمینان ہوگیا کہ جانور خرید لیا گیا ہے، تب زید نے دیگر چھ آدمیوں سے اور روپیہ لے لیا اور ساتواں خود زید تھا، عیدالاضحیٰ کے دن چھ آدمیوں کی شرکت کے روپے سے جانور خریدا گیا تھا، ان کو بغیر اطلاع دیئے اور بغیر ان کی مرضی کے خاموشی سے ان دیگر چھ آدمیوں کے نام جن سے خریدنے کے بعد روپیہ لیا تھا، اور اپنے نام قربانی کرڈالی، اور اب زید کہتا ہے کہ اپنا روپیہ لے لو اور دوسرا جانور خرید کر قربانی کرو، اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ جن لوگوں نے بعد میں حصہ لیا اور انہیں کے نام سے قربانی بھی کی گئی ہے، ان کی قربانی ہوئی یا نہیں، اور جن لوگوں سے روپیہ لیکر جانور خریدا تھا ان کی قربانی کا کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

زید نے چھ آدمیوں سے روپیہ لے کر ان کی اجازت اور رضامندی سے جانور خریدا تو اب ساتوں آدمی اس کے مالک ہوگئے، شرعاً جائز نہیں، کہ وہ ان چھ آدمیوں کے حصے کسی آدمی کے ہاتھ فروخت کرے، کیونکہ ان چھ آدمیوں نے زید کو اپنے حصے فروخت کرنے کا اختیار نہیں دیا، لہٰذا زید نے جو دوسرے چھ آدمیوں کے ہاتھ چھ حصے فروخت کئے ان کی بیع نافذ ولازم نہیں ہوئی[1] اور وہ پہلے چھ آدمیوں کے حصے ان کی ملک سے دوسرے چھ آدمیوں کی ملک میں داخل نہیں ہوئے، جب زید نے قربانی کردی، تو وہ پہلے چھ آدمیوں کی طرف سے ادا ہوگئی، اور دوسرے چھ آدمیوں کی طرف سے ادا نہیں ہوئی[2]، زید نے جو پہلے چھ آدمیوں کے

---

[1] لایجوز التصرف فی مال غیره بلااذنه ولا ولایته الدرالمختارعلی الشامی ج٦/ص ٣٠٠/ کراچی باب الغصب، بیع الفضولی اذااجازصاحب المال اووکیله اووصیه اوولیه، نفذوالا انفسخ الاانه یشترط لصحة الاجازة ان یکون کل من البائع والمشتری والمجیزوالمبیع قائما شرح المجلة ص ٢١٢/ج ١/رقم المادة ص ٣٧٨/اتحادبکڈپو دیوبند.

[2] رجل ذبح اضحیة غیره عن نفسه بغیرامره فان ضمنه المالک قیمتهایجوزعن الذابح دون المالک لانه ظهرأن الاراقة حصلت علی ملکه وان اخذها مذبوحة تجزی عن المالک لانه قدنواها فلیس یضره ذبح غیرلهاعالمگیری کوئٹه ص ٣٠٢/ج٥/کتاب الاضحیة الباب السابع.

حصے کی قیمت واپس کی ہے، اس کا لینا ان کے لئے درست نہیں، وہ زید کو واپس کردیں، اور دوسرے چھ آدمیوں سے زید نے جو قیمت وصول کی ہے، اس کا زید کو لینا درست نہیں، زید وہ قیمت واپس کردے، اور ان کو چاہئے کہ قربانی کی قیمت صدقہ کردیں[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

غنی شریک قربانی سے پہلے مرجائے

سوال:- ایک شخص قربانی میں گائے کی شریک تھا، اور اس پر قربانی از روئے شریعت واجب تھی، لیکن وہ شخص جانور کے ذبح سے پہلے مرگیا، تو اس کے بارے میں یہ دریافت کرنا ہے کہ اس مرنے والے کی جگہ پر اگر کوئی شخص جس کا ارادہ قربانی کا ہو وہ اپنا حصہ لینا چاہتا ہے، تو کیا اس کو شریک کرسکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

کرسکتے ہیں، اس کے ورثاء سے وہ حصہ خرید لے اور شریک ہوجائے[2]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] مضت ایامها (ای التضحیه) تصدق بقیمتها (الدر المختار علی الرد ج۶/ص ۳۲۰/کتاب الاضحیة، مطبوعه کراچی) عالمگیری کوئٹه ص ۲۹۶/ج۵/کتاب الاضحیة، الباب الرابع فیما یتعلق بالمکان.

[2] اس لئے کہ وہ ورثاء کی ملک اور ورثاء سے اجازت حاصل کرکے شریک ہوسکتے ہیں. وان مات احد السبعة الذین شارکوا فی البدنة وقال ورثته وهم کبار اذبحوها ای البدنة عنکم وعنه ای عن المیت صح ذبحها استحسانا عن الجمیع، مجمع الانهر ص ۱۷۳/ج۴/کتاب الاضحیة، دارالکتب العلمیة بیروت، شامی کراچی ص ۳۲۶/ج۶/کتاب الاضحیة.

فقیر شریک قربانی سے پہلے مرجائے

سوال:- اگرایسا شخص کہ جس کے ذمہ پرقربانی واجب نہ تھی گائے کی قربانی میں شریک تھا اگر وہ ذبح سے پہلے مرجائے اور کوئی شخص اپنا حصہ کرلے تو اس کو شریک کرسکتے ہیں۔

الجواب حامداًومصلیاً

کرسکتے ہیں۔اس کے ورثاء سے وہ حصہ خرید لے اور شریک ہوجائے[1]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۶/۱/۶۷ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مظاہر علوم سہارنپور ۱۶/۱/۶۷ھ

ایک شریک کے مرنے پر اس کے حصہ کی قربانی

سوال:- سات شریکوں میں سے ایک کا انتقال ہوگیا،اس کے ورثہ اگر اجازت دیں تو اس میت کی طرف سے قربانی درست ہوگی یا نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

درست ہوگی،بشرطیکہ ورثہ بالغ ہوں۔مجمع الانہر ج ۲/ص ۵۲۱/[2]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] اس لئے کہ وہ ورثاء کی ملک اور ورثاء سے اجازت حاصل کرکے شریک ہوسکتے ہیں. وان مات احد السبعة الذین شارکوا فی البدنة وقال ورثته وهم کبار اذبحوها ای البدنة عنکم وعنه ای عن المیت صح ذبحها استحسانا عن الجمیع،مجمع الانهر ص ۱۷۳/ج۴/کتاب الاضحیة،دارالکتب العلمیة بیروت،شامی کراچی ص ۳۲۶/ج۶/کتاب الاضحیة.

[2] وان مات أحد سبعة الذین شارکوا فی البدنة وقال ورثته وهم کبار اذبحوها عنکم وعنه صح، مجمع الانهر ج۴/ص ۱۷۳/کتاب الاضحیة،مکتبه دارالکتب العلمیة.بیروت،البحر کوئٹه ص۱۷۷/ج۸/کتاب الاضحیة،شامی کراچی ص ۳۲۶/ج۶/کتاب الاضحیة.

کسی شریک کی قربانی نہیں ہوسکی تو قیمت کیا کرے؟

سوال:-قربانی کے لئے چند جانور آدمی کی شرکت سے خریدے گئے، مگران میں سے کچھ آدمیوں کا نام قربانی کے وقت غلطی سے نہیں لیا گیا، اوران کی رقم بھی بچ گئی، تو یہ رقم جو بچ رہی ہے اس کا مصرف کیا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جن کی طرف سے غلطی کی بناء پر قربانی نہیں ہوسکی ان کی رقم واپس کردی جائے، کہ وہ صدقہ کردیں[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۸۹/۱۲/۹ھ

قربانی میں شرکت کی اجازت دیکر پھرانکار کرنا

سوال:- ایک شخص نے دوسرے گاؤں میں اگرکسی شخص کو کہا کہ میرا بقرعید کی قربانی کی بھینس میں حصہ لے لینا یعنی شامل کرلینا اور روپیہ کوئی نہیں دیا، اوراس شخص نے اس کا حصہ شامل کرلیا، اور جب قربانی ہوچکی اوراس شخص کے پاس گوشت پہنچانے کی کوشش کی اوراسی وقت اس شخص نے انکار کردیا کہ میں حصہ نہیں لیتا، جس شخص نے حصہ شامل کیا تھا، اس نے گوشت کھایا، یعنی اس کے انکار کرنے سے گوشت کھایا یعنی وہ حصہ کس کا ہوگا، اوروہ روپیہ کون دے گا، آیا قربانی درست ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگراس نے قیمت وغیرہ کی اجازت دیدی تھی، کہ میری طرف سے اتنی قیمت تک

---

[1] اذامضی وقتها وجب عليه التصدق بهاحيةاوبقيمتها(شامی کراچی ج۶/ ص ۳۲۱/ كتاب الاضحية، البحر كوئٹه ص ۱۷۴/ ج۸/ كتاب الاضحية، عالمگيری كوئٹه ص ۲۹۶/ ج۵/ كتاب الاضحية، الباب الرابع فيمايتعلق بالمكان.

اختیار ہے خواہ صاف لفظوں میں اجازت دی ہو، خواہ اس کے حالات یا طرزِ عمل سے دوسرے نے سمجھ لیا ہو کہ اس کی طرف سے یہاں تک کی اجازت ہے تو وہ حصہ اس کہنے والے کا ہے، پھر اس کو انکار کا اختیار نہیں حصہ کی قیمت اس کے ذمہ واجب ہے[۱]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ مظاہر علوم سہارنپور

الجواب صحیح: عبداللطیف مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

ایک حصہ والدین کے لئے نصف نصف رکھا

سوال:- اگر کسی آدمی نے قربانی کے جانور میں دو حصے لئے، ایک حصہ اپنے لئے اور ایک حصہ اپنے والدین کیلئے نصف نصف کر کے، تو اس کے والدین کو ثواب ملے گا یا نہیں؟ والدین خواہ حیات ہوں یا انتقال ہو گیا ہو۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اس کو چاہئے کہ دونوں حصے اپنے ہی طرف سے لے، پھر قربانی ہونے پر ایک کا ثواب والدین کو پہنچا دے[۲]، ثواب زندہ اور مردہ سب کو پہنچایا جا سکتا ہے[۳]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[۱] ان لم يبلغه اى الوكيل العزل فهو على وكالته وتصرفه جائز حتى يعلم،هداية ج۳/ ص۱۹۹/باب عزل الوكيل،مطبوعه تهانوى ديوبند،شرح المجلة ص۸۰۴/ج۱/رقم المادة ۱۴۹۱/اتحادبکڈپو دیوبند.

[۲] اذاضحى رجل عن ابويه بغيرامرهما وتصدق به جاز لان اللحم ملكه وانما للميت ثواب الذبح الخ خانيه على الهندية ص۳۵۲/ج۳/ كتاب الاضحية، فصل فيمايجوز فى الضحايا، لوضح عن ميت وارثه بأمره الزمه بالتصدق بها وان تبرع بها عنه له الأكل لأنه يقع على ملك الذابح والثواب للميت (الشامى زكريا ج۹/ص۴۸۴/آخر كتاب الاضحية)شامى كراچى ص۳۳۵/ج۶/كتاب الاضحية.

(حاشیہ نمبر۳/اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

ایک حصہ کا ثواب متعدد کو

سوال: - زید ایک قربانی اپنی طرف سے کرتا ہے، اور ایک اپنے والدین، دادا، دادی، نانا، نانی، غرض متعدد اموات کی طرف سے کرتا ہے، تو کیا اس طرح قربانی درست ہو جائے گی، اور ان اموات کو ایک قربانی کا سب کو ثواب پہنچ جائے گا؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اس طرح قربانی درست ہو جائے گی، اور ثواب بھی سب کو پہنچ جائے گا؟ حضرت نبی اکرم ﷺ نے ایک قربانی کا ثواب پوری امت کو پہنچایا ہے۔ شامی ج ۵/ص ۲۰۷ / [1]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

ایک جانور میں ایک شخص کی طرف سے جہات متعددہ کی نیت مع جواب اشرف المدارس کراچی

سوال: - آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ قربانی میں ایک پوری گائے، ایک ہی شخص ذبح

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) [3] چونکہ آپ ﷺ سے زندہ اور مردہ دونوں کو قربانی کا ثواب پہنچانا ثابت ہے، "فالاموات والاحياء كلهم من امته صلى الله عليه وسلم دخلوا فى اضحية النبى صلّى اللّٰه عليه وسلم عون المعبود ج۳/ص ۵۰/باب الاضحية عن الميت". طحطاوى شريف ص ۳۰۲/ج ۲/باب الشاة عن كم تجزى ان يضحى بها شامى كراچى ص ۳۲۶/ج ۶/كتاب الاضحية.

(حاشیہ صفحہ ھذا) [1] أن رسول اللّٰه ﷺ ضحى بكبشين احدهما عن نفسه والآخر عمن لم يذبح من امته وان كان منهم من قدمات قبل ان يذبح، شامى كراچى ج۶/ص ۳۲۶/ كتاب الاضحية، طحاوى شريف ص ۳۰۲/ج ۲/باب الشاة عن كم تجزى ان يضحى بها.

کرے، تو اس کی ایک ہی قربانی ہوگی، اس لئے ایک گائے میں ایک ہی شخص واجب قربانی کے ساتھ عقیقہ اور اموات کو ایصالِ ثواب کے لئے نفلی قربانی کی نیت نہیں کرسکتا، اس پر یہ اشکال ہے کہ شامی میں اس صورت میں سات قربانی ہونے کا بھی قول ہے،" واختلفوا بالبقرة قال بعض العلماء ويقع سبعها فرضاً والباقي تطوعاً " (ردالمحتار ص۲۲۶/ج۵/) نیز شامی وغیرہ میں یہ تصریح موجود ہے کہ ایک گائے میں مختلف جہات قربت مستقلاً اضحیہ عقیقہ دمِ شکر اور دمِ جنایت وغیرہ جمع ہوسکتے ہیں، اس مسئلہ کی مزید وضاحت تحریر فرمائیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

من جانب اشرف المدارس کراچی باسم ملہم الصواب حامداً ومصلیاً، تعدد قول بعض ہے جو مرجوح ہے، بلکہ خلاف عامۃ المشائخ کی وجہ سے مجروح ہے، عامۃ المشائخ تو عہد کے قائل ہیں، اور یہی مفتیٰ بہ ہے۔

"قال في العلائية ولوضحى بالكل فالكل فرض كاركان الصلوٰةوفي الشامية الظاهران المراد لوضحى ببدنة يكون الواجب كلهالا سبعها بدليل قوله في الخانية ولو ان رجلاً موسراً ضحى ببدنة عن نفسه خاصة كان الكل اضحية واجبة عندعامة العلماء وعليه الفتوىٰ اھ مع انهٗ ذكر قبله باسطر لوضحىٰ الغني بشاتين فالزيادة تطوع عندماعة العلماء فلاينافي قوله كان الكل اضحية واجبة ولايحصل تكرار بين المسئلتين فافهم ولعل وجه الفرق ان التضحية بشاتين تحصل بفعلين منفصلين واراقة دمين فيقع الواجب احدها والزائدة تطوع بخلاف البدنة فانها بفعل واحدٍ واراقة واحدة فيقع كلها واجباً هذا ماظهرلي(ردالمحتار ج۵/ص۲۳۵/)

حدیث میں بھی یوں ارشاد ہے کہ ایک گائے میں سات آدمی شریک ہوسکتے ہیں، اس کا کسی حدیث میں ثبوت نہیں ملتا کہ ایک ہی آدمی ایک گائے ذبح کرے، تو اس کی سات قربانیاں ہونگی، یا ایک ہی شخص ایک ہی گائے میں اضحیہ ودم شکر جمع بھی کرسکتا ہے، مختلف جہات

قربت کو مختلف افراد پر قیاس نہیں کیا جا سکتا، اس لئے کہ ایک جانور کا سات کے قائم مقام ہونا خلاف قیاس ہے (عنایہ علیٰ ہامش الفتح ج ۸/ص ۲۴/) اس لئے حدیث اپنے مورد پر منحصر رہے گی۔

فقہ میں جہاں قربت کا جواز مذکور ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک گائے میں ایک ہی قربانی کے ساتھ دوسرا شخص دم شکر یا عقیقہ وغیرہ کا حصہ رکھ سکتا ہے، یہ مطلب نہیں کہ ایک ہی شخص ایک ہی گائے میں مختلف قربات ادا کر سکتا ہے، اس لئے کہ یہ حدیث اور فقہ کی نص مذکور کے خلاف ہے۔

شخص واحد کی نیت جہات مختلفہ کے عدم جواز اور عباراتِ فقہ میں غیر مراد ہونے پر مندرجہ ذیل شواہد ہیں:۔

(۱) علائیہ اور شامیہ کی عبارتِ مذکورہ "ولو ضحی بالکل فالکل فرض کارکان الصلوٰۃ الخ"

(۲) حدیث وفقہ میں اس کی کوئی تصریح نہیں اور " اجزاء عن السبعة " پر قیاس اس لئے صحیح نہیں کہ یہ حدیث خلافِ قیاس ہونے کی وجہ سے اپنے مورد پر منحصر ہے۔

(۳) کتب فقہ میں صحت جہات مختلفہ کا ذکر "اجزاء عن السبعة" کے تحت کیا گیا۔

(۴) شامیہ وغیرہ میں "وکذا لو اراد بعضهم العقيقة" سے اگر شخص واحد کی نیت اضحیہ وعقیقہ کا بیان مقصود ہوتا تو اس کے ساتھ "ایضا" کا اضافہ لازم تھا۔

(۵) کئی کتب میں جہات مختلفہ اشخاص مختلفہ کی طرف سے ہونے کی تصریح ہے، "اراد بعضهم الا ضحية وبعضهم جزاء الصيدالخ (عالمگیری ج۵/ص ۳۰۴/ خانية على هامش العالمگيرية ج۳/ص ۳۵۰/ بدائع ج۵/ص ۱۴۱/ شلبی علی تبیین الحقائق ج۶/ص ۸/ الجوهرة النيرة على هامش مختصر القدوری ص ۳۰۳/)

(۶) فقہ کی تمام کتابوں میں موضوع بیان کے باوجود اس سے مکمل سکوت مستقل دلیل عدم صحت ہے اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ یہ بھی "ولو ضحی بالکل الخ" کے کلیہ میں داخل ہے۔

(۷) ”ولو اشتریٰ بقرة للاضحية ونوى السبع منها لعامه هذا وستة اسباعها عن السنين الماضية فيجوز عن العام ولايجوز عن الاعوام الماضية كذافى خزانة المفتين وان نوىٰ بعض الشركاء التطوع وبعضهم يريد الاضحية لعام الذى صار دينا عليه وبعضهم الا ضحية الواجبة عن عامه ذٰلک جاز الكل وتكون عن الواجب عمن نوى الواجب عامه ذٰلک وتكون تطوعاً عمن نوىٰ القضاء عن العام الماضى ولاتكون عن قضائه بل يتصدقبقية شاةٍ وسطٍ لما مضى، كذا فى فتاوىٰ قاضى خان (عالمگیری ج۵/ص ۳۰۵)

اس عبارت میں بصورتِ تعداد اشخاص بہ نیت اضحیہ ماضیہ وقوعِ تطوع مذکور ہے، مگر بصورت توحد شخص تطوع کا ذکر نہیں، اس سے ثابت ہوا کہ صورتِ توحد میں اضحیہ واجبہ کیساتھ اور کسی نیت کا کوئی اعتبار نہیں، اور یہ پوری گائے اضحیہ واجبہ شمار ہوگی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

رشید احمد عفی عنہ از اشرف المدارس ناظم آباد کراچی ۵/ذیقعدہ ۱۴۰۰ھ

التماس:- (۱) یہ تحریر مختلف اہل فتویٰ حضرات کی خدمت میں بغرضِ اظہار رائے ارسال کی جارہی ہے، براہِ کرم اپنی رائے مدلل تحریر فرمائیں:

(۲) اگر یہ تحقیق صحیح ہے تو یہ سوال پیدا ہوگا کہ کسی نے ایک گائے میں اضحیہ ودمِ شکر وغیرہ متعدد واجبات کی نیت کی تو ان میں سے کونسا واجب ادا ہوگا؟ یا کہ کوئی بھی ادا نہیں ہوا؟ اس سے متعلق بھی رائے تحریر فرمائیں:- رشید احمد عفا اللہ عنہ ۲/۱۲/۱۴۰۰ھ

دارالعلوم کا دیوبند کا جواب

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر ایک شخص نے قربانی کے لئے ایک گائے خریدی پھر اس میں چھ آدمیوں کو شریک کرلیا، تو حضرت امام ابوحنیفہؒ نے اس کو مکروہ قرار دیا ہے، کیونکہ شراءِ اضحیہ وعدہ ہے، اور خلافِ

E:\F.M.Fainal\Jild-26\14-Qurbani M Shirkat

وعدہ مکروہ ہے، تاہم قربانی سب کی ادا ہوجائے گی۔

"ولو اشتریٰ رجل بقرۃً یریدان یضحی بهاثم اشترک فیها بعد ذٰلک قال هشام سألت ابایوسف فاخبرنی ان اباحنیفةؒ قال کرہ ذٰلک اویجریهم ان یذبحوها عنهم ثم بین وجه الکراهة بقوله لانه لما اشتراهالیضحی بها فقد وعد وعداً فیکرہ ان یخلف الوعد اھ[1] بدائع ج۵/ص ۲۷".

اگر ایک آدمی تنہا ایک گائے خرید کر بلاتفریقِ نیت قربانی کردے تو اس کی قربانی ادا ہوجائے گی، پھراس میں دوقول ہیں، اول یہ کہ اس میں سے ایک سبع کو واجب کیا جائے گا، بقیہ زائد از واجب چھ سبع تو تطوع، دوم یہ کہ کل سے واجب ہی ادا ہوجائے گا[2]"بدلیل القیاس لان المطلق بالواجب واجب" قولِ ثانی مفتیٰ بہ ہے، اگر ایک شخص ایک گائے خریدتے وقت جہاتِ متعددہ تقرب کی نیت کرلے تو اس کا حکم صراحۃً کتب فقہ میں نہیں ملا، حضرت مفتی رشید احمد صاحب مدفیوضہم نے بھی اس کے متعلق کوئی صریح عبارت نقل نہیں فرمائی خانیہ کی جوعبارت بحوالہ شامیہ نقل فرمائی ہے،"ولوان رجلاً موسراً اوامرأۃً موسرۃً ضحی بدنة عن نفسه خاصة کان الکل اضحیة واجبة عندعامة العلماء وعلیه الفتویٰ" (خانیہ[3])اس میں لفظ "خاصة" مذکور ہے، اس کو معلوم نہیں کیوں نظرانداز فرمادیا، جبکہ قیود فقہاء کے نزدیک معتبر ہوتی ہیں، اور مفہوم تصانیف حجت ہوتا ہے،"کما فی شرح عقود

---

[1] فصل وأما شرائط جواز قامة الواجب۔(مکتبہ سعید کمپنی پاکستان)

[2] وماقالوبان البدنة یکون بعضها نفلاً فلیس کذالک بل اذاذبحت عن واحد، کان کلها فرضاً وشبه هذا بالقراء ۃ فی الصلوۃ لواقتصر علی مایجوزبه الصلوۃ جازت ولوزاد علیها یکون الکل فرضاً، قاضی خاں علی الهندیة ص ۳۴۹/ج۳/ مطبوعہ کوئٹہ شامی کراچی ص۳۳۳/ ج۶/کتاب الاضحیة.

[3] خانیه علی الهندیة ص ۳۵۰/ج۳/کتاب الاضحیة،فصل فیمایجوزفی الضحایا،شامی کراچی ص۳۳۳/ج۶/کتاب الاضحیة.

رسم المفتی[۱] ورد المحتار[۲]، اس سے مفہوم ہوتا ہے کہ اگر کسی میت کی طرف سے ایصال ثواب کی نیت کرلے تو درست ہے، یہاں یہ ارشاد کہ اشتراک فی الاضحیہ خلافِ قیاس ہے، اس لئے حدیث میں جس قدر اجازت ہے اسی پر اکتفاء کیا جائے گا، اس پر کوئی دوسرا جزئیہ قیاس نہ کیا جائے، یہ اصولاً صحیح بات ہے، مگر اوّلاً تو نفس قربانی (اراقۃ الدم واھلاک الحیوان) خود ہی خلافِ قیاس (غیر مدرک بالرائے) ہے، ثانیاً مطالعہ ''کتاب الاضحیہ'' سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی بہت سی جزئیات پر فقہائے کرام نے قیاس سے کلام فرمایا ہے، ثالثاً جناب والا ہی نے ارکانِ صلوٰۃ پر قیاس کی عبارت بحوالہ خانیہ وشامیہ استدلال میں نقل فرمائی ہے، کہ کل بدنہ فرض میں شمار ہوگا، اوراس کو مفتیٰ بہ فرمایا ہے، سنین ماضیہ کی نیت سے اگر کوئی شریک ہوجائے، تو اس قربانی ماضیہ کا صحیح ہونا بالکل ظاہر ہے، اس لئے کہ قضاءِ اضحیہ بصورتِ اضحیہ درست نہیں، بلکہ بصورتِ تصدق ہے، اسکا اس مسئلہ سے کوئی تعلق نہیں۔

الحاصل:- ایک شخص گائے کی قربانی کرے، اوراس میں جہات متعددہ تقرب کی نیت کرے، تو اس کے عدم جواز کی کوئی دلیل نہیں۔

''ویشم رائحۃ الاستدلال للجواز من لفظ خاصۃً کمافی الخانیۃ[۳] ومن نظائر المسئلۃ ومن تعامل الخواص والعوام ومن عبارۃ العلامۃ الحصکفی فی سکب الانھر[۴] علیٰ ملتقی الابحر'''' وکذا صح لوذبح بدنۃ عن اضحیۃ ومتعۃ وقران لاتحاد

---

[۱] المفھوم معتبر فی الروایات اتفاقاً الخ شرح عقود رسم المفتی ص ۱۶۹/الفھوم معتبر فی الروایات، مکتبہ زکریادیوبند.

[۲] شامی کراچی ۱۱۰/ج ۱/کتاب الطھارۃ، ارکان الوضوء اربعۃٌ.

[۳] خانیہ علی ھامش الھندیہ ج۳/ص ۳۵۰/(مطبوعہ کوئٹہ) فصل فیمایجوز فی الضحایا ومالایاجوز.

[۴] سکب الانھر علی مجمع الانھر ج۴/ص۱۷۳/(مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت) کتاب الاضحیۃ.

المقصود وھو القربۃ اھ“۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۳/۴/۱۴۰۱ھ

الجواب صحیح بندہ محمد نظام الدین غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۳/۴/۱۴۰۱ھ

شرکاء قربانی کا وقت ذبح موجود ہونا

سوال:-قربانی کے وقت ساتوں شرکاء کا موجود ہونا ضروری ہے، یا اجازت کافی ہے جب کہ صرف تین چار آدمی ذبح خانہ میں چلے جاویں اور ذبح کردیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

سب شرکاء کا موجود ہونا ضروری نہیں ، بلکہ اجازت کافی ہے البتہ موجود ہونا مستحب ہے ”وندب ان یذبح بیدہ ان علم ذٰلک والا یعلمہ شھدھا بنفسہ ویأمر غیرہ بالذبح،در مختار ج۵/ص ۲۳۱[1]“. فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

قربانی کے جانور کو ذبح کے وقت ہر حصہ دار کا ہاتھ لگانا

سوال:-بعض لوگ کہتے ہیں کہ قربانی کے جانور کو ذبح کرتے وقت ہر حصہ دار کا جانور کو ہاتھ لگانا ضروری ہے، کیا ان کا کہنا صحیح ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

ہاتھ لگانا ضروری نہیں[2] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۴/۱۲/۸۸ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۴/۱۲/۸۸ھ

---

[1] الدر المختار علی رد المحتار ج۵/ص ۲۰۸/ کتاب الاضحیۃ،مکتبہ نعانیہ،مجمع الانھر ص ۱۷۴/ج۴/ کتاب الاضحیۃ،دارالکتب العلمیۃ بیروت،بدائع زکریا ص ۲۱۹/ج۴/کتاب الاضحیۃ،مایستحب قبل التضحیۃ. (حاشیہ نمبر۲/اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

قربانی کے گوشت کی تقسیم

سوال:-قربانی کے سات حصوں میں سے چار میں ایک ایک پیر اور دو میں آدھا آدھا کلہ اور ایک میں مغز اور زبان لگا دیا جائے، ایک حصہ میں پورا پائے، اور دوسرے میں پورا سر لگا دیا جائے، تو انداز سے تقسیم کرنا اور دوسرے میں پورا سر لگا دیا جائے، تو یہ انداز سے تقسیم کرنا درست ہوگا، یا نہیں؟ نیز اگر پورا سر لگا دیا یا پورا کلہ وغیرہ لگا دیا جائے، اور حصہ داروں کی رضا مندی سے ایسا کیا جائے کہ کسی غریب کو دیدیا اور وہ اس کو سب فروخت کر کے پیسہ مدرسہ میں دیدے تو یہ درست ہوگا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اس طرح تقسیم درست ہے[1]، جب کسی غریب کو سب نے رضا مندی سے پائے کلّہ دے دیا، تو اس کو حق ہے کہ وہ خود استعمال کرے یا فروخت کر کے پیسہ مدرسہ میں دیدے[2]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۸۹/۱۲/۱۸ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۸۹/۱۲/۱۸ھ

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) ۲؎ یستفاد من هذه العبارة وندب ان یذبح بیده ان علم ذٰلک والا یعلمه شهدها بنفسه ویامر غیره بالذبح،الشامی نعمانیه ج۵/ص۲۰۸/کتاب الاضحیة،مجمع الانهر ص۱۷۴/ج۴/ کتاب الاضحیة،دارالکتب العلمیه بیروت،بدائع زکریاص ۲۱۹/ج۴/کتاب الاضحیة،باب مایستحب قبل التضحیة.

۱؎ ویقسم اللحم وزنا لاجزافاً الا اذا ضم معه من الاکارع اوالجلد صرفا للجنس لخلاف جنسه درمختار علی هامش ردالمحتار ج۵/ ص۲۰۳/اول کتاب الاضحیة(مکتبه نعمانیه)مجمع الانهر ص ۱۶۹/ ج۴/ کتاب الاضحیة،دارالکتب العلمیه بیروت،خانیه علی الهندیة ص ۳۵۱/ ج۳/کتاب الاضحیة، مطبوعه کوئٹه، عالمگیری کوئٹه ص ۳۰۲/ج۵/کتاب الاضحیة،الباب الثامن. (حاشیہ نمبر۲/اگلے صفحہ پر دیکھئے)

قربانی کے گوشت کی تقسیم

سوال:-اگرایک جگہ کے رہنے والے سات آدمی ایک اونٹ کی قربانی کریں جس میں سات حصے ہوں تو کیا اس کے گوشت کو بھی تقسیم کرنا ضروری ہے، حالانکہ وہ سب حصہ دار ایک ہی جگہ رہتے ہیں، اور ایک ساتھ ہی سب کا کھانا پینا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

تقسیم کرنا لازم نہیں اکٹھا ہی پکا کر کھائیں تب بھی درست ہے[1]۔ شامی ج ۵ رص ۲۰۲ ر۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

قربانی کا گوشت آپس میں تول کر تقسیم کرنا چاہئے

سوال:-سات آدمیوں نے مل کر ایک گائے کی قربانی کی مگر اس کا گوشت تول کر تقسیم نہیں کیا اٹکل سے بانٹا یہ قربانی درست ہوئی یا نہیں؟ اگر قربانی درست نہیں ہوئی تو کیا یہ

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) [2] وطاب لسيده وان لم يكن مصرفاً للصدقة مادى اليه من الصدقات فعجز لتبدل الملک واصله حديث بريرة هى لک صدقة ولنا هدية الخ ،الدرالمختارعلى الشامى ص۱۱۶ / ج۶/ مطبوعه کراچی کتاب المکاتب، باب موت المکاتب عجزه وموت المولى،البحر کوئٹہ ص۲۴۵ / ج۲/ باب المصروف، کتاب الزکاة.

(حاشیہ صفحہ ہذا) [1] قال الشامى تحت "يقسم اللحم" انظر هل هذه القسمة متعينة اولا حتى لو اشترى لنفسه ولزوجته واولاده الكبار بدنة ولم يقسموها تجزيهم اولا والظاهر انها لاتشترط لأن المقصود منها الا راقة وقد حصلت شامى ج۵ /ص ۲۰۲ /كتاب الاضحية. (مكتبه نعمانيه ديوبند)اعلاء السنن ص ۲۰۸ /ج۱۷ /کتاب الاضحية،باب ان البدنة عن سبعة حاشية الطحاوى ص ۱۶۲ / ج۴ /کتاب الاضحية،دارالمعرفة بيروت.

لوگ اور گائے قربان کریں، یا کیا صورت کریں، نیز اٹکل سے تقسیم کرنے کا گناہ سب کو ہوا یا بعض بانٹنے والوں کو اور یہ گناہ کس طرح معاف ہوسکتا ہے، توبہ وغیرہ سے یا کوئی فدیہ دینا چاہئے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اس صورت میں قربانی صحیح ہوگئی، مگر تول کر تقسیم نہ کرنے سے احتمال ربوٰ کی وجہ سے وہ شرکاء جو اس تقسیم سے راضی تھے، گنہگار ہوئے، اگر تقسیم میں کسی کی طرف سری پائے اور کھال بھی لگادی مثلاً کچھ گوشت اور کچھ حصہ پائے کا ایک حصہ میں اور کچھ گوشت اور پائے یا سری یا کھال ایک کے حصہ میں آگئی، تو چونکہ ہر ایک کے حصہ میں جو چیز آئی ہے، وہ غیر جنس کے مقابلہ میں قرار دی جاسکتی ہے، اسلئے اس صورت میں گناہ نہیں[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

قربانی کا گوشت سب حصہ داروں کو تول کر تقسیم کیا جائے

سوال:- ایک عزیز نے مجھ سے کہا کہ اپنی گائے میں ہمارا بھی قربانی کا حصہ کردینا چنانچہ اس نے ایک روز قبل ان کو ان کے حصہ ہونے کی اطلاع دی، نیز یہ بھی کہا کہ آپ کے یہاں گائے کی کون کون سی چیزیں بھجوادوں وہ موجود نہ تھے، بالغ لڑکے نے اندر سے جواب دیا کہ ہم کو سوائے گوشت کے کچھ نہ چاہئے، اور ہم صرف دوسیر گوشت خود رکھیں گے باقی تقسیم کردیں گے، اس کے بعد قربانی کے وقت میں ان کے یہاں چھپڑا خالی گوشت رکھنے کیلئے

---

[1] ویقسم اللحم وزنا لاجزافاً الااذاضم معه من الأكارع اوالجلد صرفاً للجنس لخلاف جنسه، الدرالمختارعلی الشامی نعمانی ج۵/ص ۲۰۲/کتاب الاضحیة، مجمع الانهر ص ۱۶۹/ج۴/کتاب الاضحیة، دارالکتب العلمیة بیروت، خانیه علی الهندیةص ۳۵۱/ج۳/کتاب الاضحیة، مطبوعه کوئٹه.

لینے گیا، اس وقت بھی وہ نہ ملے اور لڑکے نے جواب دیا بعد قربانی گوشت کا ساتواں حصہ کلیجی پائے وغیرہ اجزاء کا ساتواں حصہ میں ان کے یہاں دے آیا، اس وقت بھی وہ موجود نہ تھے، عصر کے وقت جو میں ان کے یہاں گیا تو بذریعہ صاحبزادہ اہلیہ صاحبہ نے کہلا بھیجا کہ کلیجی، چربی وغیرہ ہمارے یہاں نہیں آئی، میں نے کہا کہ رات چونکہ صرف گوشت کے لئے کہا گیا تھا، اس لئے ایسا کیا گیا، ہاں پکی ہوئی کلیجی میں سے اپنے حصہ میں سے آپ کو بھیج دوں گا، کہا اچھا رات کو پختہ کلیجی لے کر میں ان کے یہاں پہنچا اس وقت وہ عزیز بزرگ مجھ کو ملے اور کہا کہ ہر چیز کا ساتواں حصہ ہمارے یہاں کیوں نہ بھجوایا، میں نے کہا رات صرف گوشت کے لئے لڑکے نے کہا تھا، انہوں نے کہا کہ اگر اس نے ایسا کہا بھی تھا، جب بھی مسئلہ کی رو سے ہر چیز کا ساتواں حصہ ہمارے یہاں پہنچنا چاہئے، لہٰذا یہ قربانی درست نہ ہوئی، خدا ہی قبول کرے، میں نے کہا غلطی آپ کی ہوئی نہ کہ میری اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ قربانی صحیح ہوئی یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

صورتِ مسئولہ میں قربانی صحیح ہوگئی، گوشت تول کر تقسیم کرنا چاہئے تھا، اس کے بعد اختیار تھا اپنے حصہ کا جو چاہے کرتا، اگر گوشت بلا تولے تقسیم کیا جاوے اور کمی بیشی ہو جاوے تو جو زیادتی دوسرے کے پاس جاوے گی وہ سود کے حکم میں ہوگی، اگرچہ بعد میں کمی والے نے زیادتی ہبہ کردی ہو کیونکہ ہبۂ مشاع صحیح نہیں ہوتا۔

"ویقسم اللحم وزنا لاجزافاالااذاضم معه من الا كارع اوالجلد قال الشامی قوله جزافا لان القسمة فيها معنى المبادلة ولو حلل بعضهم بعضا قا ل فی البدائع اما عدم جواز القسمة مجازفة فلان فيها معنى التمليک واللحم من اموال الربا فلايجوزتمليكه مجازفة واما عدم جواز التحليل فلان الربا لايحتمل الحل بالتحليل

ولانہ فی معنی الھبة وھبة المشاع فیما یحتمل القسمة لاتصح اھ"(شامی ج۵/ ص ۲۰۲)[۱]

یہاں گوشت تو ساتواں حصہ آہی گیا، اور کلیجی وغیرہ کے عوض میں بھی گوشت آ گیا اگر سب شرکاء اس معاوضہ پر رضامند ہیں تو اس میں کوئی خرابی نہیں بالکل درست ہے۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۱/ذی الحجہ ۵۲ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۱/ذی الحجہ ۵۲ھ

الجواب صحیح: عبداللطیف مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۱/ذی الحجہ ۵۲ھ

قربانی میں ولیمہ

۹۷/۱۳

سوال: - زید نے اپنے لڑکے کی شادی کی ۱۱/ذی الحجہ کو وہ ولیمہ کرتا ہے، اس طرح قربانی کے جانور میں ایک حصہ ولیمہ کی نیت سے لیتا ہے، شرع میں اس کی اجازت ہے یا نہیں خراب تو نہیں ہوگی۔

الجواب حامداً ومصلیاً

مسنونہ کی نیت سے قربانی کے جانور میں حصہ لینے سے کسی کی قربانی باطل نہیں ہوگی

---

[۱] شامی ج۵/ص ۲۰۲/مکتبہ نعمانیہ (شامی کراچی ج۶/ص۳۱۷/کتاب الاضحیة)بزازیة علی الھندیة کوئٹہ ص ۲۹۰/ج۶/کتاب الاضحیة،الرابع فیمایجوزمن الاضحیة،خانیہ علی الھندیة ص ۳۵۱/ج۳/کتاب الاضحیة،فصل فیمایجوزفی الضحایا،ومالایجوز.

جس طرح عقیقہ کی نیت سے حصہ لینے سے باطل نہیں ہوتی ۔شامی ص ۲۰۷/ج ۵/[1]

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

[1] وکذالواراد بعضهم العقيقة الى قوله ولم يذكر الوليمة وينبغي ان تجوز لانها تقام شكر الله تعالىٰ على نعمة النكاح،شامى نعمانيه ص۲۰۷/ج۵/كتاب الاضحية،بدائع الصنائع ص۲۰۹/ ج۴/كتاب الاضحية،شرائط جواز اقامة الواجب مكتبه زكرياديوبند،عالمگيرى كوئٹه ص۳۰/ج۵/كتاب الاضحية،الباب الثامن،طحطاوى على الدرص ۱۴۴/ج۴/كتاب الاضحية،دارالمعرفة بيروت.

باب پنجم: قربانی کے ایام واوقات اور قضاء

قربانی کے کتنے دن ہیں

سوال:- دسویں، گیارھویں، بارھویں، تیرھویں تک قربانی کرسکتا ہے، مؤطا امام مالک ودارقطنی؟

الجواب حامداًومصلیاً

مؤطا امام مالکؒ میں یہ روایت مجھے نہیں ملی نہ یہ انکا مذہب ہے "مالک عن نافع عن عبداللّٰہ بن عمرؓ قَالَ اَلْاَضْحٰی یَوْمَانِ بَعْدَ یَوْمِ الْاَضْحٰی، مؤطا امام مالکؒ ص۱۸۸[1]" البتہ امام شافعیؒ کا یہ مذہب ہے کہ اس روایت سے وہ استدلال کرتے ہیں، "اٰخر وقتھا عندالشافعی اٰخر ایام التشریق وقال ابوحنیفہ ومالک آخر الثانی ایام التشریق اھ رحمة الامة ص ۱۶۴[2] ومن ذٰلک قول الشافعیؒ ان اٰخر وقت التضحیة ھو آخر الیوم الثانی من ایام التشریق الثلاثة مع قول ابی حنیفة ومالک آخر وقت التضحیة ھو اٰخر الیوم الثانی من ایام التشریق ومع قول سعیدبن جبیرانه یجوز لاھل الامصار التضحیة فی النحر خاصة ومع قول النخعی انه یجوز تاخیر ھا الیٰ اٰخر شھر ذی الحجة، میزان شعرانی ج ۲ /ص ۵۶[3] ایام النحر ثلاثة یوم الاضحی وھو الیوم العاشر من ذی الحجه والحادی عشر والثانی عشر وذٰلک بعدطلوع الفجر من الیوم الاول الیٰ غروب الشمس من الثانی عشر وقال الشافعی ایام النحر

---

[1] مؤطا امام مالک ص ۱۸۸ / الضحیة عمافی بطن المرأة (کتب خانه اعزازیه دیوبند)
ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے یوم النحر کے بعد دو دن قربانی ہے۔
[2] رحمة الامة فی اختلاف الائمة ص ۱۱۷ / کتاب الاضحیة، مکتبه امدادیه ملتان.
[3] المیزان الکبری الشعرانیة ص ۶۲ / ج ۲ / کتاب الاضحیة، دارالکتب العلمیة بیروت.

اربعة ایام العاشر من ذی الحجة والحادی عشر والثانی عشر او الثالث عشر والصحیح قولنا لماروی عن سیدنا عمرؓ وسیدنا علیؓ وابن عباسؓ وابن عمرؓ وانس ابن مالکؓ انهم قالوا ایام النحر ثلٰثة اولها افضلها والظاهر انهم سمعوا ذٰلک من رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم لان اوقات العبادات والقربات لاتعرف الابالسماع اھ بدائع ج۵/ص۶۵[۱]، روایت مسئولہ دارقطنی میں موجود ہے اس میں ایک راوی ہے ابومعید ان کے متعلق لکھا ہے "فیها لین" بزار نے بھی اس کو روایت کیا ہے، اس میں سوید بن عبدالعزیز ہیں، وہ منفرد ہیں "وهو لیس بالحافظ ولایحتج به اذاانفرد" بیہقی نے بھی روایت کیا ہے، اس کی سند میں "سلیمان بن موسیٰ عن جبیر بن مطعم قال البیهقی وسلیمان بن موسیٰ لم یدرک جبیربن مطعم" ابن عدی نے کامل میں بھی اس کی تخریج کی ہے، اس کی سند میں معاویہ بن یحیٰ ہیں ان کی نسائی سعد بن معین علی ابن مدینی نے تضعیف کی ہے ابن ابی حاتم بھی ان مضعفین کے ساتھ موافق ہیں بلکہ یہاں تک کہ "ووافقهم وقال ابن ابی حاتم فی کتاب العلل قال ابی هذا حدیث موضوع بهذا الاسناد اھ هذا من نصب الرایة ج۴/ص۲۱۳[۲]. فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

قربانی کس دن افضل ہے

سوال:- کیا دس گیارہ بارہ ذی الحجہ کو قربانی کریں؟ یا دسویں کو زیادہ ثواب ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

دس تاریخ کو افضل ہے اس کے بعد ۱۱رکو اس کے بعد ۱۲رکو "فجر یوم النحر الیٰ اٰخر

---

[۱] بدائع ج۵/ص۶۵/کتاب الاضحیة مکتبه سعید کمپنی پاکستان.

[۲] نصب الرایه ج۴/ص۲۱۳/کتاب الاضحیة، مطبوعه مجلس علمی ڈابهیل.

ایامه وهی ثلاثة افضلها اولها ثم الثانی ثم الثالث "[1] (شامی) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

کیا قربانی چار دن ہے

سوال:- عینی جو شرح ہے بخاری شریف کی جلد ۹/ ۱۰۱ پر حضرت ابن عباسؓ کا فرمان ہے کہ قربانی کے تین دن ہیں امام طحاویؒ نے بسند جید فرمایا ہے، اب یہ حضرت ابن عباسؓ کا قول طحاوی میں نہیں ملتا، یہ قول امام طحاویؒ کی کونسی کتاب میں ہے، اس کتاب سے پوری سند تحریر فرمائیں، یہ بڑا زبردست اشکال ہے، صاحب فتح الباری طحاوی کے حوالہ سے حضرت ابن عباسؓ سے چار دن کی قربانی ثابت کرتے ہیں، اور علامہ عینی حضرت ابن عباسؓ کے قول سے بحوالہ طحاوی تین دن کی قربانی ثابت کرتے ہیں، اور کتاب طحاوی میں دونوں قول نہیں ملتے مہربانی کر کے اپنا قیمتی وقت اس بات پر خرچ کریں اور معمہ کو حل فرمائیں، فتح الباری کی بات صحیح ہے، یا عینی کی ابن عباسؓ کے دونوں قول کی سند مطلوب ہے، جواب مدلل عنایت فرمائیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بیہقی نے نقل کیا ہے "الا ضحی ثلثة ایام بعد یوم النحر[2]" یہ اثر موقوف ہے، طحاوی کا قول عینی نے نقل کیا ہے، کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں "الا ضحان یومان بعدیوم النحر" عامۂ کتب میں طحاوی کی روایت بھی ملتی ہے، فتح الباری میں طحاوی کی طرف چار دن والی روایت جو منسوب کی گئی ہے، وہ کتب احناف میں نہیں، عینی نے

---

[1] الدر المختار مع الشامی ج ۶/ص ۳۱۶/ کتاب الاضحیة مکتبه کراچی، المحیط البرهانی ص ۴۶۱/ج ۸/ کتاب الاضحیة، الفصل الثالث فی وقت الاضحیة، ادارة القرآن المجلس العلمی، مجمع الانهر ص ۱۷۰/ج ۴/ کتاب الاضحیة، دار الکتب العلمیه بیروت.

[2] عن ابن عباس رضی الله عنهما قَالَ اَلْاَضْحیٰ ثَلَاثَةُ اَیَّامٍ بَعْدَ یَوْمِ النَّحْرِ، بیهقی ج ۹/ص ۲۹۶/ باب من قال الاضحی جائز یوم النحر الخ مکتبه دار المعرفة، بیروت، لبنان.

E:\F.M.Fainal\Jild-26\15-Qurbani Ke Ayyam V Awqat &

جو کچھ نقل کیا ہے، وہ احکام القرآن سے لیا ہے، طحاوی کی یہ کتاب بھی یہاں نہیں ملتی ابن الترکمانی نے اس کا حوالہ دیا ہے" قال الطحاوی فی احکام القرآن لم یرواعن احد من الصحابة خلافهم فتعين اتباعهم اذلایوجدذٰلک الا توقيفاً وفی الاستذكار روىٰ ذٰلک عن علیؓ وابن عباسؓ وابن عمرؓو لم يختلف فيه عن ابی هريرةؓ وانسؓ وهو الاصح عن ابن عمرؓ وهومذهب ابی حنيفة والثوری ومالک رحمهم الله وفی نوادر الفقهاء لابن بنت نعيم اجمع الفقهاء ان التضحية فی اليوم الثالث عشر غير جائزة الا الشافعیؒ فانه اجازها فيه اھ الجوهر النقی ج٢/ص ٢٤٢/ [1]

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے جو منقول ہے،"الاضحی ثلثة ايام بعد يوم النحر" تو اس کی سند میں طلحہ ابن عمرو حضرمی ہیں، ابن معین، ابوزرعۃ، دارقطنی نے ان کی تضعیف کی ہے، اور احمد نے ان کو متروک قرار دیا ہے، جیسا کہ ذہبی نے کتاب الضعفاء میں لکھا ہے، ابن عباسؓ سے جو روایت معتمد ہے وہ یہ ہے "قد ذكر الطحاوی فی احكام القرآن بسند جيد عن ابن عباسؓ قال الاضحی يومان بعد يوم النحر اھ كذافی الجوهرالنقی ج٢/ ص ٢٤٢/ [2] ودليلنا من جهة السنة الحديث المتقدم انه صلی الله عليه وسلم نهىٰ عَنْ اَكْلِ لُحُومِ الْاَضَاحِیْ بَعْدَ ثَلٰثٍ وَمَعْلُوْم انه اباح الا كل منها فی ايام الذبح فلوكان يوم الرابع منها لكان قدحرم علىٰ من ذبح فی ذٰلک اليوم ان ياكل منهااھ. اوجز المسالک شرح مؤطا امام مالکؒ ج٣/ص ٢٣٤/ [3]

امام طحاوی کا قول ومذہب احناف کی کتب میں جو کچھ منقول ومتوارث ہے وہی قابل

---

[1] الجوهر النقی علی حاشية البيهقی ص٢٩٧/ج٩/باب من قال الاضحی يوم النحر ويومين ادارۂ تاليفات اشرفيه پاکستان.

[2] الجوهر النقی علی هامش البيهقی ص٢٩٦/ ج٩/ باب الاضحية فی السفر،ادارۂ تاليفات اشرفيه.

[3] اوجزالمسالک شرح مؤطا امام مالک ج٩/ص ٢٦٢/باب الضحية عمافی بطن المرأة كتاب الضحايا(المكتبة الامدادية مكة المكرمه باب العمرة.

اعتماد اور لائق اختیار ہے، لان صاحب البیت ادری بمافیہ۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم وصلی اللّٰہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنامحمد و آلہ وصحبہ وبارک وسلم .

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند، سہارنپور، یوپی، ہند۔

قربانی کا ثبوت تین دن

سوال:- تین یوم تک قربانی کا ثبوت اگر حدیث سے ہے تو حدیث نقل فرمادیں مع حوالہ یا بغیر حوالہ صرف کتاب کے نام کے ساتھ نیز امام ابوحنیفہ کی تصانیف کون کونسی ہیں ان کا نام لکھیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

"عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عُمَرَ قَالَ الْاَضْحٰی یَوْمَانِ بَعْدَ یَوْمِ الْاَضْحٰی وَهُوَالْیَوْمُ الْاَوَّلُ رواہ مالک وقال بلغنی عن علی ابن ابی طالب مثلہ "(مشکوٰۃ شریف ج ۱ /ص ۱۲۹ [۱])

قولہ یومان بعد یوم الاضحی وهوالیوم الاول من ایام النحر وبہ اخذ ابوحنیفہ ومالک واحمدؒ اھ مرقاۃ[۲] اوجزالمسالک ج ۴ /ص ۲۳۳ [۳] میں تفصیل مذکور ہے امام محمدؒ، امام ابو یوسفؒ، امام زفرؒ، امام حسن بن زیادؒ، کی تصانیف موطأ، کتاب الاثار، کتاب الحج، کتاب الاکتسافی، مسند خوارجی، مسند ابی حنیفہ یہ سب امام ابوحنیفہ کی تصانیف ہیں، اس زمانہ میں تصنیف کا طریقہ یہ تھا کہ استاذ بیان کرے، اور تلامذہ اس کو جمع کرلیں کتاب کی صورت

---

[۱] مشکوٰۃ شریف ص ۱۲۹ / (مطبوعہ یاسرندیم دیوبند) باب فی الاضحیۃ الفصل الثالث.

[۲] مرقات ج ۲ /ص ۲۶۸ / (مطبوعہ بمبئی) باب فی الاضحیۃ الفصل الثالث.

[۳] اوجز المسالک ج ۴ /ص ۳۰۵ / (مطبوعہ یحیوی سہارنپور) کتاب الضحایا الاضحبۃ عما فی بطن المرأۃ وذکر ایام الاضحیۃ.

ہوجائے۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۱/۵/۱۴۰۰ھ

رات میں قربانی

سوال:-کیا قربانی کے لئے جانور کو رات میں بھی ذبح کیا جاسکتا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

مکروہ تنزیہی ہے۔شامی ج ۵/ص ۲۰۳/[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی غفرلہٗ

گاؤں میں قربانی کا وقت

سوال:-جس چھوٹی بستی میں عیدالاضحیٰ کی نماز نہیں ہوتی، کیا وہاں قربانی بھی واجب نہیں، اگر واجب ہے تو کس وقت کی جائے، کیونکہ شہر میں نماز عید کے بعد کی جاتی ہے، اور وہاں نماز عید نہیں ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

وہاں صبح سویرے ہی قربانی کرلی جائے۔زیلعی ج ۶/[2] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی غفرلہٗ

---

[1] وكره تنزيهاً الذبح ليلاً لاحتمال الغلط الدر المختار كراچی ج ۶/ص ۳۲۰/كتاب الاضحية، عالمگیری کوئٹه ص ۲۹۵/ج ۵/كتاب الاضحية، الباب الثالث فی وقت الاضحية، خانيه على الهندية ص ۳۴۵/ج ۳/كتاب الاضحية، فصل فی صفة الاضحية.

[2] وذبح غيره أی غير اهل المصر يجوز لهم ذبحها بعد طلوع الفجر قبل أن يصلی الامام صلوٰة العيد (زيلعی ج ۶/ص ۴/كتاب الاضحية (مكتبه امداديه ملتان) مجمع الانهر ص ۱۶۹/ج ۴/ كتاب الاضحية، دار الكتب العلمية بيروت، شامی كراچی ص ۳۱۸/ج ۶/كتاب الاضحية.

شہر میں نماز سے پہلے قربانی

سوال:- مذبح دھام پور میں ہے دھام پور مستقل پنچایتی حیثیت سے ایک گاؤں کے حکم میں ہے، اس وجہ سے حسب اجازت شرع قربانی بعد نماز فجر ہوتی ہے، لیکن بڑی بھینس وغیرہ دھامپور کی طرف جاتی ہے، یہی مذبح ہے، پرانے دھامپور میں حکومت وقت کی اجازت نہیں وہاں پر بڑی قربانی کرنا قانوناً جرم ہے، لہٰذا تحریر فرمائیں کہ چونکہ مذبح دھامپور میں ہے تو پرانے دھامپور والے اپنی قربانی دھام پور میں لاکر بعد نماز فجر کر سکتے ہیں، یا نہیں؟ یا ان کو بھی مثل شہر والوں کے، بعد نماز عید قربانی کرنی ہوگی، عرصہ دراز سے یہاں پر پرانے دھامپور والے دھامپور آکر بعد نماز فجر قربانی کرتے ہیں، اگر شرعاً ممنوع ہے تو پھر اب تک جو قربانی کی ہے، ان کے بارے میں کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

گاؤں والے (جہاں نماز عید درست نہیں) اگر اپنا جانور شہر میں (جہاں نماز عید ہوتی ہے) لاکر قربانی کریں تو ان کو نماز فجر کے بعد نماز عید سے پہلے قربانی کی اجازت نہیں[1]، بلکہ بعد نماز عید قربانی کریں، جو قربانی ایسی جگہ نماز عید سے پہلے کر لی گئی ہے، اس کی قضا لازم ہوگی،

---

[1] ولو كان الرجل بالسواد واهله بالمصر لم يجز التضحية الا بعد صلاة الامام (الهندية ج۵/ ص۲۹۶/الباب الرابع فيما يتعلق بالمكان والزمان (مكتبه كوئٹه پاكستان)شامی كراچی ص۳۱۸/كتاب الاضحية،البحر كوئٹه ص۱۷۵/ج۸/كتاب الاضحية.

"قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰی صَلَاتَنَا وَنَسَکَ نُسُکَنَا فَقَدْ اَصَابَ النُّسُکَ، وَمَنْ نَسَکَ قَبْلَ الصَّلوٰۃِ فَتِلْکَ شَاۃُ لَحْمٍ(ابو داؤد شريف ج۲/ص۳۸۷/باب مايجوز من السن فی الضحايا "

ترجمہ: حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے ہماری طرح نماز (عید) پڑھی اور ہماری طرح قربانی کی اس کی قربانی درست ہوگئی، اور جس نے نماز (عید) سے قبل قربانی کی تو وہ گوشت کی بکری ہے۔

جس کی صورت یہ ہے کہ قیمت صدقہ کردیں[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۷/۷/۸۹ھ

شہری کی گاؤں میں قربانی

سوال:- شہر کا رہنے والا آدمی اگر اپنی قربانی کا جانور دیہات میں بھیج دے جس کی وہاں قربانی کردی جائے، اور وہ خود شہر میں ہو تو اس کی قربانی درست ہوگی یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اس کی قربانی درست ہوجائے گی اس کا قربانی کے جانور کے پاس ہونا ضروری نہیں بلکہ دیہات میں ایسے شخص کی طرف سے اگر سویرے ہی قربانی کردی جائے کہ ابھی تک شہر میں نماز عید بھی نہ ہوئی ہو تب بھی درست ہے۔ زیلعی ج ۶/ص ۴/[2] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

نماز عید سے پہلے قربانی

سوال:- اگر قربانی کے جانوروں کی عید کی نماز سے پہلے قربانی کردیں تو اس کی قربانی درست ہے یا نہیں یا اس کی جگہ اور جانور کی قربانی کریں؟

---

[1] ولم يضح حتى مضت ايام النحر ثم افتقر كان عليه ان يتصدق بعينها اوبقيمتها ولاتسقط عنه الاضحية، البحر كوئٹه ص ۱۷۴/ج۸/كتا الاضحية، شامي كراچي ص ۳۲۰/ج۶/كتاب الاضحية، مجمع الانهر ص ۱۷۰/ج۴/كتاب الاضحية، دارالكتب العلمية بيروت.

[2] وحيلة المصرى اذا ارادالتعجيل أن يبعث بها الى خارج المصر فى موضع يجوز للمسافر أن يقصرفيه فيضحى فيه كماطلع الفجر لان وقتها من طلوع الفجرزيلعى ج۶/ص ۴/كتاب الاضحية مكتبه امداديه ملتان، البحر كوئٹه ص ۱۷۵/ج۸/كتاب الاضحية، الدرالمنتقى ص ۱۶۹/ج۴/كتاب الاضحية، دارالكتب العلمية بيروت.

الجواب حامداً ومصلیاً

درست نہیں، وہ دوبارہ بعد نماز عید قربانی کرے، جہاں عید کی نماز نہیں ہوتی، جیسے گاؤں وہاں صبح صادق کے بعد بھی درست ہے[۱]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۶/۱/۶۷ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۶/۱/۶۷ھ

نماز عید سے پہلے قربانی کی ایک صورت

سوال:- اگر دس ذی الحجہ کو کسی وجہ سے نماز عید ادا نہ کی جائے تو کیا اس روز قربانی بھی نہ کی جائے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اس روز زوال کے بعد قربانی کی جائے۔ زیلعی ج ۵/ص ۴[۲]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

تعدد صلوٰۃ عید کی صورت میں وقت اضحیہ

سوال:- ایک شہر میں نماز عید کئی جگہ ہوتی ہے، کیا یہ ضروری ہے کہ جب سب جگہ نماز

---

[۱] لایجوز لأهل المصران یذبحو االا ضحیة قبل أن یصلو اصلاة العید یوم الاضحی وذبح غیره والا صل فیه قوله علیه الصلاة والسلام من ذبح قبل الصلوٰة فلیعد ذبیحته ومن ذبح بعد الصلاة تم نسکه (الزیلعی ج٦/ص ٤/کتاب الاضحیة مکتبه امدادیه ملتان)مجمع الانهر ص ١٦٩/ ج٤/کتاب الاضحیة،دارالکتب العلمیة بیروت،البحر کوئٹه ص ١٧٥/ج٨/کتاب الاضحیة.

[۲] ولولم یصل الامام العید فی الیوم الاول اخر والتضحیة الی الزوال ثم ذبحوا ولاتجزئهم التضحیة مالم یصل الا مام العید فی الیوم الاو ل الا بعد الزوال،الزیلعی ج٦/ص ٤/کتا ب الاضحیة،مکتبه امدادیه ملتان،البحر کوئٹه ص ١٧٦/ج٨/کتاب الاضحیة.

عید ہو چکے تب قربانی کیجائے، یا کسی ایک جگہ نماز عید ہو جانے کے بعد بھی درست ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

شہر میں کسی ایک جگہ بھی اگر نماز عید ہو چکی ہو تو قربانی درست ہے۔ شامی ج ۴/ص ۲۰۲/[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

غلطی سے بے وضو ادا کی گئی نماز کے بعد قربانی کا حکم

سوال:- اگر نماز عید پڑھ کر فوراً قربانی کردی گئی، اور بعد میں معلوم ہوا کہ امام صاحب نے بھولے سے بے وضو نماز پڑھادی اور نماز کا اعادہ کیا گیا تو جو قربانی کی جاچکی ہے کیا اس کا بھی اعادہ لازم ہوگا، اس لئے کہ وہ نماز عید سے پہلے ہوئی ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ایسی قربانی کا اعادہ لازم نہیں، بلکہ وہ قربانی درست ہوگئی۔ شامی ج ۵/ص ۲۰۳/[2]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود عفی عنہ دارالعلوم دیوبند

---

[1] ولو ضحی بعد ما صلی أهل المسجد ولم يصل أهل الجبانة اجزأه استحساناً لأنها صلوٰة معتبرة حتی لو اکتفوا بها اجزأتهم (شامی نعمانیه ج۵/ص ۲۰۲/کتاب الاضحية) البحر کوئٹه ص ۱۷۵/ج۸/کتاب الاضحية، مجمع الانهر ص ۱۷۰/ج۴/کتاب الاضحية، دار الکتب العلمية بيروت.

[2] تبين ان الامام صلی بغير طهارة تعاد الصلوٰة دون الاضحية (شامی نعمانيه ج۵/ص ۲۰۳/کتاب الاضحية، مجمع الانهر ص ۱۷۰/ج/۴/کتاب الاضحية، دار الکتب العلمية بيروت، البحر کوئٹه ص ۱۷۶/ج۸/کتاب الاضحية.

قربانی کی قضا کی صورت

سوال:-قربانی کے ایام ختم ہوگئے اور قربانی نہیں کی، تو اب کیا کیا جائے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر قربانی کے لئے جانور خرید لیا تھا، تو اس کو زندہ ہی صدقہ کردیا جائے، اگر نہیں خریدا تھا تو قیمت صدقہ کردی جائے۔شامی ج ۵/ص ۲۰۹/ر[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

قربانی کی قضا

سوال:-امسال جانور گراں ہونے کی وجہ سے دو شخصوں کی طرف سے قربانی نہیں ہوسکی، ان کی رقم کم تھی اور کٹڑے گراں تھے، اس رقم کے لئے کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جن دو شخصوں کی طرف سے قربانی نہیں ہوسکی، ان کو اطلاع کردی جائے وہ چاہیں تو اپنا روپیہ واپس منگا کر صدقہ کردیں، چاہیں تو مدرسہ میں دیدیں، پھر مدرسہ صدقات واجبہ کے مد میں صرف کرے۔

تنبیہ: ادائے واجب کے لئے اتنی رقم کا صدقہ کرنا ضروری ہے، جس میں متوسط درجے کی بکری، بھیڑ یا گائے، بھینس کا ساتواں حصہ مل سکتا ہو[2] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۳۰/۱۲/۸۷ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۳۰/۱۲/۸۷ھ

[1] اذامضى وقتها وجب عليه التصدق بهاحية اوبقيمتها(شامى كراچى ج۶/ص ۳۲۱/كتاب الاضحية،البحر كوئٹه ص ۱۷۴/ ج۸/كتاب الاضحية.تبيين الحقائق ص ۵/ ج۶/كتاب الاضحية،مكتبه امداديه ملتان.

(حاشیہ نمبر۲/اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

قربانی کی قضا

سوال:- ایک شخص کے ذمہ قربانی واجب تھی مگر اس نے قربانی کے دنوں میں قربانی نہیں کی، اب وہ قربانی کی قیمت ادا کرسکتا ہے یا نہیں اور اگر اگلے سال پھر دو قربانی کی اور پچھلے سال کی قربانی کی ادائے گی کی نیت بھی کرلی، تو کیا اس طرح گذشتہ سال کی رہی ہوئی قربانی ادا ہوجائے گی یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ایام قربانی گذر جانے کے بعد ایک حصہ قربانی کی قیمت صدقہ کرنا واجب ہے[1]، سال آئندہ دو قربانی کرنے سے گذشتہ سال کی قضا درست نہیں۔ کذا فی غایۃ التحقیق ص ۹۵/[2]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۱/۱۱/۵۵ھ

صحیح: سعید احمد غفرلہ

الجواب صحیح: عبداللطیف ۱۱/۱۱/۵۵ھ

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) [2] ولو تركت التضحية ومضت ايامها وتصدق بقيمتها غنى شراها اولا وقال الشامى قيمة شاة وسط (الدرالمختارمع الشامى كراچى ج٦/ص ١ ٣٢/كتاب الاضحية، البحر كوئٹه ص ٧٤ ١/ج٨/كتاب الاضحية، تبيين الحقائق ص٥/ج٦/كتاب الاضحية، مكتبه امداديه ملتان.

[1] ولوتركت التضحية ومضت ايامها وتصدق بقيمتها غنى شراها اولا وقال الشامى قيمة شاة وسط (الدرالمختارمع الشامى كراچى ج٦/ص ١ ٣٢/كتاب الاضحية، البحر كوئٹه ص ٧٤ ١/ ج٨/كتاب الاضحية، تبيين الحقائق ص٥/ج٦/كتاب الاضحية، مكتبه امداديه ملتان.

[2] حتى اذا جاء ايام النحر من العام القابل قبل ان يتصدق بشئى لم يجز لهٔ قضاء مافاته من الاضحية فى العام الماضى مع قدر تهٖ على المثل الكامل الخ كتاب التحقيق المعروف بغاية التحقيق ، شرح حسامى ص ٩٥ /.

باب ششم: قربانی کے آداب ومستحبات وغیرہ

قربانی ذبح کرنے کا ثواب

سوال:-ایک نیک آدمی ہے محلّہ کے لوگ قربانی اسی سے اس کے نیک ہونے کی وجہ سے ذبح کراتے ہیں، کیا اسے قربانی ذبح کرنے کا ثواب ملے گا؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اس نیک آدمی کو ثواب ملتا ہے[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۹؍۱؍۹۴ھ

قربانی کے وقت کی دعا

سوال:- (۱) نیت قربانی کی مع ادعیہ ماثورہ کے بحوالہ کتب تحریر فرمائیں؟

(۲) موافق قرآن وحدیث کے وہ دعاء بھی ذکر فرمائیں، جو قربانی کی مقبولیت کے لئے منقول ہو بحوالہ حدیث تحریر فرمائیں، براہ کرم دونوں سوالوں کا جواب علیحدہ علیحدہ تحریر فرمائیں، بینوا توجروا؟

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) ”اِنّی وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰاتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفاً وَمَااَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ اِنَّ صَلٰوتِی وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ لَاشَرِیْکَ لَهٗ

---

[1] من جاء بشهادة ان لااله الا اللّٰه فله بكل عمل عمله فى الدنيا من الخير عشرة امثاله من الثواب(الجامع لأحكام القرآن ج۴/ص۱۳۶/تحت تفسير قوله تعالىٰ من جاء بالحسنة فله عشر امثالها.

وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَامِنَ الْمُسْلِمِیْنَ" اللھم منک ولک الخ.

اور یہ دعا ذبح سے پہلے پڑھے پھر " بسم اللّٰہ، اللّٰہ اکبر " کہہ کر ذبح کرے کذا فی مسند دارمی ص ۲۴۹ [1]

(۲) بعد ذبح یہ دعا پڑھے "اللّٰھم تقبل منی کماتقبلت من حبیبک محمد وخلیلک ابراھیم علیھم السلام ".

اس دعاء کا ماخذ وہ حدیث ہے جس کو ابوداؤد شریف نے روایت کیا ہے، جس کے الفاظ یہ ہیں "اللّٰھم تقبل من محمد واٰل محمد "بذل المجھود [2] ج ۴ / ص ۷۰ "۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۰/۱۱/ ۵۹ھ

الجواب صحیح: عبد اللطیف غفرلہٗ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

قربانی کرنے والے کا روزہ رکھنا

سوال: -قربانی کرنے والے کا روزہ رکھنا ٹھیک ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

قربانی کے دن روزہ رکھنا حرام ہے [3]، البتہ سنت یہ ہے کہ عیدالاضحیٰ کی دس تاریخ کو

---

[1] دارمی ج ۲ / ص ۷۶ / باب السنة فی الاضحیة (مکتبه دارالکتب العلمیه) ابوداؤد شریف ص ۳۸۶ / ج ۲ / باب مایستحب من الضحایا، مطبوعه دیوبند.

[2] بذل المجھود ج ۴ / ص ۷۰ / باب مایستحب من الضحایا، المکتبه رشیدیه سھارنپور.

[3] الذی کره تحریماً صوم العیدین الفطر والنحر للاعراض عن ضیافة الله، مخالفة الامر طحطاوی علی المراقی ص ۵۲۸ / کتاب الصوم فصل فی صفة الصوم (مصری) شامی کراچی ص ۳۷۵ / ج ۲ / کتاب الصوم، مجمع الانھر ص ۳۴۳ / ج ۱ / کتاب الصوم، دارالکتب العلمیة بیروت.

قربانی سے پہلے کچھ نہ کھائے نہ پئے، کھانے کی ابتداء قربانی کے گوشت سے کرے[۱]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دار العلوم دیوبند ۹۱/۲/۱۶ھ

قربانی سے قبل کچھ کھانا

سوال:-قربانی سے قبل چائے، پان، روٹی وغیرہ کھانا کیسا ہے، بعض لوگ کہتے ہیں کہ کچھ نہ کھانا چاہئے یہ حکم صرف اس شخص کے لئے جس کے نام قربانی ہونی ہے، یا عوام کے لئے بھی یہی حکم ہے، عیدین میں روزہ تو حرام ہے پھر عید الاضحیٰ میں قربانی سے پہلے کچھ کھانے پینے کی ممانعت کیوں ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اس روز سب اللہ تعالیٰ کے مہمان ہوتے ہیں، اس لئے مستحب یہ ہے کہ اولاً ہر شخص دعوت یعنی قربانی سے کھائے، حقہ، پان، چائے، وغیرہ کچھ اس سے پہلے نہ کھائے پئے، یہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا، اور یہ حکم اصالۃً اس کے لئے ہے جو قربانی کرے تاہم اگر ابتداء کوئی اور شئی کھالی تب بھی گناہ نہیں ہوگا، صرف خلاف اولیٰ ہوگا، یہی قول مختار ہے، کذا فی مراقی الفلاح[۲] وطحطاوی ص۳۹۳/ اور بعض فقہاء نے تبعاً اس حکم میں اس شخص کو بھی

---

[۱] لکنه فی الاضحی یؤخر الاکل عن الصلوٰۃ،لانه علیه الصلوٰۃ والسلام کان لایطعم فی یوم الاضحی حتی یرجع فیأکل من أضحیته (مراقی علی الطحطاوی ص ۴۴۰/احکام العیدین، مجمع الانهر ص۲۵۸/ج۱/ باب صلاۃ العیدین، دارالکتب العلمیه بیروت،اعلاء السنن ص۲۶۷/ج۱۷/باب التصدق بلحوم الاضاحی ادارۃ القرآن کراچی.

[۲] فی الاضحی یؤخر الأکل عن الصلوٰۃ استحباباً فان قدمه لایکره فی المختار لأنه علیه الصلوٰۃ والسلام کان لایطعم فی یوم الاضحی حتی یرجع فیاکل من أضحیته (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر دیکھئے)

داخل کیا ہے، جو قربانی نہیں کرتا۔ کذا فی البحر الرائق ج ۲ ؍ص ۱۶۳ ؍[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفی اللہ عنہ

دو رکعت نفل اور بال وناخون نہ تراشنے سے قربانی کا ثواب

سوال:- زید نے اپنے خطبہ میں کہا کہ جس شخص میں قربانی کی استطاعت نہ ہو، اگر وہ عید الاضحیٰ کی نماز کے بعد گھر پر دو رکعت نماز پڑھے اور ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ انا اعطیناک پڑھے تو اس کو قربانی کے برابر ثواب ملتا ہے، اسی طرح سر کے بال اور ناخن نہ تراشے تو قربانی کے برابر ثواب ملتا ہے، یہ کہاں تک اصلیت رکھتا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اس طرح دو رکعت پڑھنے سے قربانی کا ثواب ملنا میں نے کسی کتاب میں نہیں دیکھا، زید سے حوالہ دریافت کیجئے، البتہ ناخن اور بال کے متعلق بعض علماء سے ایسا سنا ہے، اور حدیث میں قربانی والے کیلئے اس کو مستحب قرار دیا گیا ہے[2]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) وقال الطحطاوی لأن الناس اضیاف اللّٰہ تعالیٰ فی ھذا الیوم الخ طحطاوی علی المراقی مصری ص ۲۴۰ ؍ باب احکام العیدین، مجمع الانھر ص ۲۵۸ ؍ ج ۱ ؍ باب صلاۃ العیدین، دار الکتب العلمیہ بیروت، اعلاء السنن ص ۲۶۷ ؍ ج ۱۷ ؍ باب التصدق بلحوم الاضاحی، ادارۃ القرآن کراچی.

(حاشیہ صفحہ ھذا) [1] وأطلقہ فشمل من لایضحی الخ باب العیدین مکتبہ کوئٹہ پاکستان، الدر المختار علی الشامی ص ۱۷۶ ؍ ج ۲ ؍ کراچی باب العیدین.

[2] عَنْ اُمِّ سَلَمَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلّی اللّٰہ علیہ وسلّم اِذَا دَخَلَ الْعَشَرَ فَاَرَادَ اَحَدُکُمْ اَنْ یُّضَحِّیَ فَلْیُمْسِکْ عَنْ شَعْرِہٖ وَاَظْفَارِہٖ (سنن کبریٰ للبیھقی ۹ ؍ص ۲۶۶ ؍ باب سنۃ لمن اراد الخ، مکتبہ دار المعرفت) مسلم شریف ص ۱۶۰ ؍ ج ۲ ؍ باب نھی من دخل علیہ عشر ذی الحجۃ الخ مکتبہ بلال دیوبند. (حاشیہ کا ترجمہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

عورت کا خود قربانی کرنا

سوال:-عورت اگر اپنے ہاتھ سے قربانی کا جانور ذبح کردے تو کوئی حرج ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

اگر وہ واقف ہے اور قوی ہے تو کوئی حرج نہیں۔شامی ج ۵ ص ۱۸۹[1]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) **ترجمہ**: حضرت ام سلمہؓ سے مروی ہے کہ حضرت رسول پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا جب عشرہ (ذی الحجہ) داخل ہوجائے، اور تم میں کوئی قربانی کا ارادہ رکھتا ہے، تو وہ اپنے بال اور ناخنوں (کے کاٹنے) سے رک جائے۔

[1] **فتحل ذبيحتهماولو الذابح مجنونا اوامرأة أوصبياً يعقل التسمية والذبح ويقدر (الدر المختار على الشامي، نعمانية ج۵/ص ۱۸۹/كتاب الذبائح) اعلاء السنن ص ۹۳/ج۱۷/باب جواز ذبح المرأة والصبي، ادارة القرآن كراچى، مجمع الانهر ص ۱۵۴/ج۴/كتاب الذبائح، دار الكتب العلميه بيروت، بزازية على الهندية ص ۳۰۴/ج۶/كتاب الذبائح، مطبوعه كوئٹه.**

باب ہفتم: قربانی کی نذر

قربانی کی نذر کی تفصیل

سوال:-ہماری شریعت مصطفویہ کے مفتیان عظام سے استفتاء یہ ہے کہ شاۃ منذورہ یا بقرہ سال برس میں قربانی کے لائق ضرور ہوگی یا نہیں؟ اگر ہو تو اسامیٔ کتب و متعین صفحہ سے بنقل عبارات جواب شافی عنایت فرما کر ممنون فرمائیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

شاۃ منذورہ کی صورت اگر صورت اضحیہ کی ہے یعنی اس طرح نذر کی ہے "للّٰہ علی ان اضحی شاۃ" تو اس میں تمام شرائط اضحیہ کا پایا جانا ضروری ہے، کیونکہ ایسی نذر میں تضحیۂ شاۃ اس کے ذمہ واجب ہے، ایام نحر میں ایسی شاۃ کی قربانی کرے، جس کی اضحیہ شرعاً درست ہے، اگر بصورت ہدی نذر کی ہے تو اس کو حرم میں قربانی کرائے، اگر ہدی اور اضحیہ کے طور پر نذر نہیں کی، بلکہ مطلقاً شاۃ کو تصدق کرنے یا ذبح کر کے اس کا لحم صدقہ کرنے کی نذر کی ہے، جب بھی اس کی عمر اتنی ہی ضروری ہے، جس کی قربانی درست ہے، کیونکہ عرفاً وشرعاً ایسی شاۃ کو شاۃ کہا جاتا ہے، اگر کسی شاۃ معینہ مشار الیہا کی نذر کی ہے تو اس میں یہ شرطیں نہیں بلکہ وہ جس عمر کی بھی ہو اس سے نذر پوری ہو سکتی ہے اور ان ہر دو صورت میں ایام نحر یا حدود حرم کی بھی قید نہیں، آخر میں صورت بالکل ایسے ہی ہے جیسے شاۃ کے علاوہ کوئی شئی معین کر کے اس کے تصدق کی نذر کرے۔

"الاضحية اسم لما يذبح في وقت مخصوص لم يكن فيها الغاء الوقت فاذا نذرها يلزم فعلها فيه والالم يكن اتيابالمنذور لانها بعدها لاتسمى اضحية ولذا يتصدق بها حية اذا خرج وقتها بخلاف مااذا نذرذبح شاة في وقت كذا يلغو ذكر

الوقت لانہٗ وصف زائد علیٰ مسمی الشاۃ واذا الغی علماؤنا تعین الزمان والمکان بخلاف الاضحیۃ فان الوقت قد جعل جزء من مفھومھا تلزم اعتبارہ ونظیر ذٰلک مالو نذر ھدی شاۃ فانھم قالوا انما تجزیہ عن الھدی ذبحھا فی الحرم والتصدق بھا ھناک وماذک الا لکون الھدی اسماً لما یھدی الیٰ مکۃ ویتصدق بہ فیھا فقد جعل المکان جزءاً من مفھومہ کالزمان فی الاضحیۃ فاذا تصدق بہ فی غیر مکۃ لم یات بمانذرہ اھ[1] ج ۵/ص ۲۳۴/قال الکاسانی بعد نذر الاضحیۃ والھدی ولایجوز فیھا الامایجوز فی الاضاحی وھو الثنی من الابل والبقر والجذع من الضان اذاکان ضخما بدائع ج۵/ص ۸۵/[2] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی غفرلہٗ مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲/۱۱/۱۳۶۲ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبداللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲/۱۱/۱۳۶۲ھ

متعین جانور کی قربانی کی نذر کا ایک مسئلہ

سوال:- زید نے ایک بھینس کا بچہ پالا وہ گم ہوگیا اس نے کہا کہ اگر وہ مل گیا تو اللہ کے واسطے اس کی قربانی کردوں گا، چنانچہ وہ مل گیا لیکن زید کو اب اس کی ضرورت ہے، کیا شرعاً اسکی اجازت ہے کہ اس کو خود رکھ لے اور اس کے عوض دوسرے جانور کی قربانی کردے، جو کہ اتنی ہی قیمت کا ہو یا اسی کی قربانی ضروری ہے؟

(نوٹ) وہ بچہ اب بچہ نہیں بلکہ بڑا بھینسہ ہے۔

---

[1] شامی نعمانیہ ج۵/ص ۲۱۲/آخر کتاب الأضحیۃ، بدائع زکریا ص ۱۹۲/ج۴/کتاب الاضحیۃ، البحر کوئٹہ ص ۱۷۵/ج۸/کتاب الاضحیۃ، تبیین الحقائق ص ۵/ج۶/کتاب الاضحیۃ، مکتبہ امدادیہ ملتان.

[2] بدائع الصنائع ج۵/ص ۸۵/کتاب النذر مکتبہ سعید کمپنی پاکستان.

الجواب حامداً ومصلیاً

اسی کی قربانی لازم ہے، اگر قربانی کے ایام گذر جائیں اور اس کی قربانی کی نوبت نہ آئے تو اس کو زندہ صدقہ کردے۔ شامی ج ۵/ص ۲۰۴/[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی غفرلہٗ

ایام قربانی کے بعد شاۃ منذورہ متعینہ کا حکم

سوال:- زید نے نذر مانی کہ اگر میرا فلاں کام ہوگیا تو ایک قربانی کروں گا، اللہ کے حکم سے وہ کام ہوگیا، اور زید نے نذر پوری کرنے کے لئے ایک بکری خرید بھی لی مگر اس کی قربانی کو نوبت نہیں آئی، یہاں تک کہ قربانی کی تاریخیں بھی گذر گئیں، تو زید اب اس بکری کی قربانی کرسکتا ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اب اس کی قربانی درست نہیں زید کو چاہئے کہ وہ بکری زندہ کسی فقیر مستحق زکوٰۃ کو صدقہ کردے۔ شامی، ج ۵/ص ۲۰۸/[2] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

---

[1] اذا أوجب شاة بعينها أو اشتراها ليضحى بها فمضت ايام النحر قبل أن يذبحها تصدق بهاحية (شامی نعمانية ج۵/ص ۲۰۴/كتاب الاضحية)البحر كوئٹه ص ۱۷۴/ج۸/كتاب الاضحية، تبيين الحقائق ص۵/ج۶/كتاب الاضحية،مكتبه امداديه ملتان،مجمع الانهر ص ۱۷۰/ج۴/كتاب الاضحية،دار الكتب العلمية بيروت.

[2] أن الاضحية اسم لما يذبح فى وقت مخصوص لمن يكن فيها الغاء الوقت فاذا نذرهايلزم فعلها فيه والا لم يكن آتياً بالمنذور لانها بعد ها لاتسمى اضحية ولذا يتصدق بها حية اذخرج وقتها(شامى نعمانية ج۵/ص ۲۱۲/كتاب الاضحية)عالمگيرى كوئٹه ص ۲۹۶/ج۵/كتاب الاضحية،الباب الرابع،تبيين الحقائق ص۵/ج۶/كتاب الاضحية،مكتبه امداديه ملتان.

بیمار نذر کا گوشت خود کھائے یا ملنے والے کو دے تو کیسا ہے

سوال:- اگر کوئی بیمار ہو وہ صدقہ میں بکرا بکری ذبح کرے تو اس کا گوشت خود کھانا یا ملنے والے کو دینا کیسا ہے یا صرف فقراء کو تقسیم کرے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر نذر مانی ہے تو نہ خود کھانا درست ہے اور نہ مالدار کو دینا درست ہے، بلکہ مستحقین وفقراء کو دینا لازم ہے[1]، اگر نذر نہیں مانی ہے، تو خود بھی کھانا درست ہے اور مالدار کو بھی کھلانا درست ہے[2] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

حاملہ منذور جانور کی قربانی

سوال:- ایک جانور مرض میں مبتلا ہوگیا، مالک نے منت کرلی کہ اگر خدا اس کو بچائے تو راہِ خدا میں اس کی قربانی دیدوں گا، اب بوقت قربانی وہ جانور تین ماہ کے حمل سے ہے، اس صورت میں اس کی قربانی کی جائے گی یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ایسے جانور کی قربانی شرعاً درست ہے، جو جانور بالکل قریب الولادت ہو اور بچہ

---

[1] ان وجبت بالنذر فليس لصاحبها ان يأكل منها شيا ولاان يطعم غيره من الاغنياء سواء كان الناذرغنيا اوفقيرا لان سبيلها التصدق وليس للمتصدق أن ياكل صدقته ولاان يطعم الاغنياء كذافي التبيين. (عالمگيری ج۵/ص ۳۰۰/ فصل فی صفة الاضحية)

[2] ويهب منها ماشاء للغنی والفقير والمسلم والذمی (عالمگيری ج۵/ص ۳۰۰/ فصل فی صفة الاضحية)تبيين الحقائق ص۸/ج۶/كتاب الاضحية، مكتبه امداديه ملتان، البحر كوئٹه ص۱۷۸/ج۸/كتاب الاضحية.

مرنے کا اندیشہ ہوتو اس کو ذبح کرنا مکروہ ہے[۱]، تاہم قربانی ادا ہو جائے گی، پھر اگر بچہ زندہ ہوتو اس کو بھی ذبح کرلیا جائے۔ کذا فی ردالمحتار[۲]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۶ر محرم ۶۸ھ

بکری کے پیٹ سے اگر بکرا پیدا ہوا اس کی قربانی کرنے کی نذر

سوال:- ہندہ نے ایک نذر کی تھی کہ اگر میری بکری کے پیٹ سے کوئی بکرا پیدا ہوا تو اس کی قربانی کروں گی، چنانچہ ایک بکرا پیدا ہوا جس کا ایک پاؤں لنگڑا ہے لیکن وہ چلنے پر قادر ہے، اس کی قربانی درست ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اس کی قربانی درست ہے[۳]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

قربانی کو شرط پر معلق کرنا

سوال:- اگر کوئی یوں کہے کہ اگر یہ گائے گابھن ہو تو رکھوں گا ورنہ قربانی کروں گا، فی الحال گائے گابھن نہیں ہوئی، اس وقت گائے کو فروخت کر کے اس کے روپیہ سے دوسری

---

۱ ان تقاربت الولادة يكره ذبحها (شامي نعمانيه ص ۲۱۳/ج۵/كتاب الذبائح)

۲ فان خرج من بطنها حياً فالعامة انه يفعل به مايفعل بالام، شامي نعمانيه ص ۲۰۵/ج۵/كتاب الاضحية، عالمگيري كوئٹه ص ۳۰۱/ج۵/كتاب الاضحية، الباب السادس، خانيه على الهندية ص ۳۵۴/ج۳/كتاب الاضحية، فصل في الانتفاع، مطبوعه كوئٹه.

۳ انما تمشي بثلاث قوائم حتى لو كانت تضع الرابعة على الارض وتستعين بها جاز. شامي نعمانيه ص ۲۰۵/ج۵/كتاب الاضحية، البحر كوئٹه ص ۱۷۶/ج۸/كتاب الاضحية، تبيين الحقائق ص ۵/ج۶/كتاب الاضحية، مكتبه امداديه ملتان.

گائے یا بیل لیکر قربانی کرسکتے ہیں، یا نہیں؟ بیچ سکتے ہیں یا نہیں، نیز یہ نذر بھی صحیح ہے یا نہیں اور شخص مذکور تو انگر ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

الفاظ مذکورہ فی السوال میں دو احتمال ہیں ایک اپنے نفس سے وعدہ دوسرے نذر اگر نذر کی نیت نہیں کی ہے، بلکہ وعدہ کی نیت ہے، تب تو نذر ہے نہیں، محض وعدہ ہے جس کا پورا کرنا فرض نہیں، اگر اس کی مصالح کا تقاضہ ہوتو فروخت کرنا جائز ہے، اس کے عوض دوسری گائے وغیرہ کی قربانی کردے،" هكذا يفهم مماذكر في البدائع ج۵/ص ۸۴/.[1] ولوقال انا احرم وانا محرم اواهدى اوامشى الى البيت فان نوى به الايجاب يكون ايجابا لانه يذكرويراد به الايجاب الىٰ ان قال وان نوى ان يعد من نفسه عدة ولايوجب شيئاً كان عدة ولا شئى عليه لان اللفظ يحتمل العدة لانه يستعمل في العدات وان لم يكن له نية فهو على الوعدلانه غلب استعمالهٗ فيه فعند الاطلاق يحمل عليه هذا اذالم يعلقه بالشرط فان علقه بالشرط بان قال ان فعلت كذا فانا احرم فهو على الوجوه الذى بينا انه ان نوى الايجاب يكون ايجاباً وان نوى الوعد يكون وعداً لما قلنا وان لم يكن لهٗ نية فهو على الايجاب الخ۔

اگر وعدہ کی نیت نہیں تھی یا نذر کی نیت کی ہے تو شرعاً نذر ہوگئی،" امـا الـذى يجب على الغنى والفقيرفالمنذوربه بان قال لله على ان اضحى شاة اوبدنة اوهذه الشاة او هذه البدنة اوقال جعلت هذه الشاة اضحية وهو غنى اوفقيربدائع ج۵/ص ۶۱/.[2]

اور چونکہ وقت کی تحدید نہیں کی ہے، لہٰذا گابھن ہونے کے لئے قربانی کے وقت تک انتظار کرنا چاہئے، اس وقت تک اگر گابھن نہ ہوتو پھر اس کو قربانی کردینا چاہئے، اگر دوسری

---

[1] بدائع الصنائع ص ۸۴/ ج۵/ كتاب النذر، مكتبه سعيد كمپنى پاكستان .

[2] كتاب التضحية، مكتبه سعيد كمپنى پاكستان.

گائے قربانی کے لئے خرید لی تو پھر طرفین کے نزدیک اس گائے کو فروخت کرنا جائز ہے، اور جس قدر اس کی قیمت میں کمی ہو اس کو صدقہ کرنا لازم ہے۔

"رجل اشترى شاة للاضحية واوجبها بلسانه ثم اشترىٰ باخرى جاز لهٗ بيع الاولىٰ فى قول ابى حنيفةؒ ومحمدؒ فان كانت الثانية شراً من الاولىٰ وذبح الثانية فانه يتصدق بفضل مابين القيمتين لانه لما اوجب الاولىٰ بلسانه فقد جعل مقدار مالية الاولىٰ لله تعالىٰ فلايكون له ان يستفضل لنفسه شيئاً فلهذايلزمه التصدق بالفضل. فتاوىٰ قاضى خان ج ۴/ص ۲۹۴/" [1]

اور اس گائے کی قربانی کرنے سے جو قربانی شرعاً ایام نحر میں واجب ہوتی ہے، وہ ساقط نہ ہوگی، بلکہ اس واجب کی ادائیگی کے لئے مستقل قربانی ضروری ہے، "ولوقال ذٰلک قبل ايام النحر يلزمه التضحية بشاتين بلاخلاف الخ بدائع ج۵/ص ۶۳/" [2]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۶/۱۱/۵۲ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح عبد اللطیف غفرلہٗ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۷/۱۱/۵۲ھ

---

[1] خانية على الهندية ج۳/ص ۳۴۷/كتاب الاضحية فصل فى صفة الاضحية، المحيط البرهانى ص ۴۲۰/ج۸/الفصل الثانى فى وجوب الاضحية بالنذر،ادارة القرآن المجلس العلمى،البحر كوئٹه ص ۱۷۵/ج۸/كتاب الاضحية،عالمگيرى كوئٹه ص ۲۹۴/ج۵/كتاب الاضحية،الباب الثانى فى وجوب الاضحية.

[2] كتاب التضحية مكتبه سعيد كمپنى پاكستان،شامى كراچى ص ۳۲۰/ج۶/كتاب الاضحية.

باب ہشتم: چرم قربانی اور گوشت کے مصارف

چرم قربانی والدیا اولاد کو دینا

سوال:- قربانی کی کھال اپنے والدیا اولاد کو دینا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جس طرح قربانی کا گوشت ان کو دیدینا صحیح ہے، اسی طرح قربانی کی کھال بھی ان کو دینا صحیح ہے[1] (شامی ص۲۰۹/ج۵/) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

چرم قربانی کی قیمت تعمیر مدرسہ ومسجد میں دینا

سوال:- چرم قربانی کی قیمت تعمیر مدرسہ ومسجد میں دینا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

درست نہیں بلکہ اس کا صدقہ کرنا واجب ہے۔ شامی ص۲۰۹/ج۵/[2]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] ویأکل من لحم الاضحیة ویؤکل، وندب ترکه لذی عیالٍ، ویتصدق بجلدها، الشامی النعمانیه، ص ۲۰۹/ج۵/کتاب الاضحیة، مجمع الانهر ص ۱۷۴/ج۴/کتاب الاضحیة، دار الکتب العلمیه بیروت، البحر کوئٹه ص۱۷۸/ج۸/کتاب الاضحیة، تبیین الحقائق ص۸/ج۶/ کتا الاضحیة، مکتبه امدادیه ملتان.

[2] ویتصدق بجلدها شامی نعمانیةص ۲۰۹/ج۵/کتاب الاضحیة، مجمع الانهر ص ۱۷۴/ ج۴/کتاب الاضحیة، دار الکتب العلمیة بیروت، البحر کوئٹه ص۱۷۸/ج۸/کتاب الاضحیة.

قیمت چرم غریب والد یا اولاد کو دینا

سوال:- چرم قربانی کی قیمت اپنے والد یا اولاد کو دینا کیسا ہے؟ جب کہ وہ غریب ہوں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جائز نہیں اس کو ایسے شخص کو دیدیں جس کو کہ زکوٰۃ دے سکتے ہوں، والد یا اولاد کو زکوٰۃ دینا درست نہیں، چرم قربانی کی قیمت کا بھی صدقہ کرنا واجب ہوتا ہے۔ شامی ص ۲۰۹ /ج ۵ /[1]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

چرم قربانی کی قیمت چوری ہوگئی تو کیا کرے

سوال:- زید کی جیب سے کسی پاکٹ مارنے قربانی کی چرم کے پیسے جو کہ پینتالیس روپے تھے، نکال لئے، زید نے یہ روپیہ مدرسہ میں صدقہ کرنے کیلئے رکھے تھے، تو کیا یہ شریعت کیطرف سے معاف ہوگیا یا واجب الادا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جبکہ زید نے قربانی کی کھال فروخت کر دی تھی، تو اس کی قیمت کا صدقہ کرنا واجب تھا، صدقہ کرنے سے پہلے چوری ہو جانے سے واجب ادا نہیں ہوا، اب اتنی مقدار اپنے پاس

---

[1] فان بیع اللحم او الجلدبه أی بمستهلک او بدراهم تصدق بثمنه قوله فان بیع اللحم او الجلدبه الخ افادانه لیس له بیعهما بمستهلک. شامی نعمانی ص ۲۰۹ /ج۵ /کتاب الاضحیة، مجمع الانهر ص ۱۷۴ /ج ۴ /کتاب الاضحیة، دار الکتب العلمیة بیروت، البحر کوئٹه ص ۱۷۸ / ج۸ /کتاب الاضحیة.

سے دے[۱]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

چرم کا صدقہ افضل ہے، یا اس کی قیمت کا

سوال:- چرم قربانی کو صدقہ کرنا افضل ہے، یا اس کو فروخت کر کے قیمت صدقہ کرنا افضل ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

چرم قربانی کو صدقہ کرنا افضل ہے[۲]، اور اپنے کام میں لانا مثلاً مصلیٰ، مشک، ڈول بنالینا بھی درست ہے، لیکن اگر فروخت کر کے رقم حاصل کرلی ہے، تو اس کو صدقہ کرنا واجب ہے، خود رکھنا یا اپنے اہل وعیال کے صرف میں لانا درست نہیں۔ مجمع الانہر ص ۵۱۱/ج ۲/[۳]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[۱] ولایخرج عن العهدة بالعزل بل بالاداء للفقراء قال الشامی تحته فلوضاعت لاتسقط عنه الدرالمختارمع الشامی ص ۲۷۰/ج ۲/مطبوعه کراچی، کتاب الزکاة، مجمع الانهرص ۲۹۰/ج ۱/کتاب الزکاة، دارالکتب العلمیة بیروت، البحر کوئٹه ص ۲۱۰/ج ۲/کتاب الزکاة، طحطاوی علی الدرالمختارص ۳۹۰/ج ۱/کتاب الزکاة، دارالمعرفة بیروت.

[۲] وحاصله کراهة بیع اللحم والجلد جمیعا بمستهلک وجواز بیعهما بما ینتفع به باقیاً مع الخلاف فی اللحم والاولی التصدق بالکل، اعلاء السنن ص ۲۶۳/ج ۱۷/باب التصدق بلحوم الاضاحی، کتاب الاضاحی، ادارة القرآن کراچی.

[۳] ویتصدق بجلدها اویعمله آلة کجراب اوخف اوفرو، اویشتری به ماینتفع به مع بقائه کغربال، فان بدل اللحم اوالجلد به ای بما ینتفع بالاستهلاک جاز ویتصدق به. مجمع الانهر ص ۱۷۴/ج ۴/کتاب الاضحیة. مطبوعه دارالکتب العلمیه بیروت، عالمگیری کوئٹه ص ۳۰۱/ج ۵/کتاب الاضحیة، الباب السادس، خانیه علی الهندیةص ۳۵۴/ج ۳/کتاب الاضحیة، فصل فی الانتفاع.

چرم قربانی کی قیمت کنویں کی تعمیر میں دینا

سوال:-اگر چرم قربانی کی رقم سے کنواں بنایا جائے تو کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

قربانی کرنے کے بعد اگر چمڑا فروخت کر دے تو قیمت کا صدقہ کرنا واجب ہے[۱]جس غریب کو وہ قیمت دی جائے، اگر وہ مالک ہونے اور قبضہ کرنے کے بعد کنواں بنانے کے لئے دیدے تو تعمیر میں خرچ کرنا درست ہے، بدون غریب کو مالک بنائے براہِ راست کنواں بنوانے میں خرچ کرنا درست نہیں[۲]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۳/۱/۸۹ھ

قیمت چرم قربانی اور زکوٰۃ میں فرق

سوال:-قربانی کی کھال اگر خود استعمال کرے تو جائز ہے اور اگر بیچ ڈالے تو اس رقم کا صدقہ کرنا ضروری ہے، اس کی کیا وجہ ہے کہ زکوٰۃ خود استعمال نہیں کرسکتا اور کھال اپنی ضرورت میں استعمال کرسکتا ہے؟

---

[۱] ویتصدق بجلدها اویعمله آلة کجراب اوخف اوفرو،اویشتری به ماینتفع به مع بقائه کغربال،فان بدل اللحم اوالجلد به ای بما ینتفع بالاستهلاک جاز ویتصدق به. مجمع الانهر ص ۱۷۴/ج۴/کتاب الاضحیة. مطبوعه دارالکتب العلمیه بیروت،عالمگیری کوئٹه ص ۳۰۱/ج۵/کتاب الاضحیة،الباب السادس،خانیه علی الهندیةص ۳۵۴/ج۳/کتاب الاضحیة،فصل فی الانتفاع.

[۲] ویشترط ان یکون الصرف تملیکا لااباحة لایصرف الی بناء نحومسجد الخ الدرالمختار علی الشامی کراچی ص ۳۴۶/ج۲/باب المصرف،مجمع الانهرص ۳۲۸/ج۴/کتاب الزکاة باب احکام المصارف،البحر کوئٹه ص ۲۴۳/ج۲/کتاب الزکاة،باب المصارف.

الجواب حامداً ومصلیاً

قربانی میں عبادت اراقۃ الدم (یعنی خون بہانے) سے ادا ہوگئی[1] لحم، شحم، عظم، چرم کو خود بھی استعمال کرسکتا ہے، ایسے لوگوں کو بھی ہدیہ دے سکتا ہے، جن کو زکوٰۃ نہیں دے سکتا، مثلاً اصول وفروع، غنی، سید[2] البتہ اگر فروخت کردے تو قیمت کا تصدق واجب ہے، کیونکہ فروخت کرکے قیمت خود رکھ لینا متضمن تمول ہے اور اضحیہ سے حق انتفاع تو حاصل ہوتا ہے، حق تمول حاصل نہیں ہوتا، اس لئے اگر چرم قربانی ایسی چیز کے عوض فروخت کردے جواز قبیل دراہم و دنانیر ہو جن کے بقاء سے انتفاع نہیں ہوتا، الا اذا فرفرا الآ بق بلکہ ایسی چیز ہو جس کے بقاء سے انتفاع ہوتا ہے، جیسے دری قالین وغیرہ کہ اس سے انتفاع کے لئے اہلاک کی حاجت نہیں ہوتی تو اس کا تصدق واجب نہیں[3]۔

زکوٰۃ کی حقیقت ہے تملیک مال[4] الخ جس کے لئے اخراج عن الملک ضروری ہے،[5] اور خود استعمال سے اخراج عن الملک نہیں ہوتا، ھذا فرق بینھما۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] فان التضحية اراقة الدم، فتح القدير ص ۵۰۷ / ج ۹ / دار الفكر بيروت، كتاب الاضحية.

[2] وجازت التطوعات من الصدقات لهم الخ، الدر المختار على الشامی زكرياص ۳۰۰ / ج ۳ / باب المصرف، كتاب الزكوٰة، وقيدبالزكاة لان النفل يجوز للغنى كماللهاشمی الخ البحر كوئٹه ص ۲۴۵ / ج ۲ / باب المصرف كتاب الزكاة.

[3] ويتصدق بجلدها اويعمل منه نحو غربال وجراب اويبدله بماينتفع به باقيا لابمستهلك فان بيع اللحم اوالجلد به اى بمستهلك اوبدراهم تصدق بثمنه. (الدر المختار على الشامی، نعمانيه ص ۲۰۹ / ج ۵ / نعمانيه كتاب الاضحية) مجمع الانهر ص ۱۷۴ / ج ۴ / كتاب الاضحية، دار الكتب العلمية بيروت، البحر كوئٹه ص ۱۷۸ / ج ۸ / كتاب الاضحية.

[4] هى اى الزكاة تمليك جزء مال الدر المختار على الشامی زكرياص ۱۷۱ / ج ۳ / كتاب الزكوٰة.

[5] كماقدمه فى تعريف الزكاة لان الواجب عليه الاخراج عن ملكه رقبةً ومنفعةً، البحر الرائق ص ۲۴۳ / ج ۲ / باب المصرف، كتاب الزكاة.

قیمت چرم قربانی کنواں بنوانے میں

سوال:۔-کیا چرم قربانی کی قیمت کس پبلک کنویں کی تعمیر میں صرف کیا جا سکتا ہے، مسلمانوں کے محلّہ میں کنواں ہے، جو کہ گر چکا ہے، محلّہ کے مسلمان غریب ونادار ہیں، جو چندہ کرکے نہیں بنوا سکتے پانی کی سخت قلت ہے، اس کنویں کا پانی مسجد میں بھی استعمال ہوتا تھا، ایک صاحب قربانی کے چمڑوں کی قیمت سے کنواں منہدم کرکے بنوانا چاہتے ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

قربانی کرنے والا چمڑا اگر فروخت کردے تو قیمت کا صدقہ کرنا واجب ہے[۱]، جس غریب کو وہ قیمت دی جائے اگر وہ مالک ہونے اور قبضہ کرنے کے بعد کنواں بنانے کیلئے دیدے تو تعمیر میں خرچ کرنا درست ہے، بدون غریب کو مالک بنائے براہِ راست کنواں بنوانے میں خرچ کرنا درست نہیں[۲]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

قیمت چرم سے پختہ مزار وغیرہ بنوانا

سوال:-کیا قربانی کی کھال اپنے پیر یا کسی بزرگ کے مزار بنوانے یا اپنے اعزہ کی پختہ قبر وگنبد بنوانے میں لگانا جائز ہے؟

---

[۱] فان بیع اللحم او الجلد بہ أی بمستھلک او بدراھم تصدق بثمنہ الخ الدرالمختار علیٰ الشامی زکریا ص ۴۷۵/ ج ۹/ کتاب الاضحیۃ.

[۲] لایصرف الیٰ بناء نحو مسجد کبناء القناطیر والسقایات الیٰ قولہ ان الحیلۃ ان یتصدق علیٰ الفقیر ثم یأمر بفعل ھذہ الاشیاء الخ الدرالمختار مع الشامی زکریا ص ۲۹۱/ ج ۳/ کتاب الزکوٰۃ، باب المصرف، خانیہ علی الھندیۃ کوئٹہ ص ۳۱۵/ ج ۳/ کتاب الوقف، فصل فی المقابر والرباطات،

الجواب حامداً ومصلیاً

قیمت چرم قربانی زکوٰۃ کی طرح واجب التصدق ہے، اور واجب التملیک ہے، کذا فی الدرالمختار[۱]، مواقع مذکورہ میں تملیک متحقق نہ ہونیکی وجہ سے صرف کرنا درست نہیں، قبر پختہ اور اس پر گنبد بنانا منع ہے[۲]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

چرم قربانی کی قیمت سے قبرستان کے لئے زمین خریدنا اور وقف کرنا

سوال:- ایک گاؤں میں قبرستان نہیں ہے اس لئے غریبوں کے مردے دفن ہونے میں دقت پیش آتی ہے، اس لئے گاؤں میں چندہ کیا گیا تا کہ زمین خرید کر وقف کر دی جائے، تو چرم قربانی کے روپیہ کو زمین کی خریداری میں لگا سکتے ہیں یا نہیں، جبکہ زمین کے لئے کافی رقم درکار ہے۔؟

الجواب حامداً ومصلیاً

چرم قربانی کو جب فروخت کر دیا تو اس کی قیمت کو صدقہ کرنا واجب ہے[۳] لیکن جس کو

---

[۱] فان بیع اللحم او الجلد به أی بمستهلک او بدراهم تصدق بثمنه (الدرالمختار علی رد المحتار ص ۲۰۹/ ج۵/ مطبوعه نعمانیه، کتاب الاضحیة، مجمع الانهر ص ۱۷۴/ ج۴/ کتاب الاضحیة، دارالکتب العلمیة بیروت، البحر کوئٹه ص ۱۷۸/ ج۸/ کتاب الاضحیة.

[۲] ولایجصص ولایطین ولایرفع علیه بناء الدرالمختار علی الشامی کراچی ص ۲۳۷/ ج۲/ مطلب فی دفن المیت. باب صلوٰة الجنائز، البحر کوئٹه ص ۱۹۴/ ج۲/ کتاب الجنائز.

[۳] فان بدل اللحم او الجلد به ای بالخل وشبهه یتصدق به بالبدل لان القربة انتقلت الی بدله فیجبر علی التصدق به الخ الدر المنتقی علی مجمع الانهر ص ۴۷۵/ ج۴/ (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

صدقہ کیا ہے اگر وہ مالک ہونے اور قبضہ کر لینے کے بعد قبرستان کی زمین کے لئے دے اور اس پر کسی قسم کا زور اور دباؤ ڈالا جائے، تو پھر اس رقم کو قبرستان کے لئے زمین خریدنے میں صرف کرنا بھی درست ہے[۱]۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۱/۱۲/۸۸ھ

چرم قربانی سے مہمان خانہ بنانا

سوال:- چرم قربانی کے پیسے سے مہمانخانہ بنا سکتے ہیں یا نہیں؟ اگر جائز نہیں ہے تو گاؤں میں ایک مکتب ہے جس کو مہمان خانہ بنالیا جائے، اور مکتب کی جگہ چرم قربانی کے پیسے سے مکتب قائم کر دیا جائے، اس قسم کی تبدیلی درست ہے، یا نہیں؟ اگر تبدیلی کرنا جائز نہیں ہے تو چرم قربانی کے پیسے قرض لے کر مہمان خانہ بنا سکتے ہیں، یا نہیں؟ اس کے قبل گاؤں والوں نے اس قسم کے پیسے قرض لے کر مسجد بنالی اور یہ معاملہ تین بار ہو چکا ہے، مگر اب تک رد نہیں ہوا اور رد کرنے کی امید بھی نہیں ہے، اسکو مدنظر رکھتے ہوئے جائز اور ناجائز تحریر کریں۔

الجواب حامداً ومصلياً

قربانی کرنے کے بعد جب اس کی چرم فروخت کردی جائے تو اس کی قیمت کا صدقہ

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) كتاب الاضحية، دار الكتب العلمية بيروت، درمختار مع الشامی زکریا ص ۴۷۵/ ج ۹/ كتاب الاضحية، البحر الرائق ص ۱۷۸/ ج ۸/ كتاب الاضحية، مطبوعه الماجديه كوئٹه.

[۱] وقدمنا ان الحيلة ان يتصدق على الفقير ثم يامره بفعل هذه الاشياء الخ درمختار على الشامی زکریا ص ۲۹۳/ ج ۳/ باب المصرف، عالمگیری ص ۴۷۳/ ج ۲/ كتاب الوقف الباب الثانی عشر فی الرباط والمقابر، فتاوى قاضی خان على الهنديه ص ۳۱۵/ ج ۳/ كتاب الوقف فصل فی المقابر والرباط.

کرنا واجب ہوتا ہے[۱]، تعمیر مہمانخانہ وغیرہ میں اس کا صرف کرنا جائز نہیں ہوتا، جو جگہ مکتب کے لئے وقف کردی گئی ہے۔ اس کو مہمانخانہ بنالینا اور اس کے عوض مکتب کو دوسری جگہ منتقل کردینا جائز نہیں[۲]، اور قیمت چرم قربانی کو تعمیر مکتب میں بھی خرچ کرنا درست نہیں[۳]، مکتب کے مہتمم کو اگر لوگوں نے چرم قربانی کا پیسہ دیا ہے، تو مہتمم امین ہے، اس کو صحیح مصرف میں خرچ کرنے کا ذمہ دار ہے، اس کو قرضہ دینا جائز نہیں، اگر قرض دیدیا اور لوگوں نے اس کو مسجد یا مہمانخانہ کی تعمیر میں خرچ کردیا تو مہتمم کے ذمہ اس کا ضمان لازم ہوگا[۴] اس کو واجب ہے کہ اتنا پیسہ لوگوں کو واپس کردے جنہوں نے اس کو صحیح مصرف میں خرچ کرنے کے لئے دیا تھا۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۴/۱/۹۰ھ

قیمت چرم قربانی سے جلد بندی

سوال:- چرم قربانی یا اس کی قیمت سے قومی کتب خانوں کی جلد بندی کرائی جاسکتی

---

[۱] فان بيع اللحم او الجلد به أى بمستهلك او بدراهم تصدق بثمنه (الدر المختار على الشامى كراچى ص ۳۲۸/ج ۶/كتاب الاضحية) مجمع الانهر ص ۱۷۴/ج ۴/كتاب الاضحية، دار الكتب العلمية بيروت، البحر كوئٹه ص ۱۷۸/ج ۸/كتاب الاضحية.

[۲] شرط الواقف كنص الشارع الدر المختار على الشامى ص ۴۳۳/ج ۴/ مطلب شرط الواقف كنص الشارع، كتاب الوقف (مطبع كراچى) النهر الفائق ص ۳۲۶/ج ۳/كتاب الوقف، مكتبه عباس احمد الباز، البحر كوئٹه ص ۲۴۵/ج ۵/كتاب الوقف.

[۳] لا يصرف الى بناء نحو مسجد كبناء القناطير والسقايات الخ، شامى زكرياص ۲۹۱/ج ۳/ كتاب الزكاة، باب المصرف، خانية على الهندية ص ۳۱۵/ج ۳/كتاب الوقف، البحر كوئٹه ص ۱۷۸/ج ۸/كتاب الاضحية.

[۴] ولو خلط زكاة موكليه، ضمن وكان متبرعاً الدر المختار على الشامى ص ۲۶۹/ج ۲/كتاب الزكوة كراچى، شرح المجلة ص ۴۸۴/ج ۱/رقم المادة ۱۴۶۳/اتحاد بكڈپو ديوبند.

ہے یا نہیں؟ علماء دین اس سلسلہ میں کیا فرماتے ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

چرم قربانی لحم قربانی کی طرح ہے، یعنی اس کو اپنے کام میں لانا درست ہے، امیر، غریب، سید وغیرہ کو دینا بھی جائز ہے، لہٰذا اگر کسی مہتمم کتب خانہ کو تملیکا دیدیا اور اس نے خود چرم سے یا اس کو فروخت کر کے قیمت سے جلد بندی کرادی تو جائز ہے، اگر اصل مالک نے فروخت کر دیا ہے، تو تصدق واجب ہے، اس کے ذریعہ سے جلد بندی کرانا جائز نہیں، البتہ اگر قیمت کسی مستحق کو تملیکا دیدی جائے اور وہ پھر جلد بندی کے لئے دیدے یا خود جلد بندی کرادے تو جائز ہے۔

"ویتصدق بجلدها اویعمل منه نحو غربال اوجراب واللحم بمنزلة الجلد فی الصحیح اھ عالمگیری[1] بحذف، ص ۳۰۱/ ج۵/ فان بدل اللحم اوالجلد به ای بما ینتفع بالاستهلاک جاز ویتصدق به اھ مجمع الانهر[2] ص ۵۲۱/ ج۲/ ولاینبغی له ان یصرف ذٰلک العشر الیٰ عمارة الرباط وانمایصرف الی الفقراء لاغیر ولوصرف الیٰ المحتاجین ثم انهم انفقوا علی عمارة الرباط جاز ویکون ذٰلک حسنا کذافی فتاویٰ قاضی خان عالمگیری ص ۴۷۳/ ج۲/[3]. قلت وفی حکم العشر کل مایجب فیه التملیک مثل ثمن لحم الاضحیة وجلدها وفی حکم عمارة الرباط کل مالا

---

[1] عالمگیری ج۵/ص ۳۰۱/الباب السادس فی بیان مایستحب فی الاضحیة والانتفاع بها (مکتبه کوئٹه پاکستان) البحر کوئٹه ص ۱۷۸/ ج۸/ کتاب الاضحیة، تبیین الحقائق ص ۸/ ج۶/ کتاب الاضحیة، مکتبه امدادیه ملتان.

[2] مجمع الانهر ج۴/ص ۱۷۴/ کتاب الاضحیة (مکتبه دارالکتب العلمیة، بیروت.

[3] عالمگیری ج۲/ص ۴۷۳/ کتاب الوقف، الباب الثانی عشر فی الرباط والمقابر الخ مکتبه کوئٹه پاکستان، خانیه علی الهندیة ص ۳۱۵/ ج۳/ کتاب الوقف، فصل فی المقابر والرباطات، مطبوعه کوئٹه.

تمليک فيه مثل تجليد الكتب۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۱/۳/ ۶۰ھ

الجواب صحیح: عبد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۵/ ربیع اول ۶۰ھ

مردہ کی طرف سے قربانی کر کے قیمت چرم اپنے بیٹے کو دینا

سوال: -ایک آدمی مردہ کی جانب سے قربانی کرتا ہے، اور قربانی کا چمڑہ جو ہے، اس کی قیمت اپنے لڑکے کو دیتا ہے، جو دور دراز میں پڑھتا ہے، اس غرض سے کہ اس قیمت سے کتابیں خرید لیں اور اس آدمی کے ساتھ بھی رقم دیتے ہیں، کیا یہ صورت جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اس قیمت کا صدقہ کرنا واجب ہے اصول وفروع کو یہ صدقہ دینا جائز نہیں، لہٰذا بیٹے کے علاوہ کسی اور کو دے، اور دوسرے شرکاء اگر اصول وفروع نہیں تو اس لڑکے کو صدقہ دے سکتے ہیں، اگر اس اصول کے فروع ہیں تو وہ بھی نہیں دے سکتے، حاصل یہ کہ جو مصرف زکوٰۃ ہے وہی اس صدقہ کا مصرف ہے، جس کو زکوٰۃ دینی جائز ہے اس کو یہ صدقہ بھی دینا جائز ہے، جس کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں اس کو یہ بھی دینا جائز نہیں[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۲/۲۱/ ۵۸ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبد اللطیف ناظم مدرسہ مظاہر علوم سہانپور ۲۲/ ذی الحجہ ۵۸ھ

---

[1] ولا الى من بينهما ولاد قال الشامي تحته أى اصله وان علا كأبويه واجداده وجداته من قبلهما وفرعه وان سفل، كأولاد الاولاد(الدر المختار مع الشامي كراچی ۳۴۶/ ج ۲/ باب المصرف، كتاب الزكوٰة)صدقة الفطر كالزكاة فى المصارف، البحر كوئٹه ص ۲۵۶/ ج ۲/ باب صدقة الفطر، شامی كراچی ص ۳۳۹/ ج ۲/ كتاب الزكاة، باب المصرف.

چرم قربانی مالدار کو دینا

سوال:- عالم مالدار کو چرم قربانی وعقیقہ خیرات کرنا جائز ہوگا یا نہیں، اور عالم صاحب چمڑہ لیکر فروخت کر کے صرف کر سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

چرم قربانی لحم قربانی لحم عقیقہ سب کا ایک حکم ہے عالم غیر عالم مالدار غریب سب کو لینا اور سب کو دینا درست ہے، کسی کی کوئی تخصیص نہیں[1] البتہ اگر چرم قربانی کو فروخت کر دیا ہے، تو اس کی قیمت کسی غریب مسکین کو بطور صدقہ دینا واجب ہے خود رکھنا یا کسی مالدار کو (جو مستحق زکوٰۃ نہ ہو) دینا ناجائز ہے، اور جو قربانی بطور نذر کی گئی ہے، اس کا گوشت اور چمڑا سب کچھ غرباء کو دینا واجب ہے خود رکھنا یا کسی غیر مستحق زکوٰۃ کو دینا ناجائز ہے[2] جس کو چرم قربانی دیا وہ اس کو فروخت کر کے اپنے کام میں لاسکتا ہے، نفلی خیرات مالدار کو دینا درست ہے[3] واجب خیرات ایسے کو دینا درست نہیں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبداللطیف ناظم مدرسہ مظاہر علوم سہانپور

---

[1] ویھب منھا ماشاء للغنی والفقیر والمسلم (الھندیۃ ص ۳۰۰/ ج۵/ کتاب الاضحیۃ، الباب الخامس، فی بیان محل اقامۃ الواجب، مکتبہ کوئٹہ پاکستان) اللحم بمنزلۃ الجلد مجمع الانھر ص ۱۷۴/ ج۴/ کتاب الاضحیۃ، دارالکتب العلمیۃ بیروت، البحر کوئٹہ ص ۱۷۸/ ج۸/ کتاب الاضحیۃ.

[2] وان وجبت بالنذر فلیس لصاحبھا أن یاکل منھاشیئاً ولا ان یطعم غیرہ من الاغنیاء (الھندیۃ ص ۳۰۰/ ج۵/ کتاب الاضحیۃ، البا ب الخامس، تبیین الحقائق ص۸/ ج۶/ کتاب الاضحیۃ، مکتبہ امدادیہ ملتان.

[3] وجازت التطوعات من الصدقات لھم. الدر المختار علی الشامی کراچی (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

چرم قربانی مدرسہ میں صرف کرنا

سوال:- قربانی کا چمڑا مسجدوں مدرسوں میں خرچ کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

چرم قربانی کی قیمت کا بھی وہی حکم ہے، جو زکوۃ کا ہے، کیونکہ اس میں بھی تملیک فرض ہے۔ ''فان بدل اللحم او الجلد یتصدق به ای بالبدل لان القربة انتقلت الی بدله فیجبر علیٰ التصدق به الخ سکب الانهر ج ۲/ص ۵۲۱/''[۱] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

الجواب صحیح: عبد اللطیف مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

فطرہ اور چرم قربانی تعلیم کے مشاہرہ میں دینا

سوال:- زید کے گاؤں میں ایک سرکاری پرائمری اسکول قائم ہے اس میں خالص دینی تعلیم نہیں ہوتی ہے، بلکہ سرکاری تعلیم ہوتی ہے، اس میں جو ایک شخص معلم ہیں، وہ اس گاؤں کے پیش امام بھی مقرر ہیں، وہ معلم صاحب گورنمنٹ سے مشاہرہ پاتے ہیں، اور پیش امام کا مشاہرہ گاؤں والے الگ دیتے ہیں، تو زید نے پیش امام صاحب سے کہا کہ آپ ان

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) ص ۳۵۱/ج ۲/باب المصرف، کتاب الزکوۃ، وقیدبالزکاة لان النفل یجوز للغنی کما للهاشمی واما بقیة الصدقات المفروضة والواجبة کالعشر والکفارات والنذرو وصدقة الفطر فلایجوزصرفها للغنی الخ البحر کوئٹه ص ۲۴۵/ج ۲/باب المصرف، کتاب الزکاة.

[۱] سکب الانهر علی مجمع الانهر ص ۱۷۵/ج ۴/کتاب الاضحیة(دار الکتب العلمیه بیروت) البحر کوئٹه ص ۱۷۸/ج ۸/کتاب الاضحیة، تبیین الحقائق ص ۸/ج ۶/کتاب الاضحیة، مکتبه امدادیه ملتان.

بچوں کو ایک دو گھنٹے درسی تعلیم دیجئے، آپ کو اس تعلیم کے عوض میں علیحدہ مشاہرہ دیا جائیگا، چنانچہ پیش امام صاحب اس کام کو انجام دے رہے ہیں، تو زید صدقہ فطر اور چرم قربانی کی رقم کو اسی مذکورہ گاؤں کے کسی یتیم وغریب سے تملیک کر کے اس پیش امام صاحب کو اس دینی تعلیم کے معاوضہ میں مشاہرہ دے رہا ہے، تو یہ صورت از روئے شریعت جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

دینی تعلیم کا انتظام بہت ضروری ہے، ماں باپ ہی اپنی اولاد کا دھیان رکھیں، اور اجتماعی حیثیت سے بھی بچوں کیلئے تعلیم کا انتظام کیا جائے، جس طرح بچوں کے لئے کھانے کپڑے کا انتظام ضروری تصور کیا جاتا ہے، اسی طرح ان کے لئے علم دین سکھانے کا انتظام بھی ضروری ہے، اس لئے آپس میں چندہ کیا جائے، بچوں سے فیس لی جائے، اگر کوئی صورت ممکن نہ ہو تو مجبوراً زکوٰۃ وغیرہ کا پیسہ جمع کر کے بھی مدرس کو تملیک کے بعد دے سکتے ہیں، بلا شدید مجبوری کے یہ صورت اختیار نہ کی جائے، نابالغ سے تملیک کرانا غلط ہے، بالغ سے درست ہے، مگر اس پر جبر یا دباؤ نہ ہونا چاہئے، بہرصورت یہ ہے کہ کسی غریب مستحق زکوٰۃ سے کہا جائے کہ مدرس کی تنخواہ کیلئے اتنے روپیہ کی ضرورت ہے تم دیدو وہ کہے گا کہ میرے پاس نہیں ہیں، میں غریب آدمی ہوں، اس سے کہو کہ اپنی ضروریات کیلئے بھی تو قرض لینے کی نوبت آتی ہے، اب دینی ضرورت کے لئے کسی طرح انتظام کردو، امید ہے کہ اللہ تعالیٰ قرض ادا کر دیگا، وہ کسی سے قرض لا کر دیدے، اس سے تنخواہ ادا کردی جائے، پھر کسی وقت زکوٰۃ کا پیسہ اس کو دیدیا جائے، اس سے قرض ادا کر دے، فطرہ کا پیسہ بھی اسی طرح دیا جا سکتا ہے، قربانی کرنے والے اگر اپنی قربانی کی کھال مدرسہ کے مہتمم (زید) کو دیکر مالک بنادیں اور وہ فروخت کر دے، تو اس قیمت میں مزید کسی تملیک کی حاجت نہیں، ہاں اگر وہ لوگ چرم قربانی کو فروخت کر کے اس کی قیمت زید کو دیدیں، تو پھر وہ قیمت براہِ راست مدرس کی تنخواہ میں نہ

دے بلکہ تملیک کے بعد دے سکتا ہے[۱]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

قیمت چرم قربانی کا مصرف مدارس میں

سوال:- (۱) قیمت چرم قربانی جو مدارس میں داخل کی جاتی ہے، اس کو مدرسہ کے تصرف میں لانا بصورتِ حیلہ جائز ہے، یا بغیر حیلہ؟

(۲) قیمت چرم قربانی کو مدرسہ کے تصرف میں لانا میعاد ہے یا غیر میعادی؟ اگر میعادی ہے تو کتنی مدت؟

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) اس سے طلبہ کو نقد، کھانا کپڑا، جوتا، کتاب وغیرہ تملیکاً دینا بغیر حیلہ کے بھی درست ہے، بشرطیکہ وہ مستحق ہوں یعنی صاحبِ نصاب اور سید نہ ہوں اور مدرسین کو تنخواہ میں دینا، تعمیر میں صرف کرنا، وقف کے لئے کتابیں وغیرہ خرید کر وقف کرنا، بغیر حیلۂ تملیک کے درست نہیں، الغرض یہ واجب التصدق ہونے کی بنا پر زکوٰۃ کے حکم میں ہے، "**فان بدل اللحم او الجلد به ای بالخل و شبهه يتصدق به ای بالبدل لان القربة انتقلت الیٰ بدله فيجبر**

[۱] **و لاینبغی له' أن يصرف ذٰلک العشر الی عمارة الرباط وانما يصرف الی الفقراء لاغيرولو صرف الیٰ المحتاجين ثم انهم انفقوا علی عمارة الرباط جاز و كذٰلک من عليه الزكاة لو اراد صرفها الیٰ بناء المسجدأو القنطرة لايجوز فان اراد الحيلة فالحيلة ان يتصدق به المتولی علی الفقراء ثم الفقراء يدفعونه الی المتولی ثم المتولی يصرف الی ذٰلک (الهندية ص ۴۷۳/ ج ۲/ كتاب الوقف، الباب الثانی عشر فی الرباط والمقابر)(مكتبه كوئٹه پاكستان) خانيه علی الهندية ص ۳۱۵/ ج ۳/ كتاب الوقف، فصل المقابر، شامی كراچی ص ۳۴۵/ ج ۳/ كتاب الزكاة، باب المصرف.**

علیٰ التصدق به کما فی البرهان،سکب الانهر[۱] ص ۵۲۱/ج ۲/''.

(۲) تصرف میں لانے کی صورت تو معلوم ہوگئی، مگر میعادی وغیر میعادی کا مطلب سمجھ میں نہیں آیا اس کو واضح کیجئے، اور تصرف کا جو حکم مذکور ہوا وہ ہمیشہ کے لئے ہے، اس کی کوئی میعاد نہیں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۲/ذیعقدہ ۶۰ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۲/ذیعقدہ ۶۰ھ

الجواب صحیح: عبداللطیف مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور ۲۲/ذیعقدہ ۶۰ھ

مکتب میں زکوٰۃ اور قیمت چرم قربانی

سوال:- ہمارے یہاں ایک مکتب اسلامیہ درجہ چہارم تک قائم ہے، جس میں دو مدرسین کام کرتے ہیں، سڑک بورڈ ضلع میرٹھ سے مبلغ پندرہ روپیہ ماہوار بطور امداد مقرر ہے، تعداد طلبہ ۷۲/ہے مکتب مذکور ضلع کے خاص مکتبوں میں شمار کیا جاتا ہے، یہاں کے مسلمانوں کی حالت نہایت کمزور ہے، مکتب کی مالی امداد سے مجبور ہیں طلباء سے فیس وغیرہ قطعاً نہیں لیجاتی اور غریب طلباء کے لئے کتابوں کا انتظام بشکل چندہ سے کیا جاتا ہے، مکتب میں درجہ تین وچار میں فارسی بھی پڑھائی جاتی ہے، دینیات میں رسالہ ہائے تعلیم الاسلام مصنفہ مولانا مفتی کفایت اللہ صاحبؒ پڑھائے جاتے ہیں، ایک حافظ قرآن کا اضافہ کرکے حفظ کلام جاری کرنے کا ارادہ ہے، ایسی صورت میں چرم قربانی، نیز زکوٰۃ کا روپیہ اس مکتب کی امداد میں صرف کرسکتے ہیں یا نہیں؟

---

[۱] سکب الانهر علی مجمع الانهر ص ۱۷۵/ج ۴/کتاب الاضحية،مکتبه دارالکتب العلمية بیروت،البحر کوئٹه ص ۱۷۸/ج ۸/کتاب الاضحية،تبیین الحقائق ص ۸/ج ۶/کتاب الاضحية،مکتبه امدادیه ملتان.

الجواب حامداً ومصلیاً

زکوٰۃ اور چرم قربانی کو تعمیر یا تنخواہ میں یا وقفی کتب وقرآن شریف خریدنے میں صرف کرنا جائز نہیں، البتہ مستحق طلبہ کے وظائف میں صرف کرنا درست ہے، کہ ان طلباء کے کپڑے وغیرہ بنادئے جائیں، اگر مکتب متولی یا مہتمم غریب اور مستحق ہو اور مالکان زکوٰۃ یا قیمت چرم قربانی اس کو دیدیں اور مالک بنادیں تو اس کو از خود تنخواہ یا تعمیر وغیرہ میں صرف کرنا درست ہوگا۔

اسی طرح اگر کسی غریب مستحق کو دیکر قبضہ کرادیں اور وہ اپنی طرف سے مکتب کے لئے دیدے تب بھی مکتب کی جمیع ضروریات میں صرف کرنا درست ہے، یہ حکم ہے زکوٰۃ اور قیمت چرم قربانی کا[1]۔

اگر مالکان قیمت نہیں بلکہ خود چرم قربانی کا مہتمم مکتب کو مالک بنادیں تو اس کے لئے مہتمم کا غریب اور مستحق زکوٰۃ ہونا ضروری نہیں، بلکہ وہ مالدار ہونے کی حالت میں بھی اس کو حسب ضرورت صرف کرسکتا ہے[2]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۲/۵/۵۷ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۲/۵/۵۷ھ

الجواب صحیح، عبداللطیف مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۲/۵/۵۷ھ

---

[1] هی تمليک جزء مال عينه الشارع مع قطع المنفعة عن المملک من کل وجه (درمختار مع الشامی کراچی ص ۲۵۸/ج ۲/ کتاب الزکاة) مصرف الزکاة هوفقير ومسکين (الیٰ قوله) ويشترط ان يکون الصرف تمليکا لاباحة لايصرف الیٰ بناء نحو مسجد (درمختار مع الشامی کراچی ص ۳۳۹/ج ۲/تا ۴۴/کتاب الزکاة،باب المصرف)مجمع الانهر ص ۳۲۸/ج ۴/ کتاب الزکاة،باب احکام المصارف،البحر کوئٹه ص ۲۴۳/ج ۲/کتاب الزکاة،باب المصارف.

[2] ويأکل من لحم الاضحية ويوکل ويدخر لماجاز ان يأکل منه وهو غنی فأولیٰ ان يجوز له طعام غيره وان کان غنيا (الیٰ قوله) واللحم بمنزلة الجلد فی الصحيح (بحر مکتبه ماجديه،کوئٹه ص ۱۷۸/ج ۸/کتاب الاضحية)البحر کوئٹه ص ۱۷۸/ج ۸/کتاب الاضحية،تبيين الحقائق ص ۸/ ج ۶/ کتاب الاضحية،مکتبه امداديه ملتان.

چرم قربانی سے تنخواہ دینا

سوال:- اس موضع میں ایک مدرسہ اسلامیہ قائم ہے، دو تین مہینہ سے چندہ وصول نہیں ہوا ہے، اور نہ وصولیابی کی کوشش کی گئی ہے، اس لئے مدرسین کی تنخواہیں باقی ہیں، چرم قربانی مہتمم صاحب کے پاس جمع ہیں، ان کو فروخت کر کے کیا یہ رقم تنخواہ باقی داران میں صرف کی جاسکتی ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر دینے والوں نے مہتمم صاحب کی ملک کر دیا ہے اور ضروریات مدرسہ کے لئے بطور چندہ کے نہیں دیا تو اس کو فروخت کر کے تنخواہ وغیرہ میں صرف کرنا شرعاً درست ہے[۱]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۲/۱۷/۵۶ھ

قربانی کی کھال تعمیر مسجد میں

سوال:- میں نے اپنے قربانی کے جانور کی کھال نیز اپنے دیگر احباب کے قربانی کے جانوروں کی کھالیں ان کی اجازت سے لیکر تعمیر مسجد کے واسطے دیدیں تو اس صورت میں کیا قربانی کے جانوروں کی کھالوں کی قیمت تعمیر مسجد پر صرف ہونا جائز ہے یا نہیں؟ اگر جائز نہیں تو مجھ کو نیز میرے مذکورہ بالا احباب کی نسبت حکم شرعی کیا ہے، یعنی اگر ہم نے کھالیں ناجائز طور پر دیدی ہیں تو آیا ان کھالوں کی قیمت ہم لوگوں کو دوبارہ کسی دیگر جائز امر میں دینا ضروری ہے

---

[۱] فان ارادالحیلة فالحیلة ان یتصدق به المتولی علی الفقراء یدفعونه الی المتولی ثم المتولی یصرف الی ذالک الخ عالمگیری کوئٹه ص۴۷۳/ ج۲/ کتاب الوقف،الباب الثانی عشر، فتاوی قاضی خاں علی الهندیة کوئٹه ص۳۱۵/ج۳/ کتاب الوقف، فصل فی المقابر،

یانہیں؟ مسئلہ ہذا کتاب وسنت اور اہل سنت و جماعت کی مسلم کتب فقہ سے حل فرمایا جاوے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر آپ کے احباب نے وہ کھالیں آپ کی ملک کردیں یا آپ نے وہ سب متولی مسجد کی ملک کردیں تو پھران کوفروخت کرکے متولی نے یا آپ نے تعمیر مسجد میں صرف کردیا تو درست ہے، اور اگر بغیر تملیک کے ان کوفروخت کرکے قیمت تعمیر میں خرچ کی گئی ہے تو یہ صورت ناجائز ہوئی، ایسی صورت میں ان قیمتوں کا صدقہ کرنا لازم ہے، چرم قربانی کو اگر فروخت کردیا جائے، تو قیمت کا صدقہ کرنا ضروری ہوتا ہے، اوراس قیمت کو مسجد میں صرف کرنا درست نہیں ہوتا، ہاں اگر صاحب قربانی خود فروخت نہ کرے بلکہ کسی دوسرے کو مالک بنادے تو وہ فروخت کرکے جہاں چاہے قیمت کو صرف کرسکتا ہے، "ویتصدق بجلدها اویعمل منه نحو غربال وجراب وقربة وسفرة ودلو اويبدله بماينتفع به باقيا لابمستهلك كخل ولحم ونحوه كدراهم فان بيع اللحم اوالجلدبه اى بمستهلك اوبدراهم تصدق بثمنه اھ قوله تصدق بثمنه اى وبالدراهم فيما لو ابدله بها اھ شامی کتاب الاضحية جلدخامس ص ۲۰۹ [۱] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور یکم محرم ۵۷ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مفتی مظاہر علوم سہارنپور یکم محرم ۵۷ھ

چرم قربانی مسجد میں

سوال:- قربانی کی کھالیں اکثر مساجد میں دی جاتی ہیں، اور غالباً لوگوں کا بھی یہ خیال ہوتا ہے، کہ چونکہ ائمۂ مساجد سال بھر تک مسجد کی خدمت کرتے ہیں، لہٰذا ان کے ساتھ

---

[۱] شامی نعمانیہ ج۵/ص ۲۰۹/ کتاب الاضحية، عالمگیری کوئٹہ ص۳۲۸/ج۶/کتاب الاضحية، الباب السادس، البحر کوئٹہ ص۱۷۸/ج۸/کتاب الاضحية.

سلوک کیا جاوے، یا دوسرے لفظوں میں سالانہ خدمت کا معاوضہ دیا جائے، چونکہ اکثر حصہ یا قلیل مقدار ایسے اماموں کی ہے جن کو زکوٰۃ دینی واجب ہے، تو کیا چرم قربانی ایسے ائمہ کو لینا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

چرم قربانی کا حکم لحم قربانی کی طرح ہے، جس کے دینے کے لئے فقیر غیر صاحب نصاب یا غیر سید ہونا لازم نہیں، بلکہ فقیر صاحب نصاب، سید سب کو دینا درست ہے، البتہ معاوضہ اور اجرت میں دینا کسی کو بھی درست نہیں، نہ امام کو نہ مؤذن کو نہ صاحب نصاب کو نہ فقیر کو نہ امام وغیرہ کو اس کا لینا جائز۔

البتہ اگر چرم قربانی کو فروخت کر دیا ہے، تو اس کی قیمت کو بطور صدقہ کسی فقیر کو دینا واجب ہے، خود رکھنا یا کسی مالدار کو دینا یا کسی کو اجرت میں دینا ہرگز جائز نہیں۔ "ویتصدق بجلدها او يعمل منه نحو غربال وجراب وقربة وسفرة ودلو اويبدله بما ينتفع به باقيا كمامر لابمستهلك كخل ولحم ونحووكدراهم فان بيع اللحم اوالجلدبه اى بمستهلك اوبدراهم تصدق بثمنه اى وبالدراهم فيما لوابد له بها ولايعطى اجر الجزار منها لانه كبيع لان كلا منهما معاوضة لانه انما يعطى الجزار بمقابلة جزره والبيع مكروه فكذا مافى معناه كفاية اھ درمختار وشامی، ص ۲۰۹ / ج ۵ / [1]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۹/۱۱/۵۷ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبد اللطیف ناظم مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۹/۱۱/۵۷ھ

---

[1] شامی کراچی ص ۳۲۸ / ج ۶ / كتاب الاضحية، ويتصدق بجلدها واللحم بمنزلة الجلد فى الصحيح ولاان يعطى اجرالجزار والذابح منها (الهندية ص ۳۰۱ / ج ۵ / مختصراً الباب السادس، كتاب الاضحية الخ مكتبه كوئٹه پاكستان، البحر كوئٹه ص ۱۷۸ / ج ۸ / كتاب الاضحية، تبيين الحقائق ص ۸ / ج ۶ / كتاب الاضحية، مكتبه امداديه ملتان.

چرم قربانی امام کیلئے

سوال:-(۱) بکر امام صاحب نصاب ہے، اور امامت کے معاوضہ میں چرم قربانی لیتا ہے، چرم کی قیمت نہیں لیتا ہے، بکر کے لئے چرم قربانی جائز ہے، کہ نہیں اور لوگوں کی قربانی جائز ہے کہ نہیں؟

(۲) بکر امام صاحبِ نصاب ہے چرم قربانی معاوضہ میں نہیں لیتا ہے، بلکہ کہتا ہے کہ اگر آپ لوگ خوشی سے دیں تو صاحب نصاب کو چرم قربانی لینا جائز ہے، کیونکہ اگر قربانی کرنے والا صاحب نصاب چرم قربانی کو اپنے تصرف میں لائے یا کسی اور شخص صاحب نصاب کو دے تو جائز ہے، کیونکہ چرم قربانی خیرات کرنا مستحب ہے، کیا بکر امام صاحب نصاب کو بغیر معاوضہ چرم قربانی لینا جائز ہے اور لوگوں کی قربانی میں نقص تو نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

معاوضہ میں جس طرح قیمت ناجائز ہے چرم قربانی بھی ناجائز ہے، اس کی واپسی ضروری ہے، قربانی تو درست ہے مگر مقدارِ چرم کا اس حالت میں صدقہ کرنا ضروری ہوگا[۱] یہ تو صحیح ہے کہ چرم قربانی صاحب نصاب کو دینا درست ہے، جس طرح کہ لحم قربانی دینا درست ہے[۲] مگر عادۃً ائمہ مساجد اپنا حق سمجھتے ہیں، اگر ان کو نہ دیا جائے، تو ناراض ہوتے ہیں، حتی کہ مسجد چھوڑ کر دوسری جگہ چلے جاتے ہیں، اگر چہ زبان سے کہتے ہیں کہ ہم معاوضہ نہیں لیتے بلکہ

---

[۱] شامی نعمانیه ج۵/ص ۲۰۹/کتاب الاضحیة، واللحم بمنزلة الاضحیة فی الصحیح فلا یبیعه بمالاینتفع به الابعدالاستهلک ولوباعهابالدراهم لیتصدق بهاجاز لانه قربة، ولایعطی اجرة الجزار منهاشیًا الخ، البحر کوئٹه ص۱۷۸/ج۸/کتاب الاضحیة.

[۲] ویهب منها ماشاء للغنی والفقیر والمسلم الخ (الهندیة ص ۳۰۰/ج۵/کتاب الاضحیة، فی بیان محل اقامة الواجب، الباب الخامس الخ مکتبه کوئٹه پاکستان، تبیین الحقائق ص۸/ج۶/ کتاب الاضحیة، مکتبه امدادیه ملتان، البحر کوئٹه ص۱۸۷/ج۸/کتاب الاضحیة.

E:\F.M.Fainal\Jild-26\18-Charm Qurbani & Gosht Ke Ma.

تم لوگوں کی خوشی پر موقوف ہے، دو یا نہ دو، اس لئے ایسی حالت میں ان کو دینا منع ہے، اگر دیدیا جائے تو اس کی قیمت کا صدقہ کرنا واجب ہوگا، اگر کسی جگہ پر چرم قربانی امام کو دینے کا رواج نہ ہو اور کوئی کسی امام کو نہ دیتا ہو، امام کو بھی یقین ہو کہ یہاں سے نہیں ملے گا نیز امام کا معاوضہ بصورت تنخواہ یا فصلانہ نہ مقرر ہو، تو جس طرح لحم قربانی امام کو دیا جاتا ہے، اسی طرح چرم قربانی بھی دینا درست ہوگا۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۴/۸/۶۰ھ

الجواب صحیح: عبد اللطیف غفرلہٗ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۴/۸/۶۰ھ

قربانی کی کھال امام کے لئے

سوال: -قربانی کی کھال کس کو دینی چاہئے پیش امام مسجد کو دینی درست ہے کہ نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

قربانی کی کھال امیر فقیر سب کو دینی جائز ہے، اس کیلئے فقیر ہونا شرط نہیں لیکن اگر فروخت کردی ہے تو اس کی قیمت کا صدقہ کرنا یعنی غریب کو دینا واجب ہے، قربانی کی کھال کو خود اپنے کام میں لانا یعنی ڈول وغیرہ بنانا بھی جائز ہے، مگر کھال یا اس کی قیمت کو کسی اجرت میں دینا درست نہیں، امام عام طور پر اس کو اپنی اجرت میں شمار کرتے ہیں، لہٰذا ان کو بھی درست نہیں، البتہ اگر امام کی تنخواہ مستقل ہو اور کھال اس کو نہ دیجاتی ہو پھر اس کو کوئی دیدے تو درست ہے[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۳/۱۲/۵۴ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبد اللطیف غفرلہٗ مفتی مظاہر علوم سہارنپور ۵/ ذی الحجہ ۵۴ھ

---

[1] و یو کل غنیاً ویتصدق بجلدها اویعمل منه نحو غربال وجراب (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ ہو)

میت کی طرف سے کی گئی قربانی کا گوشت

سوال:- میت کی طرف سے جو قربانی کی جائے تو اس کا گوشت قربانی کرنیوالا خود بھی کھا سکتا ہے، یا کل کا صدقہ کرنا ضروری ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر میت نے وصیت کی تھی کہ میری طرف سے قربانی کی جائے تب تو اس کا تمام گوشت صدقہ کر دیا جائے، اگر وصیت نہیں کی تو قربانی کرنے والا خود بھی کھا سکتا ہے، بلکہ اس تمام گوشت کا مالک ہے، جس طرح اپنی قربانی کے گوشت کا مالک ہے! شامی، ج۵/ ص۲۰۷،۲۱۳/[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

قربانی کے گوشت کا صدقہ

سوال:- جس کے گھر میں کھانیوالے زیادہ ہوں تو کیا اس کے ذمہ بھی قربانی کا ایک تہائی گوشت صدقہ کرنا ضروری ہے؟

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) وقربة وسفرة ود لو اويبدله بما ينتفع به باقيا لابمستهلك كدراهم فان بيع اللحم او الجلدبه اوبدراهم تصدق بثمنه ولايعطي اجر الجزار منها لانه كبيع قال الشامي تحته لانه كلامنهما معاوضة (مختصراً) الدرالمختار مع الشامي ص ۲۰۹/ ج۵/مطبوعه نعمانيه، كتاب الاضحية)تبيين الحقائق ص۸/ج۶/كتاب الاضحية،مكتبه امداديه ملتان،البحر كوئٹه ص۱۷۸/ج۸/كتاب الاضحية.

[1] من ضحى عن الميت يصنع كمايصنع في اضحية نفسه من التصدق والا كل والاجر للميت والملك للذابح قال الصدر والمختار انه بامرالميت لاياكل منها والا يأكل (شامي نعمانية، ص۲۰۷/ج۵/كتاب الاضحية،بزازيه على الهندية ص۲۹۵/ج۶/كتاب الاضحية،السابع في التضحية،اعلاء السنن ص ۲۷۲/ج۱۷/كتاب الاضاحي،ادارة القرآن كراچي.

الجواب حامداً ومصلیاً

ایک تہائی گوشت کا صدقہ کرنا لازم تو کسی کے ذمہ بھی نہیں صرف مستحب ہے، اگر تمام گوشت اپنے گھر رکھے اور کھائے تب بھی جائز ہے، البتہ اگر قربانی کی نذر مانی ہے تو اس کا تمام گوشت صدقہ کرنا ضروری ہے۔ عالمگیری ص ۱۰۵/ج ۴/[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند

قربانی کی کھال کا کھانا

سوال:- قربانی بیل وغیرہ کا چمڑہ پکا کر کھانا جائز ہے یا نہیں یہ جو مشہور ہے کہ سر گوسفند مع پوست بریاں کردہ شدہ یا تیار کردہ میخوردہ درست ہے یا نہ از ملک برما۔

الجواب حامداً ومصلیاً

قربانی کا گوشت سر چمڑہ سب ایک حکم میں ہے سب کا کھانا درست ہے، نیز دوسرے کو دینا بھی جائز ہے، البتہ سات چیزوں کا کھانا درست نہیں "ما یحرم من اجزاء الحیوان الماکول سبعة الدم المسفوح والذکر والانثیان والقبل والغدة والمثانة والمرارة" (بدائع[2] شامی ص ۲۱۹/ج ۵/[3] سراج وہاج کی عبارت سے بھی جلد شاة مذکاة کا کھانا جائز معلوم ہوتا ہے، البتہ مدبوغ میں اختلاف ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۷/۱۱/۵۳ھ

الجواب صحیح: عبد اللطیف مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۵/ذی الحجہ ۵۳ھ

---

[1] ولأفضل ان یتصدق بالثلث ولو تصدق بالکل جاز ولو حبس الکل لنفسه جاز ان وجبت بالنذر فلیس لصاحبها أن یاکل منها شیئاً، لان سبیلها التصدق. الهندیة ص ۳۰۰/ج ۵/کتاب الاضحیة، الباب الخامس فی بیان محل اقامة الواجب الخ. مکتبه کوئٹه پاکستان، شامی کراچی ص ۳۲۸/ج ۶/کتاب الاضحیة، تبیین الحقائق ص ۸/ج ۶/کتاب الاضحیة، مکتبه امدادیه ملتان.

[2] بدائع ج ۴/ص ۱۹۰/کتاب الذبائح والصیود، بیان مایحرم اکله من اجزاء الحیوان الماکول.

[3] الدر المختار علی الشامی ص ۷۷۴/ج ۵/کتاب الخنثیٰ مسائل شتی، مکتبه نعمانیه.

قربانی کے گوشت کا تیسرا حصہ صدقہ کرنا

سوال:-عوام قربانی کے گوشت میں سری، پائے، کلیجی، الگ نکلوا کر خود استعمال میں لاتے ہیں، جبکہ قربانی کی دعا میں گوشت کے بدلہ گوشت اور بال کے بدلہ بال وغیرہ ہے، تو کیا جائز ہوا؟ کیوں کہ اس دعا کے اعتبار سے تو ہر چیز کے تین حصے کئے جانے چاہئیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

تیسرا حصہ صدقہ کرنا محض مستحب ہے، واجب نہیں، اگر تمام گوشت خود رکھ کر کھالیا جائے، تب بھی جائز ہے[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند ۱۰/۵/۸۸ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین غفرلہٗ دار العلوم دیوبند ۱۴/۵/۸۸ھ

قربانی کا گوشت پکا کر دینا

سوال:-عموماً قربانی کا گوشت خویش واقارب، غرباء اور مساکین کے درمیان ہدیہ کر دیا جاتا ہے، اگر اضحیۃ کا گوشت ہدیہ نہ کیا جائے، بلکہ پکا کر دیا جائے، تو شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ ایسی دعوت کا قبول کرنا کیسا ہے؟ اگر کوئی شخص ایسی دعوت کو قبول نہ کرے، بلکہ ناجائز بتلائے، تو از روئے شرع تارک سنت ہے کہ نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

قربانی کا گوشت امیر غریب سب کو دینا درست ہے، عزیز واقارب کو بھی دیا جا سکتا

---

[1] وندب ان لاینقص التصدق عن الثلث ولو حبس الکل لنفسه جاز الخ الدر المختار مع الشامی ص ۲۰۸/ج۵/مکتبه نعمانیه، کتاب الاضحیة، الهندیة ص ۳۰۰/ج۵/کتاب الاضحیة، الباب الثامن فی محل اقامة الواجب مطبوعه کوئٹه، تبیین الحقائق ص ۸/ج۶/کتاب الاضحیة، مکتبه امدادیه ملتان.

ہے، پکا کر کھلانا اور دعوت کرنا بھی درست ہے، جو شخص ایسی دعوت کو ناجائز بتلائے اس سے دلیل طلب کی جائے، نذر کی قربانی کا گوشت صدقہ کرنا واجب ہے، اگر چہ پکا کر ہو وہ مالدار کو دینا درست نہیں[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

قربانی کے گوشت سے ایصال ثواب اور مروجہ فاتحہ

سوال:- ہندوستان میں بعض اشخاص کے یہاں یہ دستور ہے کہ مردوں کی ارواح کو ایصال ثواب یعنی فاتحہ کرنے کے لئے قربانی والے گوشت سے مردوں کی فاتحہ نہیں دلاتے بلکہ کہتے ہیں کہ جس شخص کے نام سے قربانی ہوتی ہے، اس کو ثواب ملے گا اس گوشت کا اس لئے علیحدہ گوشت منگوا کر بعد پکانے کے مردوں کی فاتحہ دلاتے ہیں، ہندوستان کی یہ جاہل رسم قابل ترک و بدعت ہے یا نہیں، عوام کا یہ کہنا ہے کہ قربانی کا ثواب جس کے نام کیا مل گیا، سب ارواح کو نہیں ملے گا، اور نہ اس گوشت سے ثواب ملے گا، کیونکہ قربانی والا گوشت تو وہی ہے، اس لئے علیحدہ خریدتے ہیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

عوام کا یہ عقیدہ اور خیال غلط و باطل ہے جس نے قربانی کی اس کو ثواب نفس قربانی کا ملا ہے، گوشت کو خدا کے واسطے دینے کا ثواب مستقل ہے، قربانی کی وجہ سے اس میں کمی نہیں آتی۔

---

[1] ویستحب أن یاکل من اضحیته ویطعم منهاغیره والافضل ان یتصدق بالثلث ویتخذ الثلث ضیافة لاقاربه واصدقائه ویدخر الثلث ویطعم الغنی والفقیر جمیعاً وان وجبت بالنذر فلیس لصاحبها ان یاکل منها شیئاً ولاأن یطعم غیره من الاغنیاء الهندیة ص ۳۰۰/ج۵/کتاب الاضحیة، الباب الخامس،فی بیان محل اقامة الواجب الخ مکتبه کوئٹه پاکستان،شامی کراچی ص۳۲۸/ ج۶/کتاب الاضحیة،تبیین الحقائق ص۸/ج۶/کتاب الاضحیة،مکتبه امدادیه ملتان.

طریقۂ مروجہ پر یعنی کھانا سامنے رکھ کر اس پر فاتحہ پڑھنا بھی شرعاً بے اصل ہے، اور بدعت ہے[۱] اس کا ترک ضروری ہے، بلا التزام تاریخ وہیئت وغیرہ کے جب توفیق ہو غلہ، کھانا، کپڑا، نقد، جوتہ، وغیرہ دے کر یا نماز، قرآن، دعا پڑھ کر یا روزہ رکھ ثواب پہنچا دیا جائے، اس میں کوئی مضائقہ نہیں[۲] جس شخص کو جس چیز کی زیادہ ضرورت ہو وہ چیز دینے سے زیادہ ثواب ہوتا ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

خدمت گزاروں کو قربانی کا گوشت

سوال:-متعدد جگہ دستور ہے کہ قصائی، نائی، دھوبی، بھنگی بھی قربانی کا گوشت مانگتے ہیں اور ان کو دیا بھی جاتا ہے، اگر نہ دیا جائے، تو وہ سمجھتے ہیں کہ ہمارا حق مار لیا اور بہت ناراض ہوتے ہیں، تو شرعاً اس کا کیا حکم ہے، آیا ان کا اپنا حق الخدت سمجھنا اور اس بناء پر ان کو دینا صحیح ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ حق الخدمت سمجھنا بھی غلط ہے، اور اس طرح دینا بھی منع ہے، اگر اس طرح دیدیا ہے، تو جس قدر دیا ہے، اس کی قیمت صدقہ کردی جائے۔ شامی ص ۲۰۹/ج ۵/[۳] بغیر حق

[۱] قرأة الفاتحة والاخلاص والكافرون على الطعام بدعة (فتاوی سمرقندی بحواله فتاویٰ رحیمیه ص ۱۹۳/ج ۳/باب رسومات وبدعات)

[۲] للانسان ان يجعل ثواب عمله لغيره صلوٰة اوصوماً اوصدقة اوغيرها (شامی زکریاص ۱۵۱/ج ۳/مطلب فی القرأة للميت) باب صلاة الجنائز، تاتارخانیه ص ۵۴۵/ج ۲/کتاب المناسک، الفصل الخامس عشر فی الرجل يحج عن الغير، ادارة القرآن کراچی، عالمگیری کوئٹه ص ۲۵۷/ج ۱/کتاب الحج الباب الرابع عشر فی الحج عن الغير.

[۳] ولا يعطىٰ اجر الجزار منها لأنه كبيع قوله كبيع لان كلامنهمامعاوضة لانه انمايعطى الجزار بمقابلة جزره. نعمانيه كتاب الاضحية، تبيين الحقائق ص ۸، ۹/ج ۶/كتاب الاضحية، مكتبه امداديه ملتان، البحر كوئٹه ص ۱۷۸/ج ۸/كتاب الاضحية.

الخدمت کے دیا جائے تو مضائقہ نہیں[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

قربانی کا گوشت خاکروب وغیرہ کو دینا

سوال:-قربانی کا گوشت آیا ہنود کو دے سکتے ہیں، یا نہیں اس میں خاکروب بھی شامل ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ذمی کو دینا جائز ہے[2] چاہے وہ خاکروب ہو یا کوئی اور لیکن کسی خدمت وغیرہ کے عوض میں دینا درست نہیں۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

قربانی کا گوشت مہترانی کو دینا

سوال:-میرا معمول ہے کہ ہر عید الاضحیٰ پر ایک بکرے کی قربانی جناب رسول اللہ ﷺ کی طرف سے کیا کرتا ہوں، اس سلسلہ میں دریافت طلب یہ ہے کہ کیا اس کا گوشت اپنے یہاں کی مہترانی کو دیا جا سکتا ہے، علاوہ ازیں اس قربانی کے گوشت کے تین حصے کر لئے جاتے ہیں،

---

[1] مایدفعه الی الجزار اجرة عوض عن عمله وجزارته ولاتجوز المعاوضة بشئی منها فاما ان دفع الیه لفقره اوعلی سبیل الهدیة فلابأس الخ اعلاء السنن ص۲۶۷/ ۱۷/کتاب الاضاحی،ادارة القرآن کراچی،حاشیه الشلبی ص ۹/ ج۶/کتاب الاضحیة،مکتبه امدادیه ملتان.

[2] ویهب منهاما شاء للغنی والفقیر والمسلم والذمی کذافی الغیاثیة (الهندیةص ۳۰۰/ج۵/ الباب الخامس فی بیان محل اقامة الواجب الخ /مکتبه کوئٹه پاکستان)اعلاء السنن ص۲۵۸/ ج۱۷/باب بیع جلدالاضحیة،ادارة القرآن کراچی حاشیه الطحطاوی علی الدرالمختار ص۱۶۶/ ج۴/کتاب الاضحیة، کراچی.

ان کی تقسیم ایسے ہوتی ہے کہ ایک حصہ اپنے لئے دوسرا عزیزوں اور احبابوں کے لئے، تیسرا حصہ غرباءمساکین کے لئے دوسری بات یہ ہے کہ میں کسی کسی موقع پر حضور ﷺ کی طرف سے صدقہ کا بکرا کرتا ہوں، اوراسی طرح ایک بزرگ ہیں، ان کی طرف سے بھی صدقہ کا بکرا کیا کرتا ہوں کیا صدقہ کا گوشت اپنے یہاں کی مہترانی کو بھی دیا جاسکتا ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

دونوں قسم کی قربانی کا گوشت مہترانی کو بھی دینا درست ہے[1]، مگر معاوضۂ خدمت میں نہ ہو، حضرت نبی اکرم ﷺ کی طرف سے جو قربانی کی جائے، اس کے تین حصے کر لینا درست ہیں[2]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۳/۹/۸۸ھ

غیر مسلم کو قربانی کا گوشت

سوال:- قربانی کا گوشت غیر مسلم بھنگی وغیرہ کو دینا کیسا ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

جائز ہے[3]، مگر معاوضۂ خدمت میں نہ دے[4]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] ویهب منها ماشاء للغنی والفقیر والمسلم والذمی (الهندیة ص ۳۰۰/ ج۵/ کتاب الاضحیة، الباب الخامس فی بیان محل اقامة الواجب، مکتبه کوئٹه پاکستان، اعلاء السنن ص ۲۵۸/ ج۱۷/ باب بیع جلد الاضحیة، ادارة القرآن کراچی، حاشیة الطحطاوی علی الدر المختار ص ۱۶۶/ ج۴/ کتاب الاضحیة کراچی.

[2] من ضحی عن میت جازله الاکل منها والهدیة والصدقة والاجر للمیت والملک للذابح شامی کراچی ص ۳۲۶/ ج۶/ کتاب الاضحیة، بزازیة علی الهندیة ص ۲۹۰/ ج۶/ کتاب الاضحیة، السابع فی الاضحیة.

(حاشیہ نمبر۳، ۴/ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

قربانی کا گوشت ہندوکو دینا

سوال:- قربانی کا گوشت ہندو کو دینا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جس قربانی کا گوشت صدقہ کرنا واجب نہیں وہ گوشت ہندو کو دینا جائز ہے، بشرطیکہ کسی معاوضہ میں نہ ہو لیکن بہتر یہ ہے کہ دیندار آدمی کو دے[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

قربانی اور عقیقہ کا گوشت غیر مسلم کو دینا

سوال:- قربانی اور عقیقہ کا گوشت غیر مسلموں کو دیا جا سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جس قربانی کا گوشت صدقہ کرنا واجب ہے جیسے نذر اس کا گوشت غیر مسلم کو نہ دیا

(پچھلے صفحہ کے باقی حواشی) [۳] ویھب منھا ما شاء للغنی والفقیر والمسلم والذمی (الھندیة ص ۳۰۰/ ج۵ / کتاب الاضحیة، الباب الخامس فی بیان محل اقامة الواجب الخ، اعلاء السنن ص ۲۵۸/ ج۱۷ / باب بیع جلد الاضحیة، ادارة القرآن کراچی، حاشیه الطحطاوی ص ۱۶۶/ ج۴ / کتاب الاضحیة، کراچی.

[۴] ولا یعطی اجر الجزار منھا لانه کبیع شامی نعمانیه ص ۲۰۹/ ج۵ / کتاب الاضحیة، تبیین الحقائق ص ۹/ ج۶ / کتاب الاضحیة، مکتبه امدادیه ملتان.

(حاشیہ صفحہ ھذا) [۱] مباح له ان یطعم منھا الغنی والکافروان یھدی منھاان شاء ذٰلک الی قوله ولا تجوز المعاوضة بشئی منھا فأمان دفع الیه لفقره اوعلیٰ سبیل الھدیة فلابأس. (اعلاء السنن ص ۲۷۴، ۲۶۷/ ج۱۷ / کتاب الاضاحی) مطبوعه مکة المکرمه، حاشیة الشلبی علی الزیلعی ص ۹/ ج۶ / کتاب الاضحیة، مکتبه امدادیه ملتان.

جائے، اور عام قربانی کا گوشت جیسے عقیقہ کا گوشت غیر مسلم غیر حربی کو بھی دینا درست ہے[1]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

قربانی کا گوشت سکھا کر دیر تک رکھنا

سوال:- بعض آدمی قربانی کا گوشت ہفتوں بلکہ مہینوں تک سکھا کر رکھتے ہیں، اور کھاتے رہتے ہیں، ایسا کرنے میں شرعاً کوئی قباحت تو نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

کوئی قباحت نہیں[2]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

سب قربانیوں کے گوشت کو جمع کر کے تقسیم کرنا

سوال:- اگر کسی بستی کے تمام مسلمان اتفاق قائم رکھنے کی غرض سے قربانی کے

---

[1] ویهب منها ماشاء للغني والفقير والمسلم والذمي الخ (الهندية ص ٣٠٠/ج٥/كتاب الاضحية، الباب الخامس في بيان محل اقامة الواجب الخ (مكتبه كوئٹه پاكستان) اعلاء السنن ص ٢٥٨/ج١٧/باب بيع جلد الاضحية، ادارة القرآن كراچی طحطاوی علی الدر ص ١٦٦/ ج٤/كتاب الاضحية.

[2] ويأكل من لحم الاضحية ويؤكل غنيا ويدخر درمختار لقوله عليه الصلوٰة والسلام بعد النهي عن الادخار كلوا واطعموا وادخروا الحديث رواه الشيخان واحمد ردالمحتار ٢٠٨/ج٥/ مطبوعه نعمانيه، كتاب الاضحية) تبيين الحقائق ص٨/ج٦/كتاب الاضحية، مكتبه امداديه ملتان، البحر كوئٹه ص ١٧٨/ج٨/كتاب الاضحية.

گوشت کو طریقۂ مستحبہ کے مطابق تین حصہ کرکے ایک حصہ جو خویش وا قارب کا ہے ایک جگہ جمع کیا، مگر چند حضرات نے اعتراض کیا کہ ہم لوگ خویش وا قارب کا حصہ جمع نہیں کرینگے، غرباء ومساکین کا حصہ جمع کردیں گے، اس طرح جمع شدہ گوشت میں نصف صرف غرباء ومساکین کا حق رہا اور نصف جو خویش وا قارب کا حق ہے، اس میں بھی غرباء ومساکین کا حق بہ حیثیت قرابت وخویشی ثابت یا قائم ہے، لہٰذا جمع شدہ گوشت کے چار بھاگ کا تین بھاگ صرف غرباء ومساکین کا حصہ ہے، مگر ذمہ دار حضرات نے اس کی تقسیم اس طرح کی کہ تمام گوشت کو ایک ہی ساتھ شامل کرکے بستی کے تمام مسلمانوں میں یہ حصہ برابر بھاگ کردیا، جس میں امیر غریب اہل نصاب سب شامل ہیں، یہاں تک کہ قربانی دہندہ بھی اہل نصاب کو وہ گوشت لینا کیسا ہے، جبکہ معترضین نے صرف غرباء ومساکین کا حصہ کہہ کردیا تھا، اور ان طریقوں میں جو طریقہ راہِ صواب سے دور ہو سب واضح کیا جائے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

قربانی کے گوشت کو تین حصہ قرار دینا ایک اپنے گھر کے لئے ایک خویش واقرباء کیلئے ایک غرباء ومساکین کے لئے یہ محض سنت ہے، واجب نہیں، گھر کے آدمی زیادہ ہوں تو سب گھر میں رکھ لینا بھی درست ہے، دل چاہے تو سب غرباء ومساکین پر تقسیم کرلینا بھی درست ہے، اس اتفاق کی کیا ضرورت پیش آئی کہ سب گوشت ایک جگہ جمع کرکے تقسیم کیا جائے،[1] اگر ہر شخص اپنی مرضی کے مطابق اپنی قربانی کا گوشت جس طرح چاہے دے اور کھائے، اس میں کیا نااتفاقی اور لڑائی کا اندیشہ ہے، ہمارے خیال میں تو ہر شخص کو آزاد رکھنا چاہئے، جس چیز کی

---

[1] والافضل ان یتصدق بالثلث ویتخذ الثلث ضیافۃ لاقاربہ واصدقائہ ویدخر الثلث ویطعم الغنی والفقیر، ولو تصدق بالکل جاز ولو حبس الکل لنفسہ جاز الخ، الھندیۃ، ص ۳۰۰/ج۵/کتاب الاضحیۃ، الباب الخامس فی بیان محل اقامۃ الواجب، مطبوعہ کوئٹہ پاکستان، شامی کراچی ص ۳۲۸/ج۶/کتاب الاضحیۃ، تبیین الحقائق ص۸/ج۶/کتاب الاضحیۃ، مکتبہ امدادیہ ملتان.

شریعت نے پابندی نہیں کی اپنی طرف سے اس کی پابندی نہیں چاہئے، جس قربانی کا گوشت صدقہ کرنا واجب ہے، اس کا گوشت قربانی کرنے والا نہ خود کھائے نہ اپنے بیوی بچوں کو کھلائے، نہ کسی صاحب نصاب خویش واقارب وغیرہ کو دے، بلکہ تمام صدقہ کردے، مثلاً کسی شخص نے وصیت کی کہ میری طرف سے قربانی کی جائے، اوراس کا انتقال ہوگیااور ورثاء نے اس کی طرف سے قربانی کی تو اس کا تمام گوشت صدقہ کیا جائے[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۷/۳/۶ ۱۴۰ھ

قربانی کا گوشت تقسیم کے لئے دیا تھا اس کو فروخت کردیا

سوال:- حافظ محمد یٰسن نے ایک بچھڑی قربانی کی اور مسجد میں آیا اور امام مسجد کو حافظ محمد یٰسین نے قربانی کا گوشت تقسیم کرنے کو دیا کہ اس کو بستی میں تقسیم کردو، کیونکہ بستی میں مدت دراز سے قربانی بند ہے، امام مسجد نے گوشت ایک دوآنہ سیر بیچ دیا، لوگوں میں چرچا ہوا کہ یہ گوشت بیچنا جائز نہیں، امام مسجد بستی نے کہدیا کہ جائز ہے، آپ مندرجہ ذیل امور کو مدنظر رکھتے ہوئے، شریعت کا حکم تحریر فرمائیں کیونکہ پبلک کو خطرہ ہے کہ قربانی کے گوشت فروخت کرنے کا عام رواج نہ ہوجائے، مدرسہ کی مہر بھی ہونی چاہئے، تاکہ لوگوں کو اعتبار ہوجائے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

قربانی کا گوشت بیچنا جائز نہیں ہے[2]، امام نے مسئلہ غلط بتایا، امام کے ذمہ واجب ہے

---

[1] من ضحی عن میت جازله الاکل منهاوالهدیة والصدقة ،والاجر للمیت والملک للذابح شامی کراچی ص ۳۲۶/ج۶/ کتاب الاضحیة،بزازیة علی الهندیة ص ۲۹۵/ج۶/ کتاب الاضحیة، السابع فی الاضحیة.

[2] ومفاده صحة البیع مع الکراهة وعند ابی یوسف باطل لانه کالوقف.سکب الانهر علی مجمع الانهر ص ۱۷۵/ج۵/ کتاب الاضحیة،مکتبه دارالکتب العلمیة بیروت،البحر کوئٹه ص ۱۷۸/ ج۸/ کتاب الاضحیة،شامی کراچی ص ۳۲۸/ج۶/ کتاب الاضحیة.

کہ گوشت کی تمام قیمت کو واپس کردے، جس سے جتنی قیمت لی ہے، ہر ایک کی قیمت واپس کردے[1]، کیونکہ حافظ محمد یٰسن نے گوشت تقسیم کرنے کیلئے دیا تھا، بیچنے کے لئے نہیں دیا تھا، اگر امام مسجد قیمت واپس نہیں کریگا تو سخت گنہگار ہوگا، اگر اس امام سے بہتر کوئی دوسرا شخص موجود ہو تو دوسرے امام کو امام بنایا جائے، اور اس بیچنے والے امام کو علیحدہ کردیا جائے، اس کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے[2]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۲/۱۲/۶۰ھ

الجواب صحیح سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۲/۱۲/۶۰ھ

الجواب صحیح عبداللطیف غفرلہٗ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۲/۱۲/۶۰ھ

قربانی کا گوشت فروخت کرنا

سوال:- قربانی کرنے والا اپنی قربانی کے گوشت کو فروخت کرسکتا ہے، یا نہیں؟ اگر اس نے خود قربانی نہ کی دوسروں کے یہاں سے گوشت آیا ہو تب کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اپنی قربانی کا گوشت فروخت کرنا مکروہ ہے، اگر فروخت کردیا تو قیمت صدقہ کرنا

---

[1] ویردونها علی اربابها ان عرفوهم والاتصدقو ابها لان سبیل الکسب الخبیث، التصدق اذا تعذرالرد علی صاحبه، (شامی نعمانیه ص۳۴۷/ ج۵/ فصل فی البیع، کتاب الحظروالاباحة، البحر کوئٹه ص ۲۰۱/ ج۸/ فصل فی البیع، کتاب الکراهیة، تبیین الحقائق ص۲۷/ ج۶/ کتاب الکراهیة، فصل فی البیع.

[2] یکره امامة عبدواعرابی وفاسق واعمی الدرالمختارمع الشامی کراچی ص ۵۵۹/ ج ۱/ کتاب الصلوة، باب الامامة، مجمع الانهر ص ۱۶۳/ ج ۱/ باب الجماعة، دارالکتب العلمیه بیروت، البحر کوئٹه ص ۳۴۸/ ج ۱/ باب الامامة.

واجب ہے[۱]، جو گوشت کسی دوسرے شخص نے قربانی کا دیا ہو اس کو فروخت کرنا درست ہے[۲]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

قربانی کے دودھ سے انتفاع

سوال:-اگر قربانی کے لئے جانور خریدا اور اس کے تھنوں میں دودھ ہے، تو اس کو دوہ کر اپنے کام میں لانا شرعاً کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

مکروہ ہے، اس لئے کہ اگر قربانی کے وقت میں دیر ہو تو دودھ دوہ کر صدقہ کر دیا جائے[۳]۔ شامی ج۵/ص۲۰۹/۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

---

[۱] فان بیع اللحم او الجلد به أی بمستهلک او بدراهم تصدق بثمنه ومفاده صحة البیع، الدر مختار علی الشامی ص ۲۰۹/ج۵/کتاب الاضحیة، البحر کوئٹه ص۱۷۸/ج۸/کتاب الاضحیة، تبیین الحقائق ص ۹/ج۶/کتاب الاضحیة، مکتبه امدادیه ملتان.

[۲] وللغنی ان یشتری الصدقة الواجبة من الفقیر ویأکلها وکذا لو وهبها له کما علم ان تبدل الملک کتبدل العین الخ، کما قال علیه الصلوة والسلام فی واقعة بریرة هو لها صدقة ولنا هدیة الخ البحر کوئٹه ص ۲۴۵/ج۲/باب المصرف، شامی کراچی ص۱۱۶/ج۶/باب موت المکاتب.

[۳] ویکره الانتفاع بلبنها فان کانت التضحیة قریبة نضح ضرعها بالماء البارد والاحلبه وتصدق به (شامی نعمانیه ج۵/ص ۲۰۹/کتاب الاضحیة، المحیط البرهانی ص ۴۷۰/ج۸/کتاب الاضحیة، الفصل السادس فی الانتفاع، خانیه علی الهندیة ص ۳۵۴/ج۳/کتاب الاضحیة، فصل الانتفاع بالاضحیة.

قربانی کی اون ذبح سے قبل

سوال:- زید نے قربانی کے لئے دنبہ خریدا جس پر اون کافی مقدار میں ہے اور قیمتی ہے، زید چاہتا ہے کہ اون کاٹ کر اپنے کام میں لائے یا فروخت کرے تو شرعاً اسکا کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

زید کو ایسا نہیں کرنا چاہئے اگر اون کاٹ لی ہے تو اس کو صدقہ کردے۔ عالمگیری ج ۴ رص ۱۰۶ [۱] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

قربانی کی اون ذبح کے بعد

سوال:-قربانی کردی گئی اس جانور کے تھنوں میں دودھ ہے، یا اس کے بدن پر اون ہے تو اس دودھ کو یا اس اون کو اپنے کام میں لانا درست ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

درست ہے۔ عالمگیری ج ۴ رص ۱۰۶ [۲] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

---

[۱] اذااخذ شيئاً من الصوف من طرف من اطراف الاضحية للعلامة فى ايام النحر لايجوز له أن يطرح ذلک الصوف ولاان يهب لاحد بل يتصدق بذلک الصوف على الفقراء (الهندية ج۵/ ص ۳۰۱/ الباب السادس الخ مكتبه كوئٹه پاكستان)شامى كراچى ص ۳۲۹/ج۶/كتاب الاضحية،المحيط البرهانى ص ۴۷۰/ج۸/فصل السادس فى الانتفاع فى الاضحية،ادارة القرآن.

[۲] واذا ذبحها فى وقتها جازله أن يحلب لبنها ويجر صوفها وينتفع به الخ،الهنديه ج۵/ ص ۳۰۱/الباب السادس الخ،مكتبه كوئٹه پاكستان)المحيط البرهانى ص ۴۷۰/ج۸/كتاب الاضحية،الفصل السادس،ادارة القرآن،شامى كراچى ص ۳۲۹/ج۶/كتاب الاضحية.

قربانی کے جانور سے اُتاری ہوئی اون کا حکم

سوال: -قربانی کے جانور کی اون جو کہ سال کے دوران مونڈ لی جائے اسکا کیا حکم ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

وہ درست ہے جو دل چاہے کریں، ایام نحر میں مونڈی ہو تو صدقہ کر دیں[1]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۸/۱۲/۹۵ھ

قربانی کا بہا ہوا خون پینا

سوال: -بہت سے آدمی دوا کے طور پر قربانی کا بہا ہوا خون پیتے ہیں، یہ کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

بہا ہوا خون قربانی کا ہو یا کسی اور طرح کا سب حرام اور نجس ہے، "**او دماً مسفوحاً الایة**"[2]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند یکم شعبان ۹۰ھ

قربانی کا خون کیا کیا جائے

سوال: -قربانی کے خون کا کیا کیا جائے، یونہی چھوڑ دیا جائے، اس کے احترام کا کیا طریقہ ہے؟

---

[1] وکره جز صوفها قبل الذبح لينتفع به فان جزه تصدق به (درمختار علی الشامی کراچی ج۶/ ص ۳۲۹/ کتاب الاضحية، المحيط البرهانی ص ۴۷۰/ ج۸/ الفصل السادس، ادارة القرآن الهندية ص ۳۰۱/ ج۵/ الباب السادس الخ مطبوعه کوئٹه.

[2] **ترجمہ**: یا بہتا ہوا خون ہو۔ آیت ۱۴۵/ سورہ انعام پارہ ۸/۵۔

الجواب حامداً ومصلیاً

شریعت نے قربانی کے خون کے احترام کرنے کا حکم نہیں کیا، جس طرح دوسرے ذبیحوں کا خون ناپاک ونجس ہے، اسی طرح قربانی کا خون بھی ناپاک ونجس ہے[1]، یونہی چھوڑ دیا جائے، اور گڈھے میں مٹی ڈال کر دبا دیا جائے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود عفی عنہ

قربانی کی ہڈیوں کا حکم

سوال:- قربانی کی ہڈیوں کا کیا کرنا چاہئے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ہڈیوں کو دفن کردیا جائے[2] یا ان کو فروخت کرکے کے قیمت غرباء ومساکین پر صدقہ کردی جائے[3] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۲۶/۱۲/۸۵ھ

الجواب صحیح: سید مہدی حسن غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۳۰/۱۲/۸۵ھ

---

[1] قُلْ لَّآ اَجِدُ فِیْ مَآ اُوْحِیَ اِلَیَّ مُحَرَّمًا عَلٰی طَاعِمٍ یَّطْعَمُهٗۤ اِلَّاۤ اَنْ یَّكُوْنَ مَیْتَةً اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا الایة، ۱۴۵/ پارہ ۸/سورہ انعام.

ترجمہ: آپ کہہ دیجئے کہ جو کچھ احکام بذریعہ وحی میرے پاس آئے ہیں، ان میں تو کوئی حرام غذا پاتا نہیں، کسی کھانے والے کے لئے جو اس کو کھاوے مگر یہ کہ وہ مردار ہو یا بہتا ہو خون۔

[2] ویدفن اربعة: الظفر والشعر وخرقة الحیض والدم، شامی کراچی ص ۴۰۵/ج ۶/ کتاب الحظر والاباحة، فصل فی البیع.

[3] "فان بدل اللحم او الجلد به یتصدق به ای بالبدل لان القربة انتقلت الیٰ بدله فیجبر علی التصدق به الخ سکب الانہر علی مجمع الانہر، ج ۴/ ۱۷۴/ مطبوعه دار الکتب العلمیه، بیروت، کتاب الاضحیة"

جانور کی رسی کا صدقہ کرنا

سوال:-قربانی کے جانور کو جس رسی میں یا زنجیر میں باندھا جاوے تو بجائے زنجیر کے اگر اس کی قیمت ادا کردی جاوے تو درست ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب حامداً ومصلیاً

رسّی یا زنجیر کا صدقہ کرنا مستحب ہے فرض نہیں قیمت ادا کرنے سے اس کا تو ثواب ہوگا لیکن رسی کے صدقہ کا استحباب حاصل نہ ہوگا[۱] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی غفرلہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۱/۱۷/ ۵۳ھ

الجواب صحیح: عبد اللطیف غفرلہٗ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۱/۱۹/ ۵۳ھ

قربانی کے جانور کی رسّی کا صدقہ ہے

سوال:-قربانی کے جانور کی رسی اور جھول وغیرہ کو صدقہ کردینا واجب ہے، ہمارے یہاں کا رواج ہے کہ لوگ جانور خرید کر پھر بائع کے پاس چرائی پر چھوڑ دیتے ہیں، اور اس کو چرائی کی اجرت دیتے ہیں، جب قربانی کرنی ہوتی ہے تو جا کر جانور کو اپنی رسی میں باندھ کر لاتے ہیں، اور فوراً قربانی کردیتے ہیں، کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ اسی رسی میں پھر سے جا کر دوسرے جانور کو باندھ کر لاتے ہیں، اور ذبح کردیتے ہیں، ایسی صورت میں رسی اس جانور کی قرار پائیگی، اور واجب التصدق ہوگی، یا وہ رسی جس میں بائع جانور کو اپنے گھر باندھتا تھا؟

الجواب حامداً ومصلیاً

قربانی کا جانور خرید کر جب لایا گیا اور بائع نے اس کو رسی میں باندھ کر دیا، یعنی مع

---

[۱] ولا یعطی اجر الجزار منها لقوله صلی اللّٰه علیه وسلم لعلی رضی اللّٰه عنه تصدق بجلالها وخطامها ولا تعط اجرا الجزار منها شیئاً شامی کراچی ص ۳۲۹/ ج ۶/ کتاب الاضحیة، تبیین الحقائق ص ۹/ ج ۶/ کتاب الاضحیة.

رسی کے تو اس رسی کو صدقہ کردیا جائے،[۱] اگر اپنی رسی میں اس کو رکھا ہے تو اس کو صدقہ کرنے کا حکم نہیں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[۱] ویتصدق بجلدها وكذا بجلالها وقلائدها فانه يستحب (شامی کراچی ج۶/ص۳۲۸/ کتاب الاضحية) تبيين الحقائق ص۸/ج۶/کتاب الاضحية، مکتبه امدادیه ملتان، البحر کوئٹه ص۱۷۸/ج۸/کتاب الاضحية.

باب نہم: قربانی کے متفرق احکام

غلطی سے ایک دوسرے کی قربانی ذبح کردی

سوال:- دو آدمیوں نے قربانی کیلئے دو بکریاں خریدیں مگر ان میں کوئی شناخت ایسی نہیں تھی کہ دونوں اپنی اپنی بکری کو پہچان سکیں یا شناخت تھی، مگر بھول گئے اور دونوں نے ایک ایک بکری کی قربانی کردی بعد میں معلوم ہوا کہ کسی نے بھی اپنی بکری کی قربانی نہیں کی، بلکہ ہر ایک نے دوسرے کی بکری کی قربانی کی ہے، ایسی صورت میں کیا دونوں کو دوبارہ قربانی لازم ہوگی۔

الجواب حامداً ومصلیاً

نہیں بلکہ دونوں کی قربانی ہوگئی۔ شامی ج ۵/ص ۲۱۰/[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دوسرے مقام پر روپیہ بھیج کر قربانی کرانا

سوال:- زید کانپور میں پیدا ہوا اور اس شہر میں پرورش پائی، اور سکونت بھی اختیار کرلی، مگر قربانی اپنے وطن میں روپئے بھیج کر گائے، بکری وغیرہ کی کرتا ہے، کچھ تو رقم کی سہولت اور کچھ گائے وغیرہ کی قربانی کی اجازت شہر کانپور میں نہ ہونے کی وجہ سے اپنے وطن میں کراتا ہے تو درست ہے یا نہیں؟ اس کو اپنے ہی شہر میں قربانی کرنی چاہئے یا دوسرے شہر میں جہاں اعزہ واقارب رہتے ہیں، کرسکتا ہے، ثواب میں تو کچھ کمی نہ ہوگی؟

---

[1] ولو غلط اثنان وذبح کل شاۃ صاحبہ یعنی عن نفسہ صح استحساناً بلاعزم الخ، الدر المختار علی الشامی ج۵/ص ۲۱۰/کتاب الاضحیۃ مکتبہ نعمانیہ، تبیین الحقائق ص ۹/ج ۶/کتاب الاضحیۃ، مکتبہ امدادیہ ملتان، مجمع الانہر ص ۱۷۵/ج ۴/کتاب الاضحیۃ، دار الکتب العلمیہ بیروت.

الجواب حامداًومصلیاً

اس طرح بھی قربانی درست ہے[۱]، اپنے ہاتھ سے قربانی کرنے[۲] اوراپنی قربانی کا گوشت کھانے کی فضیلت حاصل نہ ہوگی[۳] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود عفی عنہ دارالعلوم دیوبند

کسی کی دل جوئی کے لئے شعائر کوترک کرنا

سوال: اگرکوئی فرد یاعامۃ المسلمین جوصاحب نصاب ہوں موجودہ وقتی ضرورت ملحوظ رکھتے ہوئے (برادران وطن یاہمسایہ اقوام سے مرعوب یاخائف ہوکرنہیں) بلکہ ان کی دلجوئی تعلقات ہم سائیگی خوشگوار پیدا کرنے رفع شر یادفع مضرت کے خیال سے امسال بجائے گائے کے بکرے یا بھیڑ وغیرہ کی قربانی کرلیں،تو شرعی یادینی نقطۂ نظر سے کوئی حرج یا

---

[۱] أن الرجل اذاكان فى مصر وأهله فى مصر آخر فكتب اليهم ليضحوا عنه فانه يعتبر مكان التضحية فينبغى أن يضحوا عنه الخ (الهندية ج۵/ص ۲۹۶/الباب الرابع فيما يتعلق بالمكان والزمان مكتبه كوئٹه پاكستان)شامى كراچى ص۳۱۸/ج۶/كتاب الاضحية،مجمع الانهر ص ۱۷۰/ج۴/كتاب الاضحية،دارالكتب العلميه بيروت،تبيين الحقائق ص ۴/ج۶/كتاب الاضحية،مكتبه امداديه ملتان.

[۲] وعن المسيب بن رافع ان ابا موسى كان يامر بناته ايذبحن نسائكهن بايديهن الخ قال العلامة ظفراحمد العثمانى،واثرابى موسى رضى اللّٰه عنه يدل على افضلية المباشرة اعلاء السنن ص ۲۷۵/ج۱۷/كتاب الاضاحى،باب افضلية مباشرة التضحية،وندب ان يذبح بيده ان علم ذالک الخ تبيين الحقائق ص ۹/ج۶/كتاب الاضحية،مكتبه امداديه ملتان.

[۳] لكنه فى الاضحى يؤخرالاكل عن الصلوة لانه عليه الصلوة والسلام كان لايطعم فى يوم الاضحى حتى يرجع فيأكل من اضحيته، مراقى الفلاح ص ۴۴۰/احكام العيدين،اعلاء السنن ص ۲۶۷/ج۱۷/باب الصلوة بلحوم الاضاحى،مجمع الانهر ص ۲۵۸/ج ۱/باب صلاة العيدين،دارالكتب العلميه بيروت.

مضائقہ تو نہیں یا صرف گائے ہی کی قربانی ضروری ہے، یا مصلحت وقت کے اعتبار سے بکرہ وغیرہ کی قربانی افضل ومناسب سمجھی جائے گی۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

الجواب حامداً ومصلیاً

کسی کی دلجوئی کی خاطر شعائر اسلام کو ترک کرنا ہرگز جائز نہیں، لہٰذا جب تک قدرت ہو تو ترک کرنا ممنوع ہوگا، دنیوی امور میں دلجوئی کی جاسکتی ہے، دینی امور میں اس کی گنجائش نہیں، خاص کر جبکہ آئندہ کو بالکل بند ہونے کا قوی خطرہ ہو، اب اگر کوئی دلجوئی کی گئی تو آئندہ اذان، جمعہ، عید وغیرہ سے بھی ہاتھ دھونا پڑے گا[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۳۰/۱۱/۶۶ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۳۰/۱۱/۶۶ھ

ہندو کی دل آزاری کے خیال سے اس سے خریدی ہوئی گائے کو واپس کرنا

سوال:- ایک گائے ایک شخص نے بہ نیت قربانی ایک ہندو عورت سے خریدی اور یہ بات اس عورت سے ظاہر نہیں کی کہ میں قربانی کروں گا، اور دل میں یہ خیال کیا کہ اگر کوئی دوسرا حصہ دار مل گیا تو شامل کرلوں گا چنانچہ سات حصہ دار مکمل ہوگئے، پانچویں دن کے بعد ہندوؤں کو معلوم ہوا کہ فلانی عورت نے گائے مسلمانوں کے ہاتھ بیچ دی ہے، تو انہوں نے

---

[1] والفرق بین المداهنة المنهیة والمداراة المأمورات، المداهنة فی الشریعة ان یرمی منکر او یقدر علی دفعه ولم یدفعه حفظا لجانب مرتکبه اوجانب غیره لخوف أوطمع اولاستحیاء منه او لقلة مبالاة فی الدین والمدارة بترک حظ نفسه وحق یتعلق بماله وعرضه فیسکت عنه دفعاً للشر ووقوع الضرر منه الخ مرقاة شرح مشکوٰة ج۵/ص۴/باب الأمر بالمعروف (مطبع اصح المطابع ممبئی)

اس عورت کو دھمکایا کہ تونے گائے قربانی کے لئے مسلمانوں کو کیوں دی ہے، اگر واپس نہ کرے گی تو تم کو برادری سے الگ کردیا جائے گا، اور کھانا پینا تمہارے ساتھ بند کردیا جائیگا، تو اس عورت نے مسلمانوں کے پاس آکر شور مچایا کہ گائے مجھے واپس دو نہیں تو میں برادری سے الگ کردی جاؤں گی، تو اس پر مسلمانوں نے دو تین دن انکار کیا، ان حصہ داروں میں ایک حصہ دار امام مسجد بھی تھا، جو پورا عالم نہیں اردو انگریزی پڑھا ہوا ہے، فارسی باقاعدہ نہیں پڑھی صرف ترجمہ دیکھ کر وعظ وغیرہ کہہ لیتا ہے، باقی چھ حصہ داروں نے اس امام سے دریافت کیا کہ اگر گائے واپس کردی جائے تو شریعت میں کس طرح ہے؟ تو امام صاحب نے فرمایا کہ شریعت میں واپس کرنا جائز ہے، کیونکہ اگر واپس نہ کی جائے تو ہندو اس کا کھانا پینا بند کردیں گے، اور یہ عورت پر ظلم ہے، اور ہندوؤں کی دل آزاری ہے تو پھر اس ہندو عورت سے پانچ یوم کی خوراک کا ایک روپیہ لیا اور دس روپیہ اصل قیمت اور دس روپے منافع کل اکیس روپیہ لیکر گائے واپس کردی گئی ہے، اور گیارہ روپیہ جو منافع لیا گیا تھا، اس میں تین روپیہ زائد ملا کر دوسری گائے خرید کرلی اور قربانی کی؟

(۱) تو کیا شرعاً اس نیت سے واپس کرنا کہ ہندوؤں کی دل آزاری ہوگی جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

خیال مذکورہ سے گائے کو واپس کرنا ناجائز ہے[۱]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

---

[۱] والفرق بين المداهنة المنهية والمداراة المأمورات، المداهنة فى الشريعة ان يرمى منكر اويقدر على دفعه ولم يدفعه حفظا لجانب مرتكبه اوجانب غيره لخوف أوطمع اولاستحياء منه اولقلة مبالاة فى الدين والمدارة بترک حظ نفسه وحق يتعلق بماله وعرضه فيسكت عنه دفعاً للشرووقوع الضرر منه الخ مرقاة شرح مشكوٰة ج۵/ص ۴/ باب الامربالمعروف(مطبع اصح المطابع)

قربانی کا جانور خرید کر پھر فروخت کر کے اس کی قیمت سے دوسرا جانور خریدنا

سوال:- اور منافع سے جو دوسری گائے لیکر قربانی کی گئی وہ جائز ہے یا نہیں بینوا توجروا؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اس کی قربانی درست ہوگئی۔(اس کی قیمت کو اصل قرار دیکر منافع کو صدقہ کر دینا چاہیے[1]) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۲/۱۷/۵۵ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ

صحیح: عبد اللطیف مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۲/۱۷/۵۵ھ

قربانی کی اطلاع پولیس کو دینا

سوال:- اوپر لکھی ہوئی مسمیان، ۱/تا۲/موضع شہوراتیو پوسٹ تھانہ وضلع مذکور الصدر کے ہیں، نیز مسمیان ۱/تا۴/موضع تبو کے رہنے والے جن کا پورا پتہ مذکور ہے، ان دونوں

---

[1] رجل اشتریٰ شاۃ للاضحیة وأوجبها بلسانه ثم اشتری اخری جازله بیع الاولیٰ وان کانت الثانیة شرامن الاولیٰ وذبح الثانیة فانه یتصدق بفضل مابین القیمتین الخ (الهندیة ج ۵/ص ۲۹۴/الباب الثانی فی وجوب الاضحیة بالنذروماهو فی معناه)مکتبه کوئٹه پاکستان،المحیط البرهانی ص ۴۶۰/ج۸/الفصل الثانی فی وجوب الاضحیة،بالنذر،ادارة القرآن،البحر کوئٹه ص ۱۷۵/ج۸/کتاب الاضحیة،عالمگیری کوئٹه ص ۲۹۴/ج۵/کتاب الاضحیة،الباب الثانی فی وجوب الاضحیة.

گاؤں کے درمیان فاصلہ ایک فرلانگ کا ہے، امسال بقرعید مورخہ ۲۰/ مارچ ۶۸ھ کو ہوئی، مسمیان ا/تا ۲/ نے مورخہ ۲۰/مارچ ۶۸ء کو قربانی کی، چونکہ یوپی میں اکثریت کٹرقسم کے ہندوؤں کی ہے، اس لئے وہاں کے مسلمانوں کو ضروری ہوگیا ہے کہ وہ مقامی ہندو باشندوں سے مل جل کر رہیں، اپنی طرف سے مسلمان ایسی کوئی بات نہ کریں، جس سے ہندوؤں کے دلوں میں کسی قسم کا غیر فطری یا انتقامی جذبہ پیدا ہو، ایسی حالت میں کسی مسلمان کا گائے ذبح کرنا خواہ اس کا مقصد دینی یعنی قربانی کیوں نہ ہو، اس گاؤں کے رہنے والے مسلمانوں نیز اطراف میں رہنے والے مسلمانوں کو کس قدر جانی و مالی نقصان میں مبتلا کرسکتا ہے، اس کے لئے کسی مثال کی ضرورت نہیں، کیونکہ اخبارات شاہد ہیں کہ صرف گاؤکشی کا جھوٹا بہانا بنا کر مسلمانوں کو مارا پیٹا اور پھونکا گیا، ان کی بے عزتی کی گئی، اور دوسرے نقصان اٹھانے پڑے اور یہاں ہمارے گاؤں کے چاروں طرف ہندوؤں کی اکثریت اور آبادی ہے، اور چونکہ ہم لوگوں کا پیشہ کھیتی باڑی کا ہے، مقامی اور غیر مقامی ہندوؤں سے ملے اور قانون کے بغیر ہمارے کام سرانجام نہیں دیئے جاسکتے، اور پھر یوپی میں ذبح گاؤ از روئے تعزیرات ہند ممنوع بھی ہے، جب میں نے سنا کہ مسمیان ا/تا ۴/ نے ایک عدد گائے ذبح کی ہیں، تو میں نے قبل اس کے کہ مقامی اور غیر مقامی ہندوؤں کو اس کی اطلاع پہنچتی اور وہ کسی قسم کی کاروائی پر آمادہ ہوتے، میں نے مقامی پولیس اسٹیشن کو اطلاع دیدی، اور مسمیان ا/۴/ کو گرفتار کروایا کیونکہ اس گائے کے ذبح کرنے میں انہیں چاروں نے حصہ لیا تھا، جو ایک ہی گھر کے افراد ہیں، میری اس کارروائی سے مقامی ہندوؤں نے کسی قسم کی کوئی جوابی کارروائی نہیں کی، اور نہ ہی ان کے دلوں میں کسی قسم کا انتقامی جذبہ پیدا ہوا، بلکہ وہ سب کے سب خاموش رہے، اور قانون کے حوالہ کئے گئے، افراد کی قانونی کارروائی دیکھتے رہے اور سنتے رہے، لیکن ہم اوپر لکھے ہوئے مسمیان ا/۲/ کے اوپر جو مصیبت نازل ہوئی وہ یہ ہے کہ مسمیان ا/تا ۴/ کے کورٹ میں جانے اور ضمانت پر رہا ہونے کے بعد یہ الزام لگایا گیا ہے کہ ہم دونوں نے شرع محمدی میں

مداخلت بے جا کی ہے، اور پولیس اسٹیشن کو اطلاع دیکر بھاری شرعی غلطی کی ہے، لہٰذا گاؤں کے دوسرے مسلمانوں سے مل کر ہم دونوں کا سماجی اور مذہبی بائیکاٹ کرنا اور اور کرانا چاہتے ہیں، اس تحریر کی وجہ اور مقصد یہ ہے کہ اگر مسلمانوں کو اجتماعی طور پر مالی اور جانی نقصانات سے بچانے کے لئے یا کسی مسلمان کے کئے گئے اس فعل سے جو بربادی اور تباہی دوسرے مسلمانوں پر مسلط ہونے والی تھی، بچانے کے لئے ہم دونوں کا اقدام ہمیں مجرم گردانتا ہے، اور ہم دونوں بحیثیت مسلمان قانونی اور مذہبی مجرم ہیں یا نہیں؟ (ا/محمد سلیم ابن ظہیر الدین ۲/طاہر علی بن محمد عیسیٰ خاں)

الجواب حامداً ومصلیاً

قطع نظر اس سے کہ ان چاروں افراد کا مذکورہ اقدام تعزیرات ہند کے خلاف ہے یا کہ نہیں، آپ نے از خود ہی جا کے شکایت اور چغلی کر کے ان کو گرفتار کرا دیا، یہ شکایت آپ نے قانونِ حکومت کے احترام کے جذبہ سے نہیں کی، بلکہ کاشتکاری پیشہ کی وجہ سے ہندوؤں سے مل جل کر رہنا ہوتا ہے، اگر وہ مشتعل ہو جائیں تو آپ کے کام اور پیشہ میں اندیشہ تھا، نیز فساد ہو کر دوسرے مسلمانوں کو بھی نقصان کا اندیشہ تھا، اس وجہ سے آپ نے شکایت کی ہے، مگر آپ کا یہ اندیشہ قطعی اور یقینی نہیں تھا، ہوسکتا تھا کہ اس قربانی کی اطلاع ہی نہ ہوتی اور کوئی فساد نہ ہوتا، یہ بھی ممکن تھا کہ اطلاع ہونے پر بھی ان کے جذبات نہ بھڑکتے اور فساد نہ ہوتا، اور ان دونوں باتوں کے بھی بظاہر شواہد موجود ہیں، کہیں ایسا بھی ہوا کہ اطلاع نہیں ہوئی، اور کہیں ایسا بھی ہوا کہ اطلاع ہوئی مگر فساد نہیں ہوا، تعلقات خوشگوار رہے، اور جہاں جہاں مسلمانوں کو جلا دیا گیا اور قتل کیا گیا، جانی و مالی ہر طرح کا نقصان پہنچایا گیا، کیا وہ سب کچھ ذبیحہ گاؤں کی وجہ سے ہوا ۱۹۴۷ء سے اب تک کی تاریخ دیکھئے بہت قلیل واقعات ایسے ملیں گے جہاں یہ چیز بنیادِ فساد تھی، اس قدر قلیل کہ نہ ہونے کے درجہ میں ہے، اصل بنیاد تو اسلام ہے، بقیہ سب چیزیں تو شاخیں ہیں، آپ کی نیت کتنی ہی نیک ہو اور جذبہ کتنا ہی صحیح ہو اور غلط وہم کی وجہ سے

ایسا کیا ہو تب بھی گمان فساد سے تحفظ کی خاطر ان افراد کو یقینی اور قطعی مصیبت میں تو آپ نے گرفتار کرایا، آپ اپنا دل کسی کو چیر کر نہیں دکھلا سکتے، دوسرے تو یہی سمجھیں گے کہ آپ نے غیروں سے مل کر اپنوں کو پھنسوا دیا، اس کا لازمی نتیجہ یہ ہونا ہی تھا کہ دوسرں کے جذبات ٹھنڈے ہوئے اور اپنوں کے مشتعل ہوئے، جس طرح آپ کے ان چار کو گرفتار کرانے پر ہند وخوش تھے اور تماشہ دیکھ رہے تھے، اور یہ سمجھ رہے تھے کہ آپ بالکل ان کے ہوگئے کہ اپنے بھائیوں کو ان کی وجہ سے گرفتار کرایا، اس طرح وہ اب بھی خوش ہیں، اور تماشہ دیکھ رہے ہیں کہ جن بھائیوں کو آپ نے گرفتار کرایا وہ آپ کے نہیں رہے، اور آپ کی مخالفت کر رہے ہیں، اس سب کے لڑنے اور مخالفت کرنے میں ان کو کچھ نہیں کرنا پڑا، نہ وہ آپ سے برے بنے، نہ گرفتار شدگان سے، نہ دیگر اہل بستی سے، نہ پولیس سے، نہ بالائی حکومت سے، غور کریں کہ آپ کی اس نیک نیتی کے نتائج کتنے دوررس ہیں، اور چونکہ اس قسم کے واقعات بھی پیش آتے رہتے ہیں، کہ دوسروں سے سازش کر کے خواہ ان کو خوش کرنے کے لئے بطور خوشامد یا کسی لالچ کی وجہ سے ان کی مخالفت بھی کی جاتی ہے، اس لئے بہتر یہ ہے کہ مقامی یا آس پاس کے اہل علم اور اہل دانش کے سامنے اپنا معاملہ رکھ کر صفائی کر لی جائے، تاکہ بدگمانی رفع ہو جائے، جو حضرات آپ کے اور وہاں کے حالات سے واقف ہیں ان کی رائے امید ہے کہ اقرب الی الصواب ہوگی[۱] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۲۴/۱/۸۸ھ

خطرۂ جان کے وقت قربانی نہ کرنا

سوال:- آپ خوب واقف ہیں کہ ہندو قوم کو مسلمانوں کے ذبیحہ کے معاملہ میں سخت

---

[۱] لاخیر فی کثیر من نجواهم الامن امر بصدقة او معروفٍ او اصلاحٍ بين الناس الآية ص ۱۱۴، سورة النساء، قال العلامة المظهری تحت هذه الآية "الصلح خيرٌ الآية" (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

نفرت اور دشمنی ہے اور یہ بہت بڑا اختلافی مسئلہ ہے، پس ایسے حالات میں جب کہ شہر کی فضا حد درجہ مکدر و پرآشوب ہے، قربانی (جانور ذبح کرنے) کے بجائے اپنی حیثیت کے مطابق جانور یا نقد یا حصہ کی قیمت بقدر نقد رقم مساکین غرباء مدارس وغیرہ میں دی جاسکتی ہے، یا کسی اور قومی فلاح و بہبود کی مد میں صرف کی جاسکتی ہے، یا مقامی طور پر تباہ حال مظلوم مستحق مسلمانوں کو دی جاسکتی ہے، جیسا کہ یہاں کے حالات کا تقاضہ ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر قربانی کرنے میں جان کی قربانی دینی پڑے بغیر اس کے قربانی نہ کی جاسکے تو قربانی ترک کر کے ایام قربانی کے بعد ہر شخص مقدار واجب کی قیمت مستحقین غرباء کو صدقہ کردے، خواہ تباہ حال مسلمان ہوں یا دیگر اقرباء فقراء طلبہ مستحق ہوں[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۹/۱۱/۱۴۰۰ھ

طالب علم کے حق میں کتابیں خریدنا نفلی قربانی سے اولیٰ ہے

سوال:- جس طالب علم پر قربانی واجب نہ ہو اس کو قربانی کرنا اولیٰ ہے یا علم دین کی کتابیں خریدنا اولیٰ ہے؟

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) من الفرقة اومن الخصومة اومن سوء المعاشرة او المعنى الصلح خير من الخيرات الخ، تفسير مظهری ص ۲۵۲/ج ۲/آيت ۱۲۸/سورة النساء، مطبوعه دهلی.

(حاشیہ صفحہ ھذا) [1] ولو تركت التضحية ومضت ايامها تصدق بها، لان الواجب عليه الاراقة وانما ينتقل الى الصدقة اذا وقع الياس عن التضحية بمضی ايامها (درمختار مع الشامی ج ۶/ص ۳۲۰/كتاب الاضحية) مطبوعه كراچی، البحر كوئٹه ص ۱۷۴/ج ۸/كتاب الاضحية، تبيين الحقائق ص ۵/ج ۶/كتاب الاضحية، مكتبه امداديه ملتان.

الجواب حامداًومصلیاً

علم دین کی کتابیں خریدنا اولیٰ ہے "لان نفعه اعم واشمل"[1]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہرعلوم سہارنپور ۲۲/۱۱/۵۴ھ

الجواب صحیح: سعید احمد مفتی مدرسہ مظاہرالعلوم سہارنپور ۲۴/ذیقعدہ ۵۴ھ

الجواب صحیح: عبداللطیف مفتی مدرسہ مظاہرالعلوم سہارنپور ۲۴/ذیقعدہ ۵۴ھ

---

[1] ان الاصل فی الاموال التقرب بالتصدق بهالا بالاتلاف وهو الاراقة، بدائع الصنائع ص ۲۰۲/ج ۴/ کتاب الاضحية، باب کيفية الوجوب، مکتبه زکريا، عن ابی هريرة رضی اللّٰه تعالى عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم اذامات الانسان انقطع عنه عمله من ثلثة الامن صدقة جارية اوعلم ينتفع به اوولدصالح يدعوله، مشکوة شريف ص ۳۲/ کتاب العلم الفصل الاول.

باب دہم: عقیقہ کا بیان

ولیمہ کے ساتھ عقیقہ

سوال:- ایک شخص نے ارادہ کیا کہ شادی میں ولیمہ کے لئے گائے ذبح کرے اور براتیوں کو کھلائے، کسی نے اس کو مشورہ دیا کہ اسی میں عقیقہ کی بھی نیت کرلو، لہٰذا اس نے گائے میں تین بچوں اور ایک بچی کا عقیقہ کر دیا، آپ مطلع فرمائیں کہ از روئے شریعت یہ عقیقہ جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ایک گائے خرید کر اس میں چند حصے عقیقہ کے واسطے لے لے اور بعض حصہ میں ولیمہ کے واسطے نیت کرلے، پھر ذبح کردے، تب بھی شرعاً درست ہے، حتی کہ قربانی کی گائے میں بھی یہ درست ہے،" **قد علم ان الشرط قصد القربة من الكل وشمل الىٰ مالو كانت القربة واجبة علىٰ الكل اوالبعض اتفقت جهاتها اولا كالاضحية والاحصار وكذا لواراد بعضهم العقيقة عن ولد قدوُلد من قبل ولم يذكر الوليمة وينبغي ان تجوز لها لانها تقام شكراً لله تعالىٰ علىٰ نعمة النكاح ووردت بها السنة فاذا قصد بها الشكر اواقامة السنة فقد اراد القربة اھ كذافی رد المحتار ص۲۰۷/ ج۵/**"[1]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱/۱/۸۹ھ

---

[1] شامی نعمانیہ ص ۲۰۷/ ج۵/ کتاب الاضحیة، بدائع زکریا ص ۲۰۹/ ج۴/ کتاب الاضحیة، شرائط جواز اقامة الواجب، عالمگیری کوئٹہ ص ۳۰۴/ ج۵/ کتاب الاضحیة، الباب الثامن.

شادی میں عقیقہ

سوال:- سائل کا بیان ہے کہ یہاں لڑکیوں کی شادی ہے اور میں ان کی شادیوں میں بچوں کے عقیقہ کرنا چاہتا ہوں، میرا خیال ہے کہ ایک جانور لے کر اس شادی میں شامل کروں اور اپنے عزیزوں اور بارات والوں کو سب ہی کھلا دوں گا، اگر ایسا جائز ہو تو مطلع فرمائیں، میں عقیقہ کے لئے بھینس یا اسکی نسل کا جانور لینا چاہتا ہوں، اور عقیقہ میں ایک لڑکی شامل ہے جس کی بارات آرہی ہے، اور تین لڑکے اس طریقے سے کہ ایک جانور میں تین لڑکوں کے عقیقہ اور ایک لڑکی کا کرنا چاہتا ہوں، آپ بوضاحت جواب سے مطلع فرمائیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر آپ ایک بھینس یا اس نسل کا جانور جسکی قربانی درست ہوتی ہو ذبح کریں اور تین لڑکوں کے اور لڑکی کے عقیقہ کی نیت اس میں کرلیں، اور شادی میں جو مہمان آئیں ان کو بھی اس کا گوشت کھلا دیں تو شرعاً درست ہے[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۸۹/۱/۲۱ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۸۹/۱/۲۲ھ

قربانی کے ساتھ عقیقہ

سوال:- قربانی کے جانور میں عقیقہ کرنا کیسا ہے، یعنی قربانی کے جانور مثلاً گائے ہو

---

[1] اذا شارک المتقرب من لایرید القربة لم تجز عن القربة ولوارادوا القربة الاضحية اوغيرها من القرب اجزائهم سواء كانت القربة واجبة اوتطوعاً اووجب على البعض دون البعض وسواء اتفقت جهات القربة اواختلفت وكذالك ان ارادبعضهم العقيقة عن ولد ولد لهٗ من قبل . (عالمگیری ص ۳۰۴/ج۵/الباب الثامن فيما يتعلق بالشركة فى الضحايا)بدائع زكريا ص ۲۰۹/ج۲/كتاب الاضحية،شرائط جوازاقامة الواجب،بزازية على الهندية ص ۳۵۰/ ج۳/كتاب الاضحية،فصل فيما يجوزفى الضحايا.

اس میں پانچ حصے قربانی کے ہوں اور دو حصے جو بچتے ہوں اس کو عقیقہ میں شمار کرلیا جائے تو جائز ہے یا نہیں، اگر جائز ہے تو عقیقہ کی دعا کب پڑھی جائے، اور عقیقہ کے حصہ کا گوشت کس طرح تقسیم کیا جائے، مفصل تحریر فرمائیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جائز ہے، جو دعا بوقت عقیقہ پڑھی جاتی ہے وہ بوقت ذبح جب کہ قربانی کی دعا پڑھے پڑھ دے اور گوشت کے تین حصہ کر کے لحم اضحیہ کی طرح عمل کرے خواہ کچا گوشت تقسیم کردے خواہ پکا کر دعوت کردے۔"**ولو ارادوا القربة الاضحية او غيرهما من القرب اجزائهم سواء كانت القربة واجبة اوتطوعاً اووجب علىٰ البعض دون البعض وسواء اتفقت جهة القربة او اختلفت بان ارادبعضهم الاضحية وبعضهم جزاء الصيد وبعضهم هدى الاحصار اوبعضهم كفارة عن شئى اصابه فى احرامه وبعضهم هدى التطوع وبعضهم دم المتعة او القران وهذا قول اصحابنا وكذالک ان ارادبعضهم العقيقة عن ولد ولد له قبله كذا ذكرمحمد فى فوائد الغنى اھ طحطاوى ص ۲۶۶ / ج ۴**"[۱]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

قربانی کے ساتھ عقیقہ

سوال: -قربانی کی گائے کیساتھ عقیقہ درست ہے یا نہیں، اگر ہے تو ایک گائے میں ایک قربانی اور چھ لڑکے اور ایک لڑکی کا عقیقہ اور عقیقہ کے بچہ کے جو بال کے وزن کے برابر

---

[۱] طحطاوی علی الدرالمختار ص ۱۶۶ / ج ۴ / دارالمعرفة، كتاب الاضحية، بدائع زكريا ص ۲۰۹ / ج ۴ / كتاب الاضحية، وكذالک ان ارادبعضهم العقيقة عن ولد ولد له من قبل (الهندية ص ۳۰۴ ج ۵ / الباب الثامن فيمايتعلق بالشركة الخ (مكتبه كوئٹه پاكستان)

چاندی صدقہ دینے کا حکم ہے اب تو بڑا ہوگیا ہے، تو ان کے بال کے بارے میں کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

قربانی کی گائے میں عقیقہ بھی درست ہے، کسی کا حصہ قربانی کا ہو، کسی کا عقیقہ کا[1] لیکن سات حصوں سے زیادہ نہ ہوں، جب بچہ سات روز کا ہوجائے، تو عقیقہ مستحب ہے[2] سر کے بال اتروا کر ان کے برابر چاندی یا سونا خیرات کردیا جائے[3] اگر وہ بال باقی نہ رہے بلکہ دوسرے بال نکل آئے تو پھر وہ حکم نہیں رہا۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۰/۱۰/۸۵ھ

الجواب صحیح: سید احمد علی سعید دارالعلوم دیوبند ۱۱/۱۰/۸۵ھ

قربانی میں عقیقہ کا حصہ اور ساتویں دن کی رعایت

سوال: - اگر کوئی شخص بڑے جانور میں بہ نیت عقیقہ شریک ہوجائے، تو درست ہوگا

[1] طحطاوی علی الدرالمختار ص ۱۶۶ / ج ۴/ دارالمعرفة، كتاب الاضحية، بدائع زكريا ص ۲۰۹ / ج ۴/ كتاب الاضحية، وكذالك ان ارادبعضهم العقيقة عن ولد ولد له من قبل، الهندية ص ۳۰۴، ج۵، الباب الثامن فيمايتعلق بالشركة الخ (مكتبه كوئٹه پاكستان،

[2] العقيقة وهى ذبح شاة فى سابع الولادة وضيافة الناس وحلق شعره مباحة الخ الهندية، ص ۳۶۲/ ج۵/ الباب الثانى العشرون فى العقيقة، طبع كوئٹه، شامى كراچى ص ۳۳۶/ ج۶/ قبيل كتاب الحظر والاباحة،

[3] عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِي طَالِبٍ قَالَ عَقَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰه عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْحَسَنِ بِشَاةٍ وَقَالَ يَافَاطِمَةَ اَحْلِقِيْ رَأْسَهُ وَتَصَدَّقُ بِزِنَةِ شَعْرِهٖ فضَّةً الخ (مشكوٰة شريف ص ۳۶۲/ ج ۲/ باب العقيقة، ترمذى شريف ص ۲۷۸/ ج ۱/ باب ماجاء فى العقيقة.

ترجمہ: حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی طرف سے بکری کا عقیقہ فرمایا اور ارشاد فرمایا اے فاطمہ اس کے سر کا حلق کرادو اور اسکے بالوں کے برابر چاندی صدقہ کردو۔

یا نہیں؟ جیسے سات حصے ہیں، زید نے اس میں دو حصے قربانی کے لئے اور ایک حصہ اسی جانور میں عقیقہ کا لیا تو ایسی حالت میں عقیقہ درست ہوگا یا نہیں؟ چاہے پیدائش سے ساتواں دن پڑے یا نہ پڑے، کسی قسم کی کراہت تو نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اس صورت میں عقیقہ بھی درست ہے، قربانی بھی صحیح ہے، بہ نیت عقیقہ قربانی کے جانور میں حصہ خریدنے سے کچھ خرابی نہیں ہوتی، وکذا فی الدرر والغرر والخانیۃ ص۲۰۴ [۱]) اور ساتویں دن کی رعایت محض مستحب ہے، جیسا کہ نفس عقیقہ بھی بہت سے بہت مستحب ہے [۲] واجب نہیں، ملاعلی قاریؒ نے مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں دو حدیثوں کے تعارض کو رفع کرتے ہوئے لکھا ہے، "لکن الجمع بین الروایات بانه ذبح عنه فی یوم الولادة کبشا وفی السابع کبشا وبه حصل الجمع" [۳] ایک ذبیحہ یوم ولادت میں کیا اور ایک ساتویں روز کیا، لہٰذا اگر ذبح کے دن ساتواں روز نہ ہوا اور نیت عقیقہ کی کر لی تب بھی گنجائش معلوم ہوتی ہے [۴]

---

[۱] لونوی بعض الشرکاء الاضحیة، بعضهم دم العقیقة لولادة ولدولدله فی عامه ذلک جاز عن الکل، خانیة علی الهندیة ص ۳۵۰/ج۳/فصل فیمایجوز فی الضحایا الخ، مکتبه کوئٹه پاکستان، عالمگیری کوئٹه ص ۳۰۴/ج۵/ الباب الثامن فیمایتعلق بالشرکة الخ، بدائع زکریاص ۲۰۹/ ج۴/کتاب الاضحیة.

[۲] العقیقة عن الغلام وعن الجاریة وهی ذبح شاة فی سابع الولادة، وضیافة الناس وحلق شعره مباحة لاسنة ولاواجبةعالمگیری کوئٹه ص ۳۶۲/ج۵/کتاب الکراهیة،الباب الثانی والعشرون فی العقیقة،شامی کراچی ص ۳۳۶/ج۶/قبیل کتاب الحظروالاباحة.

[۳] مرقات شرح مشکوٰةص ۳۵۹/ج۴/باب العقیقة (مطبع اصح المطابع بمبئی)

ولوذبحها بعدالسابع اوقبله وبعدالولادةاجزاه اعلاء السنن ص۱۱۸/ج۱۷/باب فی العقیقة، ادارة القرآن کراچی.

شاہ ولی اللہ[۱] صاحبؒ نے جو مصالح ساتویں روز کے بیان فرمائے ہیں ان کا مقتضی بھی یہی ہے، فیض الباری[۲] سے بھی عموم معلوم ہوتا ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

بڑی عمر میں عقیقہ

سوال:- میری لڑکی کی عمر بیس سال ہے، کسی وجہ سے اس کا عقیقہ نہ کرا سکا، اگر اب اسکا عقیقہ کراؤں تو کس طرح سے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

عقیقہ کوئی لازم اور ضروری چیز نہیں جس کی قضا لازم ہو، اگر دل چاہتا ہی ہے، تو ایک بکری ذبح کر کے کچا گوشت یا پکا کر تقسیم کر دیں یا کھلا دیں، عقیقہ ہو جائے گا۔[۳]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[۱] واما تخصيص اليوم السابع فلانه لابدمن فصل بين الولادة والعقيقة فان اهله مشغولون باصلاح الوالدة الخ حجة الله البالغة ص۱۲۳ /ج۲/العقيقة.

[۲] ان الترمذی اجاز بهاالی يوم احدى وعشرين قلت بل يجوز الى ان يموت الخ،فيض البارى ص ۳۳۷/ج۴/كتاب العقيقه.(ربانی بکڈپو،دهلی)

[۳] يستحب لمن ولدله ولد ان يسميه يوم اسبوعه ويحلق راسه ويتصدق عندالائمة الثلاثة بزنة شعره فضة اوذهبا ثم يعق عندالحلق عقيقة اباحة على مافى الجامع اوتطوعاً ، وهى شاة تصلح للاضحية تذبح للذكروالانثى سواء فرق لحمها نيّاً اوطبخه بحموضة اوبدونها الخ شامی کراچی ص۳۳۶/ج۶/ قبيل كتاب الحظروالاباحة،(هندیةص ۳۶۲/ج۵/الباب الثانی والعشرون الخ.(مکتبه کوئٹه پاکستان،اعلاء السنن ص۱۲۷/ج۱۷/كتاب الذبائح،باب العقيقة،ادارة القرآن کرچی،شامی کراچی ص۳۳۶/ج۶/قبيل كتاب الحظروالاباحة.

بالغہ کا عقیقہ اور اس کے بالوں کا حکم

سوال:- ایک لڑکی کی عمر سات برس ہے اور ایک لڑکی بالغہ ہو چکی ہے، اس کا باپ اب ان کا عقیقہ کر رہا ہے، تو ان کے بال کاٹنے ہونگے یا نہیں؟ یا صرف تھوڑے سے کاٹ کر ان کو وزن کر کے چاندی صدقہ کردے، اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ایسی دونوں لڑکیوں کے بال نہ کٹوائے، بکری ذبح کر کے کچا گوشت یا پکا کر غرباء اور احباب کو تقسیم کردے، عقیقہ کا اصل وقت پیدائش سے ساتویں روز ہے وہ بھی صرف مستحب ہے، لازم اور واجب نہیں ہے[1] بغیر بالوں کے وزن کئے ہی اندازے سے چاندی صدقہ کردے[2] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند ۸۹/۸/۳ھ

عقیقہ کی مدت

سوال:- حضرت شیخ الہندؒ (حضرت مولانا محمود حسن صاحبؒ محدث کو کہتے ہیں یا کسی

---

[1] العقیقة، وھی ذبح شاة فی سابع الولادة وضیافة الناس وحلق شعره مباحة لاسنة ولاواجبة، الھندیة ص ۳۶۲/ ج۵/ الباب الثانی والعشرون الخ مکتبه کوئٹه پاکستان، "حجة اللّٰه البالغة، ج۲/ ص۱۳۳/ باب العقیقة." شامی کراچی ص ۳۳۶/ ج۶/ قبیل کتاب الحظر والاباحة.

[2] عَنْ عَلِی ابْنِ اَبِیْ طَالِبُ قَالَ عق رسول الله ﷺ عن الحسن بشاة وقال یَافَاطِمَةُ اَحْلِقِیْ رَاْسَهُ وَتَصَدَّقِیْ بِزِنَةِ شَعْرِهِ فِضَّةً فَوَزَنَاهُ فَکَانَ وَزْنُهُ دِرْهَمًا اَوْبَعْضَ دِرْهَمٍ. مشکوٰة شریف ص ۳۶۲/ ج۲/ باب العقیقه، ترمذی شریف ص ۲۷۸/ ج۱/ باب ماجاء فی العقیقة.

ترجمہ: حضرت علیؓ ابن ابی طالب سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا اے فاطمہ! اس کے سر کو منڈواؤ اور اسکے بال کے وزن کے بقدر چاندی صدقہ کرو، پس بال کا وزن ایک درہم یا بعض درہم تھا۔

اورکو) نے تعلیقات ترمذی میں حدیث عقیقہ کے تحت ۲۱/ یوم تک تحریر فرمایا ہے، تو کیا بعد ۲۱/ یوم کے محض رسم عقیقہ رہ جاتی ہے، یا عمر میں جب چاہیں عقیقہ کر سکتے ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

عقیقہ فی نفسہٖ مباح ہے[1]، اگر بہ نیت اتباع کیا جائے، تو ثواب ملتا ہے، اوراس کا اصلی وقت پیدائش سے ساتواں دن ہے، (پیدائش کے دن سے ایک دن پیشتر) شرح سفر السعادۃ[2] ص۳۸۳/ میں حضرت شیخ عبدالحق دہلویؒ نے اکیسویں روز کی تحدید نہیں کی بلکہ ۲۱/ روز تک بیان کر کے کہہ دیا علیٰ ہذا القیاس، شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن صاحب محدث دیوبندیؒ کو کہتے ہیں، ان کا مقصود بھی تحدید نہیں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ مظاہر علوم سہارنپور ۲۳/۱۱/۶۱ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبداللطیف غفرلہٗ مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۳/ ذیعقدہ ۶۱ھ

عقیقہ کا دن

سوال:- عقیقہ بچہ کی پیدائش کے کتنے روز کے بعد سنت ہے، اگر خام گوشت تقسیم کر دیا جائے تو عقیقہ ہو جاوے گا، یا اس کا کھانا پکا کر کھلانا چاہئے اور کون لوگ کھانے میں شریک ہو سکتے ہیں؟

---

[1] العقيقة، وهي ذبح شاة في سابع الولادة وضيافة الناس وحلق شعره مباحة (الهندية ص ۳۶۲/ ج۵/ الباب الثاني والعشرون الخ، مكتبه كوئٹه پاكستان، شامی كراچی ص ۳۳۶/ ج۶/ قبيل كتاب الحظر والاباحة، فيض الباری ص ۳۳۷/ ج ۴/ العقيقة، ربانی بكڈپو دهلی.

[2] وغالب بحکم احادیث برائے عقیقہ روز ہفتم است ونزد شافعی احمد اگر ہفتم روز میسر نگردد روز چہاردہم کنند واگر چہاردہم نیز میسر نگردد بست ویکم والا بست وہشتم والا درسی وپنجم علی ہذا القیاس (شرح سفر السعادۃ ص۳۸۳/ باب حج النبی صلی اللہ علیہ وسلم مطبوعہ نول کشور، فصل در سنن حضرت نبویؐ در عقیقہ۔

الجواب حامداً ومصلیاً

عقیقہ بچہ کی پیدائش کے ساتویں روز کرنا چاہیے۔

"یستحب لمن ولدله ولدأن یسمیه یوم اسبوعه ویحلق راسه ویتصدق عند الائمة الثلثه بزنة شعره فضة او ذهباثم یعق عندالحلق، شامی نعمانیة[۱] ص ۲۱۳/ ج ۵/ "اگر ساتویں روز نہ کر سکے تو چودھویں روز ورنہ اکیسویں روز علیٰ ہٰذا القیاس پیدائش سے ایک روز پہلے پھر ساتویں ماہ میں پھر ساتویں سال میں غرض کہ عدد کی رعایت بہتر ہے، کذا فی مالابدمنہ[۲] اور جو بالغ ہو جائے اور اس کا عقیقہ نہ کیا گیا ہو تو وہ خود اپنا عقیقہ کرے۔" ویسن ان یعق عن نفسه فیه تامل من بلغ ولم یعق عنه فتاویٰ حامدیہ[۳] ص ۲۳۳/ ج ۴/ خام گوشت تقسیم کرنے سے بھی سنت ادا ہو جاتی ہے، اور پکا کر کھلانے سے بھی "سواء فرق لحمانیاً او طبخة الخ شامی نعمانیه ص ۲۱۳/ ج ۵/[۴] کھانے میں امیر غریب سب شریک ہو سکتے ہیں، "ویاکل ویطعم ویتصدق فتاویٰ حامدیة[۵]"۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۵/۱۱/۱۴۰۱ھ

الجواب صحیح: عبداللطیف مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۵/۱۱/۱۴۰۱ھ

---

[۱] شامی کراچی ص ۳۳۶/ ج ۶/ کتاب الاضحیة. قبیل کتاب الحظر والاباحة، الهندیة ص ۳۶۲/ ج ۵/ الباب الثانی والعشرون الخ، مکتبه کوئٹه پاکستان، فیض الباری ص ۳۳۷/ ج ۴/ کتاب العقیقة، ربانی بکڈپو دهلی.

[۲] بعد ولادت ہفتم روز یا چہاردہم یا بست و یکم و ہمیں حساب یا بعد ہفت ماہ یا ہفت سال عقیقہ باید کرد الغرض رعایت عدد ہفت بہتر است (مالابدمنہ، ص ۱۷۴/ رسالہ احکام عقیقہ، مطبوعہ ہمہ رنگ کتاب گھر دیوبند) شرح سفر السعادۃ ص ۳۸۳/ باب حج النبی صلی اللہ علیہ وسلم فصل در سنن حضرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم در عقیقہ مطبوعہ نول کشور۔

[۳] تنقیح الفتاویٰ الحامدیة ج ۲/ ص ۲۴۶/ کتاب الذبائح (مطلب فی حکم العقیقة.

[۴] شامی کراچی ص ۳۳۶/ ج ۶/ قبیل کتاب الحظر والاباحة.

[۵] تنقیح الفتاویٰ الحامدیه ج ۲/ ص ۲۴۶/ کتاب الذبائح (مطلب فی حکم العقیقة.

کیا عقیقہ ۲۱/روز بعد بھی ہے

سوال: - ترمذی جلد اول میں تو یہ ہے کہ مستحب ہے کہ عقیقہ ۲۱/ یوم تک کرے اس کے بعد کی کچھ تفصیل نہیں، ۲۱/ یوم کے عقیقہ کے جو فضائل ہیں، اس سے بچہ محروم رہتا ہے، یا وہی ثواب بعد ۲۱/ یوم کے بھی ملتا ہے، خواہ جب کریں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

دوسری بعض کتب میں بھی ایسا ہی ہے، لیکن شرح سفر السعادۃ[1] سے بلا قید اوپر نقل کیا جا چکا ہے، نیز فتح الباری میں امام رافعیؒ سے نقل کیا ہے، کہ بلوغ سے پہلے پہلے کر دیا جائے، اس سے تاخیر نہ کی جائے، ورنہ ساقط ہو جائیگا، تاہم اگر اپنا عقیقہ بعد البلوغ کر دے تو درست ہے[2]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیو بند

عقیقہ وقربانی میں فرق

سوال: - عقیقہ کا حکم مثل قربانی کے ہے کہ نہیں اگر ہے تو ران دائی کو اور سری حجام کو اور ہڈیاں توڑنا جو مستحب لکھا ہے، تو مثل قربانی کے حکم کہاں ثابت ہوا، اور استحباب حضور ﷺ کے

---

[1] وغالب بحکم احادیث برائے عقیقہ روز ہفتم است ونزد شافعی احمد اگر ہفتم روز میسر نگردد روز چہاردھم کنند، واگر چہاردھم نیز میسر نگردد بست ویکم والا بست وہشتم والا درسی وپنجم علی ھذا القیاس شرح سفر السعادۃ ص ۳۸۳/ باب حج النبی صلی اللہ علیہ وسلم مطبوعہ نول کشور، فصل در سنن حضرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم در عقیقہ۔

[2] فنقل الرافعی انه يدخل وقتها بالولادة، قال وذكر السابع في الخبر بمعنى ان لاتؤخر عنه اختياراً ثم قال، والاختيار ان لاتؤخر عن البلوغ فان اخرت عن البلوغ سقطت عمن كان يريد ان يعق عنه لكن ان اراد ان يعق عن نفسه فعل (فتح الباری ص ۱۳/ ج ۱۱/مکتبه نزار مصطفى الباز كتاب العقيقه)

قول وفعل سے ثابت ہے یا حضرات ائمہ کا ارشاد ہے، یا فقہاء کا؟

الجواب حامداً ومصلیاً

قربانی واجب ہے[1] عقیقہ مباح ہے، اور بہت سے بہت مستحب ہے وہ بھی جبکہ بنیت عبادت کیا جائے، دیگر ائمہ کے نزدیک بھی مستحب ہے، پس حنفیہ کے نزدیک تو کسی حال میں قربانی کے مثل نہیں اور دوسرے ائمہ کے نزدیک بھی نہیں[2]، کیونکہ واجب اور مستحب میں تفاوتِ عظیم ہے، بلکہ صاحب ہدایہ کا رجحان تو اس طرف معلوم ہوتا ہے کہ عقیقہ مکروہ ہے، عالمگیریہ وغیرہ میں بھی کراہت کی ایک روایت نقل کی ہے، ''العقیقة عن الغلام وعن الجارية وهو ذبح شاة فی سابع الولادة وضيافة الناس وحلق شعره مباح لاسنة ولاواجب كذافى وجيز الكردرى وذكر محمدؒ العقيقة من شاء فعل ومن شاء لم يفعل وهذايشير الى الاباحة فيمنع كونه سنة وذكر فى الجامع الصغير ولايعق عن الغلام ولاعن الجارية وانه اشارة الى الكراهية كذافى البدائع[3] هندية[4] من الكراهية طحطاوى ص ۱۶۸/ ج۴/[5]

جن حضرات نے لکھا ہے کہ عقیقہ کا حکم مثل قربانی کے ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر عقیقہ کیا جاوے، تو ایسے جانور کو ذبح کرے جس میں قربانی کی صلاحیت ہو ایسا جانور ذبح نہ کیا جائے، جس کو قربانی میں ذبح کرنا درست نہیں، نیز جس طرح قربانی کے گوشت کا طریقہ

---

[1] الاضحية هى واجبة، ملتقى الابحر ص ۱۶۶ / ج۴/ كتاب الاضحية، دارالكتب العلميه بيروت.

[2] يستحب لمن ولدله ولدان يسميه يوم اسبوعه ويحلق رأسه ويتصدق عند الائمة الثلاثة ثم يعق عند الحلق شامى كراچى ص ۳۳۶/ ج۶/ قبيل كتاب الحظر والاباحة، اعلاء السنن ص ۱۱۳/ ج۱۷/ كتاب الذبائح، باب العقيقة ادارة القرآن كراچى.

[3] بدائع زكرياص ۳۰۴/ ج۴/ كتاب الاستحسان، مايكره من الدعاء.

[4] الهندية ص ۳۶۲/ ج۵/ الباب الثانى والعشرون فى العقيقة. (مكتبه كوئٹه پاكستان)

[5] طحطاوى على الدرص ۱۶۸/ ج۴/ كتا الاضحية، دارالمعرفة بيروت.

ہے کہ خود کھانا احباب کو دینا فقراء کو خیرات کرنا اور آئندہ کے لئے رکھ لینا سب کچھ درست ہے اسی طرح سے عقیقہ کے گوشت کا حکم ہے[1] اور ہڈی نہ توڑنے کے متعلق امام احمد امام شافعی رحمہما اللہ تعالیٰ استحباب کے قائل ہیں، حنفیہ کے نزدیک یہ چیز نہیں۔

" وهی شاة تصلح للاضحية تذبح للذكر والانثیٰ سواء فرق لحمها نياً او طبخة بحموضة اوبدونها مع كسر عظمها اولا واتخاذ دعوة اولا اھ[2] ردالمحتار ص ۳۲۶ ⁄ ج ۵ ⁄ دفن کردن سرو پا وغیرہ داخل اسراف است شرعا اصلے ندارد وعدم شکستن استخواں در بعض کتب صرف بغرض فال نیک نوشتہ اند امر شرعی ضروری نیست اھ مجموعہ[3] فتاویٰ ص ۳۰۲ ⁄ ج ۲ ⁄ ومن ذلک قول الشافعیؒ واحمد باستحباب عدم كسر عظام العقيقة وانها تطبخ اجزاء كباراتفاؤ لا بسلامة المولود مع قول غيرهما انه يستحب كسر عظمها تفاؤ لا بالذبول وكثرةالتواضع وخمود نارالبشرية اھ میزان شعرانی ص[4] ۵۹ ⁄ ج ۲ ⁄ سر نائی کو ران دائی کو دینا ضروری نہیں چاہے دے یا نہ دے، یہ محض بے اصل رسم ہے بہشتی زیور[5] ص ۱۳ ⁄ ج ۶ ⁄ عقیقہ کی رسموں کا بیان ملاحظہ فرمائیے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۶/۵/ ۵۷ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبد اللطیف مفتی مظاہر علوم سہارنپور ۹ ج ۲/ ۵۷ھ

---

[1] قال مالك: العقيقة بمنزلة النسك والضحايا ولا يجوز فيها عوراء ولا عجفاء ولا مكسورة ولا مريضة، ويكسر عظامها، ويأكل اهلها، ويتصدقون، تحفة المودود باحكام المولود ص ۶۴ ⁄ الفصل الرابع عشر، دار الكتب العلمية بيروت.

[2] شامی نعمانيه ص ۲۱۳ ⁄ ج ۵ ⁄ اخر كتاب الاضحية.

[3] مجموعة الفتاویٰ ج ۲ ⁄ ص ۲۸۸ ⁄ باب العقيقه.

ترجمہ: سر اور پیر وغیرہ کا دفن کرنا اسراف کے اندر داخل ہے، شرعاً اس کی کوئی اصل نہیں ہے، اور ہڈی کا نہ توڑنا بعض کتب میں صرف نیک فالی کی غرض سے لکھے ہیں، کوئی امر شرعی ضروری نہیں ہے۔

[4] الميزان الكبریٰ للشعرانی مصری ص ۲/۵۹، باب الاضحية والعقيقة، (باقی حواشی اگلے صفحہ پر)

عقیقہ دیر سے کرنے کی صورت میں بچہ کے بال اُتارنے میں دیر نہ کی جائے

سوال:- بچے کے سر کے بال پیدائش کے ساتویں دن ہی اتروانا ضروری ہے، یا عقیقہ جب کیا جائے، جب اتروایا جائے؟ عقیقہ سے قبل یا بعد بال اتروا کر چاندی ہم وزن کر کے خیرات کی جاسکتی ہے؟ یا عقیقہ تک بالوں کو رکھنا چاہئے؟ چونکہ عقیقہ کرنے کی اب استطاعت نہیں ہے، ایک سال یا دو سال بعد کرنے کا ارادہ ہے تو ایسی صورت میں کیا کیا جائے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ساتویں دن مستحب ہے، اگر اس وقت موقع نہ ہو تو چودھویں روز پھر اکیسویں روز، یہ ترمذی شریف میں ہے[1]، اس کے بعد اگر کرنا ہو تب بھی پیدائش سے ساتویں روز کی رعایت کر لی جائے، عقیقہ خود واجب نہیں بلکہ مستحب ہے، اس کے لئے اتنا اہتمام اور اصرار بھی نہیں کہ کرنا ضروری ہو، سال دو سال بعد عقیقہ کرنا ہو تو اس وقت تک بالوں کا سر پر رکھنا لازم نہیں[2]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۴/۶/۹۴ ۱۳ھ

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) الفقه الاسلامی وادلته ص ۲۷۴۹/ ج ۴/ الفصل الثانی فی العقیقة، رشیدیه.

[۴] سرنائی کو اور ران دائی کو دینا ضروری سمجھنا بھی لغو ہے، بہشتی زیور ج ۶/ ص ۳۳۴/ عقیقے کی رسموں کا بیان۔ ایضاً ص ۱۳/ ۶، مطبوعہ تھانوی دیوبند،

[۱] والعمل علی هذا عند اهل العلم یستحبون ان یذبح عن الغلام العقیقة یوم السابع فان لم یتهیا یوم السابع فیوم الرابع عشر فان لم یتهیا عق عنه یوم احدی وعشرین. (ترمذی شریف ص ۲۷۸/ ج ۱/ تحت باب العقیقة. (مکتبه یاسر ندیم اینڈ کمپنی دیوبند) اعلاء السنن ص ۱۱۷/ ج ۱۷/ کتاب الذبائح، باب فی عقیقة، مالابدمنه ص ۱۷۴/ رساله احکام عقیقه، مطبوعه همه رنگ کتاب گھر دیوبند.

(حاشیہ نمبر ۲/ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

عقیقہ کے بالوں کو دفن کیا جائے

سوال:- بعد وزن بال عقیقہ کے دفن کر دیئے جائیں یا پھینک دیئے جائیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

دفن کر دے کذا فی کتب الفقہ[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند

عقیقہ کی ہڈیاں توڑنا

سوال:- علماء کی زبانی سنا ہے کہ عقیقہ کے گوشت کے سلسلہ میں عوام کا جو یہ خیال ہے کہ اس کی ہڈیوں کو توڑنا نہ چاہئے یہ بے اصل ہے، اور بدعت ہے لیکن ذیل میں تحفۃ المولود سے چند روایات نقل کرتا ہوں، جن سے اس خیال کی تائید معلوم ہوتی ہے۔

"وقد ذكر ابوداؤد فی كتاب المراسيل عن جعفر بن محمد عن ابيه اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ فِی الْعَقِيْقَةِ الَّتِیْ عَقَّتْهَا فَاطِمَةُ عَنِ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ اَنْ اِبْعَثُوْا اِلیٰ الْقَابِلَةِ مِنْهَا بِرِجْلٍ وَكُلُوْا وَاَطْعِمُوا وَلَا تَكْسِرُوا مِنْهَا عَظْماً وَذَكَرَ الْبَيْهَقِی مِنْ حَدِيْث عَبْدِالْوَهَاب عَنْ عَامِرِ الْاَحْوَلِ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ اُمِّ كُرْزٍ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰه ﷺ عَنِ الْغُلَامِ شَأتَانِ

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) [۲] العقيقة عن الغلام وعن الجارية وهی ذبح شاة فی سابع الولادة وضيافة الناس وحلق شعره مباحة لاسنة ولاواجبة، عالمگيری كوئٹه ص ۳۶۲/ج۵/كتاب الكراهية، الباب الثانی والعشرون فی العقيقة، شامی كراچی ص ۳۳۶/ج۶/قبيل كتاب الحظروالاباحة.

[۱] فاذا قلم اظفاره اوجز شعره ينبغی ان يدفن ذٰلک الظفروالشعرالمجزوز (الهندية ص ۳۵۸/ ج ۵/الباب التاسع عشرفی الختان الخ (مكتبه كوئٹه پاكستان) شامی كراچی ص ۴۰۵/ج۶/ كتاب الحظروالاباحة، فصل فی البيع، مالابدمنه ص ۱۷۴/رساله احكام عقيقه، همه رنگ كتاب گهر ديوبند.

وَمُتَكَافِئَتَانِ وَعَنِ الْجَارِيَةِ شَاةٌ وَكَانَ عَطَاءٌ يَقُوْلُ تُقْطَعُ جُدُوْلٌ وَلَايُكْسَرُ لَهَاعَظْمٌ. کیا صحیح ہے۔

الجواب حامداًومصلیاً

عوام ہڈیوں کے توڑنے کو ناجائز سمجھتے ہیں یہ عقیدہ غلط ہے علماء نے اس کی تردید کی ہے[1]، روایت منقولہ میں جو کچھ ہے وہ وجوبی حکم نہیں بلکہ تفاؤلاً استحبابی چیز ہے[2] اگر اس کو اسی حد تک رکھا جائے تو ٹھیک ہے، لیکن اگر اس کو درجہ واجب دیا جائے، تو اس میں کراہت آجا ئے گی، "الاصرار علیٰ المندوب یبلغه الیٰ حدالکراهة اھ"[3] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

دادیال میں یا نانہال میں عقیقہ

سوال:- بچہ کا عقیقہ کرنا داد ہال یعنی باپ دادا کے گھر جہاں بچہ پیدا ہوا ہو، اور عقیقہ کا بکرا ذبح کرنا نہال یعنی لڑکے کے نانا کے وطن میں کیسا ہے، جبکہ عقیقہ کے اخراجات کا کفیل بچہ کا باپ ہو خواہ عقیقہ کہیں ہو یا جہاں بچہ موجود ہو وہیں عقیقہ کرنا چاہئے ، یا بچہ اپنے والدین کے یہاں ہو اور عقیقہ بچہ کے نانا کے یہاں یا بچہ کے بھائی و باپ کے یہاں جو دوسرے وطن

---

[1] وهی شاة تصلح للاضحية تذبح للذكر والانثیٰ سواء فرق لحمها نيا اوطبخه بحموضة او بدونها مع كسر عظمها اولا واتخاذ دعوة اولا شامی نعمانيه خاتمه كتاب الاضحيةص ٢١٣/ ج٥/امدادالفتاویٰ ص ٦٢٠/ ج٣/.

[2] وعدم شکستن استخواں در بعض کتب صرف بغرض فال نیک نوشتہ اند امر شرعی ضروری نیست مجموعۃ الفتاوی ص ٢٨٨/ ج٢/ باب العقیقۃ، مطبوعہ دیوبند۔ اعلاء السنن ص ١٢١/ ج١٧/ ادارة القرآن کراچی کتاب الذبائح باب العقيقة، تحفة المودود باحكام المولود ص ٦٢/ دارالكتب العلمية بيروت.

[3] سعايةص ٢٦٥/ ج٢/ الفصل فی القرأة، امجداکیڈمی لاهور، تنقيح الفتاوی الحامدیه ص ٣٦٧/ ج٢/ كتاب الاضحية.

میں ہوں بکرا ذبح کرنا درست ہے اور شرعاً کوئی نقص تو نہیں کہ بچہ یہاں اور جانور غیر شہر میں ذبح ہو اور وہاں اس کے اعزہ موجود ہوں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جس جگہ بچہ ہو اسی جگہ افضل ہے تا کہ بال اتروانے اور ذبح کرنے کا وقت ایک ہی رہے[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۳/۱۱/۶۱ھ

جس بچہ کا عقیقہ نہیں ہوا کیا وہ شفاعت کرے گا

سوال:- بغیر عقیقہ کے شیر خوار بچہ انتقال کر جائے، تو قیامت کے روز ماں باپ کی شفاعت کرے گا یا نہیں، اگر نہیں تو والدین کو اس کی شفاعت حاصل کرنے کے لئے کوئی صورت ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں کہ وہ بچہ شفاعت نہیں کریگا، کذافی فیض الباری[2]،

---

[1] مستفاد من هذاالحديث وعن الحسن عن سمرة قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰه صلّى اللّٰه عليه وسلّم اَلْغُلَامُ مُرتهن بِعَقِيْقَةٍ تَذْبَحُ عَنْهُ يَوْمَ السَّابِعِ وَيُسَمّى وَيَحْلَقُ رَأْسَهُ يَوْمَئِذٍ ١٢/.(مشكوٰة شريف ص ٣٦٢/ج٢/باب العقيقة.

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بچہ مرہون ہے عقیقہ پر، تو اس کے جانب سے ساتویں دن ذبح کیا جاوے اور نام رکھا جاوے، اور اسی دن اس کا سر منڈایا جاوے۔

[2] واجود شرق وجه ماذ كره احمد وحاصله ان الغلام اذالم يعق عنه فمات لم يشفع لوالديه، فيض البارى ج٤/ ص٣٣٧/كتاب العقيقة، مكتبه نعمانيه، زادالمعادص٢٩٧/ج٢/فصل فى هديه النبى صلى الله عليه وسلم فى العقيقة موسسة الرسالة، فتح البارى ص١٣/ج١١/كتاب العقيقة، باب اماطة الاذى عن الصبى، مطبوعه مكة المكرمه.

ص ۳۳۷ ر ج ۴ر لیکن حنفیہ کے نزدیک عقیقہ واجب نہیں کہ اس کے ترک پر شفاعت سے محرومی ہو شفاعت سقط (ناتمام بچہ جس کا اسقاط ہو جائے) بھی کریگا[۱] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

بڑے جانور میں دو بچوں کا عقیقہ

سوال:- ایک شخص اپنے دولڑکوں کا عقیقہ کرنا چاہتا ہے، اگر وہ ایک بڑا جانور خرید کرا سے دونوں لڑکوں کے عقیقہ میں ذبح کردے تو درست ہے یا نہیں، یا اسے تین حصے اور تلاش کرنا پڑیں گے، اسی طرح اگر قربانی کے دنوں میں قربانی کے جانور میں عقیقہ کیلئے بڑے جانور میں چار حصے لیلے اور تین حصے قربانی کے ہوں تو درست ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

بڑے جانور میں دو بچوں کا عقیقہ کرنا درست ہے[۲] اس کی ضرورت نہیں کہ اور خریدار بھی شریک کئے جائیں ایام قربانی میں اگر چار حصے عقیقہ کے واسطے لئے اور تین حصے قربانی کرنے والوں کے اس میں ہیں تو شرعاً قربانی بھی درست ہو جائے گی اور عقیقہ بھی[۳]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[۱] عن علی قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم ان السقط لیراغم ربه اذادخل ابویه النار فیقال ایهاالسقط المراغم ربه ادخل ابویک الجنة فیجرهما بسررہ حتی یدخلهما الجنة ابن ماجه شریف ص ۱۱۵ /ابواب الجنائزباب ماجاء فیمن اصیب بسقط،ادارۃ الرشیدديوبند.

[۲] ولوکانت البدنة اوالبقرة بین اثنین فضحیابها اختلفالمشائخ فیه والمختارانه یجوز ونصف السبع تبع فلایصیرلحماً الخ عالمگیری کوئٹه ص ۳۰۵ /ج۵/کتاب الاضحیة،الباب الثامن، شامی کراچی ص ۳۱۶ /ج۶/کتاب الاضحیة.

[۳] ولونوی بعض الشرکاء الاضحیة،وبعضهم دم العقیقة لولادة ولدله (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر دیکھئے)

بڑے جانور میں عقیقہ کے سات حصے ایام قربانی کے علاوہ میں

سوال:- قربانی کے علاوہ دیگر ایام میں گائے، برائے عقیقہ بحصص سبعہ ذبح کی جاسکتی ہے، یا نہیں؟ زید اپنے لڑکے اور لڑکیوں کا عقیقہ ان دنوں میں بجائے بکروں کے گائے میں حصص کر کے عقیقہ ادا کرنا چاہتا ہے، یہ جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ایام قربانی کے علاوہ گائے، بھینس، اونٹ مستقل عقیقہ کے لئے ذبح کرنا شرعاً درست ہے، اس میں عقیقہ کے سات حصے ہو سکتے ہیں، معجم صغیر[۱] میں حدیث شریف موجود ہے، رسالہ عقیقہ میں جزئیہ اس سے ماخوذ مذکور ہے[۲]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

عقیقہ کا سر قصاب کو اجرت میں دینا

سوال:- عقیقہ میں ذبیحہ کا سر بعوض ذبح کرائی دینا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

قربانی میں ذبیحہ کا سر بعوض ذبح کرائی دینا درست نہیں، ہاں ایسے ہی دے سکتے ہیں،

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) ولد فی عامه ذٰلک جاز عن الکل خانیة علی الهندیة ص ۳۵۰/ج۳/ فصل فیما یجوز فی الضحایا ومالا یجوز (مکتبه کوئٹه پاکستان) شامی کراچی ص ۳۲۶/ج ۶/ کتاب الاضحیة، بدائع زکریا ص ۲۰۹/ج۴/ کتاب الاضحیة، فصل فی شروط جواز اقامة الواجب.

[۱] عن انس بن مالک رضی اللّٰه تعالیٰ عنه قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم من ولدله ولد فلیعق عنه عن الابل اوالبقر اوالغنم المعجم الصغیر للطبرانی ص ۸۴/ج ۱/باب من اسمه ابراهیم، مطبوعه مدینه منوره، اعلاء السنن ص ۱۱۹/ج ۱۷/ کتاب الذائح، باب فی العقیقة، ادارة القرآن کراچی.

[۲] رساله عقیقه ص ۱۱/مصنف حضرت مولانا نظام الدین صاحب (مطبوعه مجتبائی دهلی)

عقیقہ میں بھی بہتر یہی ہے کہ قربانی جیسا معاملہ کیا جائے،"ولا یعطی اجر الجزار منها لانه کبیع الدر المختار علیٰ هامش ردالمحتار ص ۳۲۱/ج۵/ولا یعطی اجر الجزار منها لقوله علیه السلام لعلیؓ تصدق بجلالها وخطامها ولاتعط اجر الجزار ۔شامی ص۳۲۱/ج۵/[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

املاہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۸۸/۲/۵ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۸۸/۲/۵ھ

گائے، بھینس میں عقیقہ

سوال:-قربانی کے دنوں کے علاوہ بھینس یا گائے میں عقیقہ کر سکتے ہیں یا نہیں، مثلاً دولڑکوں اور تین لڑکیوں کی طرف سے ایک کٹرا کر دیا جائے، یا ایک لڑکے کی طرف سے پورا کٹرا کر دیا جائے، تب بھی سنت عقیقہ ادا ہوگی یا نہیں؟ اس میں کسی بچہ کا ساتواں دن پڑیگا کسی کا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ایک بھینس یا گائے میں دولڑکوں اور تین لڑکیوں کے عقیقہ کے حصے تجویز کر کے ذبح کرنا درست ہے، سالم گائے بھی ایک کی طرف سے کرنا درست ہے[2]، اگر ساتواں دن گذر چکا

---

[1] الدر المختار مع الشامی نعمانیه ج۵/ص ۲۰۹/کتاب الاضحیة،شلبی علی الزیلعی ص ۹/ج۶/کتاب الاضحیة،مکتبه امدادیه ملتان،بدائع زکریاص ۲۲۵/ج۴/کتاب الاضحیة، مایستحب فی الاضحیة.

[2] ویجوز اشتراک اقل من سبعة ،وتجوز عن ستة اوخمسة اواربعة اوثلاثة ذکره محمد فی الاصل لانه لما جاز من السبعة فمن دونه اولیٰ مجمع الانهر ص ۱۶۸/ج۴/کتاب الاضحیة (مکتبه دارالکتب العلمیه،اعلاء السنن ص۱۱۷/ج۱۷/کتاب الذبائح،باب فی العقیقة،ادارة القرآن کراچی.

ہے اور کوئی دن ہو جائے تب بھی درست ہے، ساتویں دن کی قید محض مستحب ہے۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۴/۷/۸۹ھ

گائے، بھینس کے ذریعہ عقیقہ غیر ایام اضحیہ میں

سوال:- ایام قربانی کے علاوہ بچوں کے عقیقہ میں بھینس وغیرہ نیز صرف ایک بچے کے عقیقہ میں پورے بڑے جانور سے عقیقہ درست ہو جائیگا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

درست ہو جائے گا[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۳/۶/۸۵

عقیقہ میں لڑکے کا ایک حصہ رکھنا

سوال:- زید اپنے بچوں کا عقیقہ کرنا چاہتا ہے، جن میں دو لڑکے اور ایک لڑکی ہے تو کیا ان بچوں کے لئے ایک بھینس کافی ہوسکتی ہے؟ یا ہر ایک لڑکے کی جانب سے دو حصہ لگانا ضروری ہے، اور پھر اس کے عقیقہ نہیں ہوگا؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ایک روایت[2] میں لڑکے کی طرف سے ایک بکرے کے عقیقہ کو کافی قرار دیا ہے، اگر چہ

---

[1] الجمهور على اجزاء الابل والبقر ايضاً وفيه حديث عند الطبرانی وابی الشيخ عن انس رفعه يعق عنه من الابل والبقر والغنم (فتح الباری ص ۱۱/ج ۱۱/كتاب العقيقة)حديث نمبر ۵۴۷۲/اعلاء السنن ص۱۱۷/ج۱۷/كتاب الذبائح،باب فی العقيقةادارة القرآن كراچی.

[2] عن محمد بن علی بن حسين عن علی بن ابی طالب قال عق رسول الله (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

لڑکوں کی طرف سے ایک ایک حصہ ہوں اور ایک لڑکی کی طرف سے ہوا اور ایک بھینس اس مقصد کیلئے ذبح کردی جائے، تب بھی اس کا عقیقہ ہوجائیگا[۱] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۴/۳/۹۰ھ

متعدد بچوں کا عقیقہ ایک بھینس میں

سوال:-عقیقہ میں بکرا بکری ہونا چاہئے یا کٹرا اور بھینس بھی مثلاً ہمارے یہاں ایک لڑکا اور دو لڑکی ہیں، تو ان کی طرف سے دو حصہ لڑکے کے نام سے اور ایک حصہ لڑکی کے نام سے پوری بھینس کردی جائے، تو درست ہوجائیگا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

دو لڑکی اور ایک لڑکے کی طرف سے اگر ایک بھینس یا کٹرا دو سالہ عقیقہ میں کردیا تب

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) صلى الله عليه وسلم عن الحسن بشاة وقال يافاطمة احلقى راسه وتصدقى بزنة شعره فضة فوزناه فكان وزنه درهما اوبعض درهم رواه الترمذى (مشكوٰة شريف ص ۳۶۲/باب العقيقة) ترمذى شريف ص ۲۷۸/ج ۱/باب ماجاء فى العقيقة، ادارة القرآن الرشيد ديوبند.

ترجمہ: محمد بن علی بن حسین حضرت علیؓ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسنؓ کا عقیقہ ایک بکری سے کیا اور فرمایا اے فاطمہؓ اس کے سر کا حلق کرو اور اس کے بالوں کے وزن کے برابر چاندی صدقہ کرو، چنانچہ ہم نے ان بالوں کا وزن کیا تو ان کا وزن ایک درہم یا آدھے درہم کے بقدر تھا۔

---

[۱] الجمهور على اجزاء الابل والبقر ايضاً وفيه حديث عند الطبرانى وابى الشيخ عن انس رفعه يعق عنه من الابل والبقر والغنم (فتح البارى ص ۱۱/ج ۱۱/كتاب العقيقة) حديث نمبر ۵۴۷۲/من ولد له غلام فليعق عنه من الابل اوالبقرة اوالغنم دليل على جواز العقيقة ببقرة كاملة اوبدنة كذالك الخ اعلاء السنن ص ۱۱۷/ج ۱۷/كتاب الذبائح، باب العقيقة، ادارة القرآن كراچى.

بھی اس کا عقیقہ درست ہو جائے گا، بلکہ سات حصے تک درست ہے۔[۱] بکرا ہونا لازم نہیں۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۹/۳/۸۸ھ

اضحیہ کے علاوہ گائے میں عقیقہ کا حصہ

سوال:-عقیقہ میں عیدالاضحیٰ میں تو ساتویں دن کی قید تو نہیں تو کیا درمیان سال میں بھی قید ضروری ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ساتویں دن کی قید مستحب ہے لازمی نہیں، جب بھی موقع ہو عقیقہ درست ہو جائیگا، بشرطیکہ بقیہ حصے بھی قربت کی نیت سے ہوں، عقیقہ خود بھی لازم نہیں محض مستحب ہے۔[۲]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین غفرلہٗ

الجواب صحیح: سید احمد علی سعید دارالعلوم دیوبند

---

[۱] والبقرة والبعير يجزى عن سبعة اذا كانوا يريدون به وجه الله تعالىٰ والتقدير بالسبع يمنع الزيادة ولايمنع النقصان الهندية ص ۳۰۴/ج۵/ الباب الثامن الخ(مكتبه كوئٹه پاكستان)من ولدله غلام فليعق عنه من الابل او البقرة او الغنم دليل على جواز العقيقة بقرة كاملة اوببدنة كذالك، اعلاء السنن ص۱۱۷/ج۱۷/كتاب الذبائح،باب العقيقة

[۲] العقيقة وهى ذبح شاة فى سابع الولادة وضيافة الناس وحلق شعره مباحة لاسنة ولاواجبة الهندية ص ۳۶۲/ج۵/الباب الثانى والعشرون فى العقيقة (مكتبه كوئٹه پاكستان)شامى كراچى ص۳۳۶/ج۶/قبيل كتاب الحظر والاباحة.

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا عقیقہ

سوال: - کتب فقہ کی متعدد کتب مثلاً مسائل الاربعین وغیرہ میں ۷/۱۱/۲۱/دن مہینہ سال وغیرہ میں کرنے کی اجازت تحریر ہے، اور بعض مولوی مثال دیتے ہیں کہ جناب آقائے نامدار ﷺ نے اپنا عقیقہ نبوت کے بعد کیا تھا، اس لئے عمر بھر میں جب چاہیں کرلیں، حضور اکرم ﷺ نے اپنا عقیقہ بعد نبوت کیا تھا، اس وقت تک احکام عقیقہ نازل نہیں ہوئے تھے، یا آپ ﷺ کو شبہ تھا، کہ بچپن میں عقیقہ ہوا یا نہیں، جیسا کہ مظاہر حق باب عقیقہ میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو عقیقہ کے متعلق شک تھا؟

الجواب حامداً ومصلیاً

شرح سفر السعادۃ ص ۴۸۳[1] میں بھی ایسا ہی لکھا ہے، کہ حضور اکرم ﷺ کو اپنے عقیقہ کا علم نہ تھا، اس لئے اپنا عقیقہ کیا تھا، اس روایت کو حافظ ابن حجر نے فتح الباری شرح بخاری ص ۵۸۴/ج ۹[2] میں نقل کر کے اس کی سند پر کلام کیا ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ مظاہر علوم سہارنپور

عقیقہ کے لئے جانور خریدا پھر بچہ مر گیا تو اس کو کیا کریں

سوال: - ایک شخص نے اپنے بچہ کے عقیقہ کے واسطے ایک گائے خریدی اتفاقاً بچہ

---

[1] ودر حدیث انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ چنانچہ در بعض روایات آمدہ وارد ست کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد از ظہورِ نبوت عقیقہ، خود را چوں وقتِ ولادت معلوم وے نشد کہ کردن یانہ ذبح کرد اما در اسناد آں حدیث ضعفے ہست، وخالی از بعدے ہم نیست واللہ اعلم، شرح سفر السعادۃ ص ۳۸۳/فصل در سنن حضرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم در عقیقہ، نول کشور۔

[2] ان الحدیث الذی ورد ان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم عق عن نفسہ بعد النبوۃ لایثبت الخ، فتح الباری ص ۱۳/ ج ۱۱/ کتاب العقیقہ (مکتبہ نزار مصطفی الباز الریاض)

مر گیا، تو اس نے ارادہ ملتوی کر کے گائے بیچ دی اور اس کی کل رقم ایک طالب علم کو بطور امداد دیدی، کیا اس طالبعلم کے لئے وہ رقم لینا جائز ہے یا نہیں؟ کیا اس شخص پر عقیقہ واجب رہے گا یا نہیں؟ کیا وہ رقم لینا ضروری ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

عقیقہ زیادہ سے زیادہ مستحب ہے لازم نہیں "ویستحب لمن ولد لهٗ ولد ان یسمیه یوم اسبوعه الخ ثم یعق عند الحلق عقیقة اباحة علیٰ مافی الجامع الصغیر اوتطوعاً علی مافی الشرح الطحطاوی (شامی مختصراً ص ۲۲۸/ج۵)[1] العقیقة الخ مباحة لاسنة ولاواجبة (کذا فی الوجیز الکردری عالمگیری ص ۲۷۳/ج۵/)[2]۔

لہٰذا اس شخص پر عقیقہ واجب نہیں، اور اس نے گائے بیچ کر جو رقم طالب علم کو دیدی ہے وہ بھی صحیح ہے، طالب علم اس کو لے سکتا ہے، اب اس رقم کو طالب علم سے واپس لینا درست نہیں ہے، الصدقة بمنزلة الهبة فی المشاع وغیر المشاع وحاجتها الی القبض الاانها لارجوع فی الصدقة اذاتمت[3] عالمگیری ص ۳۸۸/ج ۴/۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۴/۱/۸۸ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۴/۱/۸۸ھ

گابھن بکری کے دو بچہ دینے پر عقیقہ کا ارادہ کرنا

سوال:- میں نے ایک گابھن بکری خریدی اور زبان سے کہا کہ اگر ایک یا دو بچے

---

[1] شامی نعمانیه ص ۲۱۳/ج۵/خاتمه کتاب الاضحیة۔
[2] الهندیةص ۳۶۲/ج۵/الباب الثانی والعشرون فی العقیقه مکتبه کوئٹه پاکستان،اعلاء السنن ص ۱۱۳/ج۱۷/کتاب الذبائح،باب العقیقة،ادارة القرآن۔
[3] الهندیةص ۴۰۶/ج۴/الباب الثانی عشرفی الصدقة،کتاب الهبة(مکتبه کوئٹه پاکستان) المحیط البرهانی ص ۲۱۲/ج۹/الفصل الثانی عشرفی الصدقة،ادارة القرآن،خانیه علی الهندیةص ۲۷۴/ج۳/فصل فی الرجوع فی الهبة،مطبوعه کوئٹه۔

دے تو لڑکے کا عقیقہ کروں گا، خدا نے دو ہی بچے دیئے، بے روزگاری ومقروض ہونے کی وجہ سے سال بھر تک پالنا مشکل معلوم ہورہا ہے، خود میرے والد صاحب بھی مصر ہیں، کہ ان کو فروخت کردو، خود میں بھی خرچہ سے پریشان ہوں ایسی صورت میں شرعاً کیا حکم ہے؟ فروخت کئے جاسکتے ہیں یا نہیں؟ بوقت وسعت خرید کر عقیقہ ہوسکتا ہے کہ نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

صرف اتنا کہنے سے آپ کے ذمہ ان بکروں کا پرورش کرنا اور سال بھر پورا ہوجانے پر ان کا عقیقہ کے لئے ذبح کرنا ضروری نہیں[1]، آپ ان کو فروخت کرسکتے ہیں، پھر قربانی کے وقت یا کسی دوسرے وقت بھی عقیقہ کرنا واجب نہیں، آپ کے پاس وسعت ہو اور دل چاہے تو کردیں ورنہ کوئی پکڑ نہیں[2]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۵/۶/۸۷ھ

صحت ہونے پر عقیقہ کرنے کی نذر

سوال:- ایک عورت کی لڑکی بیمار ہوگئی، اس نے نذر مانی کہ اگر لڑکی روبصحت ہوگئی تو عقیقہ کروں گی جس میں دو جانور ہوں گے، جبکہ لڑکی کیلئے ایک بکری ہے، ایسی صورت میں عقیقہ کے موقع پر دو جانور ضروری ہیں یا ایک جانور کافی ہوگا؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ان الفاظ سے نذر منت نہیں ہوئی جب تک یہ نہ کہا ہو کہ ان دو بکریوں کو ذبح کرکے

---

[1] لوقال ن برئت من مرضی هذاذبحت شاةاوعلی شاة اذبحهافبرئ لایلزمه شئ الخ البحر کوئٹه ص ۲۹۶/ج ۴/کتاب الایمان شامی کراچی ص ۷۳۹/ج ۳/کتاب الایمان.

[2] العقيقة وهی ذبح شاة فی سابع الولادة وضيافة الناس وحلق شعره مباحة لاسنة ولا واجبة (الهندیةص ۳۶۲/ج ۵/الباب الثانی والعشرون فی العقیقة مکتبه کوئٹه پاکستان، شامی کراچی ص ۳۳۶/ج ۶/قبیل کتاب الحظروالاباحة، فیض الباری ص ۳۳۷/ج ۴/کتاب العقیقة، حضر راه بکڈپو دیوبند، اعلاء السنن ص ۱۱۳/ج ۱۷/ادارة القرآن کراچی.

گوشت صدقہ کروں گی[۱] لہٰذا اگر عقیقہ میں ایک بکری ذبح کر لی تو بھی عقیقہ درست ہو جائیگا۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۱/۱۱/۸۸ھ

عقیقہ کا کھانا ماں باپ کے لئے

سوال: -عقیقہ کے کھانے کو ماں باپ کھا سکتے ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

عقیقہ کے کھانے میں ماں باپ سب شریک ہو سکتے ہیں[۲] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

عقیقہ کا گوشت بچہ کے ماں باپ کیلئے

سوال: -عقیقہ کے گوشت میں سے بچے کے والدین اور تمام اصول وفروع کھا سکتے ہیں، یا کہ نہیں اگر نہیں تو مخالفت کس درجہ کی ہے، اور اگر کھا سکتے ہیں تو کیا کسی کراہت کے ساتھ یا بلا کراہت کے اور رسالہ عقیقہ مصنفہ حضرت مولانا نظام الدین میں صفحہ ۱۷/ پر لکھا ہوا ہے اور یہ جو مشہور ہے کہ عقیقہ کا گوشت ماں، باپ، دادا، دادی، نانا، نانی، بیٹا، بیٹی، پوتی،

[۱] ولو قال ان برئت من مرضی هذا ذبحت شاة او علی شاة اذبحها فبری لایلزمه شئی الا اذا زاد والتصدق بلحمها فیلزمه لان الصدقة من جنسها فرض وهی الزكاة درمختار علی هامش الشامی ص ۷۰/ج ۳/نعمانیه شامی کراچی ص ۷۳۹/ج۳/احکام النذور،البحر کوئٹه ص ۲۹۶/ج۴/کتاب الایمان.

[۲] درشرح مقدمۃ امام عبداللہ وغیرہ مرقوم است وہی (العقیقۃ) کالاضحیۃ الی قولہ والاکل منہا، ودرخوردن از وکہ خوردن گوشت عقیقہ ہمہ فقیر وغنی وصاحب عقیقہ ووالدین راجائز است مثل گوشت قربانی (مالا بد منہ ص ۱۷۳/رسالہ احکام عقیقہ، مطبوعہ ہمہ رنگ کتاب گھر دیوبند)

ہوتا، نہ کھاویں سو مسلمانوں کی رسم ہے، "**مارآہ المؤمنون حسناً فهو عندالله حسن**" بلکہ خاتم المحدثین نے حدیث "**کل غلام مرهون بعقیقة**" سے نکالا ہے کہ اس حدیث میں "**رهن**" کا لفظ گروی کے معنی میں ہے، فدیہ دینے پر دلالت کرتی ہے، اس واسطے ماں باپ وغیرہ تو اس کی طرف سے فدیہ دینے والے کا ارادہ رکھتے ہیں، جس کا کھانا مکروہ ہے، چنانچہ اس سبب مسلمانوں کی عادت جاری ہے، کہ ماں باپ اس گوشت کو نہیں کھاتے اور فقہاء کے فہم کے بموجب اس حدیث میں اس معنی کی طرف لطیف اشارہ ہے، چنانچہ یہ تقریر تحفۃ المشتاق فی بیان النکاح والصداق میں موجود ہے، جس رسالہ کا حوالہ دیا ہے اس میں یہ مضمون صفحہ ۱۴ پر بتغیر معناہ موجود ہے، لہٰذا ان تصریحات کی بنا پر کراہت ہوگی یا نہیں، اور اگر نہیں تو ان عبارات کا کیا مطلب ہے، اور دیگر فقہاء کرام کی عبارت بھی تحریر فرمائیں، اور یہ عبارت اگر حدیث وفقہ کی رو سے صحیح نہ ہو تو بالتفصیل اس پر رد کریں کیوں کہ محدثین کا قاعدہ ہے کہ جرح مبہم بالخصوص مواقع نزاع میں غیر مسموع ہوتی ہے، اسلئے جس طرح اس میں تفصیل سے کراہت کو ثابت کیا ہے، اسی طرح رد کریں یا کہ تائید فرمائیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ہمارے ائمہ ثلاثہ سے اس مسئلہ کے متعلق کوئی صراحت منقول نہیں ہے، عموماً کتب فقہ اس سے خالی ہیں حدیث شریف میں بھی کوئی تذکرہ نہیں ہے، جس بنیاد پر مکروہ کہا گیا ہے، اس کی حیثیت دلیل شرعی کی نہیں بلکہ محض نکتہ اور لطیفہ کی ہے، اس سے زائد نہیں، ثبوت کراہت کے لئے شرعی دلیل درکار ہے، اور ادلۂ شرعیہ چار ہیں، رہا مسلمانوں کی عادت کا حال سو وہ دونوں قسم کی ہے، کسی ایک چیز پر اجماع یا توارث نہیں ہے، امام ابوحنیفہؒ کے قریب حضرت امام مالکؒ ہیں وہ فرماتے ہیں" **ویاکل اهلها من لحمها ویتصدقون منها اھ**" موطا مالک، ص ۱۸۶/ **العمل فی العقیقة**[1]۔ اوجز میں ہے **قال الموفق وسبیلها فی الاکل**

[1] موطأمالک ص ۱۸۶ / العمل فی العقیقة، کتاب العقیقة.

والصدقة سبيل الاضحية اھ اوجز المسالک ص۲۲۱/ج۹[1]۔

جب عقیقہ اس باب میں بمنزلہ اضحیۃ کے ہے حالانکہ اضحیہ واجب ہے، اس کا تقاضہ تھا کہ پوری اضحیہ کوصدقہ کرنا واجب ہوتا، جس طرح کہ نذر واجب کا حال ہوتا ہے، لیکن صاحب اضحیہ کوخود کھانا شرعاً درست ہے، تو پھر عقیقہ تو واجب ہی نہیں اس کے کھانے میں بظاہر کوئی اشکال نہیں یا اس کا تقاضہ یہ تھا کہ عقیقہ واجب ہوتا، مگر وہ واجب نہیں تو پھر گروی قرار دے کر کھانے کی ممانعت محض درجۂ لطائف میں ہے، درجۂ مسائل میں نہیں عقیقہ ساتویں روز کیا جاتا ہے، ترمذی کی ایک روایت سے اکیسویں روز تک کا بھی ثبوت ملتا ہے[2] پھر سوال میں یہ دریافت کرنا کہ عقیقہ کے گوشت ہی سے بچہ کے والدین اور تمام اصول وفروع کھا سکتے ہیں یا کہ نہیں بہت غور طلب ہے غالباً اصول کے ساتھ فروع کو طرداً ذکر کر دیا گیا ورنہ سات روز کے بچہ کے فروع کہاں سے پیدا ہو جائیں گے، یا ممکن ہے کہ سوال اس صورت میں ہو جب کہ بچہ صاحب اولاد ہو کر خود اپنا عقیقہ اپنے بچے کے ساتھ کرے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۰/۴/۸۶ھ

بچہ کے کان میں اذان دینے کا طریقہ

سوال:- بچہ کے پیدا ہونے پر بعض لوگ کچھ فاصلہ سے بچہ کے کان میں اذان وتکبیر کہتے ہیں اس لئے کہ بچہ کے قریب ہونے سے نفرت کرتے ہیں، تو کیا مسنون طریقہ سے اذان ہو جائے گی یا نہیں؟

---

[1] اوجز المسالک ص ۲۲۱/ج ۹/المکتبة الامدادیه، مکة المکرمه .

[2] یستحبون ان یذبح عن الغلاء العقیقة یوم السابع فان لم یتهیأ یوم السابع فیوم الرابع عشر فان لم یتهیا الغلاء عق عنه یوم احد وعشرین (ترمذی شریف مع العرف الشذی ص ۲۷۸/ج ۱/باب ماجاء فی العقیقة، مطبوعه رشیدیه دهلی، مالابدمنہ ص۱۶۵/رسالہ احکام عقیقہ، ہمہ رنگ کتاب گھر۔

الجواب حامداً ومصلیاً

بچہ پیدا ہونے کے بعد اسکو پاک صاف کرکے اس کے کان کے قریب اذان و اقامت کہی جائے، اس سے نفرت نہ کی جائے، کان میں اس زور سے آواز نہ دی جائے کہ بچہ پریشان ہوجائے اور آواز کو برداشت نہ کر سکے[1]۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۴؍۳؍۹۰ھ

تحنیک کا طریقہ

سوال:۔ تحنیک کسے کہتے ہیں اس کا طریقہ کیا ہے، ایا سنت ہے یا مستحب ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

تحنیک مستحب ہے، اس کا طریقہ ہے کہ میٹھی چیز جیسے تر کھجور یا شہد اس کے تالو یا زبان میں لگا دیا جائے، چاہے پہلے اپنے منھ میں کھجور لیکر اس کو نرم کرکے لعاب سے بچے کی زبان اور تالو پر لگا دیا جائے تاکہ بچہ کی زبان میں شرینی ہو تلخ نہ ہو، یعنی اس کی زبان سے بڑے نرم اور شیرینی الفاظ ادا ہوں سخت اور تلخ الفاظ نہ بولے بہتر یہ ہے کہ سب سے پہلے اس کی زبان پر تحنیک کا ذائقہ پہنچے اگر اس کا موقع نہ ہو بلکہ پہلے دوا یا کوئی چیز یا دودھ پلا دیا گیا، پھر تحنیک کردی جائے تب بھی مضائقہ نہیں[2]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] فیرفع المولود عندالولادة علی یدیه مستقبل القبلة یؤذن فی اذنه الیمنیٰ ویقیم فی الیسری او یلتفت فیهما بالصلوٰة لجهة الیمین وبالفلاح لجهة الیسار، التقریرات الرافعی علی رد المختار ج ۱؍ص ۴۵؍باب الاذان، مرقاة المفاتیح ص ۱۶۰؍ج ۸؍باب العقیقة، مطبوعه کراچی، بذل المجهود ص ۳۰۲؍ج ۵؍باب ماجاء فی المولود یؤذن فی اذنه، مکتبه رشیدسهارنپور.

[2] وبعدازاں خرما یا شئی شیریں خائیدہ درکام اولیسند وایں را تحنیک گویند واولیٰ برائے تحنیک تمراست پس رطب پس شہد۔ مالابدمنہ، ص ۱۷۵؍رسالہ احکام عقیقہ، مرقاة المفاتیح ص ۱۵۴؍ج ۸؍قبیل کتاب الاطعمة، باب العقیقة، مطبوعه کراچی، بذل المجهود ص ۳۰۲؍ج ۵؍باب ماجاء فی المولود یؤذن فی اذنه، مکتبه رشیدسهارنپور.

تـم الـجزء السادس والعشرون
بـحـمـد الله واحسـانه وتوفيقه تعالىٰ
وبـمـنـه وكـرمه ويليه الجزء السابع
والـعشـرون اولـه كتـاب الـحظر
والاباحة انشـاء الله تعالىٰ ربنا تقبل منا
انك انت السميع العليم وتب علينا
انك انـت التواب الـرحيـم بـحرمة
حبيبك سيـد الـمرسلين وصلى الله
تـعالىٰ عليـه وعلى اٰلـه واصحابـه
اجمعين الى يوم الدين

محمد فاروق غفر له